حیاتِ خاتم الشعراء

عبدالرحمٰن جامی

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ

حالات وواقعات اور افکار وتعلیمات کا حسین مجموعہ

تالیف

راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر

Marfat.com

راجہ طارق محمود نعمانی رحمۃ اللہ کی علمی کاوشیں

- الفوائد (ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ) مترجم
- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (از: امام ابن کثیر رحمۃ اللہ) مترجم
- حیات حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ
- حیات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
- حیات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
- حیات خاتم الشعراء حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ
- شرح کلام جامی رحمۃ اللہ (مترجم)
- حیات شمس المعارف حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ
- دیوانِ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ (از: مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ) (مترجم)
- حیات حسین بن منصور حلاج (مع کلام اُردو ترجمہ)
- الاوفاق اُردو ترجمہ عملیات امام غزالی رحمۃ اللہ
- حیات خلیفہ ہارون الرشید
- سرسید احمد خان

Marfat.com

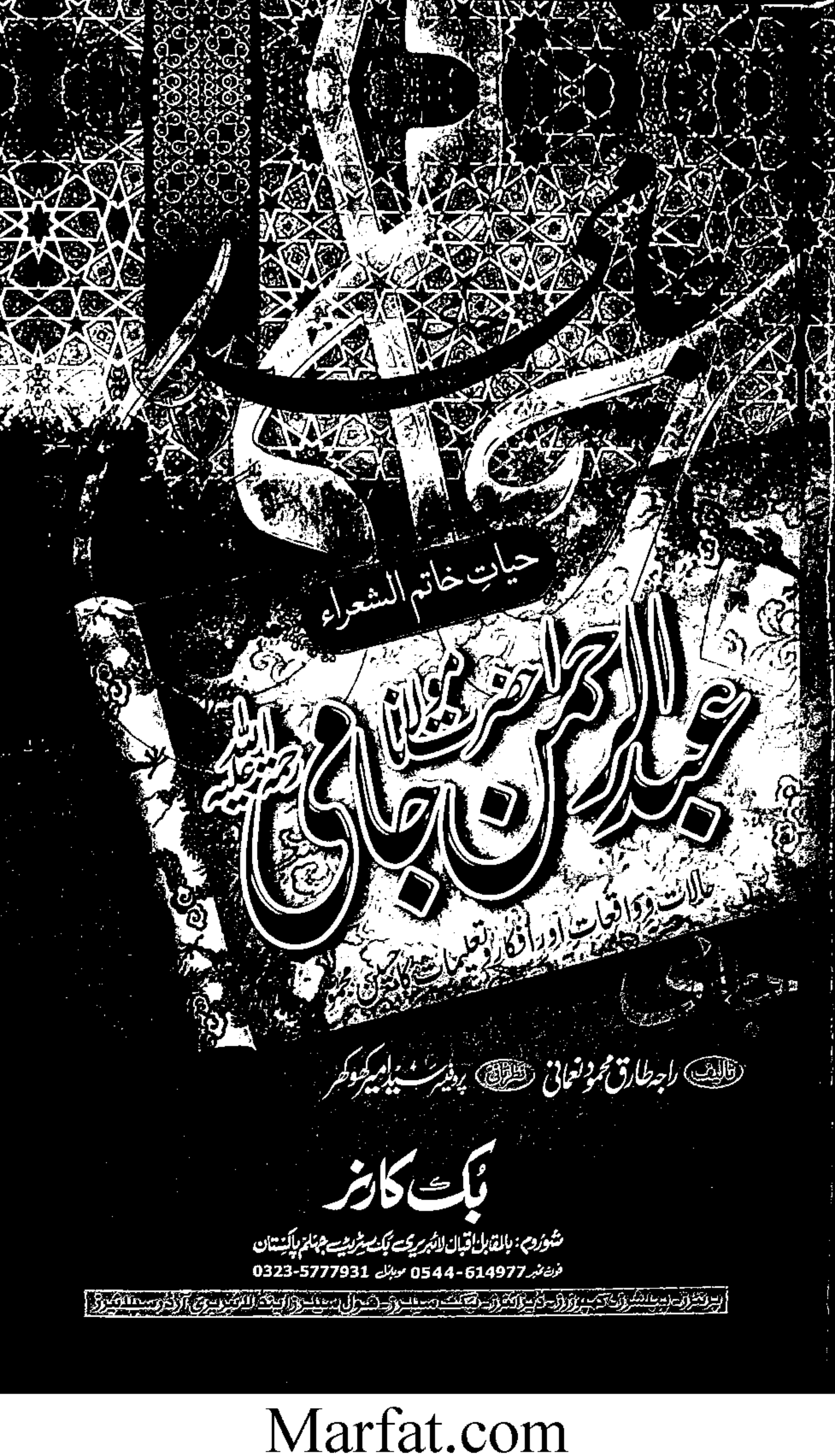
حیاتِ خاتم الشعراء
عبدالرحمٰن مغل رحمۃ اللہ علیہ
حالات و واقعات اور افکار و تعلیمات
تالیف راجہ طارق محمود نعمانی
نظر ثانی پروفیسر سید امیر کھوکھر
بک کارنر
شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان
فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931
ہر قسم کی بیسٹ سیلر بکز کا ڈیلر، بک سیلرز، مرکل سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

Hayat Hazrat Abdur Rahman Jami رحمۃ اللہ
By: Raja Tariq Mehmood Nomani
Jhelum: Book Corner. 2015
504p.
1. Muslim Scholar & Saint - Biography
ISBN: 978-969-9396-84-7

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ادارہ ''بک کارنر شوروم جہلم'' محفوظ ہیں
اس کا کوئی بھی حصہ بغیر اجازت کے شائع کرنا یا کہیں بھی استعمال میں لانا غیر قانونی ہوگا۔
خلاف ورزی کی صورت میں پبلشر قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔
قانونی مشیر: عبدالجبار بٹ (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نام کتاب : حیات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ
تالیف : راجہ طارق محمود نعمانی
نظر ثانی : پروفیسر سیّد امیر کھوکھر
تزئین و اہتمام : شاہد حمید/ ولی اللہ
پکچرز ایڈیٹنگ : گگن شاہد/ امر شاہد
پروف ریڈنگ : صبح صادق کرم الٰہی
سرورق : محمد شکیل طلعت
مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

اِلتماس: اللہ ربّ العزت کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتاب کی تصنیف، پروف ریڈنگ، پکچرز ایڈیٹنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں انتہائی احتیاط کی گئی ہے، تاہم غلطی کا احتمال بہرحال باقی رہتا ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو ناشر، پروف ریڈرز اور طابع ہر قسم کے سہو پر اللہ غفور و رحیم سے عفو و کرم کے خواست گار ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب میں اگر کہیں بھی غلطی یا خامی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے۔ ادارہ **بک کارنر** جہلم کے متعلقین اپنے کرم فرماؤں کے تعاون کے لیے بے حد شکر گزار ہیں۔ (ناشر)

BC DISPLAY CENTER
BOOK CORNER SHOWROOM
Opposite Iqbal Library, Book Street, Jhelum, Pakistan
Ph: +92 (0544) 614077, 621953 - Mob: 0323-577931, 0321-5440882
http://www.bookcorner.com.pk - email: bookcornershowroom@gmail.com

Marfat.com

کلام حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یارسول اللہ ﷺ

دلم پژمردہ آوارہ ز عصیاں یارسول اللہ ﷺ

چوں سوئے من گزر آری منِ مسکین ز ناداری

فدائے نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہ ﷺ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہجر و فراق سے میری جان ٹکڑے ٹکڑے جسم مضمحل ہو گیا ہے، میرا دِل مرجھا گیا ہے اور میرا دل گناہوں سے پریشان ہو گیا ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ فقیر و نادار کے پاس قدم رنجہ فرمائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین شریفین کے نقشِ پاک پر اپنی جان قربان کر دوں۔

مشہور خطاط خورشید عالم گوہر قلم کا شاہکار

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

ایک مصور کی نظر سے

Marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہرات کے قدیم شہر سے شمال، مائل بہ مغرب اورنئی آبادی سے شمال مغرب میں تقریباً ایک کرود کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہرات مغربی افغانستان کے صوبہ ہرات کا شہر ہے۔ تجہیز و تکفین کے بعد مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعش، عیدگاہ ہرات لائی گئی اور نماز جنازہ کے بعد انہیں ان کے پیر مولانا سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے دفن کر دیا گیا۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور اس کے گردونواح کے علاقے کو ''خیابان ہرات'' کہتے ہیں۔ وہاں پر ایک صحن، ایک باغ اور ایک باغیچہ ہے۔ صحن ایک ایسے احاطہ پر مشتمل ہے کہ جس کے اردگرد ایک خشتی (اینٹوں کی) چاردیواری ہے۔ صحن پتھر اور اینٹ سے تعمیر شدہ ہے۔ ان سیاہ اور سفید قدرتی پتھروں کو ایک مناسب، موزوں اور منظم ترتیب کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے، اور فرش کی کیفیت یہی ہے۔ اس کے وسط میں تقریباً شمال کی جانب اینٹوں کے ایک چبوترے پر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔

Marfat.com

مزار مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، ہرات (افغانستان)

Marfat.com

انتساب

ہم خاتم الشعراَ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سوانح حیات کو
اوّل نعت خواں، سیّد الشعراء، شاعرِ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابیٔ جلیل

سیّدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

کے نامِ نامی سے بصد عقیدت واحترام منسوب
کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

راجہ طارق محمود نعمانی

Marfat.com

عرض ناشر

اس جہانِ رنگ و بُو میں ایسے کئی افراد گزرے ہیں جن کے افکار و کردار نے ایک زمانے کو فیض یاب کیا۔ علم و حکمت ہو یا فکر و فن؛ ان کے کارنامے لوحِ تاریخ کے سرنامے قرار پائے..... محبت و مودت اور عشق و عقیدت ان کا اوڑھنا بچھونا رہا..... سوز و گداز ان کی شخصیت کا لازمہ تھا اور تگ و تاز ان کی زندگی کا عنصر ترکیبی..... ایسے لوگ یقیناً ہر دَور کے لیے باعثِ اعزاز و افتخار اور ہر زمانے کے لیے لائقِ تحسین و آفرین ہوتے ہیں..... ایسی ہی رشکِ روزگار شخصیات میں خاتم الشعراء عارفِ نامی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ بھی شامل ہیں..... جو ایک طرف علم و فضل کے خورشیدِ فروزاں تھے تو ساتھ ہی ساتھ اقلیمِ معرفت و حقیقت کے بھی نیّرِ تاباں بھی..... وہ بہ یک وقت صرف و نحو، ترجمہ و تفسیر، حدیث، اصول حدیث، منطق، کلام، فلسفہ، معانی، بدیع جیسے علوم و فنون پر مکمل مہارت رکھتے تھے..... خاص طور پر ان کا خاتم النّبیین حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ تعلق اور عشق و محبت بھری وابستگی شہرہ آفاق حیثیت رکھتی ہے..... یہ کتاب انہی برگزیدہ ہستی کے احوال و آثار اور تعلیمات و افکار کا مستند مجموعہ ہے..... ادارہ بک کارنر، نامور محقق جناب راجہ طارق محمود نعمانی کی اس تحقیقی کاوش کو پیش کرتے ہوئے از حد خوشی محسوس کر رہا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ ادیبِ شہیر جناب پروفیسر سَید امیر کھوکھر صاحب نے بڑی عرق ریزی اور دیدہ فشانی سے کتاب کی نظرِ ثانی کی اور اپنے ادبی اسلوب سے اس کی نوک پلک سنوار کر علمی، ادبی اور تحقیقی فریضہ سرانجام دیا، ادارہ ان کی اس کاوش پر از حد مسرور و ممنون ہے۔

قارئین کرام!!..... آپ کے لیے یہ بات یقیناً خوشی کا باعث بنے گی کہ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اُردو ترجمہ و تشریح ''شرح کلیاتِ جامیؒ'' بھی ادارے کی جانب سے چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہے..... انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح کا کام بھی راجہ طارق نعمانی صاحب کے قلم سے مکمل ہوا ہے.....

عزیز قارئین!!..... ادارہ کی طرف سے مطبوعہ کتب کی اشاعت پر آپ کی طرف سے حوصلہ افزا پذیرائی ہمارے جذبوں کو مزید جلا بخشتی ہے بلکہ مہمیز لگاتی ہے..... لیجیے! کتاب حاضر ہے محبت اور خلوص کے ساتھ..... ورق اُلٹیے اور اس علمی، ادبی اور روحانی شخصیت کے افکار و تعلیمات سے مستفید و مستفیض ہوں..... اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو.....!

شاہد حمید

Marfat.com

فہرستِ مضامین

مقدمہ

حیاتِ خاتم الشعراء ---------- 33
حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ---------- 33
حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار ---------- 33
حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے سوانح نگاران ---------- 34
حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت اور علمی احوال وآثار کے موضوع پر مطالعہ کی اہمیت وضرورت ---------- 36
حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا علمی اور روحانی مقام ---------- 38
ایرانی محققین اور آثار جامی رحمۃ اللہ ---------- 39
پیغامات ---------- 40
موضوعات مقالات ---------- 41
روس میں جامی شناسی ---------- 43
آثارِ جامی رحمۃ اللہ ---------- 44
حصہ اول ---------- 46
حصہ دوم ---------- 46
حصہ سوم ---------- 47

آثارِ جامی رحمۃ اللہ (تکملہ)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مستقل علمی آثار ---------- 48
بہارستان یا روضۃ الاخیار (فارسی۔نثر ونظم) ---------- 48
شرح دیباچہ مرقع (فارسی۔نثر) ---------- 48

Marfat.com

منشآتِ جامی رحمہ اللہ (فارسی۔نثر) ---------- 48
نامہ جامی رحمہ اللہ بہ نوائی رحمہ اللہ: فارسی ---------- 48
ادب۔نظم ---------- 49
اشعار نایاب جامی رحمہ اللہ (فارسی) ---------- 49
کیفیت ---------- 49
دوازدہ امام (فارسی۔مثنوی) ---------- 49
کیفیت ---------- 49
دیوانِ جامی رحمہ اللہ (فارسی۔نظم) ---------- 50
ہفت اورنگ (فارسی۔نظم) ---------- 50
سلسلۃ الذہب ---------- 50
سلامان وابسال ---------- 50
تحفۃ الاحرار ---------- 51
سبحۃ الابرار ---------- 51
یوسف وزلیخا ---------- 51
لیلیٰ ومجنون ---------- 51
خردنامہ اسکندری ---------- 51
علوم نقلی تفسیر ---------- 52
تفسیر سورۂ اخلاص ---------- 52
تفسیر سورۂ فاتحہ (فارسی۔نثر) ---------- 52
تفسیر قرآنِ مجید: (عربی۔نثر) ---------- 52
حدیث ---------- 53
چہل حدیث: اربعین: (فارسی۔نظم) ---------- 53
شرح حدیث عمائیہ: (فارسی۔نثر) ---------- 53
سیرت وتذکرہ ---------- 54
شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ: (فارسی۔نثر) ---------- 54
مناقب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمہ اللہ: (فارسی۔نثر) ---------- 55

Marfat.com

نفحات الانس من حضرات القدس: (فارسی۔نثر) ---------- 55
فقہ ---------- 56
"رسالہ مناسک حج" (صغیر)۔(فارسی۔نثر) ---------- 56
رسالہ مناسک حج (کبیر)۔(بظاہر فارسی) ---------- 56
شرح النقایہ مختصر الوقایہ (فارسی-نثر) ---------- 57
تصوف ---------- 57
اشعۃ اللمعات بشرح لمعات: (فارسی۔نثر) ---------- 57
تہلیلیہ: شرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ: (فارسی۔نثر) ---------- 57
تہلیلیہ یا کلمہ فی التوحید۔(فارسی۔نثر) ---------- 57
الدرۃ الفاخرۃ یا رسالہ در تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم: (عربی۔نثر) ---------- 58
سخنانِ خواجہ پارسا رحمہ اللہ یا الحاشیۃ القدسیہ: (فارسی/عربی۔نثر) ---------- 58
کیفیت ---------- 58
سررشتہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔نثر) ---------- 58
سوال و جواب ہندوستان: (بظاہر فارسی/نثر) ---------- 59
شرح بیت خسرو دہلوی رحمہ اللہ فارسی۔نثر ---------- 59
شرح بیت خسرو دہلوی رحمہ اللہ فارسی۔نثر ---------- 59
شرح دو بیت از مثنوی مولوی رحمہ اللہ (فارسی۔نثر و نظم) ---------- 60
شرح رباعیات: (فارسی۔نثر و نظم) ---------- 60
شرح فصوص الحکم: (عربی۔نثر) ---------- 60
شرح قصیدہ "تائیہ فارضیہ یا شرح نظم الدر: (فارسی۔نثر) ---------- 60
شرح قصیدۂ عطار ---------- 60
شعر ---------- 61
شرح مفتاح الغیب ---------- 61
رسالہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔نثر و نظم) ---------- 62
آغاز: اشعار ---------- 62
شعر نمبر ---------- 62

Marfat.com

لوامع انوار الکشف والشہود علی قلوبِ ارباب الذوق والجود یا شرح خمریہ (فارسی۔نثر) ـــــ 62
اشعار ـــــ 63
لواتح: (فارسی۔نثر) ـــــ 64
نائیہ ''بانی نامہ'': (فارسی۔نثر ونظم) ـــــ 64
''نقد النصوص'' فی شرح نقش الفصوص: (فارسی۔نثر) ـــــ 65
وجود یا وجودیہ یا رسالہ وجیزہ در تحقیق واثباتِ واجب الوجود ـــــ 65
(عربی۔نثر) ـــــ 65
علوم زبان ـــــ 66
شرح العوامل المائۃ: (فارسی۔منظوم) ـــــ 66
صرف فارسی منظوم ومنثور ـــــ 66
فوائد ضیائیہ (عربی، نثر) ـــــ 67
فنونِ شاعری ـــــ 67
رسالہ عروض'' یا ''مجمع الاوزان'': (فارسی۔نثر) ـــــ 67
''الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ'' یا ''مختصر وافی در علم قوافی'': (فارسی۔نثر) ـــــ 67
کیفیت ـــــ 68
معمیات ـــــ 68
''حلیۂ حلل''، ''رسالہ معما'' کبیر (فارسی۔نثر) ـــــ 68
رسالہ معما۔صغیر: (فارسی۔نثر) ـــــ 68
''دستور معما''۔متوسط: (فارسی۔نثر ونظم) ـــــ 69
دستور معما۔منظوم: (فارسی) ـــــ 69
شرح معمیات میر حسین معمائی رحمہ اللہ: (فارسی۔نثر) ـــــ 69
علوم عقلی، موسیقی ـــــ 70
رسالہ موسیقی: (فارسی۔نثر) ـــــ 70
آثار حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) ـــــ 71
کی غیر مستقل تصانیف) کا مختصر تذکرہ ـــــ 71
''اعتقاد نامہ'': (فارسی۔مثنوی) ـــــ 71

Marfat.com

''جلاء الروح'': (فارسی۔قصیدہ) ---------- 71
ساقی نامہ: (فارسی۔مثنوی) ---------- 72
''لجۃ الاسرار'': (فارسی۔قصیدہ) ---------- 72
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب کتب ---------- 73
ابیات وعبارات عربیہ وفارسیہ استعملہ انورالدین الجامی رحمہ اللہ فی رسائلہ ومنشاتہ!---------- 73
ارشادیہ ---------- 73
رسالۃ فی الاہلیت: (بظاہر عربی) ---------- 73
تاریخ صوفیان وتحقیق مذہب آنان: (بظاہر فارسی: نثر)---------- 74
تحقیقات: (فارسی۔نثر) ---------- 74
ترجمہ (یا شرح) قصیدہ بردہ: (فارسی)---------- 74
رسالہ فی التصوف واہلہ وتحقیق مذہبہم: (غالباً: عربی،نثر) ---------- 75
تفسیر سورۂ یٰسین: (فارسی۔نثر)---------- 75
تفسیر قرآن: (عربی۔نثر)---------- 76
رسالۃ التوحید'': (عربی۔نثر) ---------- 76
حیرت الصرف (فارسی)---------- 76
دیوان رسائل ---------- 76
رسالہ عرفانی: (فارسی) ---------- 76
رسالہ عرفانی: (فارسی) ---------- 77
رسالہ منظومہ ---------- 78
زبدۃ الصنائع: (فارسی) ---------- 77
سبحۃ فی الصنائع والحکم ---------- 78
سرخاب (سہراب) ورستم: (فارسی) ---------- 78
آغاز: شعر ---------- 78
شرائط ذکر---------- 78
شرح اصطلاحات شعرا یا کنایات الشعراء: (فارسی۔نثر)---------- 79
شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔(فارسی۔نثر)---------- 80

Marfat.com

شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔(فارسی۔نثر)---------- 80
شرح دعاء القنوت: (عربی)---------- 80
شرح دیوانِ خاقانی رحمہ اللہ: (فارسی)---------- 80
شرح الرسالۃ الوضعیۃ (عربی)---------- 80
آغاز---------- 81
شرح گلشن راز---------- 81
شرح مخزن الاسرار---------- 81
شق القمر: (فارسی)---------- 81
شعر---------- 81
صد کلمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ با ترجمہ فارسی---------- 82
اشعار---------- 82
رسالہ عروہ---------- 83
''من الفتوحات المکیۃ'' میں صفۃ الرافضیہ: (بظاہر عربی۔نثر)---------- 83
رسالہ قطبیہ: (فارسی)---------- 83
آغاز---------- 83
قلندر نامہ: (فارسی)---------- 83
کلمتی الشہادۃ---------- 83
گل نوروز---------- 84
مثنوی عشقی: (فارسی)---------- 84
آغاز: شعر---------- 84
مختصر الفقہ: (فارسی)---------- 84
رسالہ مراتب ستہ: (فارسی)---------- 84
ملفوظات جامی رحمہ اللہ: (فارسی)---------- 85
مناقب مولوی رحمہ اللہ---------- 85
رسالہ منطق---------- 85
النغمۃ المکیۃ---------- 85

Marfat.com

رسالہ نور بخش رحمۃ اللہ ---------- 85
آغاز ---------- 86
رسالہ وحدت الوجود: (فارسی) ---------- 86
الوصیہ ---------- 86
بحوالہ آثارِ جامی رحمۃ اللہ ---------- 87
چند ایسی کتب کہ جو صریحاً غلط طور پر حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی جانب منسوب کر دی گئی ---- 87
تاریخ ہرات ---------- 87
تجنیس خط یا تجنیس اللغات: (فارسی۔نظم) ---------- 89
آغاز: شعر ---------- 89
شعر ---------- 89
اشعار ---------- 89
شعر ---------- 89
تجنیس خط ---------- 90
ترجمہ کوک شاستر: لذت النساء: (فارسی۔نظم) ---------- 91
شعر ---------- 91
دیوانِ مادح: (فارسی۔نظم) ---------- 91
شعر ---------- 91
آغاز: شعر ---------- 92
رسالہ صغیر: (فارسی۔نثر) ---------- 92
رسالہ عرفانی: (فارسی۔نثر) ---------- 93
طریق بحث: (فارسی۔نثر) ---------- 93
شعر ---------- 93
اشعار ---------- 94
شعر ---------- 94
شعر ---------- 94
لطائف شرائف: (فارسی۔نثر) ---------- 95

Marfat.com

اختتام: شعر ---------- 95
اللمعات: (فارسی۔نثر) ---------- 96
اشعار ---------- 96
منتخب مثنوی مولوی رحمۃ اللہ: (فارسی) ---------- 97
پس نوشت ---------- 97
رسالہ فی اسرار علم التصوف! (فارسی) ---------- 98
منتخب چہار عنوان کیمیائے سعادت: (فارسی) ---------- 98
کیمیائے سعادت کے عنوانات ---------- 98
تتمہ تکملہ آثارِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ---------- 99
سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ یا ''الحاشیۃ القدسیۃ'' ---------- 99
شرح رباعیات جامی رحمۃ اللہ ---------- 99
نائیہ یانی نامہ ---------- 99
شق القمر ---------- 100
موجودہ کتاب کے بارے میں ---------- 100
ترتیب ---------- 101
فہرست عکسیات ---------- 102
حیات ---------- 103
خاتم الشعراء نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ---------- 103

(حصہ اول)

مشتمل بر عناوین ---------- 104
سرزمین ایران و جام ---------- 105
(تربت جام) ---------- 105
حدود ---------- 106
ایران کے تاریخی ادوار کا تسلسل زمانہ قبل از اسلام (حملہ اسلام تک) ---------- 106
عرب و ایران زمانہ بعد از اسلام ---------- 107
اسلامی دور کے ابتدائی حکمران ---------- 107

Marfat.com

خاندانِ سلجوقی ---------- 107
خاندان اتابکہ ---------- 107
منگول ---------- 108
ایران میں طوائف الملوکی ---------- 108
خاندان تیموریہ ---------- 108
ایران اور عرب تہذیب وثقافت کے باوصف (مختصر جائزہ) ---------- 108
ایرانی ''تہذیب وتمدن'' کا عربی تہذیب وتمدن پر اثر ---------- 110
دنیوی اصول وقواعد کے تطابق میں انداز سیاست وحکمرانی ---------- 111
تاریخ وفن تاریخ اور نظم حکومت وسلطنت کے باوصف مناسبت حاصل کرنا ---------- 112
اسلامی نظم حکومت وسلطنت اور ایرانی نظم حکومت وسلطنت کا ایک مختصر جائزہ ---------- 113
اسلامی محکمہ مال گزاری اور ایرانی محکمہ مال گزاری، ایک مختصر جائزہ ---------- 114
نیز اصطلاحاتِ مال گزاری اور سکہ سازی کا اسلوب ---------- 114
ایرانی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا اثر عرب تہذیب وتمدن اور ثقافت پر ---------- 115
ایرانی صنعت ودستکاری نیز فن تعمیرات اور علم وادب کے اثرات کا مختصر جائزہ ---------- 116
''اہل ایران'' کا دین اسلام کی اشاعت اور علوم وفنون کی خدمات میں زریں حصہ ---------- 118
السنہ ایران: (زبانوں کی تقسیم) ---------- 119
ایرانی خط ---------- 120
ایران قدیم کی تاریخ کے ادوار ---------- 120
ایرانی قبائل واقوام وملل ---------- 120
ایرانی مذاہب: عہد قدیم ---------- 120
جشن ہائے ایرانِ قدیم ---------- 121
فنون ایران: ایران قدیم اور فنون لطیفہ (قدیمی) ---------- 121
زمانہ بعد از اسلام ---------- 121
ایرانی فن تعمیرات کی نمایاں خصوصیات ---------- 121
قدیم مصوری اور مکاتب مصوری ---------- 122
خوش نویسی ---------- 122

Marfat.com

قالین بافی ---------- 122
ایرانی فنون کا اثر جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے ---------- 122
جام ---------- 123
(تربت جام) ---------- 123
ہرات ---------- 123
ہرات ---------- 123
جام ---------- 125
آپ نے اپنا تخلص ''جامی'' کیوں رکھا ---------- 126
حیاتِ جامی رحمہ اللہ کے مآخذ ---------- 127
حیات جامی رحمہ اللہ کے مآخذ کا مختصر جائزہ ---------- 127
آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد ---------- 132
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کی ولادت بسال ---------- 134
تحصیل علم ---------- 134
ولادت ---------- 134
لقب ---------- 134
اسم مبارک ---------- 134
تخلص ---------- 134
نوٹ ---------- 135
تحصیل علم کے لیے سفر ---------- 135
اساتذہ وشیوخ اور ہرات کا مدرسہ نظامیہ ---------- 135
نصابی تعلیم وکتب ---------- 136
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کا اپنا بیان ---------- 136
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ سمرقند میں ---------- 137
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کی بحث اوّل ملاقات میں ---------- 137
مولانا فتح اللہ تبریزی رحمہ اللہ کا بیان ---------- 137
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے تبحر علمی اور ذہانت کا اعتراف ---------- 137

Marfat.com

علمی استحضار کا ایک واقعہ ---------- 137
تعطیل کے ایام فراغت میں مولانا جامی رحمہ اللہ کے مشاغل ---------- 138
جولانی طبع ---------- 138
علمی جامعیت ---------- 139
حواشی متعلقہ باب سوم ---------- 139
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا تبحرِ علمی اور وسعتِ نظری ---------- 142
مولانا جامی رحمہ اللہ کے دینی، علمی وفکری رجحانات کا مختصر جائزہ ---------- 143
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ اور تصوف وسلوک ---------- 151
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے عہد کا اصحابِ تصوف وسلوک کا مختصر اور عمومی جائزہ 155
نفحات الانس ---------- 161
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور تصوف وسلوک ---------- 164
حضرت مخدوم خواجہ سعدالدین کاشغری رحمہ اللہ سے ملاقات ---------- 165
جذب وشوق اور طلب صدق ---------- 165
حضرت مخدوم کاشغری رحمہ اللہ کی نسبت باطنی کا حصول ---------- 166
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کی نسبتِ طریقت اور اس کے تین سلاسل ---------- 166
رشحات عین الحیات ---------- 166
دورۂ سیر وسلوک ---------- 168
یعنی حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی حضرات مشائخ کبار کے ساتھ نسبت وارادت کے باوصف ملاقاتیں ---------- 168
حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ سے روحانی نسبت بچپن میں ---------- 168
حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمہ اللہ ---------- 169
حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہٗ ---------- 169
حضرت شیخ بہاء الدین عمر رحمہ اللہ ---------- 170
حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ روحہ ---------- 171
حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمہ اللہ ---------- 172
حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد ---------- 172

Marfat.com

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ ---------- 173
متن ---------- 174
ترجمہ متن ---------- 174
متن ---------- 175
ترجمہ متن ---------- 175
حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ ---------- 175
حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اور سلطان ابوسعید گورگان کے باہمی روابط ---------- 176
آپ رحمۃ اللہ کا طریقہ تصوف وسلوک ---------- 177
چنگیز خان کے ظالمانہ احکامات کی تنسیخ ---------- 177
حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کا تصوف اور سلوک کے مراتب سہ گانہ کا حصول، حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ کے توسط سے ---------- 178
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے مذہبی رجحانات، آپ کے اعزا واقارب اور اولاد امجاد وغیرہ کے مختصر ''احوال وآثار'' ---------- 182
ایرانی افکار ونظریات کا انقلابی پہلو ---------- 182
مولانا جامی رحمۃ اللہ کی متنازعہ شخصیت ---------- 182
انتہا پسند اہل تشیع کا نقطہ نظر ---------- 184
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے مذہبی عقائد ورجحانات ---------- 185
سلسلۃ الذہب ---------- 185
اعتقادنامہ ---------- 185
نظم ''اعتقادنامہ'' ---------- 186
سلسلۃ الذہب ---------- 187
حکایت ---------- 187
مطلع ---------- 188
شواہد النبوۃ ---------- 190
مدح خلفائے اربعہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 191
مثنوی ''سبحۃ الابرار'' از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 194

Marfat.com

مثنوی ''لیلیٰ ومجنون'' حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 195
مثنوی ''خردنامہ اسکندری'' از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 196
حاشیہ ---------- 200
اعتقادنامہ از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 207
حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے اعزا واقربا رحمۃ اللہ کے مختصر ''احوال وآثار'' ---------- 208
عقد ---------- 208
اولاد امجاد رحمۃ اللہ ---------- 209
فارسی رباعی ---------- 209
واقعہ ---------- 211
قطعات ---------- 212
اعزا واقارب ---------- 213
بھائی ---------- 213
بہن ---------- 214
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے اسفار کا مختصر جائزہ ---------- 215
تذکرے اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے اسفار کے احوال وآثار ---------- 216
حاشیہ بتفصیل ذیل ---------- 216
روداد سفر ---------- 218
افسوسناک واقعہ ---------- 219
اشعار ---------- 221
سوئے حجاز ---------- 222
دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ---------- 222
شہر نجف میں ---------- 223
حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی منقبت میں قصیدہ ---------- 223
حضرت سید شرف الدین محمد لیث نقیب کی جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کا استقبال ۔ 223
شام کا سفر ---------- 225
سماعت حدیث وسند حدیث اور زعما سے ملاقاتیں ---------- 225

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ حلب میں ---------- 225
قیصر روم کی جانب سے ہدیہ اور روم آنے کی دعوت ---------- 225
تبریز میں آپ رحمہ اللہ کا استقبال ---------- 226
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ہرات میں ---------- 226
اشعار ---------- 227
اشعار ---------- 227

حصہ دوم

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا عہد اور سیاسی ماحول ---------- 230
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے عہد کے مذہبی رجحانات ---------- 232
مذہبی اور اجتماعی احوال وظروف کا پس منظر ---------- 233
نویں صدی میں ایران میں تصوف کے رجحانات ---------- 236
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 240
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا نظریہ تصوف وسلوک ---------- 243
حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور فلسفہ وحدت الوجود ---------- 244
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ بحیثیت شارح الشیخ الاکبر رحمہ اللہ ---------- 245
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا نظریہ ---------- 246
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 247
صفات ---------- 247
وصل کے ہر سہ مراحل ---------- 248
مثال ---------- 248
خواہش وضرورت کا تعلق ورشتہ ---------- 248
مقامِ عینیت، تجلی ---------- 249
کتاب ''لوائح جامی رحمہ اللہ'' ---------- 249
سیر وسلوک کے مراحل ---------- 250
تصوف کے نظریہ کی فوقیت ---------- 251
لقلم ---------- 251

Marfat.com

مثنوی لیلیٰ ومجنون ---------- 254

اشعار ---------- 254

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ گہری وابستگی ---------- 256

اشعار ---------- 258

مولانا جامی رحمۃ اللہ تصوف وسلوک میں حقیقت پسند تھے ---------- 258

اشعار ---------- 258

نفحات الانس ---------- 261

میر سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ ---------- 261

''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 262

اشعار ---------- 263

اشعار ---------- 263

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی روش ---------- 264

آپ رحمۃ اللہ کا اخفا کا حکم منجانب اللہ تھا ---------- 265

اشعار ---------- 265

مولانا جامی رحمۃ اللہ کے احوال اور روحانی اشارات ومکاشفات ---------- 266

''سلسلۂ ارادت'' کی جانب مولانا جامی رحمۃ اللہ کی بے التفاتی کا سبب ---------- 266

خلوت در انجمن ---------- 267

''رشحات عین الحیات'' از جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ ---------- 268

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی ''طریقۂ نقشبندیہ'' سے قلبی ارادت ---------- 269

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی قلب پر توجہ اور ذکر قلبی ---------- 269

اشعار ---------- 269

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات وکرامات ---- 271

حکایات وکرامات ---------- 272

اشعار ---------- 273

''خمسۃ المتحیرین'' از جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ ---------- 274

Marfat.com

حصہ سوم

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے خصائل وفضائل اور کمالات ---------- 276
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 277
''عادات واطوار'' تحقیقاتی نقطہ نگاہ سے ---------- 277
تحصیل علم کا خصوصی ملکہ ---------- 278
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی ذاتی استعدادات ---------- 279
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ، صاحب قدسی نفس تھے ---------- 279
اشعار ---------- 281
مثنوی یوسف علیہ السلام وزلیخا ---------- 281
اشعار ---------- 281
مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ ---------- 284
اشعار ---------- 285
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی دنیوی امور میں لاتعلقی اور تجرد ---------- 287
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور شریعت وطریقت میں اتصال کا نمایاں پہلو 288
ذکر ومراقبہ ---------- 290
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے مراقبہ، اشغال اوراوراد کا طریقہ ---------- 290
آپ رحمہ اللہ کی صحبت کی خاصیت ---------- 290
عادات واطوار ---------- 291
ریاکارانہ روش سے اجتناب ---------- 291
رفاہ عامہ کے کام ---------- 291
طبیعت ومزاج ---------- 291
جلوت وخلوت ---------- 292
اشعار ---------- 292
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے ہاں عزت نفس کا مقام اوراستغناو بے نفسی ------- 293
عزت نفس ---------- 294
فقر وفاقہ اور صبر وقناعت ---------- 294

Marfat.com

اشعار ---------- 295
شرافت نفس ---------- 295
خردنامہ اسکندری از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 295
مثنوی ''سبحۃ الابرار'' از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 296
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے ہاں ناممکنات اور استغنا ---------- 300
اشعار ---------- 301
اشعار ---------- 301
دیوان جامی رحمہ اللہ از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ ---------- 303
اشعار ---------- 303
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے ہاں سادگی اور درویشی ---------- 305
آپ رحمہ اللہ کی روزمرہ کی زندگی کے مشاغل ---------- 306
عوام کی تربیت اور خدمت خلق ---------- 306
''خمسۃ المتحیرین'' از جناب میر علی شیر نوائی رحمہ اللہ ---------- 306
رقعہ ---------- 307
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور خیر خواہی نیز نیکوکاری کا فطری جذبہ ---------- 309
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے خطبات اور رقعات ---------- 310
رقعہ ---------- 310
اشعار ---------- 312

حصہ چہارم

سخن ہائے گفتنی ---------- 314
''ہرات'' حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے حوالے سے ---------- 317
تاریخی وسعت ---------- 218
آبادی ---------- 218
اشعار ---------- 319
ہرات: ''علم وادب'' و ''اسلامی ثقافت'' کا عظیم شہر ---------- 319
سلاطین کی علم پروری ---------- 320

Marfat.com

تیموری سلاطین ---------- 320
''سلطنتِ تیموریہ'' اور ''تیموری سلاطین'' ---------- 322
ایران کی سیاسی تاریخ کے دو رخ ---------- 322
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 324
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور تیموری سلاطین ---------- 326
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی ادبی تخلیقات کا دور ---------- 326
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے ممدوح سلاطین ''سلسلہ تیموریہ'' میں سے ------- 327
سلطان مرزا ابوالقاسم بابر ---------- 327
اشعار ---------- 327
اشعار ---------- 328
سلطان مرزا ابوسعید گورگان ---------- 329
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 329
سلطان حسین بایقرا ---------- 331
ہرات کی شان وشوکت ---------- 332
سام مرزا ---------- 332
سلطان حسین بایقرا کی علمی حیثیات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 333
استاد جامی رحمہ اللہ ---------- 333
منشآتِ جامی ---------- 334
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی اکثر کتب کی تالیفات کا دور ---------- 335
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا طرز عمل ---------- 336
مثنوی لیلیٰ ومجنون از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 336
جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ صاحب ہراتی ---------- 337
آپ رحمہ اللہ کی ہر دلعزیزی اور شہرت ---------- 337
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی اکثر وبیشتر کتب کی تصنیف وتالیف کا دور اور آپ رحمہ اللہ کی عمر- 338
احوال وآثار ---------- 339
آپ رحمہ اللہ کی علمی وادبی حیثیات ---------- 340

Marfat.com

عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین ---------- 344
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے مراسم ---------- 344
سلطان جہان شاہ قراقوینلو ---------- 344
سلطان ''جہان شاہ'' کا دیوان ---------- 345
''یعقوب بیگ'' اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 346
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے منظوم و منثور آثار ---------- 346
منشآت جامی رحمہ اللہ ---------- 346
جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ کا بیان ---------- 347
سلطان یعقوب بیگ ---------- 347
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی مثنویات اور منشآت ---------- 347
سلسلۃ الذہب ---------- 348
مثنوی ''سلامان وابسال'' ---------- 348
دیوانِ ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 350
انشائے جامی رحمہ اللہ ---------- 351
عثمانی سلاطین ---------- 353
منشآت فریدون بیگ ---------- 353
دیوانِ جامی رحمہ اللہ ---------- 354
مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ ---------- 354
دیوانِ ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ ---------- 355
اشعار ---------- 355
صفوی سلاطین ---------- 357
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور صفوی سلاطین ---------- 357
ہرات اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 357
اشعار ---------- 359
دیوانِ ہاتفی رحمہ اللہ ---------- 359
قاضی نوراللہ شوستری مصنف (مجالس المؤمنین) ---------- 359

Marfat.com

سلاطین صفویہ اور علمائے شیعہ ---------- 360
سام مرزا کی تحفہ سامی اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 360
اشعار ---------- 360
سام مرزا اور مولانا ہاتفی رحمۃ اللہ ---------- 361
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ اور پاک وہند کے مشاہیرِ علم وادب کے ساتھ علمی وادبی مراسم 362
انشائے جامی از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 362
الف: ملک التجار ---------- 362
محمود گاوان، صاحبِ علم وفن شخصیت ---------- 363
علم مقام ---------- 363
مولانا جامی رحمۃ اللہ کی انشائے جامی رحمۃ اللہ اور محمود گاوان (ملک التجار) کی ریاض الانشاء کا مختصر جائزہ ---- 363
''القاب وآداب کے استعمال کا نمونہ ---------- 363
مکاتیب کا موضوع ---------- 364
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کا طرزِ عمل ---------- 364
نفحات الانس ---------- 366
کتاب الانوار (تذکرہ اولیاء) از حضرت مولانا عین الدین بیجاپوری رحمۃ اللہ ---------- 366
جناب ڈاکٹر باقر صاحب کی توضیح ---------- 367
رسالہ ''سوال وجواب'' ہندوستان ---------- 367
خواجہ علی بن ملک التجار ---------- 368
جناب سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ .....اُچ (پاکستان) ---------- 368
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 369
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی کتب (نثر ونظم) کا ہندوپاک میں شائع ہونا اور شہرت ومقبولیت پانا 371
نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 371
''رسالہ در حقائق دین'' از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 372
اشعار ---------- 372
''رسالہ سوال وجواب ہندوستان'' از مولانا جامی رحمۃ اللہ ---------- 373
''اشعار جامی'' از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 374

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی کتب تصوف وسلوک کا انداز وروش ---------- 374
میر شیر علی خان لودی رحمۃ اللہ کا بیان ---------- 375
برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی کتب کی مقبولیت کا سبب --- 375
برصغیر (پاک وہند) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کی تصانیف کی پذیرائی کے مختلف ادوار کا مختصر اور سرسری جائزہ 375
پاک وہند میں چھاپہ خانہ کا آغاز اور حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت 376
برصغیر میں شروحات وتراجم ---------- 376
اردو زبان میں تراجم ---------- 377
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کے علم وادبی آثار کی ترویج میں برصغیر کے مدارس ومکاتب کا عظیم حصہ 377
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی پاک وہند کے علما وشعرا سے ملاقاتیں ---------- 378
حضرت شیخ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ ---------- 378
علمی سفر وسیاحت ---------- 379
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی مجلس میں ---------- 380
برصغیر (پاک وہند) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کے شاگرد ---------- 381
بالواسطہ اور بلاواسطہ شاگردان ---------- 381
جناب کاہی اکبرآبادی رحمۃ اللہ ---------- 382
جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ ---------- 383
سفینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمۃ اللہ ---------- 383
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کا ہندی شعرا سے متاثر ہونا ---------- 384
جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ ---------- 384
جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کی تقلید ---------- 384
اشعار ---------- 385
دیوان جامی رحمۃ اللہ کی ترتیب ---------- 385
جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کی معنوی تقلید ---------- 385
شروح اشعارِ خسرو ---------- 386
حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ اوچی ---------- 386

Marfat.com

حصہ پنجم

تصانیفِ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 387
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار ---------- 388
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ اور آپ کی تصانیف ---------- 390
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف ---------- 391
آپ رحمہ اللہ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد ---------- 391
سام مرزا کا موقف ---------- 392
امیر شیر علی خان لودھی رحمہ اللہ کا موقف ---------- 393
مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ شاگرد جامی رحمہ اللہ کا موقف ---------- 394
جناب شہزادہ محمد داراشکوہ ''قادری حنفی رحمہ اللہ'' کا بیان ---------- 394
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کے علمی وفنی حیثیات کے بے لاگ اعتراف -- 395
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف اور تالیفات کا فروغ --------- 395
سرعتِ انتقالِ ذہن ---------- 396
کتاب الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ ---------- 396
منشآت جامی رحمہ اللہ ---------- 397
ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانے ---------- 397
آپ رحمہ اللہ کی علمی تحقیقات اور تصانیف کا دور اور تحقیقات کا تنوع ---------- 398
دیوان ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' ---------- 398
موضوعات کا تنوع ---------- 399
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی دستیاب تصانیف کے مختصر احوال وآثار --------- 400
رسالہ کبیر موسوم بہ حلیہ حلل ---------- 400
اشعار ---------- 400
ابتدا ---------- 401
اختتام ---------- 401
سبب تالیف ---------- 402
متن رسالہ کا تعارف ---------- 402

Marfat.com

رسالہ صغیرہ ---------- 402
ابتدا ---------- 403
رسالہ کبیر ---------- 403
فن معما ---------- 404
رسالہ در فن قافیہ یا ''الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ'' ---------- 404
ابتدا ---------- 404
سبب تالیف ---------- 405
مقدمہ ---------- 405
نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص ---------- 406
ابتدا ---------- 406
اختتام ---------- 406
اشعار ---------- 406
مقدمہ ---------- 407
لوائح ---------- 408
اشعار ---------- 408
اختتام ---------- 409
اشعار ---------- 409
تصوف وسلوک ---------- 410
لوامع فی شرح الخمریہ ---------- 410
ابن فارض ---------- 410
ابتدا ---------- 410
اشعار ---------- 410
ارکان الحج ---------- 412
ابتدا ---------- 412
اختتام ---------- 412
کیفیت ---------- 413

Marfat.com

''نفحات الانس من حضرات القدس'' ---------- 414
اشعار ---------- 414
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 415
نفحات الانس ---------- 416
کیفیت ---------- 416
جناب پروفیسر ڈاکٹر ''ایڈورڈ براؤن'' کا نقطۂ نظر ---------- 417
سخنانِ خواجہ پارسا ---------- 418
ابتدا ---------- 418
اختتام ---------- 418
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 418
اشعار ---------- 419
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ---------- 419
شواہدالنبوۃ ---------- 420
ابتدا ---------- 420
مقدمہ ---------- 420
کیفیت ---------- 420
اشعۃ اللمعات ---------- 421
اختتام ---------- 421
اشعار ---------- 422
کیفیت ---------- 422
مقدمہ ---------- 422
چہل حدیث ---------- 423
اشعار ---------- 423
اختتام ---------- 424
اشعار ---------- 424
اربعین ---------- 424

Marfat.com

رسالہ تجنیس خط ---------- 424
ابتدا ---------- 425
مثنویات ہفت اورنگ ---------- 425
مقدمہ ---------- 425
مثنویات ہفت رنگ میں شامل مثنویات کی تفصیل ---------- 426
اول: "سلسلۃ الذہب": دفتر اول ---------- 426
ابتدا ---------- 426
اختتام ---------- 426
مثنوی ---------- 426
کیفیت ---------- 427
تصوّف ---------- 427
اشعار ---------- 427
"سلسلۃ الذہب" دفتر دوم ---------- 428
کیفیت ---------- 428
"سلسلۃ الذہب" دفتر سوم ---------- 429
کیفیت ---------- 429
ابتدا ---------- 429
اختتام ---------- 430
مضامین وعناوین ---------- 430
مثنوی ---------- 430
دوم: سلامان وابسال ---------- 431
کیفیت ---------- 431
انتساب ---------- 431
مقدمہ ---------- 431
اشعار ---------- 431
ابتدا ---------- 432

Marfat.com

اختتام ---------- 432
سلامان وابسال ---------- 433
شرح طوسی ---------- 433
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 433
سوم: تحفۃ الاحرار ---------- 434
ابتدا ---------- 434
اختتام ---------- 434
اشعار ---------- 435
مثنوی ---------- 435
کیفیت ---------- 435
مقدمے ---------- 435
چہارم: سبحۃ الابرار ---------- 436
کیفیت ---------- 436
ابتدا ---------- 437
اختتام ---------- 437
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا اظہار بیان ---------- 438
چہل عقود کی ترتیب و تفصیل ---------- 438
پنجم: مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا ---------- 439
ابتدا ---------- 440
کیفیت ---------- 440
تورات کی مختصر تفصیل ---------- 441
مزید تحقیقات ---------- 442
قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا ---------- 442
مثنویات حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ ---------- 442
ششم: مثنوی (لیلیٰ و مجنوں) ---------- 443
اشعار ---------- 443

Marfat.com

ابتدا ---------- 443
کیفیت ---------- 443
ہفتم: خردنامہ اسکندری ---------- 444
ابتدا ---------- 445
شعر ---------- 445
کیفیت ---------- 446
بہارستان ---------- 447
بہارستان ---------- 449
کیفیت ---------- 449
اختتام ---------- 449
الرسالۃ النائیہ ---------- 450
ابتدا ---------- 451
شرح رباعیات ---------- 451
ابتدا ---------- 451
اختتام ---------- 451
کیفیت ---------- 452
منشآت جامی رحمۃ اللہ ---------- 452
کیفیت ---------- 453
دیوان قصائد وغزلیات ---------- 454
ابتدائے دیوان اول ---------- 454
اشعار ---------- 454
اشعار ---------- 456
اشعار ---------- 456
ترجمہ اشعار ---------- 457
ابتدائے دیوانِ دوم ---------- 458
اشعار ---------- 458

Marfat.com

ترجمہ اشعار ---------- 458
اشعار ---------- 459
ترجمہ اشعار ---------- 460
کیفیت ---------- 460
اشعار ---------- 462
ابتدائے دیوان سوم ---------- 463
دواوین جامی رحمہ اللہ کے بارے میں تفصیلات ---------- 464
قصائد ---------- 464
مثنویات وترجیعات ---------- 464
غزلیات ---------- 464
مقطعات ---------- 465
رُباعیات ---------- 465
''الفوائد الضیائیہ'' یا شرح بر کافیہ ابنِ حاجب (شرح جامی) ---------- 465
ابتدا ---------- 465
اختتام ---------- 466
کیفیت ---------- 466
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کا کتب خانہ اور عمارات مولانا جامی رحمہ اللہ ---------- 467
حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کا کتب خانہ ---------- 467
حواشی ---------- 469
عمارات مولانا جامی ---------- 469
مدرسہ اندرون ہرات (احوال وآثار) ---------- 470
کیفیت ---------- 470
مولانا جامی رحمہ اللہ کا عبادت خانہ ---------- 470
مدرسہ بیرون ہرات ---------- 470
حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات ---------- 472
واقعہ وفات ---------- 472

Marfat.com

علالت کے آثار ---------- 473
رحلت ---------- 474
جنازہ وتدفین ---------- 475
تاریخ ولادت ---------- 475
قصیدہ تحریر کرنے کی تاریخ ---------- 476
تعلیمات ---------- 476
تصوف وسلوک کی وادی میں قدم رکھنا ---------- 476
شعروشاعری ---------- 477
مناجات ---------- 477
مزارِ جامی رحمۃ اللہ ---------- 478
وفاتِ جامی رحمۃ اللہ ---------- 478
مزار جامی رحمۃ اللہ ---------- 478
مرجع خلائق ---------- 478
حواشی ---------- 478
تختِ ہزار ---------- 479
لوح مزار ---------- 479
اشعار ---------- 480
مزارِ جامی رحمۃ اللہ کا محل وقوع ---------- 481
خیابان ہرات ---------- 481
مزار جامی رحمۃ اللہ کی آبادی کا نقشہ ---------- 481
مزار جامی رحمۃ اللہ کی تولیت ---------- 483
مزار جامی رحمۃ اللہ کی نسبت عوام کے عقائد ونظریات ---------- 483
معاصر اور قدیم شعرا کے ساتھ مناسبت ---------- 484
اشعار ---------- 484
عربی زبان وادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت اور فن ترجمہ میں مہارت ---------- 485
شرح جامی رحمۃ اللہ ---------- 486

Marfat.com

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی ملمع غزلیات کی روش ---------- 487
اخلاقی قصائد اور مثنویات سبعہ ---------- 487
مثنویات جامی رحمہ اللہ ---------- 488
قصص و حکایات ---------- 488
عربی زبان وادب میں مہارت وسلیقہ ---------- 489
ترجمہ میں فکری کاوشات ---------- 489
قصائد ورنگ غزل ---------- 490
کلیات جامی رحمہ اللہ ---------- 490
انتخاب کلام جامی رحمہ اللہ ---------- 492
کلیات جامی رحمہ اللہ ---------- 493
انتخاب: کلیات جامی رحمہ اللہ (شرح کلام جامی) ---------- 493

Marfat.com

مقدمہ

حیاتِ خاتم الشعراء

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

(۸۱۷ـ۸۹۸ھ/ ۱۴۱۴ـ۱۴۹۲ء)

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار:

الحمد لِلّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ الی یوم الدین دارالجزاء آمین۔

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ! فرماتے ہیں کہ

بخون دیدہ صورت بست شرحِ حال خُود جامی
کہ می گوید بآں سُلطانِ خوبآن صُورتِ حالش؟

ترجمہ: ''خون (ٹپکاتی) نگاہ کی صورت کے ساتھ جامی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح حال کی تفصیل رقم کی ہے۔ کون ہوسکتا ہے کہ جو محبوبوں کے بادشاہ کی صورتِ حال کو اس طور پر بیان کر سکے؟''

قرونِ وسطیٰ کی ''اسلامی تاریخ'' کی نویں صدی ہجری میں سرزمین ایران میں فارسی زبان وادب (نثر ونظم) کا جو عدیم المثال [1] عبقری انسان پیدا ہوا؛ وہ خاتم الشعراء حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ہے۔

---

[1] بے مثال۔

Marfat.com

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ علمی وادبی حیثیات کے باوصف ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ فارسی زبان وادب نیز عربی علم وادب کے ساتھ یکساں مناسبت اور مہارت تامہ کے باوصف ان کے علم وادب میں فضل وکمال کا شہرہ نہ صرف خراسان میں جو کہ ان کا وطن تھا؛ بلکہ تمام فارسی زبان سے متعلقہ ممالک مثلاً: ہندوستان، افغانستان، ماوراء النہر سے لے کر ایشیائے کوچک اور استنبول تک ہے۔

تو اس حوالے سے حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا عظیم المرتبت تذکرہ نہ صرف آپ رحمہ اللہ کے اپنے عہد میں بلکہ علمی وادبی اور روحانی خدمات کے باوصف دور حاضر میں بھی ارباب علم وادب اور اصحابِ فکر ونظر کے ہاں نہایت عزت واحترام سے کیا جاتا ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی احوال وآثار کے حوالے سے آپ کی شخصیت کے ساتھ جس قدر اعتنا برتا گیا اور آپ رحمہ اللہ کے احوال وآثار کو محفوظ کرنے اور احاطہ تحریر میں منضبط کرنے میں جس قدر تلاش وتحقیق وتفتیش سے کام لیا گیا؛ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔

آپ رحمہ اللہ کے بارے میں عظیم المرتبت سلاطین وامرا ووزرا نے بھی نہایت عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ آپ رحمہ اللہ کے بارے میں بابر نامہ کے مولف اور ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے بانی سلطان ظہیر الدین بابر رحمہ اللہ نے اپنی مؤقر کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا نام نہایت ادب واحترام سے لیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے کہ:

''اپنے دور میں ظاہری اور معنوی علوم میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔''[1]

جو کہ اس کے خود نوشت سوانح کے احوال وآثار پر مشتمل ہے۔ ''بابر نامہ'' کو ''المنسکی'' نے بسال: ۱۸۵۷ء میں غازان سے ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ کتاب بابر نامہ بسال: ۱۹۵۰ء میں مکرر شائع ہو چکی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے سوانح نگاران:

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار پر علمی کام کرنے والوں میں درج ذیل جلیل القدر اصحاب علم وفن کے نام نہایت شہرت کے حامل چلے آتے ہیں۔

① امیر نظام الدین علی شیر رحمہ اللہ المتخلص بہ ''نوائی'' (متولد: ۸۴۴ھ/ متوفی ۹۰۶ھ) ان کا بھرپور تعارف ہم نے کتاب میں آئندہ چل کر کروا دیا ہے۔

② سلطان ظہیر الدین محمد بابر رحمہ اللہ (متولد: ۸۸۷ھ/ متوفی: (۹۳۷ھ)

---

(1) ملاحظہ کیجیے: (ظہیر الدین محمد بابر، ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا بانی تھا۔ یہ مغلیہ سلطنت ۱۸۵۷ء میں ختم ہو گئی۔ ظہیر الدین محمد بابر بسال: ۸۸۷ھ میں متولد ہوا اور بسال: ۹۳۷ھ میں وفات پائی۔ اس کی کتاب ''بابر نامہ'' چغتائی (ترکی زبان) میں ہے۔

Marfat.com

④ امیر دولت شاہ بن امیر علاء الدولہ شاہ سمرقندی رحمہ اللہ مولف کتاب ''تذکرۃ الشعراء''، متوفی: بسال: ۸۹۶ھ

حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

① تذکرہ مرات الصفا

② تذکرہ مجالس النفائس تالیف ''میر علی شیر رحمہ اللہ''

③ تاریخ ادبیات ایران، تالیف پروفیسر ڈاکٹر براؤن صاحب، جلد سوم۔

④ معز السلطنۃ والدین ابو النصر سام میرزا، شاہ اسمٰعیل صفوی کا دوسرا بیٹا متولد ۹۲۳ھ متوفی ۹۸۴ھ)

حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

① حبیب السیر

② تحفہ سامی، مطبوعہ تہران

③ احسن التواریخ، از حسن روملو

Infra: Rieu: CHARLES CATALOGUE OF
THE PERSIAN MANUSCURIPTS IN THE
BRITISH MESEUM(VOL:1)

''حبیب السیر'' کے مولف جناب اخوند میر صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ذکر نہایت درجہ ادب واحترام سے کیا ہے، اور مذکورہ بالا مولفین نے اپنی اپنی کتب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تبحر علمی (وسعتِ نظری) اور عبقرتب کی تعریف نہایت عمدہ الفاظ میں کی ہے۔

گزشتہ صدی (انیسوی صدی عیسوی) میں جن جن مستشرقین یورپ نے ایران کی تاریخ ادبیات پر کسی بھی حوالے سے کام کیا ہے وہ تمام کے تمام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی خدمات کے نہایت درجہ معترف ہیں، اور وہ آپ کی استادانہ حیثیت اور جامعیت کے بھی معترف ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن صاحب، حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی حیثیات کا تعارف بدیں الفاظ کرواتے ہیں کہ:

''حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، سرزمین ایران سے اٹھنے والے نامی نوابغ میں سے ایک ہے۔ کیونکہ وہ بیک وقت عظیم شاعر، عظیم محقق اور عظیم عارف ہے''۔

Marfat.com

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی اور روحانی شخصیت کے حوالے سے ہم اپنی علمی وادبی اور روحانی حیثیات کی تنظیم وتشکیل کیسے اور کیونکر کر سکتے ہیں؟

مذکورہ بالا سوال کا جواب یقیناً اُنہیں خطوط کے حوالے سے استوار ہو کر مل سکتا ہے۔ ''حیاتِ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے موضوع پر ہماری یہ حقیر اور ناچیز فکری کاوش محض اسی لیے ہے کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت علمی وادبی اور روحانی حیثیات کے قرار واقعی احوال وآثار فارسی واردو علم وادب کے شائق طلبہ کی خدمت میں پیش کیے جاسکیں۔

تاکہ فارسی واردو ادب میں بالخصوص ان کی تعلیمی، علمی وادبی اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی اقدار کی فکری تشکیل ہو سکے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا علمی اور روحانی مقام:

یہاں پر ہم حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی اور روحانی مقام کے بارے میں مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر ڈاکٹر استاد ایڈورڈ جی براؤن صاحب: (۱۸۶۲ ـ ۱۹۲۶ء) کے درج ذیل نقطہ نظر کا حوالہ دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ملاحظہ کیجیے:

> ''وہ (جامی رحمہ اللہ) ان نامور اساتذہ اور اکابر میں سے ایک ہیں؛ کہ جنہیں سرزمین ایران نے پروان چڑھایا، اور وہ ان (اساتذہ واکابر) کے درمیان (اس لحاظ سے) منفرد ہیں کہ وہ (بیک وقت) عظیم شاعر بھی ہیں، اور نکتہ رس محقق بھی، اور (پھر) عالی مرتبت عارف بھی ..... ایران میں کوئی دوسرا شاعر غیر معمولی عزت وتکریم اور بے پایاں شہرت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہو ..... کوئی استاد سخن اور فارسی کا شاعر بھی موضوعات کے تنوع اور مختلف فنون کے تفنن میں ان (جامی رحمہ اللہ) کے پایہ کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔''[1]

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عبقری اور نابغہ روزگار شخصیت کے حوالے سے نویں صدی ہجری/ پندرہویں صدی عیسوی کے دور سے لے کر موجودہ دور تک ارباب علم وتحقیق نے خصوصی توجہ مبذول کیے رکھی ہے۔

چنانچہ، اس سلسلہ میں اورینٹل سٹڈی کے بیشتر مصنفین اور تذکرہ نگاروں نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی احوال وآثار، حالات زندگی اور فکری حوالے سے آپ رحمہ اللہ کی تصانیف منثور ومنظوم کے حوالہ جات کو نقل کیا ہے۔

---

(۱) ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ)! (صلحات ۱، ۲، ۳ ص: ۷۴۵ ـ ۷۵۴ ـ ۷۹۲)۔

Marfat.com

چنانچہ، اس طور پر اگر صرف فارسی شعرا کی ان عمومی کتب تذکرہ پر نگاہ کی جائے کہ جن میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور علمی احوال وآثار درج ہیں۔ تو ''فرہنگ سخنوران'' کے حوالے سے تقریباً چالیس کے قریب مآخذ ومصادر کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

بہر کیف، ابھی تک حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے موضوع پر مآخذ ومصادر کی فہرست ناقص ٹھہرتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے موضوع پر تحقیقی کام کو جدید بنیادوں پر استوار کیا جائے تو یقیناً مزید مآخذ ومصادر کے بارے میں اطلاعات فراہم ہوسکتی ہیں۔

ایرانی محققین اور آثار جامی رحمہ اللہ:

ہماری معلومات کی حد تک درج ذیل ایرانی محققین نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور علمی وادبی احوال وآثار پر محققانہ علمی کام کیا ہے۔

① فردوسی شمسی، ایران

موضوع: تحقیق در آثارِ جامی رحمہ اللہ (فارسی)

تالیف در بسال: ۱۶۔ ۱۳۱۵ھ، ۵۱ ص۔ شمارہ: ۳۵۳۔

② روستائیاں، احمد۔ ایران

موضوع: تحقیق در احوال وآثارِ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (فارسی)

تالیف در: ۱۷۔ ۱۳۱۶ھ ۶۳ ص: شمارہ ۲۵۳

③ حکمت، علی اصغر، ایران (۱۳۱۰۔ ۱۴۰۰ھ)

موضوع: جامی رحمہ اللہ متضمن تحقیقات در تاریخ احوال وآثار منظوم ومنثور خاتم الشعراء نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (فارسی)۔

تالیف در بسال: ۱۳۲۰ھ۔ش۔ مطبوعہ تہران، چاپخانہ بانک ملی ایران۔ ۱۳۲۰ھ۔ش

حکمت، علی اصغر رحمہ اللہ کی یہ کتاب سات فصول پر مشتمل ہے۔

① محیط جامی رحمہ اللہ
② زندگانی جامی رحمہ اللہ
③ صفاتِ جامی رحمہ اللہ
④ عقائدِ جامی رحمہ اللہ
⑤ آثارِ جامی رحمہ اللہ
⑥ مزارِ جامی رحمہ اللہ

Marfat.com

⑦ منتخباتِ اشعار

جناب سید عارف نوشاہی صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب کا ملخصاً اور عمدہ ترجمہ اردو زبان میں مع ضروری حواشی کے کیا ہے۔

④ بقائی، عباس علی رحمہ اللہ۔ ایران

موضوع: زندگانی حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (فارسی)

تالیف: دَر بسال: ۲۶۔ ۱۳۲۵ھ ۱۶۹ ص۔ شمارہ: ۸۵

⑤ عبدالصمدی، محمود رحمہ اللہ۔ ایران

موضوع: شرح حال وآثارِ جامی رحمہ اللہ (فارسی)

تالیف دَر بسالَ: ۳۴۔ ۱۳۳۳ھ۔ش ۱۲۳ ص: شمارہ: ۸۳

⑥ وزارتِ اطلاعات ونشریات افغانستان:

موضوع: تجلیل پنجصد و پنجاہ مین سال تولد نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! (فارسی۔ پشتو)۔

مطبوعہ: انجمنِ جامی رحمہ اللہ۔ وزارتِ اطلاعات ونشریات افغانستان، کابل، سرطان: ۱۳۴۴ھ۔ش، ی، ۱۴۸ + ۴ ص

بسال: ش/ ۱۹۶۴ء میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ولادت (۸۱۷ھ) کے پانچ صد پچاس ۵۵۰ سال مکمل ہونے پر افغانستان میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی خاطر علمی تقاریب کا انعقاد عمل میں آیا۔

تو مذکورہ بالا کتاب کابل اور ہرات کی علمی وادبی محافل میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر مختلف ممالک کے نمائندوں کی جانب سے پڑھے جانے والے مقالات کا ایک عمدہ مجموعہ ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا مجموعہ مقالات کی اہمیت کے پیش نظر مجموعہ میں مندرج مقالات کی فہرست کو درج ذیل طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

پیغامات:

① پیام اعلیٰ حضرت معظم ہمایونی (ظاہر شاہ رحمہ اللہ)

② مقدمہ مایل ہروی رحمہ اللہ

③ بیانیہ نباغلی دکتور محمد یوسف رحمہ اللہ، وزیر اعظم

Marfat.com

④ بیانیہ بنا غلی دوکتورانس، وزیر معارف

⑤ پیام پوہنتون (کابل یونیورسٹی)

⑥ پیام پنجتو تولنہ (پشتو اکیڈمی۔کابل)

⑦ پیامِ انجمنِ تاریخ: (کابل)

⑧ پیام پوہنتون پنجاب (پنجاب یونیورسٹی۔لاہور)

⑨ پیام دَانش گاہِ تہران۔ (تہران)

⑩ پیام اُستاد خلیل اللہ خلیلی رحمہ اللہ!

موضوعات مقالات:

① طریقت جامی رحمہ اللہ۔ از عبدالحی حبیبی رحمہ اللہ (افغانی)۔ فارسی

② جامی رحمہ اللہ وخواجہ عبداللہ انصاری بروی رحمہ اللہ از بودکوی (فرانسیسی)۔ فارسی

③ پنجتانہ ادبیان اونور الدین جامی رحمہ اللہ۔ از پروفیسر رشتین رحمہ اللہ! (افغانی) پشتو

④ روابط جامی رحمہ اللہ با ہندو پاکستان۔ از ڈاکٹر محمد باقر رحمہ اللہ (پاکستانی)۔ فارسی

⑤ آغاز وانجام عشق وعشقبازی در لیلیٰ ومجنون از ڈاکٹر روان فرہادی رحمہ اللہ۔ (افغانی)۔ فارسی

⑥ ملا جامی رحمہ اللہ وشرح کافیہ از ملا جامی رحمہ اللہ شرح برکافیہ باندی از قیام الدین خادم (افغانی) پشتو

⑦ لطائف وظرائف جامی رحمہ اللہ از گویا اعتمادی (افغانی) فارسی

⑧ شاعر ومفکر بزرگ مشرقی عبدالرحمٰن ابن احمد جامی رحمہ اللہ! از غفور غلام رحمہ اللہ (روسی) فارسی

⑨ جامی رحمہ اللہ ومستشرقین، از میر حسین شاہ رحمہ اللہ (افغانی) فارسی

⑩ خردنامہ اسکندر، از ایرج افشار رحمہ اللہ (ایرانی)۔ فارسی

⑪ ہرات وجامی رحمہ اللہ، از توفیق رحمہ اللہ (افغانی)۔ فارسی

⑫ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، از عبدالمنعم محمد عمر رحمہ اللہ۔ (مصر)۔ فارسی

⑬ نصر اللہ مبشر الطرازی۔ مصر (معاصر)

موضوع: حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے فہرس لمؤلفاتہ المخطوطہ والمطبوعہ التی تقنینہا الدار (عربی)

مطبوعہ: دارالکتب قاہرہ، مصر در سال۔ ۱۹۶۴ء، ی۔ ۸۷ ص

Marfat.com

دارالکتب المصریہ: قاہرہ میں حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عربی اور فارسی تصانیف، نیز فارسی کتب کے عربی اور ترکی تراجم کے مخطوطات نیز تالیفات جامی رحمہ اللہ کے یورپی السنہ میں مطبوعی تراجم کی مختصر فہرست ہے۔

چنانچہ فہرست کے مرتب نے اختتام پر حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات (احوال وآثار) کے موضوع پر عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں مآخذ اور مصادر کی ایک نہایت مختصر ببلوگرافی بھی دی ہے۔

⑭ نصرت، محمد اسد اللہ رحمہ اللہ۔ افغانستان: (معاصر)

موضوع: خلاصہ سوانح مولانا جامی رحمہ اللہ: (فارسی)

مطبوعہ: مطبع دولتی۔ کابل: (افغانستان) ۱۳۵۰ھ۔ش، ۲۱ص

⑮ جیراج پوری رحمہ اللہ حافظ محمد اسلم۔ ہندوستان: (۱۲۹۹۔۱۳۷۵ھ/ ۱۸۸۲۔۱۹۵۵ء)

موضوع: حیاتِ جامی رحمہ اللہ: (اُردو)

مطبوعہ: مکتبہ جامعہ۔ دہلی: (بھارت)۔ ۱۰۶ص

① ولادت اور نام ونسب
② تحصیل علم
③ تصوّف
④ عشق
⑤ لطائف وظرافت
⑥ سفرِ حج
⑦ خانگی حالات
⑧ وفات
⑨ تصنیفات
⑩ فارسی شعرا میں مولانا رحمہ اللہ کا درجہ
⑪ مولانا رحمہ اللہ کی شاعری
⑫ قصیدہ
⑬ غزل
⑭ مثنوی۔

⑯ طالب ہاشمی۔ پاکستان (معاصر)

موضوع: سوز جامی رحمہ اللہ (اردو)

مطبوعہ: مقبول اکیڈمی۔ لاہور بسال: ۱۹۷۳ء: ۱۷۶ص

مرتب نے حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار کے درج ذیل گوشوں پر روشنی ڈالی ہے:

① نام، نسب، ولادت
② عہدِ طفلی

Marfat.com

④ تحصیل وتکمیلِ علوم ⑤ راہِ طریقت
⑤ خوارقِ عادات ⑥ اسفارِ جامی رحمہ اللہ
⑦ اوصاف وخصائل ⑧ معاصرین اور ارباب صحبت
⑨ سفرِ آخرت ⑩ آخری آرام گاہ
⑪ آثارِ جامی رحمہ اللہ ⑫ اولاد
⑬ نعتوں کے نمونے

روس میں جامی شناسی:

ہم حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے زمانہ تعلیم کے حوالے سے ماوراء النہر کے مسلم شہروں کا کہ جو روس سے متعلق ہیں، ذکر کر چکے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ''زمانہ طالب علمی میں سمرقند'' کے ''مدرسہ الغ بیگ'' میں زیر تعلیم رہے تھے۔ چنانچہ، اب بھی اس مدرسہ (مدرسہ الغ بیگ) میں دائیں ہاتھ کے دوسرے حجرے پر یادگاری تختی نصب ہے؛ جس پر تحریر ہے کہ:

''یہ جامی رحمہ اللہ کا حجرہ رہا ہے۔''

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ''فاراب'' (تاشقند) بھی جانے کا ذکر ملتا ہے۔ روس کے جن جن علاقوں میں فارسی زبان مروج ہے۔ ان علاقوں میں اب بھی لوگ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور علمی وادبی احوال وآثار سے نہایت گہری دلچسپی لیا کرتے ہیں۔

چنانچہ اس علمی رجحان کا اندازہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے متون کی طباعت اوران کے روسی اوراز بکی زبانوں میں تراجم کی اشاعت سے بھی کیا سکتا ہے۔

تاشقند اور ماسکو سے مثنویات ہفت اورنگ، ''الفوائد الضیائیہ'' اور ''رسالہ علم موسیقی'' طبع ہو چکے ہیں؛ جبکہ روسی علوم کی اکیڈمی نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی درج ذیل کتب کے نہایت عمدہ تراجم شائع کیے ہیں:

① بہارستان ② لیلیٰ ومجنون
③ یوسف وزلیخا ④ سلامان وابسال وغیرہ

❁ مشہور روسی ایرانی شناس، آنجہانی برٹلس نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر

Marfat.com

علیحدہ کتاب ''جامی رحمہ اللہ'' مرتب کر کے شائع کی ہے۔

❁ پروفیسر شاہ محمد آف گورنمنٹ یونیورسٹی تاشقند نے ازبک قارئین کی خاطر ایک کتاب موسوم بہ ''جامی رحمہ اللہ'' شائع کی ہے۔

❁ جناب پارسا ئمس آف جو''اکادمی زبان وادبیات''، ازبکستان سے وابستہ ہیں انہوں نے ایک مختصر کتاب (کتابچہ) موسوم بہ''جامی رحمہ اللہ سے متعلق نوائی کی تحریریں'' مرتب کی ہے۔

❁ اکادمی علوم شرقیہ، ازبکستان کے زیر اہتمام ابوریحان بیرونی انسٹی ٹیوٹ نے فہرست مخطوطاتِ آثارِ جامی رحمہ اللہ، تدوین یا ایڈٹ کی ہے؛ کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف وتالیف کے پانچ صد سے زائد قلمی نسخوں کا ذکر ہے۔

❁ افصح زادہ کی کتاب،''حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' مطبوعہ: تاجکستان بھی قابل ذکر ہے۔[1]

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی سوانح نگاری یعنی''احوال وآثار'' کے علاوہ آپ رحمہ اللہ کے علمی وادبی''احوال وآثار'' (یعنی افکار واشعار پر منثور کلام) پر جرح وشرح کا کام بھی عمومی وخصوصی ہر دو سطح پر ہوا ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی وفات سے لے کر ہمارے جدید دور تک آپ رحمہ اللہ کی تالیفات وتصانیف پر نوٹس وحواشی وشروحات اور نقادانہ تبصرہ کا سلسلہ نہایت طویل مگر دلچسپ ہے، اور کتاب شناسی جامی رحمہ اللہ کے بارے میں ایک دلچسپ اور علمی موضوع ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ہندوستان''پاکستان وہند'' کے ساتھ علمی وادبی نیز تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی روابط کے بارے میں موجودہ کتاب''حیاتِ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کے اس موضوع سے متعلقہ ابواب میں ہم بالتفصیل ذکر کر چکے ہیں؛ قارئین وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

آثارِ جامی رحمہ اللہ:

(جامی رحمہ اللہ) کے موضوع پر مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے (جو خود بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے سوانح نگار ہیں) کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تمام علمی وادبی''احوال وآثار'' (یعنی تصانیف) تک ان کے لیے رسائی ممکن نہ ہو سکی۔

---

[1] از مقالہ مطبوعہ ذیل مندرجہ در کلیل..... جامی ا ص: ۱۰۷۔۱۰۹۔

Marfat.com

اور انہوں نے صرف وہی تصانیف قابل ذکر سمجھی ہیں کہ جن کو وہ تہران میں میسر اپنے رسائل کی مدد سے دیکھ پائے تھے۔

تو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی روابط دنیائے اسلام میں منتشر ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ کی علمی وادبی تصانیف کے انتشار اور شیوع کے سبب سے خراسان وایران کی سرزمین سمٹ چکی تھی۔

اور اس صورتِ حالات کے سبب سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خراسان اور ایران کی سرزمین سے باہر منتشر اور پراگندہ تصانیف (علمی وادبی) احوال وآثار اور ان کی تعداد کا درست طور پر اندازہ لگانا اور اس موضوع کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

بسال: ۱۳۲۰ھ سے لے کر کہ جو مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب (علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ) کی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر زیر نظر کتاب (جامی رحمہ اللہ) کا تقریباً سال تالیف ہے اب تک (۱۳۶۲ھ شمسی) کے درمیانی بیالیس برس میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے موضوع پر محققین، دانشوروں اور کتاب شناسوں نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے چند مزید علمی وادبی آثار دریافت کیے ہیں۔

چنانچہ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود مشرقی مخطوطات کی جو ''فہارس کتب'' ایڈٹ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے پرانے اور نئے علمی آثار کا تذکرہ ملتا ہے۔

فارسی اور عربی زبان وادب کی تاریخ کے محققین نے بھی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کے علمی آثار دریافت کرنے کی خاطر پرزور کاوشات کی ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کی ایک جامع فہرست ایڈٹ کرنے کے لیے مذکورہ فہارس کتب اور تواریخ ادب سے علمی وادبی تحقیقات کے باوصف استفادہ کرنا ایک ناگزیر امر ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی ومعنوی تعلقات وروابط نہایت وسیع اور بین الاقوامی نوعیت کے تھے۔

اور سرزمین ترکستان، ہندوستان، ماوراء النہر، روم اور عراق وغیرہ کے سلاطین، امرا اور وزرا واکابرین علم وادب وشعر وفن کے ساتھ آپ رحمہ اللہ کی خط وکتابت اور تبادلہ کتب رہا کرتا تھا۔ بدیں سبب ان مذکورہ بالا ممالک کے شاہی، سرکاری اور علمی خاندانوں کے موروثی کتب خانوں سے بھی حضرت الشیخ مولانا نور

Marfat.com

الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کی دریافت ناگزیر ہے۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ نے ''تحفہ سامی'' تکملہ لاری رحمہ اللہ اور مسٹر ریو کی مدد سے حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی کتب میں سے انچاس کتب کے نام گنوا کر ان میں سے چھبیس کتب کا مفصل تعارف پیش کیا ہے۔ جبکہ ''آثارِ جامی رحمہ اللہ'' کے زیر نظر تکملہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی (متفق علیہ) اپنی کتب کی تعداد ستاون، اور تحقیق طلب آثار کی تعداد اڑتالیس ہے۔

اس تکملہ آثارِ جامی رحمہ اللہ میں تصانیف حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی فہرست کو ازسرنو موضوعی اعتبار سے مدون کیا ہے، اور ان کو درج ذیل سہ حصص [1] پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حصہ اول:

قسم الف: حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مستقل تصانیف کی فہرست پر مشتمل ہے، اور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ان کی نسبت میں کوئی بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس انتساب کی صحت کے لیے ہم نے مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ کے تکملہ حواشی نفحات الانس: (تالیف: بعد از ۸۹۸ھ وقبل از ۹۱۲ھ) سے مدد لی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ستاون کتب کا ذکر ہے۔

قسم ب: حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی غیر مستقل تصانیف پر مبنی ہے۔ یعنی حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مستقل اور اصل کتب کا انتخاب واقتباس جو الگ نام سے معروف ہے اس سلسلہ میں پانچ کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

حصہ دوم:

اس حصہ میں حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ان کتب کا تعارف کروایا گیا ہے جن کے نام متاخر اور معاصر کتب تاریخ وتذکرہ اور فہارس میں ملتے ہیں۔ لیکن ان کے صرف نام ہی محفوظ رہ گئے ہیں۔

اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایک ہی رسالے کو دو یا دو سے زیادہ نام دیے گئے ہوں۔ تاہم، تذکرہ نگاروں، مورخوں اور فہرست نویسوں کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ان رسائل وکتب کو فی الحال حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے؛ چنانچہ اس قسم کی اڑتالیس کتب کا یہاں اندراج ہوا ہے۔

---

[1] تین حصوں میں۔

Marfat.com

حصہ سوم:

اس حصہ میں وہ کتب ہیں جو صریحاً غلط طور پر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کی جانب منسوب کر دی گئی ہیں۔ ان کتب کے اصل مصنفین معلوم ہیں، یا پھر دوسرے شواہد کی بنا پر ان کتب کو حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ غلط انتساب دراصل کاتبوں، نساخوں اور ان کی پیروی میں فہرست نگاروں، تذکرہ نویسوں کی عجلت[1] اور کم توجہی کا نتیجہ ہے۔ ہم نے موضوع کی مناسبت سے یہاں پر صرف گیارہ کتب کا تذکرہ کیا ہے۔

ہم کتاب کے متعلقہ باب بعنوانِ (تصانیف جامی رحمہ اللہ) میں تقریباً بیس واضح اور یقینی تصانیف کا ذکر کر چکے ہیں؛ قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] جلدی۔

Marfat.com

آثارِ جامی رحمۃ اللہ (تکملہ)

حصہ اول: (قسم الف)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مستقل علمی آثار

ادب ونثر:

۱۔ بہارستان یا روضۃ الاخیار (فارسی۔نثر ونظم)

رک: متن: صفحہ ۳۲۸[1]

۲۔ شرح دیباچہ مرقع (فارسی۔نثر)

یہ جناب میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ (۸۴۴۔۹۰۶ھ) کے دیباچہ مرقع کی شرح ہے۔

اس کا ایک مخطوطہ، کلیات جامی رحمۃ اللہ مؤرخ (۱۰۷۹ھ)، نمبر ۱۷۲۰، کتب خانہ اکادمی علوم شوروی۔ لینن گراڈ (روس) میں موجود ہے۔

۳۔ منشاتِ جامی رحمۃ اللہ: (فارسی۔نثر)

رک: متن، صفحہ ۳۳۲

موسسہ شرق شناسی ''اکادمی علوم'' ازبکستان، روس میں شمارہ ۲۱۷۸ کے تحت مکاتیب جامی رحمۃ اللہ کا جو قلمی مخطوطہ (نسخہ) موجود ہے۔ اس میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تین سو سے بیشتر مکتوبات اور رقعات مندرج ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں منشاتِ جامی رحمۃ اللہ، انشائے جامی رحمۃ اللہ اور ''رقعات جامی رحمۃ اللہ'' کے نام سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

۴۔ نامہ جامی رحمۃ اللہ بہ نوائی رحمۃ اللہ: فارسی

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ کو یہ مکتوب اس وقت تحریر کیے جب کہ اس (نوائی رحمۃ اللہ) نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ (۸۸۰ھ/ ۱۴۷۵ء کے بعد)

ملاحظہ کیجیے: الف: احمد گلچین: تاریخ تذکرہ ہائے فارسی/ ۲: ص: ۸۶۔ ۴۸۵ ب: خواجہ عبد اللہ مروارید: درباب کتاب بہارستان جامی۔ مقالہ در آریانا کامل: ج ۳: شمارہ: ۱۱ بحوالہ آریانہ: ج/ ۲۶: شمارہ: ۴، ص ۳۹۔

Marfat.com

یہ مکتوب، کتب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران میں مخزونہ بیاض (نمبر ۴۱۷۷) کے ص: ۵۰ ـ ۵۱ پر مندرج ہے۔

ادب ـ نظم:

۵ـ اشعار نایاب جامی رحمہ اللہ (فارسی)

مذکورہ بالاعنوان سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نایاب اشعار جناب اسلم عواص رحمہ اللہ نے جمع کر کے اپنے مقدمہ کے ساتھ مؤسسہ طبع کتب، مطبع دولتی ہرات (افغانستان)۔ ۱۳۴۸ھ ش، د+ ۶۱۶۰ ص سے شائع کیے۔

مرتب رحمہ اللہ نے مقدمہ میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس مجموعہ کے نایاب اشعار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ہرات کے معاصر شاعر اور صوفی جناب بہاء الدین قاصد اوبہی رحمہ اللہ کے مملوکہ مخطوطہ سے لیے گئے ہیں۔ مگر یہ قلمی مخطوطہ ہر دو جانب سے ناقص ہے، اور خط نستعلیق میں دو سو سال قبل تحریر کیا گیا ہے۔

کیفیت:

مذکورہ بالانسخہ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تقریبا چار سو غزلیات، دس قصائد، ایک سو تین قطعات اور رباعیات موجود ہیں۔

''دیوانِ کامل جامی رحمہ اللہ'' باہتمام ہاشم رضی مطبوعہ تہران اور کلیات ودواوین جامی رحمہ اللہ مطبوعہ ہند سے تقابل کے بعد مذکورہ بالانسخہ کی ایک صد ستاون غزلیات اور قصائد نایاب معلوم ہوئے ہیں۔

- اس پر مستزاد یہ کہ، ''نسخہ اوبہی'' کا کلیات جامی رحمہ اللہ کے دو مخطوطات سے بھی تقابل کیا گیا ہے کہ جن میں سے ایک نویں صدی ہجری میں تحریر کیا گیا ہے، اور ہرات میوزیم میں موجود ہے۔
- جب کہ دوسرا نسخہ (مخطوطہ) غلام محمد مجددی رحمہ اللہ (بظاہر افغانستان) کی ملکیت میں ہے؛ جو بارہویں صدی ہجری میں تحریر ہوا۔

۶ـ دوازدہ امام (فارسی ـ مثنوی)

یہ مثنوی پچپن اشعار پر مشتمل ہے (اہل تشیع) کے بارہ ائمہ رضی اللہ عنہم کے مناقب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی چار اشعار چہار حضرات خلفائے راشدین کی مجموعی مدح میں ہیں۔

کیفیت:

اس مثنوی کا متن ایک بیاض موسوم بہ ''بیاض اللہوردی''، مؤلفہ ومکتوبہ بسال: ۱۰۷۵ھ میں مندرج ہے۔

Marfat.com

دیوانِ جامی رحمہ اللہ (فارسی۔نظم)

رک: متن، ص ۳۳۳

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اشعار کا کلیات ہے جو کہ متعدد بار برصغیر تر کی اور ایران سے شائع ہو چکا ہے۔

دیوان کامل جامی رحمہ اللہ: باہتمام ومقدمہ ہاشم رضی، انتشارات پیروز، تہران (ایران) ۱۳۴۱ش، ۳۰۲+ ۹۵۵ ص

دیوان جامی رحمہ اللہ: کے تحلیل وتجزیہ اور تقابل کے باوصف جناب رضا مصطفوی سبزواری رحمہ اللہ کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ (دانش گاہ تہران) بسال: ۱۳۵۴ شمسی تحلیل دیوانِ جامی بر..... اساس تحلیل اشعرا ناصر خسرو قابل ذکر ہے۔

۸۔ ہفت اورنگ۔ (فارسی۔نظم)

رک: متن، ص ۳۱۳

''ہفت اورنگ'' میں شامل مثنویات علاوہ علاحدہ متعدد بار پاکستان، ہند اور ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

''مثنوی ہفت اورنگ'' بتصحیح ومقدمہ آقا مرتضیٰ، مدرس گیلانی، کتاب فروشی سعدی تہران (۱۳۵۱ش)، چاپ دوم، سی وشش+ ۱۰۴۹ + (۲) ص۔ یہ ایڈیشن بجا طور پر قابل استفادہ ہے۔

۸/۱ سلسلۃ الذہب:

رک: متن، ص: ۳۱۴ تا ۳۱۸!

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ از سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ: ۷۶۸۔۷۷۱ [1]

Infra: D.S.ROBERTSON: JOURNAL OF ROYAL ASIATIC SOCIETY

OCT: 1945,APR:1946

۸/۲۔ سلامان وابسال:

رک: متن، ص ۳۱۸!

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

---

[1] از سعدی تا جامی: ۷۶۶۔

Marfat.com

① از سعدی رحمۃ اللہ تا جامی رحمۃ اللہ۔ ۷۶۶ اور ۷۶۔۷۷۱

② جامی رحمۃ اللہ از جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمۃ اللہ ۹۳: ۱۸۹

③ نگاہی بہ سلامان وابسال جامی رحمۃ اللہ وسوابق آن از عبدالحی حبیبی رحمۃ اللہ!

تعلیق: از محمد اسمٰعیل مبلغ، از نشریات انجمنِ جامی رحمۃ اللہ۔ کابل مقرب ۱۳۴۳ش/ ۱۹۶۴ء ۵۳ + ۳۲ + (۴) ص۔

نیز سلامان وابسال کے موضوع پر چند تنقیدی مقالات شائع شدہ مجلہ سہ ماہہ [1] ادب (کابل) مختلف شمارہ جات مختلف محققین کے مقالات

۸/۳۔ تحفۃ الاحرار:

رک: متن، ص: ۳۲۰![2]

۸/۴۔ سبحۃ الابرار:

رک: متن، ص ۳۲۱[3]

۸/۵۔ یوسف وزلیخا:

رک: متن: ص: ۳۲۳[4]

۸/۶۔ لیلیٰ ومجنون:

رک۔ متن، ص: ۳۲۶

① رومئو وژولیت ترجمہ ونگارش علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ، تہران: ۱۳۱۹ش

② ''از سعدی رحمۃ اللہ تا جامی رحمۃ اللہ'': ۷۸۰۔۷۸۱

۸/۷۔ خردنامہ اسکندری

رک: متن، ص: ۳۲۷۔[5]

---

① تین ماہ۔

② ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رحمۃ اللہ تا جامی رحمۃ اللہ): ۷۶۶ اور ۷۵۔۷۷۴۔

③ ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رحمۃ اللہ تا جامی رحمۃ اللہ): ۷۶۷ اور ۷۷۔۷۷۵۔

④ ملاحظہ کیجیے: (از سعدی رحمۃ اللہ تا جامی رحمۃ اللہ): ۸۹۔۷۷۸! ملاحظہ کیجیے: (تکملہ یوسف ملکہ وزلیخای جامی) بہروز، محمد حسین قرن: ۱۲ھ مجلہ آریانا، کامل ج ۲۱ش: ۸، ص: ۲۴۔۳۲ یوسف ملکہ وزلیخا، خیاپور، عبدالرسول! نشریہ دانشکدۂ ادبیات تبریز (ایران)۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: ۱۔ خردنامہ اسکندر مخلوق جامی از ایرج افشار مقالہ در ''تحلیل..... جامی ص: ۱۲۲۔۱۲۷ مجلہ دانشکدہ ادبیات (دانش گاہ تہران) ۱۲: ۱۶۲۔۱۶۹۔

Marfat.com

علوم نقلی۔ تفسیر

۹۔ تفسیر سورۂ اخلاص:

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے تفسیر سورۂ اخلاص تبریز (آذربائیجان) کے حکمران سلطان یعقوب بیگ (زمانہ حکومت: ۸۸۴۔۸۹۶ھ) کے فاضل وزیر اعظم قاضی عیسیٰ ساوَجی رحمہ اللہ کے لیے تالیف فرمائی تھی، اور انہیں ارسال فرمائی تھی۔ حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے قاضی رحمہ اللہ صاحب کے نام ایک مکتوب میں اس تفسیر سورۂ اخلاص کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

۱۰۔ تفسیر سورۂ فاتحہ۔ (فارسی۔نثر)

آقا نفیس نے تاریخ نظم ونثر در ایران۔ ۱: ۸۸۔ ۲۸۷، اور بشیر ہروی رحمہ اللہ تعلیقات تکملہ حواشی نفحات الانس از جامی رحمہ اللہ ۷۸۱! میں اس کے نام کا اندراج کیا ہے۔

نیز احمد منزوی رحمہ اللہ نے فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۱:۲۹ میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اس ''تفسیر سورۂ فاتحہ'' کا ذکر ''تفسیر سورۂ فاتحہ الکتاب'' کے نام سے کیا ہے۔

کہ جو کلیاتِ جامی رحمہ اللہ مکتوبہ بسال: ۹۷۰ھ میں شامل ہے اور یہ کلیات نئی دہلی بھارت (کتب خانہ کا نام درج نہیں ہے) میں موجود ہے۔

۱۱۔ تفسیر قرآنِ مجید: (عربی۔نثر)

یہ پارۂ اول کی سورۂ بقرہ کی آیت:

وَاِیَّایَ فَارْهَبُون

تک کی تفسیر ہے۔[1]

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تالیف کے سبب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ایک ایسی جامع تفسیر تحریر کرنا چاہتے تھے کہ جو بلغا کے نکات اور عرفا کے اشارات پر مشتمل ہو، اور نا قابل فہم لطائف وحقائق سے پاک ہو۔

بعد ازاں حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے شاگرد (مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ) نے حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حکم پر اس کے مسودہ کو صاف کر کے تحریر کیا ہے۔

---

[1] آیۃ: ۴۰۔

Marfat.com

خود مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ کی اس تفسیر کے بارے میں یہ رائے ہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس میں اسرار[1] سے پردہ اٹھا دیا ہے۔[2]

کتب خانہ سلیمانیہ ترکی میں اس تفسیر کے کم وبیش آٹھ مخطوطات موجود ہیں۔ چنانچہ، ایا صوفیہ ترکی کے نسخہ (۴۰۵) پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دستخط کے ساتھ وہ منثور ومنظوم عبارت مندرج ہے، جو انہوں نے مذکورہ بالا نسخہ ''سلطان یعقوب بیگ آف قونیلو رحمہ اللہ'' (مقتول: ۸۹۷ھ) کو پیش کرتے وقت تحریر کی تھی۔[3]

اسی تفسیر (تفسیر قرآن مجید) کا ایک قلمی نسخہ جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا۔ لیکن انہوں نے پروفیسر ایڈورڈ براؤن کی کتاب کے فارسی ترجمہ ''از سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ'' میں محض اس کا تذکرہ کیا، اور اس پر مستزاد کچھ بھی تفصیل نہ دی ہے۔

حدیث

۱۲۔ چہل حدیث: اربعین: (فارسی۔نظم)

رک: متن، ص: ۳۱۱

اربعین جامی رحمہ اللہ کا صحیح ترین متن باہتمام محمد یعقوب واحدی رحمہ اللہ بعنوان ''اربعین جامی رحمہ اللہ و اربعین نوائی'' ماہنامہ آریانا نشریہ انجمن تاریخ افغانستان۔ کابل، جلد: ۲۴۔ شمارہ مسلسل: ۲۶۳، شمارہ حاضر ۲،۱ دلو دحوت: ۱۳۲۴ش/جنوری فروری ۱۹۶۶، ص: ۵۶۔۷۱۔ [ص ۵۶ تا ۵۷] مقدمہ، ص ۵۸ تا ۶۵ اربعین جامی رحمہ اللہ، ص ۶۶ تا ۷۱! اربعین نوائی (بہ ترکی منظوم) شائع ہوا ہے۔

مصحح[4] نے یہ متن، ہندوستان، افغانستان اور ترکی میں مطبوعہ اربعین جامی رحمہ اللہ اور کابل میں اربعین جامی رحمہ اللہ کے چند اہم مخطوطات کے تقابل سے تیار کیا ہے۔

۱۳۔ شرح حدیث عمائیہ: (فارسی۔نثر)

ابی رزین عقیلی رحمہ اللہ سے منقول اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ:

---

① ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) لحاجی خلیفہ رحمہ اللہ جلد ۱: ۴۴۴، تفسیر الجامی۔

② پوشیدہ باتوں سے۔

③ ملاحظہ کیجیے: (استدراکات ''نقد النصوص'') از ولیم چٹک: ص: ۵۰۸۔۵۰۹۔

④ تصحیح کرنے والا۔

Marfat.com

أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ.

''(یہ کہ) کہاں تھا ہمارا رب اس سے پہلے کہ (اس نے) خلق کو پیدا فرمایا؟''

تو آپ ﷺ نے اس استفسار کے جواب میں یوں فرمایا کہ:

كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَاتَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ.

''(یہ کہ) وہ رب ایک ابر (یا آسمان) میں تھا۔ اس کے نہ نیچے ہوا تھی نہ اوپر۔''[1]

یہ کہ شارح کے نزدیک اس حدیث کے ظاہر معنی اشکال سے خالی نہیں ہیں۔ چنانچہ، شکوک و اشکال کو رفع کرنے کی غرض سے انہوں نے 'سخنانِ کبرائے دین'' اور ''کلمات عظمائے اہل یقین'' سے مدد لی اور تحریر کیا کہ: حضرت حق تعالیٰ کے من حیث توجیہ عالم ظہور تک کچھ مراتب ہیں۔''[2]

اس حدیث پر دو اشکال وارد ہو جاتے ہیں:

۱۔ خدائے تعالیٰ کو تخلیق سے قبل کسی جگہ کی ضرورت تھی؟

۲۔ تخلیق کے بعد وہ (یعنی خدائے تعالیٰ) اپنی مخلوقات میں تھا، یہ بھی حلول ہے؟

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر حضرات صوفیا کرام رحمہم اللہ اور حضرات علمائے کرام رحمہم اللہ نے بھی اس حدیث عمائیہ کی شرح میں حصہ لیا۔

بہر کیف، نویں صدی ہجری میں یہ مسئلہ علمی و نظری مباحث میں نہایت درجہ اہمیت کا حامل رہا ہے۔

سیرت و تذکرہ:

۱۴۔ شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ: (فارسی۔نثر):

رک: متن، صفحہ: ۹۰ ۳!

''شواہد النبوۃ'' کے کئی ہندوستانی ایڈیشن موجود ہیں۔ جبکہ اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔[3]

جناب احمد منزوی صاحب رحمہ اللہ نے ''شواہد النبوۃ'' کے دو عدد قدیم قلمی نسخہ جات کا ذکر کیا ہے۔

① تہران، کتب خانہ ملی، شائد بخط جامی رحمہ اللہ، مورخ: بسال: ۸۷۷ھ۔ص: ۱۔ ۱۹۵)

② استنبول، ایاصوفیہ: ۱/ ۴۲۰۷، در کلیات جامی رحمہ اللہ مؤرخ بسال: ۸۷۷ھ، مگر ''شواہد النبوۃ'' کی تاریخ تالیف بسال: ۸۵۵ھ کے حوالے سے مذکورہ بالا نسخہ جات کی تاریخ کتابت مشکوک نظر آتی ہے۔[4]

---

[1] یہ روایت بالکل من گھڑت ہے، کیونکہ اس کے برعکس صحیح حدیث میں موجود ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

[2] اس شرح کا قدیم ترین مخطوطہ، کتاب خانہ ملک، تہران میں کلیات جامی: (۲۷۹۵) مورخ ۸۹۵ھ: ص: ۶۶۰ (تا ۶۶۲) ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۲ (۱): ۱۲۲۸۔

[3] لکھنو، نولکشور: ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء، ۲۴۴ ص۔ مزید ایڈیشنوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: خانبابا مشار فہرست کتابہائے چاپی فارسی ۳: ۳۳۱۹۔

[4] فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ۲/ (۱): ۱۲۶۴۔

Marfat.com

۱۵۔ مناقب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمہ اللہ: (فارسی۔نثر)!

مناقب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ عرصہ قبل تک یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا ''رسالہ'' ناپید (مفقود) ہو چکا ہے۔

مگر مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر آربری صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا ایک واحد نسخہ دہلی میں موجود ہے۔ پروفیسر آربری صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نسخہ دہلی، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے خودنوشت نسخہ کی نقل ہے۔

اس نسخہ کے آخر میں یوں تحریر ہے کہ:

رساله شریفه صورت اتمام یافته بود وسمت اختتام نپذیر فته

بقول پروفیسر آربری صاحب:

''اس رسالہ کا بیشتر حصہ ''نفحات الانس'' میں درج ہوا ہے۔ لیکن بقیہ مضامین کسی دوسری جگہ نہیں ملتے۔''①

اس مذکورہ بالا نسخہ کی دو اشاعتیں معلوم و مشہور ہیں:

① بتصحیح جناب پروفیسر آربری صاحب

Infra: ARBERRY, A.J.:

JAMI'S BIOGRAPHY OF "ANSARI" ISLAMIC

QUARTERLY LONDON, 1963 VOL: 7, PP:57-82.

② مقاماتِ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ، بہ تصحیح وحواشی فکری سلجوق کابل، انجمن جامی رحمہ اللہ، ریاست تنویر افکار: ۱۳۴۳ھ ش، ۴۵ ص۔②

۱۶۔ نفحات الانس من حضرات القدس: (فارسی۔نثر)

رک: متن صفحہ (۳۰۴)!

''نفحات الانس'' کی دو نہایت عمدہ اشاعتیں موجود ہیں:

① بکوشش جناب مولوی غلام عیسیٰ، عبدالحمید و کبیر الدین احمد رحمہ اللہ۔ بانضمام شرح احوالِ مولف (انگریزی) بقلم (W.NASSAU LEES) (1825-1889) مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ، ۱۸۵۹ء، ۲۰+۷۴۰+۱۵ ص

---

①ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص) ہیجدہ! از ولیم چتک صاحب۔

②ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتب چاپی دری افغانستان: ۲۷۱ (عدد مسلسل)! نیز ملاحظہ کیجیے: (شمہ ای از احوال خواجہ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ) نقل از رسالہ منسوب بجامی رحمہ اللہ کہ اخیراً پیدا شدہ است! کتاب ہفتہ (تہران: شمارہ: ۱۰۴، ص: ۸۱۔۸۶)! نیز ملاحظہ کیجیے۔ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ وخواجہ عبداللہ انصاری) از بورکوی! مقالہ مندرج در تحلیل: جامی رحمہ اللہ، ص: ۳۸۔۴۶

Marfat.com

② تصحیح ومقدمہ وپیوست مہدی توحید پور۔ کتب فروشی محمودی، تہران: ۱۳۳۷ شمسی ۱۶۵ + ۶۷۹ ص۔

''نفحات الانس'' پر مزید ملاحظہ کیجیے:

① نفحات الانس حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ از عبد الروف بینوا رحمہ اللہ۔ مجلہ آریانا۔ کابل۔ جلد:۱۔ شمارہ:۹

② ''مقدمہ بر'' نفحات الانس (اردو ترجمہ) از جناب شمس بریلوی صاحب! کراچی بسال: ۱۹۸۲ء۔

فقہ

۱۷۔ ''رسالہ مناسک حج'' (صغیر)۔ (فارسی۔ نثر)!

رک: متن، صفحہ: ۳۰۳! ''ارکان الحج''

جناب مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

حضرت ایشان رحمہ اللہ (یعنی جامی رحمہ اللہ) در مناسکِ حج دو رسالہ نوشتہ اند۔ یکی صغیر کہ مشہور است ویکی کبیر کہ ... مشہور نیست

ترجمہ: ''حضرت ایشان رحمہ اللہ (یعنی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) نے مناسک حج (کے موضوع پر) دو رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ایک تو مختصر (مگر) مشہور رسالہ ہے۔ ایک مفصل ہے کہ..... جو مشہور نہیں ہے۔''①

۱۸۔ رسالہ مناسک حج (کبیر)۔ (بظاہر فارسی)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے سفر حجاز بسال: (۸۷۷ھ/ ۷۳۔ ۱۴۷۲ء) کے دوران یہ رسالہ تحریر فرمایا: یہ رسالہ چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے عقائد کی بنیاد پر مسائلِ حج پر ہے اور یہ رسالہ عرفات میں گم ہو گیا۔

اس رسالہ کا اصل مسودہ بھی موجود نہیں تھا۔ بدیں سبب دوبارہ تحریر نہ کیا جاسکا اور پردہ اخفا میں پڑ گیا۔②

---

① ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس): ص:۳۹۔

② ملاحظہ کیجیے: (تکملہ لاری): ص:۳۹۔

Marfat.com

۱۹۔شرح النقایہ مختصر الوقایہ (فارسی-نثر):

فقہ حنفی پر حضرت صدر الشریعہ عبید اللہ رحمہ اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (م ۷۴۵ھ) کی عربی کتاب ''النقایہ مختصر۔الوقایہ'' کی مختصر فارسی شرح ہے۔[1]

یہ شرح، مطبع نولکشور، لکھنو (ہند) سے ۱۳۰۲ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

تصوف

۲۰۔اشعۃ اللمعات بشرح لمعات: (فارسی۔نثر)

رک: متن، ص:۳۱۰

''اشعۃ اللمعات'' کی تازہ ترین اور عمدہ اشاعت وطباعت باہتمام حامد ربانی تہران سے بسال: ۱۳۵۲ شمسی میں ہو چکی ہے۔[2]

۲۱۔تہلیلیۃ: شرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ: (فارسی۔نثر)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں حروف الف ولام وھاء کے اسرار ورموز پر بھی بحث کی گئی ہے۔

اس رسالہ کے دانشگاہِ تہران، تہران (نمبر ۱۶/ ۸۶۷) اور برٹش میوزیم لندن (برطانیہ) [ADD----2629415] مخطوطات موجود ہیں۔

کتب خانہ ''اسعد آفندی رحمہ اللہ'' ایا صوفیہ (ترکی) کے فہرست نگار نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے رسالہ فی اعراب لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا ہے وہ بظاہر یہ بھی رسالہ تہلیلیہ ہے۔[3]

۲۲۔تہلیلیہ یا کلمہ فی التوحید۔ ۲ (فارسی۔نثر)

بظاہر یہ بھی ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کی مختصر شرح ہے۔[4]

---

① ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) لحاجی خلیفہ رحمہ اللہ / جلد: ۲، ۱۹۷۲۔

② ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص، بست وچہار۔ بحوالہ: وحید چنگ صاحب) نیز: ''اشعۃ اللمعات'' کی دیگر قدیم طباعتوں اور اشاعتوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: خانبابا مشار: فہرست کتابہائے چاپی فارسی ۱: ۳۴۲۔

③ ملاحظہ کیجیے: دفتر کتب خانہ اسعد آفندی، ص: ۲۸۸۔ عدد عمومی: ۳۷۸

④ ملاحظہ کیجیے: برٹش میوزیم، لندن: (نسخہ نمبر ۸۰۱۸) اور کتب خانہ مجلس۔ تہران (نمبر ۱۲ / ۴۸۲۰) اس کے خطی نسخہ جات محفوظ ہیں۔ نسخہ مجلس ''بخط نستعلیق''، مورخ: ۱۳۰۵ھ از ص: ۱۷۸ تا ۱۸۰ ہے اور اس کا آغاز درج ذیل کلمات سے ہوتا ہے: ''بنای طریق مشغولی این عزیزان'' ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۳۶

Marfat.com

۲۳۔ الدرۃ الفاخرہ یا رسالہ در تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم: (عربی۔نثر)

مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ اور سام مرزا نے اس کا نام ''رسالہ تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم'' تحریر کیا ہے۔

اس رسالہ کے بارے میں بالتفصیل ہم کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کے باب میں تحریر کر چکے ہیں۔ قارئین وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

۲۴۔ سخنانِ خواجہ پارسا رحمہ اللہ یا الحاشیۃ القدسیہ: (فارسی/عربی۔نثر)

رک: متن، صفحہ: ۳۰۸

کیفیت:

جناب احمد طاہر عراقی رحمہ اللہ، خواجہ پارسا رحمہ اللہ کے قدسیہ پر اپنے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ''رسالہ سخنان خواجہ پارسا رحمہ اللہ'' کے مرتب کا نام مجہول ہے۔ ①

بعدازاں! ہرمان اتھے کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ ''سخنان خواجہ پارسا رحمہ اللہ'' کے مرتب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہیں۔ چنانچہ، بظاہر قدسیہ کا حاشیہ بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہی کا تحریر کیا ہوا ہے۔ ②

مگر یہ استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ کسی کتاب میں بھی قدسیہ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حواشی کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

۲۵۔ سررشتہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔نثر)

یہ وہی رسالہ ہے کہ جس کا ذکر سام مرزا نے ''طریق صوفیان'' اور مولانا لاری رحمہ اللہ نے ''رسالہ در طریق خواجگان'' کے نام سے کیا ہے۔ ③

طرازی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ: ص: ۴۲ میں اس مذکورہ بالا رسالہ کا دوسرا نام ''نوریہ'' تحریر کیا ہے۔

مزید معلومات کے لیے موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کا باب ملاحظہ کیجیے:

---

① مطبوعہ: تہران، ۱۳۵۴ شمسی، ص ۷۶۔

② ص: ۹۲۔

③ ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ تحفہ سامی) ص: ۱۴۵ نیز ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از لاری صاحب ص: ۳۹!

Marfat.com

۲۶۔سوال وجواب ہندوستان: (بظاہر فارسی/ نثر)

سام میرزا اور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس رسالہ کا ذکر کیا ہے۔

مزید معلومات کے لیے موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کا باب ملاحظہ کیجیے:

۲۵۔شرح بیت خسرو دہلوی رحمہ اللہ فارسی۔نثر:1

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جس شخص کے کہنے پر یہ شرح تحریر فرمائی، مقدمہ میں صرف اس کی صفات (امارت مآبی وسعادت انتسابی) تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے جب کہ اس کے نام کی تصریح نہ فرمائی ہے۔

اس شرح کا قدیم ترین نسخہ کتب خانہ ملک، تہران (نمبر ۸ / ۴۷۹۵) میں موجود کلیات جامی رحمہ اللہ، مورخ بسال: ۸۹۵ھ، ص: ۶۵۸۔۶۵۹! میں شامل ہے۔

یہ رسالہ پاکستان وہند میں متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔[1]

۲۸۔شرح بیت خسرو دہلوی رحمہ اللہ فارسی۔نثر:2

سید حسن برنی رحمہ اللہ مثنوی ''قرآن السعدین'' از خسرو دہلوی رحمہ اللہ پر اپنی تمہید میں تحریر کرتے ہیں کہ:

مثنوی قرآن السعدین کا ایک شعر تاریخی دلچسپی رکھتا ہے۔ امیر خسرو رحمہ اللہ نے کشتی کی تعریف میں تحریر کیا ہے کہ:

ماہِ نوی کاصل وے از سال خاست
گشت یکے ماہ بدہ سال راست

ترجمہ: ''نیا چاند کہ اس کی اصل گویا کہ سال (کی لکڑی کی) کشتی کی مانند (خمیدہ) ہے۔
ایک ماہ تو ہوا اب اور محبوب دیجئے۔''

یہ شعر قرآن السعدین طبع علی گڑھ بسال: ۱۹۱۸ء ص: ۱۴۵ پر موجود ہے۔

یوں کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا شعر کو دیکھا تو انہیں سال اور ماہ کے معنی سمجھنے میں کچھ تردد ہوا۔ بالآخر آپ رحمہ اللہ نے اس شعر کی شرح مین ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور پھر بحث کا خاتمہ اس پر کیا کہ:

چیزی خواستہ کہ بزبانِ ہند مخصوص باشد

---

[1] نیز ملاحظہ کیجیے: (فہرست ہائے خطی فارسی ۲/ (۱): ۲۰۔۱۲۱۹)! نیز ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص): بیست و ہفت از جناب دلیم چنگ صاحب۔

Marfat.com

چنانچہ، نفائس الماثر کا مصنف یوں کہتا ہے کہ:

جب سلطان حسین مرزا رحمہ اللہ کے زمانے میں شیخ جمال دہلوی رحمہ اللہ، خراسان گئے تو ان کی ملاقات حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے بھی ہوئی۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس شعر کے معنی شیخ سے دریافت کیے تو شیخ رحمہ اللہ نے یوں کہا کہ:

''سال دراصل ایک لکڑی کا نام ہے جس سے ہندوستان میں کشتی بنائی جاتی ہے''۔ ①

۲۹۔شرح دو بیت از مثنوی مولوی رحمہ اللہ (فارسی۔نثر ونظم)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۰۔شرح رباعیات: (فارسی۔نثر ونظم)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۱۔شرح فصوص الحکم: (عربی۔نثر)

اس کی تفصیل موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کے باب میں ملاحظہ کیجیے!

۳۲۔شرح قصیدہ ''تائیہ فارضیہ یا شرح نظم الدر: (فارسی۔نثر)

ابن فارض رحمہ اللہ کے قصیدۂ تائیہ کی شرح ان کے قصیدہ خمریہ کی شرح لوامع سے الگ ہے۔ اس کا قدیم ترین مخطوطہ کتب خانہ ایاصوفیا (استنبول۔ترکی) اس میں موجود کلیات جامی رحمہ اللہ (نمبر ۴۲۰۹) مورخ بسال: ۸۷۷ھ میں شامل ہے، اور اب یہ شرح شائع ہو چکی ہے۔ ②

۳۳۔شرح قصیدۂ عطار:

یہ رسالہ ''دیوان قصائد وغزلیات'' شیخ فرید الدین ابو حامد محمد بن ابوبکر ابراہیم بن اسحاق رحمہ اللہ عطار نیشاپوری رحمہ اللہ بتصحیح ومقدمہ سعید نفیسی، بسرمایہ واہتمام مدیر کتب فروشی وچاپخانہ اقبال تہران ۱۳۱۹ کے ہمراہ صفحہ ۴۰۷ تا ۴۵۱ طبع ہو چکا ہے۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (تمہید بر قرآن السعدین) از سید حسن برنی امطبوعہ: علی گڑھ ابسال: ۱۹۱۸ء، ص: ۵۱۔۵۸ یہ رسالہ ایران سے طبع ہو چکا ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲: ۱۲۴۴ و نیز ۵: ۳۴۸۰۔

Marfat.com

سعید نفیسی رحمۃ اللہ نے یہ شرح اس قلمی مخطوطہ کی اساس پر شائع کی کہ جو ان کے اپنے کتب خانہ ذاتی میں محفوظ تھا اور یہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شرح رباعیات، شرح قصیدۂ میمیہ خمریہ ابن فارض رحمۃ اللہ اور شرح قصیدۂ تائیہ ابن فارض رحمۃ اللہ کے ساتھ یکجا ہے۔

سعید نفیسی رحمۃ اللہ نے اس قلمی مخطوطہ کے کاغذ اور خط کو دسویں صدی ہجری کا بتایا ہے۔ ہماری معلومات کا انحصار اسی نسخہ کی معلومات پر ہے۔

عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ کے قصیدہ بمطلع:

شعر:

از روی در کشید بیا زار آمدہ
خلقی بدیں طلسم گرفتار آمدہ

ترجمہ: ''وہ محبوب چہرہ سے نقاب کو کھینچے ہوئے جیسے ہی بازار میں نکل آیا۔ تو ایک مخلوق اس کے (حسن کی) فریفتہ ہوگئی۔''

کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ انتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس شرح کا مقدمہ اور شرح۔ حق تعالیٰ کے وجود مطلق ہونے اور اس کی مختلف جہات کی تفصیل پر مبنی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے زیر بحث موضوع کی تشریح وتوضیح کے لیے حجۃ الاسلام امام محمد رحمۃ اللہ بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ کی مشکوٰۃ الانوار، حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ کی کتاب معرفت فصوص الحکم، حضرت شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ کی تفسیر فاتحہ حضرت شیخ علاء الدولہ رحمۃ اللہ، کے رسالہ قدسیہ سے دلائل وشواہد نقل کیے ہیں۔ نیز اس رسالہ میں صوفی شعرا کے متعلقہ اشعار علامتی حوالے کے ساتھ مندرج ہوئے ہیں:

''ع'' سے مراد ''عطار رحمۃ اللہ''، ''م'' سے مراد ''مثنوی مولوی''، ''گ'' سے مراد ''گلشن راز''، ''س'' سے مراد ''سنائی''، ''ح'' سے مراد ''امیر حسینی رحمۃ اللہ''، اور ''ق'' سے مراد ''عراقی رحمۃ اللہ'' ہے۔

۳۴۔ شرح مفتاح الغیب:

''شرح مفتاح الغیب''، شیخ صدر الدین محمد قونیوی رحمۃ اللہ (م ۶۷۳ھ) کی تصوف پر عربی کتاب ''مفتاح الغیب'' کے بعض مضامین کی تشریح وتوضیح ہے۔ کہ جو مبینہ صورت میں تیار نہ ہو سکی۔ چنانچہ، مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ اس شرح کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

شرح بعضی از مفتاح الغیب کہ بہ بیاض نرفتہ

Marfat.com

ترجمہ: ''مفتاح الغیب کے بعض حصہ کی شرح ہے کہ جو طبع نہ ہو سکی۔''[1]

۳۵۔ رسالہ طریقہ خواجگان: (فارسی۔ نثر و نظم)

سلسلہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ کے دستورات پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنی رباعیات کی خود ہی شرح تحریر فرما کر رسالہ ترتیب دیا ہے۔

آغاز: اشعار:

شعر نمبر ۱:

ترا یک پند بس در ہر دو عالم
کہ بر ناید ز جانت بی خدا دم

ترجمہ: ''کہ آپ کے لیے ہر دو جہانوں میں ایک نصیحت کافی ہے۔ (وہ یہ کہ) بغیر خدا کی منشا کے آپ رحمۃ اللہ ایک سانس بھی نہیں لے سکتے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

اگر تو پاس داری پاس اناس
بسلطانی رسانندت از آن پاس

ترجمہ: ''اگر آپ محافظت رکھ سکتے ہیں تو لوگوں کی محافظت کیجیے کہ وہ محافظت آپ کو مرتبہ سلطانی (بادشاہی) پر پہنچا دیتی ہے۔''

رسالہ طریقہ خواجگان کا بائیس صفحات پر مشتمل قلمی مخطوطہ، انجمن تاریخ، کابل (افغانستان) میں مجموعہ قدیم رسائل نقشبندیہ رحمۃ اللہ میں موجود ہے۔

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہ رسالہ سر رشتہ طریقہ خواجگان سے جدا ہے۔[2]

۳۶۔ لوامع انوار الکشف والشہود علی قلوبِ ارباب الذوق والجود یا شرح خمریہ (فارسی۔ نثر):

رک: متن، ص: ۲۰۳!

تاریخ تالیف واختتام:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب: ۳۹۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر سر رشتہ طریقہ خواجگان) از جناب عبدالحی حبیبی صاحب مطبوعہ افغانستان: ۱۳۴۳ شمسی اصلہ: ۱۰۔

Marfat.com

اشعار:

شعر نمبر۱:

بی دعویٰ فضلِ جامی رحمہ اللہ ولاف ہنر
در سلکِ بیان کشیدہ این عقد گہر

ترجمہ: ''جامی رحمہ اللہ کے فضیلت کے دعویٰ اور ہنر کی شیخی کے بغیر کہ بیان کی لڑی میں یہ موتیوں کا ہار پرو دیا ہے۔''

شعر نمبر۲:

دان لحظہ کہ شد تمام آورد بدر
تاریخ مہ وسال وی از شہر صفر

ترجمہ: ''چودھویں کے چاند کے پورا ہونے کا وقت جان لیجئے! بدر کامل کی تاریخ، وہی سال اور صفر کے مہینہ سے۔''

جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ یا اکثر فہرست نگاران نے مذکورہ ''رباعی'' کے مصرعہ چہارم میں شہر صفر کو مادہ تاریخ قرار دے کر بسال تالیف بسال ۸۷۵ھ اخذ کیا ہے۔ ①

مگر جناب ولیم چٹک صاحب۔ از شہر صفر کو مادہ تاریخ سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق ۸۸۳ھ کو سال شرح قرار دیتے ہیں۔ ②

اس شرح کا جو نسخہ ایا صوفیہ کتب خانہ، استنبول میں کلیاتِ جامی رحمہ اللہ (شمارہ ۴۲۰۷) میں شامل ہے اس کی تاریخ کتابت (کلیات کی تاریخ کتابت) ۲۲ رشعبان ۸۷۷ھ ہے، اور یہ تاریخ ۸۷۵ھ سے متاخر تر اور ۸۸۳ھ سے مقدم تر ہے۔

ابن فارض رحمہ اللہ (م ۶۳۲ھ) کے جس عربی قصیدہ کی شرح زیر بحث رسالہ میں کی گئی ہے۔ وہ قصیدہ، بتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ردیف میم کے اس قصیدہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

شَرِبْنَا عَلٰی ذِکْرِ الْحَبِیْبِ مُدَامَۃً
شَکَرْنَا بِھَا مِنْ قَبْلُ أنْ یَّخْلُقَ الْکَرْمُ

① حواشی سن تالیف ۸۷۵ھ درست ہے۔
② حواشی، ولیم چٹک کی رائے غلط ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم نے ذکر حبیب ﷺ کی شراب کو ہمیشہ نوش کیا ہے۔ کہ ہم انگور کی بیل (درخت) کی تخلیق سے قبل (اس ذکر کے) نشہ میں مدہوش چلے آتے تھے۔''

''لوامع'' کی دو جدید اشاعتیں درج ذیل ہیں:

① لوامع جامی رحمہ اللہ در وصف راح محبت: تصحیح: حکمت آل آقا انتشارات بنیاد مہر تہران، ۱۳۴۱ شمسی، ن+ ۹۲ ص

② سہ رسالہ در تصوف لوامع ولوائح در شرح قصیدہ خمریہ ابن فارض رحمہ اللہ در بیان معارف و معانی عرفانی بانضمام شرح رباعیات در وحدت الوجود از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ با مقدمہ ایرج افشار کتب خانہ منوچہری، تہران (۱۳۶۰ھ ش)، ص ۱۸۹۔[1]

۳۷۔ لوائح: (فارسی۔نثر)

رک: متن: صفحہ: ۳۰۱!

نسخہ تہران (تسبیحی) مجموعی طور ۳۳ ''لائحہ'' اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

''لوائح'' کی چند مفید اشاعتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ عکس نسخہ خطی لوائح مع انگریزی ترجمہ از E.H. WHINFIELD انگریزی از مرزا محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ قزوینی رحمہ اللہ! مطبوعہ: انگلستان۔ ۱۹۲۸ء[2]

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رحمہ اللہ، ایا صوفیا عدد عمومی: ۱۵۰۰ء ص ۳۲۷ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے رسالہ ''لوائح العرفان'' کا اندراج ہوا ہے۔ تو وہ بظاہر یہی ''لوائح'' ہے۔

۲۔ لوائح: باتفسیر وشرح لغات واصطلاحاتِ فلسفی وعرفانی، بکوشش محمد حسین تسبیحی کتاب فروزی فروغنی تہران: ۱۳۴۲ شمسی، بیست وپنج۔ ۱۸۴ ص

۳۔ سہ رسالہ در تصوف: لوامع ولوائح در شرح قصیدہ خمریہ ابن فارض رحمہ اللہ درمیان ومعانی عرفانی بانضمام شرح رباعیات در وحدتِ وجود از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ۔ با مقدمہ ایرج افشار کتاب خانہ، منوچہری، تہران، (۱۳۶۰ھ ش)، ۱۸۹ ص

۳۸۔ نائیہ ''بانی نامہ'': (فارسی۔نثر ونظم)

رک: متن، صفحہ: ۳۳۱!

---

① ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص) بیست وسہ۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲/ (۱): ۱۳۴۸۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی) ۴: ۴۴۰۵۔

② ملاحظہ کیجیے: (لوائح، چاپ تسبیحی ۵۱۔ ۶) ملاحظہ کیجیے: (اسی اشاعت کا عکس مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد اور اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ لاہور نے مشترکہ طور پر شائع کیا ہے۔

Marfat.com

یہ رسالہ نائیہ بانی نامہ یعنی رسالہ نائیہ، مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ ورسالہ نائیہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بامقدمہ وتحشیہ وتعلیق استاد خلیل اللہ خلیلی رحمہ اللہ، کابل ۱۳۳۶ شمسی ۱۳۷۷ء شائع ہو چکا ہے۔

اس رسالہ کے قدیم ترین خطی نسخے، کتب خانہ امیر المؤمنین، نجف میں موجود کلیاتِ جامی رحمہ اللہ (نمبر ۱۴۸۲) مورخ ۸۸۱ھ اور کتب خانہ طوپقپو سرای۔ استنبول کے کلیاتِ جامی رحمہ اللہ ۔ (نمبر ۱۸/ ۱۶۶۷۳ مؤرخ: 877۔895ھ میں شامل ہیں۔[1] اس رسالہ کی تاریخ تصنیف مذکورہ تاریخوں سے پیشتر کی قیاس کرنا چاہیے۔

۳۹۔ ''نقد النصوص'' فی شرح نقش الفصوص: (فارسی۔نثر)

رک: متن، صفحہ: ۳۰۰

بعض مصنفین کو اس اصل متن کے مصنف کی بابت اشتباہ[2] ہوا ہے۔ جس کی یہ شرح ترتیب دی گئی ہے۔

① پروفیسر ایڈورڈ۔ جی۔ براؤن نے از (سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ) مترجم علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ ! ص: ۷۶۱! میں اس کو ''صدر الدین قونیوی رحمہ اللہ کی کتاب فصوص کی شرح بتایا ہے۔

② محمد تقی بہار رحمہ اللہ سبک شناسی: ۳/ص ۲۲۶۔ تہران۔ ۱۳۲۷ شمسی میں اسے ''شرح فصوص الحکم'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بزبانِ عربی سے علیحدہ نہیں کر سکے۔[3]

۴۰۔ وجود یا وجودیہ یا رسالہ وجیزہ در تحقیق واثباتِ واجب الوجود!

(عربی۔نثر)

اس رسالہ میں متکلمین اور حکماء کے ذوق کے مطابق وجود اور ماہیات پر فنی بحث کی گئی ہے۔

نکولس ہیر استاد دانشگاہ اورگنی امریکہ نے اس رسالہ کی تصحیح اور انگریزی ترجمہ کیا ہے۔[4]

Infra: "AL-JAMI'S TREATISE ON EXISTENCE" ISLAMIC PHILOSOPHICAL THEOLYGY, EDITED BY P.MOREWEDGE, ALBANY, 1977.

---

① ملاحظہ کیجیے: فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲: ۱۴۷۵ و ۵: ۳۵۱۵۔

② وہم۔

③ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص) سہ وچہار ۲۔ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص): ص: ۲۵۔۲۶! ۳۔ ''نقد النصوص'' بامقدمہ وتصحیح وتعلیقات ویلیام چیتیک: جویشگفتار ''سید جلال الدین آشتیانی، انجمن شاہنشاہی فلسفہ ایران، تہران'' سے ۱۹۷۷ء میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (ایضاً): ص: ۲۵۔۲۶

Marfat.com

سعید نفسی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تین رسائل تحقیق الوجود، رسالہ فی الوجود اور رسالہ وجود وموجود کا ذکر کیا ہے۔[1]

علومِ زبان

۴۱۔شرح العوامل المائۃ: (فارسی۔منظوم)

عوامل کے عربی متن کے مصنف عبدالقاہر جرجانی رحمہ اللہ: (م ۴۷۱ھ) ہیں، اور یہ علم نحو کی مشہور اور متداول کتاب ہے۔حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس کی منظوم[2] شرح ترتیب دی ہے۔

یہ شرح لکھنو سے ۱۸۹۰ء میں اور بعد ازاں بھی متعدد بار طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔[3]

۴۲۔صرف فارسی منظوم ومنثور:

مذکورہ بالا رسالہ ۱۱ رمضان: بسال ۸۶۷ھ/ بمطابق: ۱۴۶۳ء! میں تالیف ہوا۔[4]

مشہور محقق جناب بشیر ہروی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ اس مذکورہ بالا رسالہ کا ایک ناقص نسخہ ان کے پاس موجود ہے۔اگرچہ اس کے متن میں کوئی تحریر یا اشارہ موجود نہیں ہے۔کہ جس سے یہ صراحت ہو سکے کہ یہ رسالہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی قرار واقعی تصنیف ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تحریر، نظم اور علمی مسائل وقواعد کو لبادہ شعر پہنانے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مہارت سے موازنہ کر چکنے کے بعد وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ وہی صرف فارسی منظوم ومنثور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہے۔

علاوہ ازیں، بشیر ہروی صاحب رحمہ اللہ نے بطور نمونہ کے چند عبارات کے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔

❋ صرف جامی رحمہ اللہ کے دو عدد قلمی مخطوطات طوپقپو سرای استنبول میں ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر) ۱:۲۲۸

[2] شعروں کی صورت میں۔

[3] ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتابہائے چاپی فارس) ۳:۳۲۵۰ (طبع ثانی)۔

[4] ملاحظہ کیجیے: (فہرست میکرو فیلمہائے کتاب خانہ مرکزی دانشگاہ تہران: ۱:۱۶۳۔

Marfat.com

❁ کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب مکتوبہ نسخہ دسویں صدی ہجری (نمبر R-887/17) میں اور دوسرا کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ میں ''فوائد ضیائیہ'' (نمبر A-1585/22) کے بعد ''ایشیاٹک سوسائٹی بنگال'' کا نسخہ (نمبر 41/3(842)) ''صرف اللسان'' کے نام سے مذکور ہے۔ ①

ملاحظہ کیجیے: (جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صرف منظوم'' کے عنوان سے بھی حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کتاب کا ذکر کیا ہے۔ البتہ اس میں افعال کی صرف ''میں نثری عبارت'' سے بھی کام لیا گیا ہے۔

۴۳۔ فوائد الضیائیہ: (عربی، نثر)

رک: متن، صفحہ ۳۴۰ ②

فنونِ شاعری

۴۴۔ رسالہ عروض'' یا ''مجمع الاوزان'': (فارسی۔نثر)

وزن شعر کے اصول مثلاً: تالیف کلام، زحافات اور تقطیع شعر وغیرہ۔ چند فصلوں میں بیان کیے گئے ہیں!

اس رسالہ کے قدیم ترین مخطوطات کتابخانہ ملی، تہران میں کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ مورخ بسال: ۸۷۷ھ (نمبر درج نہیں ہیں)

اور کتب خانہ طوپقپو سرای۔ استنبول میں کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ مورخ: ۸۷۷ ۔ ۸۹۵۔ (نمبر 11-672/19) اور کتاب خانہ ملک تہران میں کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ میں کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ علیہ مورخ رجب ش878-778 (نمبر 795) میں موجود ہیں۔

بلوکمان نے ''رسالہ عروض'' یا ''مجمع الاوزان'': کو بسال: ۱۸۷۲ء میں کلکتہ سے ایڈٹ کر کے شائع کر دیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ یورپ اور برصغیر پاک وہند کی دیگر اشاعتیں موجود ہیں۔ ③

۴۵۔ ''الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ'' یا ''مختصر وافی در علم قوافی'': (فارسی۔نثر)

رک: متن، صفحہ: ۲۹۹

---

① ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ حواشی نفحات الانس): ص: ۸۰!

② نیز ملاحظہ کیجیے: ''ملا جامی'' شرحہ بر کافیہ باندی پشتو مقالہ شمولہ تجلیل ..... جامی، ص: ۶۹۔ ۸۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از احمد منزوی! ۳: ۲۱۶۱۔ ۲۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی) از خانبا بامشار! ۳: ۳۵۱۰!

Marfat.com

کیفیت:

اس کتاب میں تاریخ تصنیف بالصراحت موجود نہیں ہے۔ لیکن اس رسالہ کے درج ذیل قدیم ترین قلمی مخطوطات کے پیش نظر اس کی تالیف/تصنیف کا قریبی زمانہ بسال: ۸۷۷ھ/ ۷۳۔ ۱۴۷۲ء تا ۸۹۱ھ/ ۱۴۷۲ء متعین کیا جاسکتا ہے۔ ان قلمی مخطوطات کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

① طوپقپوسرای۔ استنبول، شمارہ/ 11-67220 مشمولہ ''کلیاتِ جامی رحمہ اللہ'' مورخ بسال: ۸۷۷ھ۔ ۸۹۵ھ!

② کتاب خانہ مدرس رضوی، تہران، ''المعجم فی معاییر اشعار العجم'' مورخ بسال: ۸۹۱ھ کے حاشیہ پر ہے۔

③ ایچ۔ بلوکمان نے ''عروضِ سیفی'' وغیرہ سمیت اسے بپٹسٹ مشن پریس ''کلکتہ'' سے بسال: ۱۸۶۷ء اور ۱۸۷۲ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا تھا۔

معمیات:

معمیات کے موضوع پر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے چار عدد رسائل موجود ہیں:

① ''رسالہ کبیر'' موسوم بہ حلیۃ الحلل ② رسالہ متوسط یا دستور معما

③ رسالہ صغیر ④ رسالہ اصغر۔ منظوم

چنانچہ، رسالہ نمبر ۱، نمبر ۳ کا تعارف، جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ نے درج کر دیا ہے۔ (ص: ۹۸۔ ۲۹۷)۔ جب کہ بقیہ ہر دو رسائل کا ذکر درج ذیل میں آتا ہے۔

۴۶۔ ''حلیۂ حلل''، ''رسالہ معما'' کبیر! (فارسی۔ نثر)

رک۔ متن: صفحہ: ۲۹۷

نادر قلمی مخطوطات کے لیے ملاحظہ کیجیے:①

۴۷۔ رسالہ معما۔ صغیر: (فارسی۔ نثر)

رک: متن، صفحہ: ۲۹۸

---

① (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۳: ۲۱۸۳ کہ جہاں جناب طاہری شہاب متیم ساری (ایران) کے ذاتی کتب خانہ کے ایک نسخہ کو بخطِ مصنف بتایا گیا ہے۔
(فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۳: ۲۱۸۴ دستور معما کے قدیم ترین قلمی مخطوطات میں سے نسخہ کتابخانہ ملک، تہران، شمارہ: ۱۸ / ۴۷۹۵ مورخ تقریباً بسال: ۸۹۵ھ از ورق: ۳۸۱ تا ۳۸۶ اور نسخہ طوپقپوسرای۔ استنبول، شمارہ H-672/12 مشمولہ کلیات جامی رحمہ اللہ مورخ: بسال: ۸۷۷۔ ۸۹۵ھ قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

اس رسالہ کے نادر مخطوطات کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۴۸۔ ''دستور معما''۔ متوسط: (فارسی۔نثر ونظم)

یہ رسالہ ''حلیۃ الحلل'' سے مختصر اور ''رسالہ صغیر'' سے متن میں مفصل تر ہے۔ بدیں سبب اسے رسالہ متوسط بھی کہا جاتا ہے۔

کتاب (رسالہ) میں کسی جگہ پر بھی تاریخ تالیف بالصراحت موجود نہیں ہے۔ مگر بعض مقامات پر سلطان حسین رحمہ اللہ: بسال: (۸۷۳ھ۔۹۱۱ھ) اور ابوالقاسم بابر رحمہ اللہ بسال: (۶۰۔۸۵۶ھ) کے نام کے معمات ملتے ہیں۔

اس رسالہ کا قدیم ترین قلمی مخطوطہ کتابخانہ ملک تہران میں موجود ''کلیاتِ جامی رحمہ اللہ'' (نمبر ۴۷۹۵) مورخ تقریباً بسال: ۸۹۵ھ میں صفحہ ۷۶۲ تا ۷۷۲ شامل ہے۔ ①

۴۹۔ دستور معما۔ منظوم: (فارسی)

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا مختصر رسالہ بسال: ۸۹۰ھ/ ۱۴۸۵ء) میں نظم کیا۔ لفظ ''فیض'' (۸۹۰ھ) مادہ تاریخ تصنیف ہے۔ جیسا کہ رسالہ کے اختتام پر تحریر فرمایا ہے۔

جناب احمد منزوی صاحب رحمہ اللہ نے اس رسالہ کے پندرہ عدد مخطوطات کا ذکر کیا ہے کہ جن میں سے قدیم ترین خطی نسخہ، طوپقپوسرای۔ استنبول (ترکی) کے ''کلیات جامی رحمہ اللہ'' مورخ بسال: ۸۷۷ھ۔ ۸۹۵ھ).....موجود ہے۔ ②

۵۰۔ شرح معمیات میر حسین معمائی رحمہ اللہ: (فارسی۔نثر)

میر حسین رحمہ اللہ بن محمد حسین رحمہ اللہ معمائی نیشاپوری (م ۹۰۴ھ) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ہمعصر تھے اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے متاثر ہوکر معما پر ''رسالہ دستور معما'' یا رسالہ ''معمیات'' تحریر کیا۔ ③

اس شرح کی تاریخ تالیف کے متعلق مندرجہ بالا عبارت سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ رسالہ

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از احمد منزوی ۳: ۲۱۸۴

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۳: ۸۶۔۲۱۸۵۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی) از احمد منزوی رحمہ اللہ کتب خانہ گنج بخش (۳: ۱۲۲۱)۔

Marfat.com

معمیات حسینی رحمہ اللہ، حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے رسائل معما کی پیروی میں تحریر کیا گیا ہے اور رسالہ کبیر جامی رحمہ اللہ بسال: ۸۵۶ھ میں اور معمائے منظوم بسال: ۸۹۰ھ میں تالیف ہوا تھا لہٰذا یہ رسالہ ان سے بعد کی تصنیف/تالیف ہے۔

علومِ عقلی، موسیقی

۵۱۔ رسالہ موسیقی: (فارسی۔نثر)

رسالہ موسیقی آپ رحمہ اللہ نے ۱ررجب بسال: ۸۹۰ھ بمطابق ۱۴رجولائی بسال: ۱۴۸۵ء کو تالیف فرمایا:

یہ رسالہ روسی ترجمے کے ساتھ جناب بلیایوا کے زیر اہتمام روس سے بسال ۱۹۶۰ء میں ۱۱۱ ص + ط ۴۳۸۔۴۴۶ ورق میں شائع ہو چکا ہے۔[1]

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۵: ۱۰۔۳۹۰۹ نیز ملاحظہ کیجیے: ① (صدر و اندر اثر فارسی در موسیقی) از جناب محمد تقی دانش پژوہ۔ "مجلہ ہنر و مردم" (تہران)۔ شمارہ ۹۵۔ شہریور ماہ ۱۳۴۹ھ ش، ص: ۴۶۔۴۷ (مداومت در اصول موسیقی ایران از محمد تقی دانش پژوہ "نمونہ ای از فہرست آثار دانشمندان ایرانی و اسلامی در غنا و موسیقی ۱۴۱ ۔ ۱۴۳، تہران: ۲۵۳۵ ② (کتابی در موسیقی از حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی) از ہوشنگ مرشد زادہ مجلہ موزیک ایران (تہران)۔ جلد: ۱۰، شمارہ: ۲، ص: ۱۰۔۱۱ شمارہ: ۳، ص: ۱۳۔۱۴ و شمارہ: ۴، ص: ۲۵۔۲۶ ① (شرح بر رسالہ موسیقی جامی رحمہ اللہ) از جناب حسین علی ملاح۔ "مجلہ موسیقی" (تہران)، دورۂ سوم، شمارہ: ۱۰۱، ص: ۵۰۔۶۲ شمارہ: ۱۰۲، ص: ۳۱۔۵۰، شمارہ: ۱۰۳، ص: ۱۔۱۹، شمارہ ۱۰۴/۱۰۵، ص: ۶۲۔۸۵، شمارہ: ۱۰۶، ص: ۵۸۔۷۱، شمارہ: ۱۰۷، ص: ۴۶۔۷۱۔

Marfat.com

حصہ اول (قسم ب)

آثار حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ کی غیر مستقل تصانیف کا مختصر تذکرہ

مذکورہ بالا عنوان کے باوصف یہاں پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی چند ایسی منظوم کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو آپ رحمۃ اللہ کی مثنویات یا دواوین[1] سے منتخب یا اقتباس کی گئی ہیں۔ مگر بعض کاتبوں، ناشروں اور مصنفوں نے انہیں علیحدہ حیثیت سے پیش کیا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر وہ (کتب) حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مستقل تصنیف نہیں ہیں۔

ا۔ ''اعتقادنامہ'' (فارسی، مثنوی)

سلسلۃ الزہبن دختر اول کے اختتام پر اسلامی اعتقادات پر ایک طویل نظم ہے۔

ا۔ پندنامہ (فارسی۔ مثنوی)

مثنوی ''یوسف علیہ السلام وزلیخا'' کے اختتام پر بعنوان

در پنددادن وبند نهادن فرزند ارجمند که دست ادراک در
فتراک اکتساب کمالات استوار دارد وپای میل در ذیل اجتناب
از جهالات بر قرار وفقه الله لما یحبه ویرضاهٗ

یہ ننانوے اشعار پر مشتمل نظم ہے۔[2]

۳۔ ''جلاء الروح'': (فارسی۔ قصیدہ)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے خاقانی رحمۃ اللہ اور خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کے قصیدہ ''مرآۃ الصفا'' کے جواب میں ایک سو تیس اشعار کا شینیہ قصیدہ تحریر کیا، اور ''جلاء الروح'' سے موسوم کیا۔ یہ قصیدہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے دیوانِ اول میں موجود ہے۔[3]

---

① دیوان کی جمع ہے۔

② (ملخصا) (یوسف علیہ السلام وزلیخا) ص: ۴۴۔۴۵۔

③ ملاحظہ کیجیے: (دیوانِ جامی رحمۃ اللہ۔۱۹) (گنج بخش) ۱۹۔۲۶

Marfat.com

۴۔ساقی نامہ: (فارسی۔مثنوی)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ،خرد نامہ اسکندری کے مختلف حصص سے میخانہ اور اس کے لوازمات سے متعلق اشعار یکجا کر دیئے گئے ہیں۔

ملا عبدالنبی فخر الزمانی قزوینی رحمہ اللہ نے ''تذکرہ میخانہ'' میں انہیں بعنوان، سامی نامہ پیش کرتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے۔

مولوی (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) سے کوئی مستقل ساقی نامہ تو نظر سے نہیں گزرا لیکن میں نے ان کے ''سکندر نامہ'' سے وہ اشعار جو ''ساقی نامہ'' سے مناسبت رکھتے تھے لکھ کر مرتب کر دیے۔ ①

۵۔''حلیۃ الاسرار'': (فارسی۔قصیدہ)

جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کے قصیدہ کے جواب میں، سو اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ بسال: ۸۸۰ھ (فرخ) ۷۶۔۱۴۷۵ء میں نظم ہوا۔ جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دیوانِ اول کا حصہ ہے۔ ②

---

① ملاحظہ کیجیے: (تذکرۂ مے خانہ) از ملا عبدالنبی فخر الزمان قزوینی ص: ۱۰۵ (ترجمہ) (ملخصا)

② ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) (گنج بخش): ۲۶۔۳۱۔

Marfat.com

(حصہ دوم)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

سے منسوب کتب

(بہ ترتیب الفبائی)

① ابیات وعبارات عربیہ وفارسیہ استعملہا نور الدین الجامی رحمۃ اللہ فی رسائلہ ومنشاتہ!

جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ان عربی اور فارسی ابیات وعبارات کا مجموعہ ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے رسائل اور منشات میں استعمال کی ہیں۔

اس رسالہ کا واحد نسخہ دارالکتب قاہرہ کے مجامیع ترکی طلعت میں بذیل شمارہ ۴۹۵۔۹ موجود ہے۔ یہ کہ مذکورہ بالا نسخہ بلا تاریخ کے ہے۔

اس رسالہ کا متن مجموعہ میں ورق ۱۷۳ پر درج ہے اور آخر میں ناقص ہے۔[1]

۲۔ ارشادیہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یہ رسالہ (ارشادیہ) سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ ۸۵۵۔ ۸۸۶ھ) سلطان تُرکیہ کے لیے تالیف کیا۔ نام اور کیفیت تالیف سے اس رسالہ کا موضوع تصوف اور پند ونصائح معلوم ہوتا ہے۔

جناب سعید نفیسی رحمۃ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ نے اس رسالہ کا نام درج کیا ہے۔[2]

۳۔ رسالۃ فی الاہلیت: (بظاہر عربی)

جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ اور جناب بشیر ہروی صاحب رحمۃ اللہ نے اس مذکورہ بالا رسالہ کے نام کا ذکر کیا ہے۔[3]

---

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) از جناب طرازی رحمۃ اللہ ص: ۲۰

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر) ۱: ۲۸۱! از جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ ② ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری) از جناب بشیر ہروی صاحب

③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر) از جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ ۱: ۲۸۸۔ ② ملاحظہ کیجیے تعلیقات بر تکملہ لاری از جناب بشیر ہروی رحمۃ اللہ ص: ۸۱

Marfat.com

۴۔تاریخ صوفیان وتحقیق مذہب آنان: (بظاہر فارسی: نثر)

نام سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ بالا رسالہ ''صوفیہ'' کی تاریخ اور ان کے مسلک کی تحقیق پر ہے۔ جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ صاحب نے اس رسالہ کا نام ایسے ہی تحریر کیا ہے۔[1]

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عربی رسالہ فی التصوف واہلہ وتحقیق مذہبھم کا ذکر آئندہ چل کر آئے گا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی رسالہ کے دو زبانوں میں نام ہیں۔

۵۔تحقیقات: (فارسی۔نثر)

یہ رسالہ (تحقیقات) ''علم توحید'' کے موضوع پر تحریر کیا گیا ہے۔

دارالکتب قاہرہ ۱۸ مجامیع فارسی طلعت میں اس کا ایک قلمی مخطوطہ بقلم حسین آبدال نعمت اللہی رحمہ اللہ، مورخ رمضان/ ۹۶۶ھ ایک مجموعہ میں ورق: ۴۷ تا ۵۴ موجود ہے۔ یہ کہ مذکورہ مخطوطہ کے حاشیے پر اس کا نام توحید حرفی۔ تحقیقات جامی رحمہ اللہ درج ہوا ہے۔[2]

۶۔ترجمہ (یا شرح) قصیدہ بردہ: (فارسی)

اگرچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کی ابتدائی فہارس (مندرج در تحفہ سامی اور تکملہ لاری رحمہ اللہ) میں اس ترجمہ کا نام نہیں ملتا ہے۔ لیکن کاتبوں نے شروح (شرح کی جمع) قصیدہ بُردہ کے اکثر نسخوں کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب کیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں جب بعض نسخہ جات کا مطالعہ کیا گیا۔ تو ان میں واضح طور پر تضاد نظر آیا۔ مثلاً: قومی عجائب گھر پاکستان۔ کراچی میں قصیدہ بردہ کے منظوم ترجمہ کے جو نسخہ جات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب ہوئے ہیں۔ وہ ترجمہ دراصل محمد حافظ[3] شرف رحمہ اللہ (ترجمہ شدہ بسال: ۸۱۰ھ) کا ہے۔

☆ اسی طرح شرح قصیدہ بردہ نسخہ ۸۹۰ھ کتب خانہ گنج بخش، راولپنڈی کے کاتب نے ترقیمہ[4] میں اسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے نسبت دی ہے۔ مگر وہ غضنفر بن جعفر حسینی کی شرح ہے۔ ان نسخہ جات کی نمبرنگ درج ذیل ہیں:

۱۔ ۱/ ۱۲۱۶۔ ۱۹۶۱ اور ۱/ ۸۹۔ ۱۹۶۲ اور ۱۲۱۵۔ ۱۹۶۱ اور ۱۲۱۴۔ ۱۹۶۱۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی صاحب رحمہ اللہ۔ ۱: ۲۸۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی) از جناب طرازی صاحب رحمہ اللہ ص: ۳۵۔

③ قصیدہ بردہ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

④ نمبرنگ۔

Marfat.com

۲۔(فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی سوزہ ملی پاکستان! ص: ۱۰۔ ۴۰۹) از عارف نوشاہی صاحب[1] اکادمی علوم شوردہ لینن گراڈ، روس میں شرح قصیدہ بردہ ''از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ'' کے پانچ مخطوطات موجود ہیں لیکن ان کے متون کے بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔[2]

یہاں پر یہ امر بھی الائق ذکر ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے بذات خود اپنے ایک فاضل دوست سے کہہ کر قصیدہ بُردہ کی ایک شرح لکھوائی تھی۔ مگر شارح کا اسم نامعلوم ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی جانب منسوب ترجمہ بعنوان: قصیدۂ مبارکہ بردہ باترجمہ وتفسیر ''محمد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ۔ تہران سے ۱۳۶۱ شمسی میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔

7۔ رسالہ فی التصوف واہلہ وتحقیق مذہبہم:[3] (غالباً: عربی، نثر)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے یہ رسالہ ''تصوف اور صوفیہ'' کے مسلک کی تحقیق پر ہے۔

جناب سعید نفیسی صاحب رحمۃ اللہ نے مندرجہ بالا عنوان درج کیا ہے۔

۸۔ تفسیر پارہ عمّ:

تیسویں پارہ کی سورۂ نباء (۷۸) تا سورۂ اَلَمْ نَشْرَح (۹۴) کی تفسیر ہے۔ اس مذکورہ بالا تفسیر کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سلیمانیہ، استنبول (ترکی) میں شمارہ (۴۹) کے تحت موجود ہے کہ جس پر تاریخ کتابت کا اندراج نہیں۔[4]

۹۔ تفسیر سورۂ یٰسین: (فارسی۔ نثر)

یہ تیسویں پارہ میں چھتیسویں سورۃ کی تفسیر ہے، بسال ۸۹۷ھ سے پیشتر کی تالیف ہے۔

اس کا ایک خطی نسخہ، کتب خانہ آستانہ قدس رضوی مشہد (ایران) میں پایا جاتا ہے۔ جس کی تاریخ کتابت بسال: ۸۹۷ھ ہے۔ اس نسخہ پر کوئی بھی دیباچہ نہیں ہے، اور صرف سرورق پر اس رسالہ کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن شیرازی رحمۃ اللہ المعروف بہ جامی رحمۃ اللہ سے نسبت دی گئی ہے۔[5]

---

① نیز ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی'' از جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ کتاب خانہ گنج بخش ۳: ۱۶۹۴)۔

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ صاحب ۵: ۳۴۸۳۔

③ ان کے مذہب کی تحقیق کے متعلق۔

④ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۲۷ از جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ بحوالہ: سی اے سٹوری۔

Infra: Persian Literature By C.A.Story

نیز ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ سلیمانیہ، استنبول: ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳

⑤ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱: ۳۲

Marfat.com

۱۰۔تفسیر قرآن: (عربی۔نثر)

مذکورہ بالا تفسیر ''ابتدائے قرآن سے سورۂ بنی اسرائیل'' کے وسط تک ہے۔اس تفسیر کا ایک خطی نسخہ ''بخط نسخ''، کتب خانہ اسعد آفندی، ایا صوفیہ، ترکی میں موجود ہے۔[1]

وہاں پر مصنف کا نام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (تاریخ وفات) بسال: ۸۹۲ھ مندرج ہوا ہے، اور کتاب کا نام تفسیر جامی رحمہ اللہ تحریر ہے۔

فہرست نگار نے اسی دفتر کے دوسرے مقامات پر جامی رحمہ اللہ کا درست نام ''نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی رحمہ اللہ'' (ص: ۹۲) اور صحیح تاریخ وفات بسال: ۸۹۸ھ ہی تحریر کی ہے۔(ص: ۸۸)

۱۱۔رسالۃ التوحید'': (عربی۔نثر)

رسالہ مذکورہ بالا کا ایک نسخہ دار الکتب، قاہرہ میں بخط موسیٰ بن محمد، مورخ ۱۰۰۵ھ۔ در مجموعہ از ص: ۲۱ تا ۲۳ (بذیل شمارہ: ۳۴۸۹ج) موجود ہے۔[2]

۱۲۔حیرت الصرف: (فارسی)

رسالہ مذکورہ بالا عربی صرف کے مشکل صیغوں کے حل پر مبنی ہے۔

اس رسالہ کے مدرسہ علوم المرتضیٰ بھلوال ضلع سرگودھا (پاکستان) اور کتب خانہ جناب نصیر احمد ساکن ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں قلمی نسخہ جات موجود ہیں۔

پہلا نسخہ ۲۳ صفحات اور دوسرا نسخہ ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہر دو نسخہ جات تیرہویں صدی ہجری میں تحریر کئے گئے ہیں۔[3]

۱۳۔دیوان رسائل:

جناب سعید نفیسی صاحب رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی صاحب رحمہ اللہ نے اس کا نام ''دیوان رسائل'' ہی تحریر کیا ہے۔

۱۴۔رسالہ عرفانی: (فارسی)

ایک شخص (صحابی رضی اللہ عنہ) نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے کہ جو ایک گروہ سے تو محبت رکھتا ہے۔ مگر اس میں شامل نہیں ہوتا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

---

(1) ملاحظہ کیجیے: دفتر کتب خانہ اسعد آفندی ایا صوفیہ، مطبوعہ استنبول۔ تاریخ ندارد۔ ص: ۹ عدد عمومی: ۸۷

(2) ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از جناب طرازی صاحب رحمہ اللہ۔

(3) ملاحظہ کیجیے: (فہرست مشترک پاکستان) از جناب احمد منزوی رحمہ اللہ (مسودہ)

Marfat.com

''اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شخص مسلمان ہوگیا؛ مسلمان تو تسلیم ہونا ہے۔

زیر نظر رسالہ اسی حدیث کی تشریح ہے۔

جناب طرازی صاحب رحمہ اللہ نے دارالکتب قاہرہ میں اس رسالہ کے دو عدد خطی نسخہ جات کا ذکر کیا ہے۔

کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ میں بھی اس کا مخطوطہ (نمبر ۳۹۳) موجود ہے۔ ①

اسی فہرست میں عدد مسلسل ۱۲۴۹ کے تحت یہ رسالہ بعنوان: ''محبوبیہ'' خواجہ محمد پارسا بخاری رحمہ اللہ (م ۸۲۲ھ) یا خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ (م ۴۸۱ھ) سے منسوب ہوا ہے اور اس کے مزید مخطوطات (نمبر ۵۸۶۶ اور ۱۸۱۶) کا ذکر ہوا ہے۔ خواجہ پارسا ہی سے منسوب ''محبوبیہ'' کا ایک نسخہ کتابخانہ مجلس شورائی ملی تہران (نمبر ۲۴۱۹) مجموعہ رسائل میں صفحہ ۲۱ تا ۲۸ موجود ہے۔ ②

۱۵۔ رسالہ عرفانی: ۲ (فارسی)

کتابخانہ امیر المومنین، نجف (عراق) میں رسالہ عرفانی از جامی رحمہ اللہ (نمبر ۱۴۸۲) مورخ بسال: ۸۸۱ھ موجود ہے۔ ③

۱۶۔ رسالہ منظومہ:

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے رسالہ منظومہ عنوان ہی سے اس مذکورہ بالا رسالہ کا ذکر کیا ہے۔ ④

جناب ولیم چٹک صاحب کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ رسالہ ''اعتقاد نامہ'' یا ''رسالہ اصغر در معما'' ہو سکتا ہے۔ ⑤

۱۷۔ زبدۃ الصنائع: (فارسی)

اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ ''کتب خانہ'' عارف حکمت، مدینہ المنورہ (سعودی عرب) میں موجود ہے۔ ⑥

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش ۲: ۸۲۵ (عدد مسلسل)،

② (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۲: ۱۳۶۶ از جناب احمد منزوی صاحب

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۱ (۱): ۱۱۵۹۔

④ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) ۱: ۲۸۸، تعلیقات بر تحفہ لاری صاحب: ۸۱۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ بر نقد النصوص ریست وہشت)

⑥ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ) ۳۸۔

Marfat.com

کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ادبی مصنف کی کتاب یا رسالہ ہے۔ مگر جناب عزیز اللہ عطاروی قوچانی رحمہ اللہ نے اس کو فقہی کتب میں شمار کیا ہے۔

۱۸۔ سبحۃ فی الصنائع والحکم:

سلطان حسین بایقرا (۸۷۳۔۹۱۱ھ) کے لیے تالیف ہوا۔ ①

جیسا کہ اس رسالہ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پند ونصائح پر مشتمل ہے۔

۱۹۔ سرخاب (سہراب) ورستم: (فارسی)

اس مثنوی اور اس کے نسخہ مخزونہ دارالکتب، قاہرہ، (نمبر ۱۳۴) در مجموعہ، از ورق ۷۶ تا ۱۱۸ کا ذکر جناب طرازی رحمہ اللہ اور جناب احمد منزوی رحمہ اللہ نے کیا ہے اور ہر دو نے مندرجہ ذیل ابتدائی شعر نقل کیا ہے:

آغاز: شعر:

بنام خداوندِ جان و خرد
کزیں بر تر اندیشہ بر نگزرد ②

مگر جیسا کہ احمد منزوی صاحب رحمہ اللہ نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ شاہنامہ فردوسی کا سر آغاز ہے اور کتاب کا عنوان (جو ''سہراب ورستم) ہونا چاہیے مگر دونوں فہرست نگاروں نے ''سرخاب وستم'' ہی لکھی ہے۔) سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مثنوی کا تعلق ''شاہنامہ فردوسی'' سے ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے نہیں ہے۔

۲۰: شرائط ذکر:

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ نے ''تاریخ نظم ونثر در ایران'' ۱: ۲۸۸ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے تعلیقات ''بر تکملہ حواشی نفحات الانس'': ۸۱ میں اس رسالہ کا نام تحریر کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''سر رشتہ طریقہ خواجگان رحمہ اللہ'' میں ذکر کی جو شرائط تحریر کی ہیں۔ وہ اس قدر مختصر ہیں کہ انہیں الگ رسالہ کی صورت میں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بدیں صورت زیر بحث متن کوئی مستقل رسالہ ہوگا۔

مسٹر ایتھے صاحب نے رسالہ ''سر رشتہ طریقہ خواجگان رحمہ اللہ'' ہی کا دوسرا نام رسالہ ''در شرائط ذکر'' اور ''رسالہ در مراقبہ وابواب ذکر'' تحریر کیا ہے۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ ۱: ۲۸۸۔

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از طرازی ص: ۴۶۔

Marfat.com

Infra: ETHE, HERMANN: CATALOGUE OF THE PERSIAN MANUSCRIPTS IN THE LIBRARY OF THE INDIA OFFICE, VOL:I, NO:714.

۲۱۔شرح اصطلاحات شعراء یا کنایات الشعراء: (فارسی۔نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ نے ''فہرست مخطوطات شیرانی رحمہ اللہ'' :ج ۳، عدد مسلسل ۳۰۵۳ میں ''کتابات الشعراء'' عنوان سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایک رسالہ (شمارہ نسخہ ۱/۲۳۴۱/۵۶۶۱) کا تعارف تحریر کیا ہے۔

ہم نے ذخیرہ شیرانی رحمہ اللہ ۔ دانش گاہِ پنجاب لاہور۔ میں مذکورہ مجموعہ رسائل دیکھا ہے کہ جس میں اولین رسالہ (۱۰۰۔۱۶) کو ''کنایات الشعراء'' بتایا گیا ہے۔

اندرونی طور پر ہمیں ایسی کوئی شہادت نہیں میسر آسکی ہے۔ کہ جس کی بناء پر اسے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا رسالہ تسلیم کر لیا جائے۔ بلکہ اس کے اختتام (ص:۱۶) پر کاتب نے یہ الفاظ درج کیے ہیں:

فافهم فانها من الكنايات من كتاب تحفة المسلمين در علم عقائد مؤمنين۔

یہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی فہرست تصانیف ''تحفۃ المسلمین''[1] نامی کسی کتاب کا ذکر نہیں ملتا۔

ہمارے خیال میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی طرف انتساب کا سبب اس مجموعہ رسائل میں دوسرے رسالہ (ص:۱۶۔۲۵) کا ترقیمہ بنا ہے کہ جس میں کاتب یوں تحریر کرتا ہے:

''تمام شد رسالہ ثانی مولوی عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی رحمہ اللہ''

چونکہ ہر دو رسائل ایک ہی کاتب نے ایک ہی خط میں تحریر کیے ہیں بدیں صورت، مذکورہ ترقیمہ[2] سے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ پہلا رسالہ بھی حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہی کا ہے۔

اس رسالہ میں شعرا کے ہاں مستعمل بعض اصطلاحات کی حروف تہجی کے اعتبار سے مختصر شرح کی گئی ہے۔ (مثلاً: اشتیاق، ابرو، آستانہ، امیری، آشیانہ، استوئی، آبرو، ادباش، ایمان .....تانمای)

---

① تحفۃ المسلمین کا مصنف۔

② مذکورہ نمبرنگ۔

Marfat.com

۲۲۔شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔۱ (فارسی۔نثر)

جناب طرازی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی ۲۱ میں اور جناب احمد منزوی رحمہ اللہ نے ''فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان'' میں ایک خطی نسخہ بخط نستعلیق خوش، بقلم درویش مصطفی المولوی بلغراوی'' مورخ: ۹۸۹ھ، ۱۶ صفحات مخزونہ کتب خانہ نیشنل ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۔شرح اصطلاحاتِ صوفیہ۔۲ (فارسی۔نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ نے ذخیرۂ شیرانی رحمہ اللہ، دانشگاہِ پنجاب۔لاہور کے نسخہ ۲/۲۳۴۱/۵۶۶۱ کا بعنوان ''نکاتِ تصوف'' مؤلفہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ذکر کیا ہے۔[1]

۲۴۔شرح دعاء القنوت: (عربی)

آغاز: القنوت طاعۃ

اس شرح کا ایک مخطوطہ بقلم موسیٰ رحمہ اللہ بن محمد رحمہ اللہ مورخ ۱۰۰۵ھ، دارالکتب قاہرہ کے مجموعہ نمبر ۳۴۸۹ میں ورق ۲۴ تا ۲۶ موجود ہے۔[2]

۲۵۔شرح دیوانِ خاقانی رحمہ اللہ: (فارسی)

خاقانی شیرانی رحمہ اللہ (م۵۹۵ھ) کے دیوان کی اس مذکورہ شرح کا ذکر صرف جناب احمد منزوی رحمہ اللہ نے کیا ہے اور اس کے ایک مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ، بھارت شمارہ: ۹۳ دواوین کی نشاندہی کی ہے۔[3]

۲۶۔شرح الرسالۃ الوضعیۃ (عربی)

عضد الدین عبدالرحمٰن ایجی رحمہ اللہ (م۷۵۶ھ/ ۱۳۵۵ء) کے عربی رسالہ ''العضدیۃ فی الوضع'' (وضعیہ) کی اس مذکورہ بالا شرح کا ذکر جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔کیا الفاظ خدا تعالیٰ نے وضع کیے ہیں یا انسان نے جو گفتگو کرتا ہے؟ چنانچہ، اس رسالہ میں اسی مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی ۳: ۳۰۵ (عدد مسلسل) وہاں نسخہ کا نمبر غلط طور پر ۲/۲۳۴۱/۵۴۴ شائع ہوگیا ہے۔

② ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی) از جناب طرازی ص: ۴۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) ۵: ۶۵۔ ۳۴۶۴

Marfat.com

آغاز:

هٰذه المشار اليه، اَمّاتلك العبارات المخصوصة

اس شرح کا ایک مخطوطہ دارالکتب قاہرہ (نمبر ۳۴۴ج) میں ازورق ۷۲ تا ۷۶ موجود ہے۔ ①

۲۷۔شرح گلشن راز:

جناب محمود شبستری رحمہ اللہ (م۷۲۰ھ) کی عارفانہ مثنوی ''گلشن راز'' پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شرح کا ذکر جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

مگر جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ کو حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے اس انتساب کی صحت میں شبہ ہے۔ ②

۲۸۔شرح مخزن الاسرار:

نظامی گنجوی رحمہ اللہ (م۶۱۹ یا ۶۱۴ھ) کی مثنوی ''مخزن الاسرار'' پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا شرح کا نام جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے لیا ہے۔ ③

۲۹۔شق القمر: (فارسی)

یہ شاید ہی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف ہو۔ یہ کہ معجزہ شق القمر کے حل پر مندرجہ ذیل سات طبقات کے نظریات جمع کئے ہیں:

① اہل ظاہر مقلد، محدث، حافظ۔ ② اہل ظاہر حکیم اسلام، متکلم۔

③ متاخر حکمائے ظاہر۔ ④ حکمائے قدیم۔

⑤ صوفی محقق۔ ⑥ قرآنی حروف کے رموز خوان۔

⑦ اولوالایدی والابصار۔

اس رسالہ مذکورہ بالا میں ایک جگہ یہ شعر موجود ہے کہ:

شعر:

گر جامی رحمہ اللہ بدست آری زخم جامی بری پرمی
دگر پیمانہ ای داری بتو پیمانہ پیماید

---

①ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از جناب طرازی:۴)۔

②ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات برتحفہ لاری رحمہ اللہ):۸۱ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر درایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ۔۱:۱۶۹

③ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر درایران) از جناب سعید نفیسی ہروی ۱:۲۸۸۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات برتحفہ لاری رحمہ اللہ) از جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ۔۸۱

Marfat.com

اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ (نمبر ۴۷۷۸) کتابخانہ مرکزی دانش گاہ تہران کے مجموعہ رسائل میں صفحہ ۱ تا ۲۰ موجود ہے۔[1]

۳۰۔ صد کلمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ با ترجمہ فارسی:

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اس ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔ ادارہ علی کالج۔ وزیر آباد (بھارت) نے ۱۳۵۵ھ میں دسویں صدی ہجری کے خوشنویس شیخ نظام رحمہ اللہ کے تحریر کئے ہوئے جس نسخہ کا عکس بعنوان آیات جلی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زریں اقوال مع ترجمہ حضرت مولوی جامی رحمہ اللہ شائع کیا ہے، اور جس کا آغاز اس کلمہ اور ترجمہ سے ہوتا ہے۔

قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ علی لو کشف الغطاء وما ازدت یقیناً۔

اشعار:

حال خلد و جہیم دانستم
بہ یقین آنچناں کہ مے باید
گرحجاب از میانہ بردارند
از یقین ذرہ (ای) نیفزاید

وہ درحقیقت رشید الدین محمد وطواط بلخی رحمہ اللہ: (۴۸۰ یا ۴۸۷۔ ۵۷۳ یا ۵۷۸ھ) کا منثور ومنظوم ترجمہ موسوم بہ ''مطلوب کل طالب من کلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ'' ہے۔ تاہم بعض خطی نسخہ جات میں کاتبوں نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے نثری ترجمہ حذف کر کے صرف منظوم درج کیا ہے۔

''وطواط رحمہ اللہ'' کی اس کتاب کو ''فلایشر'' نے جرمنی ''زبان''۔ میں ترجمہ کر کے بسال ۱۹۳۷ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ چنانچہ تہران سے بھی یہ فارسی ترجمہ بسال: ۱۳۴۲ شمسی میں باہتمام محدث ارموی رحمہ اللہ شائع ہو چکا ہے۔

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رحمہ اللہ ایاصوفیہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایک رسالہ ''ترجمہ المنتخب من نثر اللالی فی کلام امام علی کرم اللہ وجہہ'' کا اندراج ہے۔ چنانچہ، یہ ایک ہی نوعیت کے تراجم معلوم ہوتے ہیں۔[2]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (فہرست کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران) از محمد تقی دانش پژوہ: ۱۴: ۲۳۔ ۳۸۲۲۔ یہ کہ تمام معلومات کا دارومدار اسی فہرست پر ہے۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی: ۱: ۲۸۸ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری 1) از جناب بشیر ہروی ۸۱
ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۲: ۸۶۔ ۱۶۸۵

Marfat.com

۳۱۔ رسالہ عروہ:

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور بشیر ہروی رحمہ اللہ نے اس رسالہ کا نام تحریر کیا ہے۔[1]

۳۲۔ ''من الفتوحات المکیۃ'' میں صفۃ الرافضیہ: (بظاہر عربی۔نثر)

کتب خانہ اسعد افندی رحمہ اللہ ایا صوفیہ میں اس مذکورہ رسالہ کا ایک نسخہ موجود ہے۔ عدد عمومی ۱۶۹۱ کے تحت مذکور ۱۶ رسائل کے مجموعے میں یہ آٹھواں رسالہ ہے۔ اس مجموعہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے چھے دوسرے رسائل بھی ہیں۔[2]

رسالہ کے نام سے یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ ''فتوحات مکیہ'' سے رافضیت کی تشریح وتوضیح کا استخراج کیا گیا ہے۔

۳۳۔ رسالہ قطبیہ: (فارسی)

آغاز:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن ..... اَمَّا بعد برخاطر وقاد طبع نقاد پوشیدہ نماند کہ!

جناب طرازی صاحب رحمہ اللہ نے اس مذکورہ رسالہ کے قلمی مخطوطہ مخزونہ دارالکتب، قاہرہ بلا تاریخ، ۸ ورق (نمبر ۲۴ تاریخ فارسی) کا ذکر کیا ہے۔[3]

۳۴۔ قلندر نامہ: (فارسی)

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ عارف حکمت، مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں موجود کلیاتِ جامی رحمہ اللہ (نمبر ۵۹) مورخ: ۹۱۷ھ میں شامل ہے۔[4]

۳۵۔ کلمتی الشھادۃ:

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔[5]

---

①ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر درایران) از جناب سعید نفیسی ۱:۲۸۸ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات برتکملہ لاری) از جناب بشیر ہروی ۸۱

②ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ اسعدی آفندی) ص: ۳۳۰۔

③ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی) از جناب طرازی صاحب: ۴۰۔

④ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۴:۳۹۔۳۰۴۸ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات فارسی در مدینہ منورہ) از جناب عزیز اللہ عطاردی قوچانی: ۱۹

⑤ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر درایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ ۱:۲۸۸۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات برتکملہ لاری رحمہ اللہ): ۸۱۔

Marfat.com

۳۶۔گل ونوروز:

اس رسالہ کا نام جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے درج کیا ہے۔ ①

۳۷۔مثنوی عشقی: (فارسی)

آغاز: شعر:

ای بدرماندگی پناہ ہمہ

کرم تست عذر خواہ ہمہ

یہ دارالکتب ''قاہرہ'' میں اس مثنوی کے دو عدد قلمی مخطوطات ملتے ہیں۔

① نمبر ۱۰۴۔ بخط نستعلیق خوش، بلا تاریخ، ۱۱۰ ص۔ نسخہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے نسبت کی صراحت بھی موجود ہے۔

② نمبر ۹۔ بلا تاریخ۔ مجموعہ میں از ورق ۱ تا ۱۶، نسخہ میں شاعر کے نام کی وضاحت نہیں ہوئی۔ ②

۳۸۔مختصر الفقہ: (فارسی)

علم فقہ کے موضوع پر اس رسالہ کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ اسلامی کالج پشاور (پاکستان) میں تحت شمارہ: ۵۵ موجود ہے۔ ③

۳۹۔رسالہ مراتب ستہ: (فارسی)

یہ کہ رسالہ مذکورہ درج ذیل چھے مراتب کی مختصر تشریح پر مبنی ہے:

① مرتبہ غیب مسمی بہ تعین اول، یعنی تعقل حق۔

② غیب ثانی مسمی بہ تعین ثانی یعنی تحقق اشیاء

③ مرتبہ ارواح، یعنی ظہور اشیائے کونیہ

④ مرتبہ مثال، یعنی وجود اشیائے کونیہ لطیفہ

⑤ مرتبہ اجساد یعنی مرتبہ وجود اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ

⑥ مرتبہ جامع جمیع مراتب یعنی حقیقتِ انسان

---

① ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ۔ ۱: ۲۸۸۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری) از جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ۔: ۸۱۔

② حذف کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی رحمہ اللہ۔ ۴: ۱۳۰۰۳ ''منظوم ای در عشق و ۳۱۲۰ ''مثنوی جامی'' بحوالہ: (فہرست المخطوطات الفارسیہ) دارالکتب، قاہرہ

③ ملاحظہ کیجیے: (لباب المعارف العلمیہ) از مولوی عبدالرحیم رحمہ اللہ۔ ۲: ۱۳۱

Marfat.com

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اسی موضوع پر ''نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص'' کے مقدمہ اور ابتدائی سات فصول میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

• ۴۰۔ ملفوظاتِ جامی رحمہ اللہ: (فارسی)

مذکورہ ملفوظات کا خطی نسخہ دارالکتب قاہرہ (مصر) کے ایک مجموعہ مورخ بسال: ۱۲۳۵ھ میں صفحہ: ۳۰۶ تا ۳۰۹ (شمارہ ۲۷ مجامیع فارسی طلعت) موجود ہے۔[1]

ملفوظات جامی رحمہ اللہ کا ایک مجموعہ کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے کسی مرید خاص نے جمع کیا تھا۔ اسلامیہ کالج پشاور (پاکستان) میں ۱۰۴۷ شمارہ کے تحت ''رسالہ قدسیہ'' (مورخ ۱۱۸۰ھ) کے آخر پر موجود ہے۔[2]

۴۱۔ مناقبِ مولوی رحمہ اللہ:

جیسا کہ نام سے ظاہر و باہر ہے یہ رسالہ حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمہ اللہ مشہور بہ مولوی رحمہ اللہ (م ۶۷۲ھ) کے مناقب پر ہے۔

جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے بھی اس مذکورہ بالا رسالہ کا ذکر کیا ہے۔[3]

۴۲۔ رسالہ منطق:

اس رسالہ کا ذکر جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ اور جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔[4]

۴۳۔ النغمۃ المکیۃ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تالیفات میں اس رسالہ کے نام کا ذکر جناب حسن سادات ناصری رحمہ اللہ صاحب نے ''تقویم تربیت'' از ''محمد علی تربیت رحمہ اللہ'' اور ''ریحانۃ الآداب'' از ''محمد علی تبریزی رحمہ اللہ'' معروف بہ مدرس کے حوالے سے کیا ہے۔[5]

۴۴۔ رسالہ نور بخش رحمہ اللہ:

یہ رسالہ، حقیقت، طریقت اور مجاز کے بیان میں ہے۔[6]

---

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از جناب طرازی رحمہ اللہ ص: ۲۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (لباب المعارف العلمیہ) از جناب عبدالرحیم رحمہ اللہ۔ ۱: ۱۹۳۔

③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ۔ ۱: ۲۸۹۔ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری رحمہ اللہ) ۲۸۸ از جناب بشیر ہروی ۸۱۔

④ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ۔ ۱: ۲۸۹ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری رحمہ اللہ) از جناب بشیر ہروی ۸۱۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: (حاشیہ بر ''آتشکدہ'' از آذر ۱: ۳۱۲!

ملاحظہ کیجیے: (ریحانۃ الادب) از جناب محمد علی تبریزی صاحب رحمہ اللہ۔ ۱: ۳۳۸، تبریز طبع سوم بسال: ۱۳۴۷ شمسی۔

⑥ ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لای) از جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ۔ ۱: ۸

Marfat.com

آغاز:

بعد حمد منان مستعان وصلوٰۃ مفخر انس وجان۔

اس رسالہ مذکورہ کا ایک مخطوطہ دارالکتب قاہرہ (مصر) تحت شمارہ: ۲۶۱ ''مجامیع تیمور''، ایک مجموعہ رسائل میں صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۷ موجود ہے۔ ①

۴۵۔ رسالہ وحدت الوجود: (فارسی)

جناب بشیر احمد ہروی صاحب رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ②

۴۶۔ الوصیہ:

دفتر کتب خانہ اسعد آفندی رحمہ اللہ کے مولف رحمہ اللہ نے صرف ''الوصیۃ نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' ہی تحریر کیا ہے۔ عدد عمومی: ۳۷۴۵ کے تحت مذکورہ یہ رسالہ (یا وصیت) ۱۳ رسائل کے مجموعہ میں چوتھا رسالہ ہے۔ ③

---

① ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از جناب طرازی رحمہ اللہ۔ ۴۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری رحمہ اللہ) از جناب بشیر ہروی ۸۱

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست مقالات لاری) از جناب ایرج افشار رحمہ اللہ ۵۸۰۱: (عدد مسلسل) یہ رسالہ ماہنامہ ''جلوہ'' تہران، سال دوم: (۲۵۔ ۱۳۲۶ شمسی) صفحہ ۱۶۔۲۱۱) میں بعنوان: رسالہ ملا جامی رحمہ اللہ در وحدت وجود شائع ہو چکا ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (دفتر کتب خانہ اسعد آفندی) یا صوفیہ'' ص: ۲۹۵

Marfat.com

حصہ سوم

بحوالہ..... آثارِ جامی رحمہ اللہ

چند ایسی کتب کہ جو صریحاً غلط طور پر حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کی جانب منسوب کر دی گئی ہیں

۱۔ تاریخِ ہرات:

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف/ تالیف (کشف الظنون) میں ہرات کی تاریخ پر کتب کے جن سات مصنفین کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تین نام یہ ہیں:

① ابونصر عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بن عبدالجبار انعامی رحمہ اللہ: (۴۷۲۔۵۴۶ھ/ ۱۰۷۹۔۱۱۵۱ء)

② ابونصر عبدالرحمٰن القیسی رحمہ اللہ!

③ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ: (م ۸۹۸ھ)!

بعد ازاں! عمر رضا کمالہ رحمہ اللہ اور سعید نفیسی رحمہ اللہ نے بھی ''تاریخ ہرات'' نامی کتاب کو حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب کیا ہے۔

جناب حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا فہرست پر ''تاریخ نامہ ہرات'' از سیف رحمہ اللہ بن محمد ہروی رحمہ اللہ، مطبوعہ کلکتہ: ۱۳۶۲ / ۱۹۴۳ء) کے مصحح[1] پروفیسر محمد زبیر صدیقی رحمہ اللہ صاحب اپنی رائے کا اظہار بدیں الفاظ فرماتے ہیں کہ:

تا بحال غیر از حاجی خلیفه رحمہ اللہ کسی مدعی نشده که عبدالرحمٰن قیسی رحمہ اللہ تاریخ هرات'' نوشته باشد همچنین در نسبتی که به ابو روح عیسیٰ رحمہ اللہ یا ابو نصر عبدالرحمٰن قیسی رحمہ اللہ داده۔ مؤید ندارد.

اصلاً حاجی خلیفه در اظهارات خود دقت و احتیاط لازمه را همیشه مراعات نمی کند''

---

① صحیح کرنے والا۔

Marfat.com

ترجمہ: ''ابھی تک حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''تاریخ ہرات'' تحریر کی ہے۔ اسی طرح اس (حاجی خلیفہ رحمہ اللہ) نے جو نسبت ابوروح عیسیٰ رحمہ اللہ یا ابونصر عبدالرحمن قبسی سے دی ہے، اس کی بھی تائید نہیں ہوتی اصل میں حاجی خلیفہ.....اپنے اظہارات میں کبھی ضروری دِقت اور احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا۔''①

چنانچہ جناب سعید نفیسی رحمہ اللہ نے اسی جلد کے صفحہ ۱۹۷ پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو آٹھویں صدی ہجری کا مولف جانتے ہوئے (جو کہ درست نہیں ہے) اس کی ''تاریخ ہرات'' کا ذکر کیا ہے۔

معین الدین زمچی اسفزاری رحمہ اللہ کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا معاصر اور مداح تھا اور اس نے بسال: (۸۹۷-۹۹) میں ''کتاب موسومہ بہ'' روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات تحریر کی۔ وہ اپنی مذکورہ تاریخ کے مقدمہ میں تاریخ ہرات پر جن چار کتب کا ذکر کرتا ہے۔ تو ان کتب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کسی بھی ''تاریخ ہرات'' کا نام تک بھی نہیں آیا ہے۔

اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے تاریخ ہرات کے موضوع پر اپنی کوئی تالیف چھوڑی ہوتی تو مورخ زمچی رحمہ اللہ اس کتاب سے ضرور واقف ہوتا، اور نہ صرف اس کتاب کا ذکر کرتا بلکہ اس کتاب سے ضرور استفادہ بھی کر لیتا جیسا کہ اس نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تاریخ ہرات سے اقتباسات دیے ہیں۔②

یوں لگتا ہے کہ فہرست نگاران اور تاریخ نویسان کو جامی رحمہ اللہ کی ہرات سے نسبت اور تاریخ ہرات سے مصنف عبدالرحمٰن انعامی رحمہ اللہ کے نام سے منسوب کر بیٹھے۔

اس نظریے کی تائید کے لیے ملاحظہ کیجیے: ہاشم رضا رحمہ اللہ کا ''دیوانِ جامی رحمہ اللہ'' مطبوعہ تہران پر مقدمہ۔③

---

① ملاحظہ کیجیے: ۱۔ (کشف الظنون) الحاجی خلیفہ: ۱: ۱۰-۱۳۰۹ ۲۔ (معجم المولفین) از جناب عمر رضا کحالہ رحمہ اللہ: ۵۱: ۱۲۲۔
۳۔ (تاریخ نظم ونثر در ایران) از جناب سعید نفیسی ۱: ۲۸۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین زمچی اسفزاری ۳۱۔ ۴۲۔

③ نیز ملاحظہ کیجیے: (تعلیقات بر تکملہ لاری رحمہ اللہ) از جناب بشیر ہروی رحمہ اللہ: ۱ ص: ۸۱۔
نیز ملاحظہ کیجیے: (مقالات مولوی محمد شفیع رحمہ اللہ) جلد: ۳، ص: ۲۳۸۔

Marfat.com

۱۔تجنیس خط یا تجنیس اللغات: (فارسی۔نظم)

آغاز: شعر:

بعد توحید و صفات خالق شام و سحر
وزپس نعت و ثنائے خواجہ خیر البشر

جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ کا یہ تحریر کرنا درست نہیں ہے کہ مندرجہ ذیل شعر بھی نصاب ''تجنیس خط'' کا حصہ ہے:

شعر:

مصر شہر و شہر ماہ وماء آب و خوف سہم
سہم تیرو جنحہ چہ بال شد، بالِ جان

فی الحقیقت، یہ ''تجنیس الالفاظ'' یا ''بدیع البیان'' کا ابتدائی شعر ہے۔ کہ جسے جناب امیر خسرو دہلوی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہر دو کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

''رسالہ تجنیس خط'' کے کاتبوں نے تواتر کے ساتھ اور ان کی پیروی میں بعض فہرست نگاروں نے اسے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی جانب منسوب کیا ہے۔

تمام نسخوں کے اختتام پر ناظم کا نام درج ذیل طور پر آیا ہے:

اشعار:

تاچند سخن طویل گوئی چندان
خاموشی پیش گیر عبدالرحمٰن رحمہ اللہ
بس کن کہ ہمیں رسالہ کافی است ترا
زین بیش مدہ درد سہ بہ کسان ①

ابتدا میں نظم کے تیسرے شعر میں اس کے موضوع کی تصریح ہوئی ہے، اور یوں بتلایا گیا ہے کہ یہ نصاب ''ضیائی'' کو علم لغت سکھلانے کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔

شعر:

کردم این مجموعہ را در صنع تجنیس اللغات
تاضیائی را لغت دانی بیاد آرد مگر

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین ۳:۷۷۔۵۷۸ (صنحہ)
Infra: Rieu, CHARLES CATALOGUE Of The Persian Manuscripts In The British Museum.
vol: II . P: 504-509

Marfat.com

مذکورہ بالا شعر میں وارد محض ''عبدالرحمٰن'' نام سے تسلیم کر لینا کہ یہ مذکورہ رسالہ ''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کی تصنیف ہے ایک ایسا فیصلہ ہے کہ جو محض عجلت پر مبنی ہے۔

① اس رسالہ مذکورہ کے جو خطی نسخہ جات معلوم ہیں، اور جن کا ذکر فہارس مخطوطات میں ملتا ہے۔ وہ تمام کے تمام برصغیر میں کتابت شدہ ہیں۔

اس کے علاوہ کسی اور نسخہ کا سراغ نہیں ملتا۔[1]

حالانکہ اس فہرست میں دنیا کے بالعموم اور ایران کے بالخصوص نسخہ جات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف کہ جسے ایک نصابی اور تدریسی کتاب ہونے کی وجہ سے نسبتاً زیادہ متداول ہونا چاہیے تھا۔

اس کا ایران ترکی یا خراسان میں نہ پایا جانا (ان علاقوں میں آثارِ جامی رحمہ اللہ کے کثیر التعداد نسخ ہیں) اس امر کی بین[2] دلیل ہے کہ یہ کتاب ان علاقہ جات میں کبھی تصنیف نہیں ہوئی۔ بلکہ سرزمین پاک و ہند میں کسی عبدالرحمٰن نامی شخص کی تحریر کردہ ہے۔[3]

کوئی نسخہ بھی ۱۱۳۵ھ سے قدیم ترین معلوم نہیں ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب اس نصاب کا جو مخطوطہ کتب خانہ احسان دانش مرحوم انارکلی لاہور میں معلوم ہے۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲ر رمضان ۱۰۸۴ھ ہے۔ مگر رسالہ کا کاغذ اور خط اس قدر متاخر ہے کہ مذکورہ تاریخ مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

تجنیس خط:

تجنیس خط بتصحیح[4] اور پھر اس کا انگریزی ترجمہ از مطبوعہ لندن: ۱۸۱۱ء۔ دسترس میں نہیں ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ آیا انگریز مصحح نے اپنے پیش نظر نسخہ کے ترقیمے کی بنیاد پر اس رسالہ کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف مان لیا ہے۔ یا پھر تائید مزید کے لیے یا تردید کے لیے کوئی دیگر شواہد و قرائن بھی موجود تھے۔[5]

---

① ملاحظہ کیجیے: یہ کہ فہرست نگار و مخطوطات شیرانی رحمہ اللہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق ''ضیائی رحمہ اللہ'' حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ یہ قیاس داخلی نظر آتا ہے۔ بلکہ یوں لگتا ہے کہ یہ مذکورہ شعر ہی سے ماخوذ ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی: ۱۹۶۱۔۲۰۴۶ کے حصہ ''فرہنگ نامہ ہائے دو زبانہ یا بیشتر'' میں اس مذکورہ رسالہ کا کچھ بھی ذکر نہ ہے۔ ۳:۱۹۶۱۔۲۰۴۶

② واضح۔

③ ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی) از جناب احمد منزوی ۳:۱۹۶۱۔۲۰۴۶ کے حصہ میں اس رسالہ کا کوئی بھی ذکر نہ ہے۔

④ تصحیح کے ساتھ۔

⑤ ملاحظہ کیجیے: بحوالہ مذکورہ میں: ۱۵۰۴

Marfat.com

یہی رسالہ تجنیس خط، کلکتہ سے بسال ۱۸۱۸ء اور مطبع مسیحائی (بھارت) سے بسال: ۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء اور کانپور سے بسال ۱۸۷۱ء میں ''تجنیس اللغات'' ''جامی رحمۃ اللہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ ترجمہ کوک شاستر: لذتُ النّساء: (فارسی۔نظم)

موضوع: جنسیات کے موضوع پر اس مثنوی کو کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

کنم ابتدا من بنام خدا
که پیداست از قدرتش دوسرا

جناب سرفراز علی رضوی رحمۃ اللہ نے ''مخطوطاتِ انجمنِ ترقی اردو (فارسی۔عربی) میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی جانب منسوب کیا ہے کہ جو درست نہیں ہے۔ ①

درحقیقت یہ کتاب ''حیدر آباد (دکن) کے ایک شاعر جامی کی مثنوی ہے کہ جو اس نے ''ہندی'' سے ترجمہ کی تھی۔ ریو نے شاعر کا پورا نام ''محمد قلی رحمۃ اللہ'' اور جناب شمس اللہ قادری رحمۃ اللہ صاحب نے شاہ محمد رحمۃ اللہ تحریر کیا ہے۔ یہ جامی دکنی گیارہویں صدی ہجری میں زندہ تھا۔ ②

Infra: RIUE, CHARLLS. "CATALOGUE

OF THE PERSIAN MANUSERIPTS IN

THE BRITISH MUSEUM. VOL.11.....

۴۔ دیوانِ مادح: (فارسی۔نظم)

حضرت رسول اکرم ﷺ کی منقبت و مدحت طرازی پر مشتمل ہے۔ یہ غیر منقولہ اشعار کا دیوان ہے۔ پہلی نعت کے مقطع غیر منقوط میں شاعر نے اپنا تخلص درج ذیل طریقہ سے استعمال کیا ہے:

شعر:

مدح احمد دوام گو مادح
کو دوا داد درد ہمدم را

---

① (مولانا جامی علم و عرفان کا منبع اور فنافی الرسول تھے۔ صاحب تفسیر اور شارح شخصیت سے ایسی کتاب منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے)۔ ملاحظہ کیجیے: (مخطوطات انجمن ترقی اردو (فارسی۔عربی): ۵۰۱ (عدد مسلسل) مخطوطہ نمبر ۴ ق ف ۱۲۱!

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ زبان اردو) از جناب شمس اللہ قادری رحمۃ اللہ! ص: ۶۶۔۶۷

Marfat.com

برصغیر کے مختلف ایڈیشنوں میں اسے ''دیوان بے نقاط جامی رحمہ اللہ'' کے نام سے طبع کیا جاتا رہا ہے۔ مگر حفظ محمد اسلم جے راج پوری صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اشعار کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا نہیں ہے۔ بلکہ اس شخص کا ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے تقریبا ایک سو پچیس برس بعد زندہ تھا۔ (شاکر جامی دکنی) چنانچہ، حافظ رحمہ اللہ صاحب نے حوالہ کے پیش نظر درج ذیل شعر پیش کیا ہے:

شعر:

در سال دو صد دو سہ ہر دو رسالہ را
مادح کہ کرد درسر مدح رسول را ①

''دیوانِ مادح'' مطبوعہ: لاہور! میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔

آغاز: شعر:

حمد لا حد آلہ عالم را
کو روا کردہ کام آدم را ②

مُلّا قانع ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے مقالات الشعراء میں ایک فارسی شاعر ملا داؤد لکھنوی رحمہ اللہ متخلص بہ ''مادح'' کا ذکر کیا ہے۔ مگر بطور نمونہ جو شعر درج کیا ہے وہ منقوط ③ ہے۔ ④

۵۔ رسالہ صغیر: (فارسی۔ نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ نے ذخیرہ شیرانی رحمہ اللہ دانش گاہِ پنجاب لاہور میں موجود مجموعہ رسائل نمبر ۲۰۴۰ / ۵۰۵۳! کے پہلے رسالہ کو بعنوان ''رسالہ صغیر'' حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب کیا ہے۔ ⑤

چنانچہ، اس انتساب کی صحت کو معلوم کرنے کی خاطر جب مذکورہ نسخہ کا جائزہ لیا گیا تو حقیقت حال کہ جو سامنے آئی تو وہ کچھ یوں تھی کہ مذکورہ مجموعہ رسائل ایک ہی کاتب کا تحریر کردہ ہے، اور اس کے پہلے ہر سہ رسائل کی ترتیب درج ذیل ہے:

---

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب حافظ محمد اسلم جے راج پوری رحمہ اللہ ص: ۵۹۔ ۶۰۔

② ایسا شعر کلام جس میں نقطے نہ ہوں غیر منقوط کہلاتا ہے۔ افضل کلہ طیبہ بھی غیر منقوط ہے۔ علامہ ولی رازی کی کتاب ''ہادی عالم'' بھی غیر منقوط ہے۔

③ ادھورا ہے۔

④ ملاحظہ کیجیے: (مقالات الشعراء) از جناب ملا قانع ٹھٹھوی ص: ۱۶۹۶

⑤ ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین ۳: ۱۴۳۔

Marfat.com

① رسالہ در عروض وقافیہ: مصنف مجہول، ص: ۲۔ ۱۳، اسی رسالہ کو جناب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے رسالہ رسالۂ صغیر سے موسوم کیا ہے۔ ①

② رسالہ عروض از قاسم کاہی رحمہ اللہ: ص: ۱۳۔ ۲۲!

③ رسالہ معما از جامی رحمہ اللہ! ص: ۲۳۔ ۴۸!

آغاز: ''ای اسم تو گنج ہر طلسمی''

اس رسالہ کو رسالہ متوسط کہنا چاہیے مگر جناب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اسے ''رسالہ کبیر'' یا ''حلیۃ الحلل'' کے نام سے فہرست میں مندرج کیا ہے۔ ②

۶۔ رسالہ عرفانی: (فارسی۔نثر)

''رسالہ عرفانی'' مخزونہ کتب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ، راولپنڈی کے جس خطی نسخہ (۶۳۱۴) کو اس کے ترقیمہ اور کاتب کے حوالہ سے ''ملاں جامی رحمہ اللہ'' سے منسوب کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت ..... ارشاد المریدین از کمال الدین حسین خوارزمی رحمہ اللہ (شہادت: ۸۳۵۔ ۸۴۰ھ) ہے۔ کہ جس کی تائید خود ''فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ'' از احمد منزوی رحمہ اللہ، جلد دوم، صفحہ ۵۱۔ ۵۵۲! پر ''ارشاد المریدین'' (تحت عدد مسلسل ۶۸۲) اور صفحہ: ۸۰۔ ۶۷۹! پر رسالہ عرفانی (ذیل عدد مسلسل: ۸۲۴) کی دی گئی فہرست مضامین کی یکسانیت سے بھی ہو جاتی ہے۔

۷۔ طریق بحث: (فارسی۔نثر)

مثنوی جس کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے:

شعر:

خداوندی کہ اُو را نیست ہمتا
بود از جسم و از جوہر مبرا

یہ مثنوی بحث ومناظرہ کے آداب اور طریقوں پر مشتمل ہے۔

اس مذکورہ رسالہ کے ایسے مخطوطات معلوم ہوئے ہیں کہ جن کے ترقیمہ میں اسے جامی رحمہ اللہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ کہ ان ہر دو نسخہ جات میں اشعار کی مجموعی تعداد تیس ہے۔

① ایک نسخہ مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی رحمہ اللہ۔ لاہور، مورخ بسال: ۱۲۷۷۔ ③

---

①ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی) ۳: ۶۲۷۔

②ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ! جلد: ۳، ص: ۶۴۳!

③ملاحظہ کیجیے: (فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان، حصہ منطق!

Marfat.com

② ایک نسخہ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ شمارہ: ۴۔ ۸![1]

کتب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ کے ایک دوسرے نسخے، شمارہ: ۱۹۶۴، مورخ: ۱۰۹۲ھ در مجموعہ، ص: ۶۲۔ ۶۴ کے آخر میں تین مزید اشعار موجود ہیں کہ جن میں شاعر کا نام ''اسیری'' مذکور ہے۔ چنانچہ، اختتام کے وہ اشعار ملاحظہ فرمایئے گا:

اشعار:

طریق بحث را تقریر کردم
بوجہ مختصر تحریر کردم
کہ تا از من بماند این نشانہ
کہ من ہم بودہ ام اندر زمانہ
چوشد این نظم در خاطر مخیل
بنام خویشتن کردم مزیل
مقیم گوشہ فقر و فقیری
فقیر ناتوان یعنی اسیری[2]

محترم فہرست نگار نے ''اسیری'' کی نسبت مکانی کوئٹہ (پاکستان) سے ظاہر کی ہے۔ غالباً یہ اشتباہ مصرعہ مقیم گوشہ فقر و فقیری میں لفظ ''گوشہ'' کو ''کوئٹہ'' پڑھنے سے ہوا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے انتساب کی دو وجوہات ہیں۔

اولاً: بذاتِ خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے مناسک حج پر رسائل تحریر کیے۔

ثانیاً: زیر نظر مثنوی میں مندرجہ ذیل شعر اشتباہ کا سبب بنا۔

شعر:

گر بودت از سخن من ملال
گوش کن از عارف جامی رحمہ اللہ مقال

شیخ جیلانی رحمہ اللہ سے اس مثنوی کا انتساب، شاعر کے ''محی'' تخلص کے سبب سے ہے۔

شعر:

محی از افسانہ اُو لَب مبند
کو دل تو باز رھاند ز بند

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ ۱۱: ۴۳۹، تحت آداب بحث منظوم)

② ملاحظہ کیجیے: (فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ) ۱: ۴۳۹!

Marfat.com

ڈاکٹر علی اصغر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مقالہ چہار کتب از جامی رحمہ اللہ مندرجہ رسالہ آموزش و پرورش شمارہ:۶ سال ۱۴!ص:۸۶۔ ۲۸۵!میں کسی قدر تردد کے پیش نظر چوتھی کتاب ''فتوح الحرمین'' ہی کا ذکر ہے۔

۹۔ لطائف شرائف: (فارسی۔نثر)

چوہتر صفحات کا یہ رسالہ تصوف وسلوک واخلاق سے متعلق مختصر مگر نصیحت آموز جملات پر مشتمل ہے اور ہر جملہ ''لطیفہ'' اور ''شریفہ'' کے زیر عنوان مندرج ہوا ہے۔

اس رسالہ کی ابتدا میں بارہ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مناجات تحریر ہے۔ جبکہ اصل متن اور موضوع اس مناجات کے بعد شروع ہوتا ہے۔

آغاز: ای رب ارباب! ارباب ارباب را ارباب! کرم گشائی از مآب گنہ رہائی۔ ای عفو متین عفو خودبین۔ اثم بین ما مبین۔ ای بادشاہِ لم یزل۔

اختتام: شعر:

یاری کہ در و معرفتی نیست مگر
کاری کہ در و منفعتی نیست مکن

محترمہ خالدہ صدیق (اب خالدہ آفتاب) نے اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ تہیہ نسخ فارسی موجود در کتاب خانہ ہائے لاہور میں فقیر خانہ۔ لاہور میں موجود ''لطائف شرائف'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[1]

مزید تحقیق کے لیے جب فقیر خانہ کا مذکورہ بالا نسخہ (نمبر۔ ۲۲۰) ملاحظہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نسخے کے سرورق اور ترقیمہ کی عبارت کے سبب سے یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے منسوب ہوگئی ہے۔ ترقیمہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

''تحت تمام شد ''لطائفِ شریف'' میں تصنیف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بید الخط ''فقیر سراج الدین رحمہ اللہ براس خاطر برخوردار شہاب الدین رحمہ اللہ مولوی ولد نبی بخش رحمہ اللہ ، ساکن حیرانوالہ (ہیرانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ) صورتِ تحریر یافت۔ مالکہ فقیر شہاب الدین رحمہ اللہ متولد ۱۵ر ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ''

---

① ملاحظہ کیجیے: ہیرانسخ فارسی موجود در کتاب خانہ ہائے لاہور از محترمہ خالدہ صدیق صاحبہ!
ص: ۴۰۰!اس مقالہ کی ایک نقل کتب خانہ گنج بخش رحمہ اللہ ، راولپنڈی میں بذیل شمارہ: ۷۶۵ (مطبوعات) میں موجود ہے۔

Marfat.com

یہ بات محل نظر ہے کہ خود متن کے اندر ایک ایسی شہادت موجود ہے کہ جس کے سبب سے اس کتاب/ رسالہ ''لطائف شرائف'' کی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے نسبت کی تردید ہو جاتی ہے۔

جہاں تحریر ہے کہ:

''مولوی معنوی میفر ماید۔ فرد۔

گریکی.....

طمطراق در جہان افکندہ۔

ونیز در کلام حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ..... کہ فرمودہ است، بیت:

از کمر تا بکنار آمدہ[1]

یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنی ہی کتاب میں اپنے شعر کا یوں حوالہ نہیں دے سکتے تھے۔

۱۰۔ لمعات: (فارسی۔نثر)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ صاحب نے ذخیرہ شیرانی رحمہ اللہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور کے دو مخطوطات (نمبر ۲/ ۲۰۰۵/ ۵۰۱۵ اور ۱۔ ۸/ ۳۵۰/ ۳۳۵۴) کو بعنوان: ''لمعات'' پیش کر کے تحریر کیا ہے:

''اکثر مطالب از لامعہ شروع میشود و یر فسور شیرانی رحمہ اللہ :(م ۱۹۴۶م) این را اثر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ احتمال دادہ، مولفہ صفر ۸۷۵ھ۔ قطعہ تاریخ اینست''

اشعار:

بی دعوت فضل جامی رحمہ اللہ ولاف ہنر
درسلک بیان کشید این عقد گہر
آن لحظہ کہ شد تمام آورد بدر
تاریخ مہ و سال وی از شہر صفر[2]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: ''لطائف شرائف''، ص: ۱۳۱، نسخہ فقیر خانہ۱

[2] ملاحظہ کیجیے: (فہرست مخطوطات شیرانی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر محمد بشیر حسین رحمہ اللہ۱

Marfat.com

۲: ۵۰۔ ۱۳۴۹ (عدد مسلسل)۔ یہ کہ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ایک مقالہ بعنوان: ''مخطوطات ذخیرۂ شیرانی رحمہ اللہ'' کا اجمالی جائزہ مندرج دَر، اورینٹل کالج میگزین۔ لاہور۔

شیرانی رحمہ اللہ نمبر، جلد/ ۵۶، شمارہ: ۳۔ ۴، صفحہ: ۱۲۵ میں بھی اس کا انتساب کا اعادہ کیا ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ ''لمعات جامی رحمہ اللہ''، تالیف ۸۷۵ھ۔ پروفیسر شیرانی رحمہ اللہ کی رائے میں واحد نسخہ ہے۔ حالانکہ خود ذخیرۂ شیرانی رحمہ اللہ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں:[1]

Infra: A DESCRIPITVE CATALOGUE OF

THE ISLAMIC MANUSCRIPTS IN THE

GOVT: QRIENTALM ANUSCRIPTS LIBRARY

MADRAS, VOL:1, PAGE-281.

مقالہ: مندرج در ماہنامہ مہر، تہران سال ہشتم (۱۳۳۱ش) شمارہ: ۱۰، ص: ۵۹۰۔ مقالہ نگار نے مخطوطہ کا نمبر ۱۵۷ لکھا ہے۔

مذکورہ بالا علائم، قطعہ تاریخ اور خود دونوں مخطوطات دیکھنے سے ہمیں یہ پورا اطمینان حاصل ہوا ہے کہ درحقیقت، یہ کتاب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی لوامع شرح قصیدہ (میمیہ) خمیرہ از ابن فارض رحمہ اللہ ہے۔

۱۱۔ منتخب مثنوی مولوی رحمہ اللہ: (فارسی)

اس بینہ انتخاب کا ایک قلمی نسخہ ''مشرقی مخطوطات'' کی سرکاری لائبریری مدراس (بھارت) میں بذیل شمارہ ۱۵۸ موجود ہے۔

لیکن اس کا آغاز اسی شعر سے ہوتا ہے۔ جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''نائیہ'' کے آغاز میں ہے یعنی ''عشق جز نائی و ما جزنی نہ ایم، الخ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس لائبریری کے فہرست نگار نے اسے غلطی سے ''نائیہ'' سے الگ رسالہ سمجھ لیا ہے۔

پس نوشت

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے درج ذیل مزید دو رسائل معلوم ہوئے ہیں:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: ''یکی آثار عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' از جناب ایرج افشار صاحب۔

Marfat.com

۱۔ رسالہ فی اسرار علم التصوف! (فارسی)

رسالہ مذکورہ عنوان بالا کہ جس کا مستقل نام کچھ اور ہونا چاہیے۔ ایک مقدمہ اور تین اصل پر مشتمل ہے۔

اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ بایزید ولی الدین رحمہ اللہ (ترکی) کے مجموعہ مخطوطات شمارہ: ۱۸۲۵ میں ورق ۳۲۵ تا ۳۳۵ موجود ہے۔ یہ رسالہ بخط نسخ بقلم صائن الدین فجندی رحمہ اللہ بسال: ۸۵۱ھ میں بمقام ''ابرقوہ'' تحریر کیا گیا ہے۔[1]

۲۔ منتخب چہار عنوان کیمیائے سعادت: (فارسی)

جناب شمس بریلوی صاحب رحمہ اللہ، ''نفحات الانس'' کے اردو ترجمہ کے مقدمہ میں اس رسالہ کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

کیمیائے سعادت کے عنوانات:

عنوان اول: شناختن نفس خویش

عنوان دوم: شناختن حق تعالیٰ

عنوان سوم: معرفتِ دنیا

عنوان چہارم: معرفت آخرت

یہ چاروں عنوانات عنوان مسلمانی کے ذیل میں ہیں۔

''کیمیائے سعادت کا عنوان اول شناختن نفس خویش، عنوان دوم شناختن حق تعالیٰ عنوان سوم معرفت دنیا اور عنوان چہارم معرفت آخرت ہے۔ یہ چاروں عنوانات عنوانِ مسلمانی کے ذیل میں ہیں۔ اصل متن میں یہ چاروں عنوانات تقریباً ایک سو صفحات پر مبنی اور مشتمل ہیں۔ حضرت جامی قدس سرہٗ نے ان کی تلخیص ۲۰ صفحات میں پیش کی ہے۔''[2]

---

① ملاحظہ کیجیے: فہرست میکرو فیلمہائے کتاب خانہ مرکزی و دانش گاہ تہران: ۴۷۸

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) اردو ترجمہ حضرت شمس بریلوی رحمہ اللہ، با مقدمہ مترجم، کراچی ۱۹۸۲ء، ص: ۷۴۔ ۷۵

۲۔ ملاحظہ کیجیے: جناب شمس بریلوی صاحب رحمہ اللہ نے صفحات کا مذکورہ بالا تعین رسالہ کی تقطیع ۸/ ۲۰×۳۰ کے پیش نظر کیا ہے۔

Marfat.com

تتمہ تکملہ آثارِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

۱۔ سخنانِ خواجہ پارسا رحمۃ اللہ یا ''الحاشیہ القدسیہ'':

رک: متن ص: ۳۰۸، تکملہ ص: ۳۷۳!

جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ نے ''فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی'' ۲: ۱۱۳۶ میں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اسی رسالہ مذکورہ عنوان بالا کا ذکر یہ بعنوان: (حواشی مولفات خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ) کیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے کہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ کہ بعض تالیفات کے حاشیے پر بزرگوں کے اقوال تحریر ہوئے تھے۔ کہ جنہیں حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس رسالہ میں یکجا کر دیا ہے۔

جناب احمد منزوی صاحب رحمۃ اللہ کی مذکورہ تصریح درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ نے خود اپنے ملفوظات کو یکجا کر دیا ہے۔

جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ نے اس رسالہ کے ایک مخطوطہ بخط بقلم عبدالرحمٰن بن احمد جامی رحمۃ اللہ مورخ بسال ۸۷۷ھ شمولہ کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ ص: ۸۳۔ ۸۷ کی نشاندہی کی ہے جو کتاب خانہ ملی، تہران میں موجود ہے۔ یہ کہ اس کلیات کا بخط حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ہونا اور مذکورہ تاریخ کتابت محل نظر ہے۔

۲۔ شرح رباعیات جامی رحمۃ اللہ:

رک: متن ص: ۳۳۱، تکملہ ص: ۳۸۰!

اس شرح کا ایک خطی نسخہ ایا صوفیا (ترکی) میں مجموعہ رسائل شمارہ ۳۸۳۲ میں ورق ۳۲۳ سے ۳۷۹ تک موجود ہے۔ یہ رسالہ ''محمود کاتب گیلانی رحمۃ اللہ'' قومنی نے بخط نستعلیق ۱۲ رمضان ۸۶۶ھ میں دمشق میں تحریر کیا۔ ①

۳۔ نائیہ یانی نامہ:

رک: متن ص: ۳۳۱، تکملہ ص: ۳۸۹۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (فہرست میکروفیلمہائے کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران، ۱: ۶۶۷)

Marfat.com

مذکورہ عنوان بالا رسالہ دوسری بار طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔[1]

۴۔شق القمر:

رک: تکملہ ص:۴۲۱!

فہرست میکرو فیلمہائے کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران، ۱:۴۷۸ میں اسے بصراحت حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف بتلایا ہے، اور تحریر کیا ہے کہ:

''یہ قول باری تعالیٰ:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانْشَقَّ الْقَمَرُ.

کے اسرار ورموز کی تشریح پر مبنی ہے''۔[2]

اس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ بایزید ولی الدین رحمہ اللہ، (ترکی) کے مجموعہ مخطوطات شمارہ: ۱۸۲ میں ورق ۳۱۵ سے ۳۲۴ تک موجود ہے۔ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا یہ رسالہ (مجموعہ کے باقی رسائل کی طرف بخط نسخ بقلم صائن الدین خجندی رحمہ اللہ سنہ ۸۵۱ھ میں) ۱۸ر جمادی الاول میں بمقام، ''ابرقوہ'' کتابت ہوا۔

موجودہ کتاب کے بارے میں:

ہماری یہ موجودہ کتاب ''حیات حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ''، حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی وروحانی اور دیگر حالات زندگی کے احوال وآثار پر مشتمل ہے۔ کہ ہم نے آپ کی بائیوگرافی کی ترتیب میں نہایت درجہ محنت وکاوش سے کام لیا ہے۔

اول تا آخر ہماری کچھ یہی کوشش رہی ہے کہ ''حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کے ''احوال وآثار'' کو منقح ومجلی طور پر پیش کیا جائے۔ تاکہ شیخ رحمہ اللہ کے عقائد ونظریات نیز علمی وادبی اور روحانی ''احوال وآثار'' حالات وواقعات کی چھلنی سے چھن کر قارئین کے سامنے لائے جاسکیں۔

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت پر موضوعات اور عنوانات کے حوالے سے بہت کچھ تحریر کیا جا چکا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ تحریر کیا جائے گا۔

ہم نے آپ کے ''احوال وآثار'' کی ترتیب میں کسی تنگ دلی اور تعصب نظری کو قریب تک نہیں بھٹکنے دیا ہے، اور نہ ہی کسی جانبداری سے کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (''ہانی نامہ'' تحشیہ وتعلیق از استاد خلیل اللہ خلیلی، باہتمام فقیر محمد خیر خواہ، از نشرات انجمن تاریخ وادب افغانستان اکادیمی، کابل، ۱۳۵۲ ش/ ۱۹۱۳ء، ص:۱۵۸۔ ۱۶۵)۔

[2] سورۃ القمر، آیت:۱۔ اس آیت کا مفہوم شق القمر کا عظیم الشان معجزہ ہے جو کفار مکہ اور علمائے یہود کے سوال پر وقوع پذیر ہوا اس آیت کے معنی ہیں۔ وقت آ گیا اور چاند پھٹ گیا (دو ٹکڑے ہو گیا) شق القمر قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔ اور روایات صحاح ستہ سے بھی۔

Marfat.com

آپ کی شخصیت کو ہم نے متوازن طور پر پیش کیا ہے، اور جہاں تک ہو سکا ہے تحقیق، تدقیق اور نہایت درجہ تفتیش سے کام لیا ہے اور علمی وادبی وروحانی ''احوال وآثار'' کو بلا کم وکاست نقل کیا ہے، اور شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت کے ''احوال وآثار'' کی قرار واقعی درست طور پر ترجمانی کی انتہاہ کوشش کی ہے۔

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ خود اپنی شخصیت کے حوالے ہی سے ایک انجمن تھے۔ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ جیسی قدسی نفوس شخصیت کے حوالے سے کوئی سوانحی کام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کہ جس کا اندازہ ہمیں کتاب کی ترتیب کے دوران قدم قدم پر ہوتا چلا جاتا تھا۔ مگر محض استعانتِ ربانی سے ہم اس مشکل کام کو کر پائے۔

ترتیب:

ہماری موجودہ کتاب ''حیات حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' المشہور حیاتِ جامی رحمہ اللہ چھے حصص اور انتیس ابواب [1] پر مشتمل ہے۔ بلکہ ضمنی عنوانات کے بشمول عناوین کی تعداد تین صد دو سے کہیں زیادہ ہے۔

ابواب کے عناوین سے قارئین کرام کو کتاب اور صاحب سوانح ''حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کی مایہ ناز علمی وادبی اور روحانی شخصیت کی اہمیت کا بخوبی طور پر اندازہ ہو سکے گا۔

ہم نے کتاب کی اہمیت اور نوعیت کے پیش نظر، ہر طرح سے اس کتاب کو جامع ومانع بنانے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ ہماری قومی زبان ''اردو'' کہ جو بحمد اللہ تعالیٰ روز بروز برق رفتاری سے ترقی پذیر ہوتی جارہی ہے ''مولانا جامی رحمہ اللہ کلیکشن'' میں یہ کتاب ایک قابل قدر اور اہم اضافہ کا موجب ہوگی اور مستقبل میں اس اہم موضوع پر یقینا مہمیز کا کام دے سکے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

فہرست کتاب کے بغور مطالعہ سے قارئین کو بخوبی طور پر علم ہو سکے گا کہ ہم نے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی اور روحانی شخصیت کے حوالے سے ہر اچھوتے سے اچھوتے عنوان کو اختیار کیا ہے، اور موجودہ دور کے علمی وادبی ''احوال وظروف'' کے باوصف ان عناوین کتاب اور آپ کی شخصیت کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔

پروردگارِ عالم عزاسمہٗ وجل قدرہٗ کا لاکھ لاکھ شکر وامتنان ہے کہ محض اس کی مدد استعانت سے ہماری موجودہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ سکی اور حبیب کبریا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہم اس کتاب کو بحسن وخوبی پیش کرنے کے لائق ہو سکے۔

---

[1] تین سو دو عنوانات۔

Marfat.com

فہرست عکسیات:

ہم نے موجودہ کتاب میں جدت پسند طبائع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے درج ذیل عکسیات کو شامل کیا ہے:

① شبیہ جامی رحمۃ اللہ (عمل دولت)
② نویں صدی ہجری میں تیموری سلطنت کا نقشہ
③ شبیہ جامی رحمۃ اللہ! (عمل: مصور فرع داسلمی رحمۃ اللہ)
④ شبیہ تبر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ
⑤ خدا بخش پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود سلسلۃ الذہب دفتر اول مع دیوانِ جامی رحمۃ اللہ! (مخطوطہ نمبر ۱۸۶) پر یادداشت بخط جامی رحمۃ اللہ (مذکورہ کتب خانہ کے شکریہ کے ساتھ)
⑥ ''نفحات الانس'' (قلمی) متعلق بہ کتاب خانہ شاہزادہ مظفر حسین میرزا ابن ابوق الغازی سلطان حسین بایقراء بقلم محمد بن عبدالکریم الحسینی رحمۃ اللہ۔ حاشیہ بخط حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ (ملاحظہ ہو ''جامی رحمۃ اللہ'' از علی اصغر حکمت صاحب (ص: ۱۷۶۔ ۱۷۰)

شکر و امتنان:

آخر میں ہم عزیز محترم جناب شاہد حمید صاحب سلمہ پروپرائٹر اور بانی ادارہ ''بک کارنر جہلم'' کے نہایت درجہ شکر گزار ہیں کہ جن کی خصوصی توجہ سے موجودہ کتاب ترتیب و تکمیل کے درجہ تک پہنچ سکی، اور ان ہی کی خاص توجہ سے یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی ہے۔ جس کے لیے ہم ان کے نہایت درجہ ممنون ہیں۔

ہم عزیزی محترم جناب ڈاکٹر تنویر حسین عظیمی صاحب کے نہایت شکر گزار ہیں کہ کتاب کی ترتیب کے دوران انہوں نے اپنی ذاتی کتب میں سے حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مشہور و مقبول کتاب موسومہ بہ ''لوائح جامی رحمۃ اللہ اردو ترجمہ جناب سید فیض الحسن فیضی صاحب کا نسخہ استعمال کے لیے عنایت فرمایا!

اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کی بلند فرمائے آمین۔

آخر میں ہم جناب پروفیسر سید امیر کھوکھر اور جناب عامر مسعود کے ممنون ہیں جنہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ اور نظر ثانی کی۔ ادارہ بک کارنر جہلم مشہور و معروف شخصیات کی سوانح حیات شائع کرنے کے حوالے سے داد کا مستحق ہے۔ جنہوں نے نہایت درجہ محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔ اللہ رب العزت انہیں ترقی درجات عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام
آپ کا مخلص
ہمچدان: راجہ طارق محمود نعمانی
ایڈووکیٹ (ہائیکورٹ)

Marfat.com

حیاتِ

خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

المتولد ۲۲ شعبان المعظم ۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۴ء

المتوفی ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ بمطابق ۹ نومبر ۱۴۹۲ء

(بعمر ۸۱ برس)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن (پ ۱۱ ع ۱۲)

Marfat.com

(حصہ اول)

مشتمل برعناوین:

سرزمین ایران مختصر تعارف۔ جام (تربت جام) مع دیگر عناوین وغیرہ

Marfat.com

باب:۱

سرزمین ایران وجام

(تربت جام)

مختصر تعارف اور تاریخی پس منظر:

برصغیر پاک وہند کا ہمسایہ ملک ''ایران'' ہے۔ زمانہ قدیم سے ملک ایران کے تاریخی، تمدنی، مذہبی ،ثقافتی وعلمی روابط برصغیر پاک وہند کے ساتھ وابستہ وپیوستہ چلے آتے ہیں، اوراب تو پاکستان اور ایران کے مابین ملی وتاریخی، مذہبی، علمی وثقافتی روابط بیش از بیش پیش رفت کی صورت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر امرت لعل عشرت صاحب (پروفیسر وصدر شعبہ فارسی) بنارس وہند یونیورسٹی بعنوان ''تاریخی پس منظر'' کے حوالے سے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

> ''ایران'' یا ''اران''، ''ایر'' یا ''ار'' کی جمع ہے اور یہ لفظ ''آریہ'' سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب سنسکرت اور زِند اوستا میں آزاد اور پاک نژاد ہے۔ایران کے قدیم نام ''ایران کشیتر'' اور ایران شہر ہیں، اور یہ دونوں نام ہخامنشی ''کتبوں'' اور پہلوی تصنیفات میں ہر جگہ ملتے ہیں۔''

ایران کی جغرافیائی حیثیت کو ہمیشہ سے بہت اہمیت حاصل رہی ہے، اور اسی لیے ایشیا کے اجتماعی اور سیاسی انقلابات میں ایرانیوں کا رول بہت مؤثر رہا ہے۔ اپنے محل وقوع سے استفادہ کر کے اہل ایران نے ایک طرف تو ''سامی اقوام'' مثلاً:

مصریوں، فینیقیوں، اشوریوں اور بابلیوں سے اپنے تعلقات استوار کر لیے تھے، اور دوسری جانب، ہندوستانیوں، یونانیوں، رومیوں، چینیوں اور ترکوں سے میل جول بڑھا لیا تھا۔

اس کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سرزمین ہمیشہ مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کا سنگھم بنی رہی اور رنگا رنگ تہذیبوں کے امتزاج سے یہاں ایک مخصوص تہذیب وتمدن کا ظہور ہوا، جس کو دُنیا والوں نے بے مثال تسلیم کیا۔

Marfat.com

ایرانی سطح مرتفع کوشمالی میں دریائے مازندران اور جنوب میں خلیج فارس نے محصور کر رکھا ہے۔ خلیج فارس دنیا کے گرم ترین حصوں میں سے ہے، اور جزیرہ نمائے عربستان کو ایران سے جدا کرتی ہے۔ ایران کو سمندری راستوں سے دنیا کے ساتھ متصل کرنے میں خلیج فارس کی اہمیت مسلم ہے۔

اسی طرح ایران کے بری راستے مشرقی اور مغربی ایشیا کو ملانے کے لیے ہمیشہ ایک پل کا کام دیتے رہے ہیں۔ ①

جناب ڈاکٹر پروفیسر ظہور الدین احمد صاحب (شعبہ فارسی) گورنمنٹ کالج لاہور بعنوان: (ایران۔ جغرافیہ) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

حدود:

کوروش کبیر (۵۵۹ ..... ۵۲۹ ق۔م) کے عہد سلطنت میں ایران کی حدود مشرق میں دریائے سندھ شمال میں دریائے سیحون، بحیرۂ خزر، بحیرۂ اسود اور کوہستان قفقاز، جنوب میں بحر ہند اور خلیج فارس اور مغرب میں بحیرہ ایجین تک پھیلی ہوئی تھیں۔

کوروش نے انتظامی سہولت کے لیے اس کو چھوٹے چھوٹے صوبوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ②

ا۔ ایران کے تاریخی ادوار کا تسلسل زمانہ قبل از اسلام (حملہ اسلام تک):

① ابتدائی احوال
② سلطنت ماد
③ سلسلہ (ہخامنشیاں)۔ (زرتشت اور سکندر اعظم مقدونی کا دور)
④ پیش وادیاں
⑤ خاندانِ کیانیاں
⑥ خاندان سلوکیاں
⑦ خاندانِ اشکانیاں
⑧ خاندان ساسانیان

متعلقہ بادوار درج ذیل

① ظہور مانی
② مزدک اور اس کا مذہب
③ جنگ قادسیہ
④ جنگ جلولا
⑤ جنگ نہاوند

---

①(ایران صدیوں کے آئینے میں) از جناب ڈاکٹر پروفیسر امرت لعل عشرت صاحب ا (فصل اول) بعنوان: ''عہد قدیم سے حملہ اسلام تک'' تحت عنوان (تاریخی پس منظر) برصفحہ ۱/صفحہ ۲ وغیرہ وغیرہ

①(ایران شناسی) از جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب بعنوان: (ایران ..... جغرافیا) برصفحہ (۱) وصفحات مابعد

۲۔ (تاریخ ایران) ''ابتدا سے عصر حاضر تک'' از جناب سید اصغر علی شاہ جعفری صاحب ابعنوان: (احوال ابتدائی)۔ ابتدا (ایران قبل از اسلام) باب ا برصفحہ ۱۱ ومابعد صفحات۔

Marfat.com

۲۔عرب وایران زمانہ بعد از اسلام:

''ادوار'' کے حوالے سے بعناوین ذیل:

① سرزمین عرب اوراس کی سماجی کیفیت وغیرہ۔

② جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا عہد اور عربستان

③ جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عربی اور ایرانی روابط

۳۔ اِسلامی دَور کے ابتدائی حکمران

خلافت راشدہ: حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

خلافت بنوامیہ

خلافت بنوعباس

(طوائف الملوکی)

① خاندان طاہریہ ② خاندانِ دلفیہ

③ خاندان علویہ ④ خاندان صفاریہ

⑤ خاندان سامانی ⑥ خاندان ساجیہ

⑦ خاندانِ آل زیاد ⑧ خاندان آلِ بویہ

⑨ خاندان حسنویہ ⑩ خاندان غزنویہ

⑪ خاندان کاکویہ

۴۔خاندانِ سلجوقی

① سلاجقہ بزرگ ② سلاجقہ کرمان

③ سلاجقہ عراق وکردستان

۵۔خاندان اتابکہ

① اتابکہ کردستان ② اتابکہ فارس

③ اتابکہ آذربائیجان ④ سلاطین نیمروز

⑤ خاندان اسمٰعیلیہ ⑥ خاندان غوریہ

⑦ خاندانِ خوارزم شاہی ⑧ خاندان قراختائیہ

Marfat.com

۶۔منگول

① چنگیز خان ② چنگیز خان کا ایران پر حملہ
③ ایلخانی خاندان ④ ہلاکو خان کی اولاد

۷۔ایران میں طوائف الملوکی

① خاندانِ ایلخانہ یا جلائریہ ② خاندان مظفریہ
③ خاندان سربداراں ④ آل کرت

۸۔خاندان تیموریہ

① خاندان قراقویونلو ② خاندان آف قویونلو

۹۔خاندان صفویہ

۱۰۔خاندان افشاریہ

۱۱۔خاندان زندیہ

۱۲۔خاندان پہلویہ

تو ایران کے سیاسی، تاریخی، تہذیبی، تمدنی اور دینی ومذہبی ''احوال وآثار'' میں نشو وارتقا کے پیش نظر ان حکومتی خاندانوں کا گہرا تعلق رہا ہے۔

ایران اور عرب تہذیب وثقافت کے باوصف (مختصر جائزہ)

مشہور انگریز مستشرق جناب پروفیسر اے۔جے۔آربری صاحب بعنوان ''ایران اور عرب'' رقمطراز ہیں کہ

اگر کوئی یہ دریافت کرنا چاہے کہ عرب کس حد تک ایران کے مرہون منت ہیں؟ تو لازم آئے گا کہ پہلے دونوں قوموں کی تہذیب کی تحلیل کی جائے اور عین ممکن ہے کہ انسان اصل موضوع سے ہٹ کر بشریات کا رخ کرے۔جس کے اسرار ورموز بے شمار ہیں اور غالباً جس کی انتہا کوئی نہیں۔

اس کے باوجود ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تاریخی واقعات کو ملحوظ رکھا جائے تو کسی حد تک ہم یہ طے کر سکتے ہیں کہ تہذیب کے یہ عناصر ایک نے دوسرے سے مستعار لیے ہیں۔ یہ عناصر بالعموم سطحی نوعیت کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تحریراً واقعات کی طرح ان کا ذکر کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان لطیف غیر مادی عناصر کا تعلق ہے۔جن کا دونوں تہذیبوں نے تبادلہ کیا۔ان کے متعلق یہاں نہ زیادہ لکھا جاسکتا ہے نہ ہم لکھیں گے کہ اس موضوع پر پہلے ہی بہت سی تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

جس تیزی سے مسلمانوں نے ایران فتح کیا وہ ہمیشہ بحث کا موضوع رہی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ کرنا بالکل غلط ہوگا کہ بات صرف اتنی ہے کہ عربوں نے ساسانی فرمانرواؤں کے مقبوضات پر حملہ کیا اور انہیں مسخر کرلیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب سے از منہ تاریخ کا آغاز ہوا ہے۔ ایران نے اپنی انفرادیت ہمیشہ قائم رکھی ہے۔ جو عناصر ایران کی بقا کے ضامن ہیں وہ بیشتر طبعی اور جغرافیائی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خود ایرانیوں کے انفرادی کردار میں بھی ایسی لچک ہے اور کچھ خصوصیات زوال پذیر ہیں۔ یہی حال ان کے اجتماعی کوائف کا ہے۔

عربوں نے جو نظام قائم کیا، اس دائرے میں بھی ایرانیوں کی انفرادیت قائم رہی حالانکہ یہی وہ عربی فاتح ہیں جنہوں نے ایران پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے۔

ایران میں بھی وہی ہوا جو ''اندلس'' میں ہوا تھا کہ فتوحات کا سیلاب امڈ آیا۔ لیکن ایک ہی بار ایران کی تمام سرزمین متاثر نہیں ہوئی۔

البتہ، یہ ضرور ہے کہ بڑے بڑے اور اہم صوبے، عربوں نے بڑی تیزی سے فتح کر لیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب ایرانیوں سے ناواقف نہ تھے۔

اس کے برخلاف قدیم الایام سے دونوں قوموں میں مذہبی اور روحانی تعلقات کا اشتراک موجود تھا۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ جب عرب بازنطینی حکومت سے برسر پیکار ہوئے۔ انہیں کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تو ایران اور عرب کے تعلقات کی نوعیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ عراق میں جو زمانہ قدیم کا بابل ہے اور جو ساسانی مقبوضات کا جز تھا۔ نبطیوں نے بہت زور پکڑ لیا اور صوبے پر چھا گئے۔ یہ لوگ سامی زبان بولتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں اور ایرانیوں میں خاصے گہرے روابط تھے۔ ظاہر ہے کہ عربوں اور یونانیوں کے درمیان ایسا مشترک عنصر موجود نہ تھا۔ ①

مشہور فرانسیسی مستشرق جناب ڈاکٹر گستاؤلی بان صاحب آنجہانی بعنوان: (فصل اول..... ایران کی حکومت) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''عربوں'' نے جو کچھ یادگاریں مختلف ممالک میں چھوڑی ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ چونکہ ان پر پورے طور پر بحث کرنے کے لیے ہمیں علمی، ادبی، صنعتی یا حرفتی یادگاروں پر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ لہٰذا ہم اپنے ہر ایک باب کی ترتیب میں یکسانیت نہیں رکھ سکتے مثلاً: شام کے بیان میں ہم

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب بعنوان: (ایران اور عرب) باب ۳ بر صفحہ ۸۸/ صفحہ ۸۹ وغیرہ ومابعد صفحات اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب۔

Marfat.com

نے محض ان کی عمارات سے بحث کی ہے، اور بغداد کے بیان میں جہاں اس قسم کی یادگاریں بالکل مفقود ہیں۔ ہم نے عربوں کے انتظام ملکی ومالی وغیرہ پر گفتگو کی ہے۔ جب اس کل مواد کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو مختلف زمانوں میں ان کے بدلتے ہوئے تمدن کا اندازہ ہوسکتا ہے، اور آگے چل کر ہم اس تمدن کی ایک مجموعی ہیئت دکھائیں گے۔

بعض ممالک کے لیے جن میں ایران بھی شامل ہے ہمارے پاس نہایت کم مواد ہے اور ہمیں محض مختصر کیفیتوں پر اکتفا کرنا پڑے گی۔ لیکن تاہم یہ یادگاریں کم ہوں یا زیادہ اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ عربوں کی حکومت کا اثر اس ملک پر بمقابل فرمانروایانِ ماسبق کے اثر کے بہت زیادہ ہے۔

جس وقت عرب ایران میں آئے اور انہوں نے ساسانیوں کے خاندان کو زیر وزبر کیا۔ ان کو اس ملک میں ایک بڑا اور قدیم اور زوردار تمدن ملا۔ جن میں سے بعض چیزوں کو علی الخصوص جو صنعتوں کے متعلق تھیں انہوں نے خود بھی اختیار کر لیا۔ ①

آگے رقمطراز ہیں:

''عربوں'' نے جو کچھ اثر ایران پر ڈالا اگر ہم اسے چند لفظوں میں بیان کرنا چاہیں تو یہ کہیں گے کہ یہ اثر زیادہ تر مذہب اور علوم وفنون وزبان سے متعلق تھا اور عادات واخلاق وطرز تعمیر پر بہت ہی کم پڑا تھا۔

ایرانیوں نے بعوض اس کے کہ اپنی فاتح قوم کے تمدن کو پوری طرح اختیار کر لیا۔ جیسا کہ مصریوں نے کیا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنے پرانے تمدن کے بعض اجزا کو قائم رکھا۔ ②

ایرانی ''تہذیب وتمدن'' کا عربی تہذیب وتمدن پر اثر:

یہ امر مسلمہ ہے کہ عربی اسلامی تہذیب وتمدن (بصورت مذہب واخلاق) ایرانی تہذیب وتمدن کے مذہبی اور اخلاقی پر کلیتاً جاری وساری ہو کر رہا اور مسلسل اہل ایران کے مذاہب واخلاقیات کے دائرہ کار کو بدلتا چلا گیا اور یہ عرصہ صدیوں پر محیط ہے۔ کیونکہ اس قدر وسیع وعریض مفتوحہ مملکت کے تہذیب وتمدن اور ثقافت وکلچر نیز مذاہب واخلاقیات کو متاثر کرنے کے لیے صدیوں کا عرصہ چاہیے تھا۔

---

①(تمدن عرب) از جناب ڈاکٹر گستاؤلی بان فرانسیسی اردو ترجمہ: جناب ڈاکٹر سید علی بلگرامی صاحب باب نمبر ۳ بعنوان: (عربوں کی حکومت ایران وہند میں) تحت عنوان: (فصل اول.....ایران کی حکومت) برصفحہ ۳۰۵/صفحہ ۳۰۶ وغیرہ وغیرہ۔

②(تمدن عرب) از جناب ڈاکٹر گستاؤلی بان صاحب فرانسیسی آنجہانی اردو ترجمہ: باب نمبر ۳: (فصل اول.....ایران کی حکومت) برصفحہ ۳۱۱۔

Marfat.com

ایران کے تہذیب وتمدن کے مختلف گوشوں سے عربوں نے کیا مستعار لیا تو آیئے ہم اس کا مختصراً جائزہ لیے چلتے ہیں:

① دنیوی اصول وقواعد کے تطابق میں انداز سیاست وحکمرانی:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔آربری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

''لیکن جب عرب اپنے وطن سے نکل کر دنیا میں پھیل گئے تو ان کے سرداروں کے سامنے لازماً یہ مسئلہ رکھا گیا کہ نئی مقبوضات پر حکومت کس طرح کی جائے۔ اب حکومت کے فن سے بھی عربوں کو دلچسپی لینی پڑی؛ اگرچہ وہ عموماً ناآشنا تھے۔''

چودھویں صدی کی ابتداء میں کتاب ''الغمزی'' لکھی گئی جو تاریخ اور سیاست کے کوائف سے بحث کرتی ہے۔ مصنف کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب ایران سے مال غنیمت آنا شروع ہوا تو اس کی تقسیم کے متعلق مشکلات پیدا ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایرانی سے مشورہ لیا۔ جو کبھی ایرانی سرکار کی ملازمت کر چکا تھا۔

اس نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک ''دیوان'' قائم کیا جائے۔ جو آمدنی اور خرچ کا حساب رکھے۔ تجویز آگے چل کر حکومت کے اس نظام کی اساس بن گئی جو صدیوں تک اسلامی خلافت سے مخصوص رہا۔ یہ بیان صداقت سے خالی نہیں کہ عربوں نے جن علاقوں کو مسخر کیا ان میں سب سے زیادہ اہم مدائن تھا۔ (سلوکی طیسفون) کہ دجلہ کے ساحل پر واقع تھا۔ ساسانیوں کا دارالحکومت تھا اور ان کے نظم ونسق کا مرکز اس کے ساتھ ہی ثروت اور تہذیبی خصائص میں یہ شہر، قسطنطنیہ کا حریف تھا۔

جب عربوں نے کوفہ اور بصرہ میں چھاؤنیاں قائم کیں۔ تو یہاں کے فرمانرواؤں نے نئی مقبوضات کا نظم ونسق سنبھالنے کے لیے جو منصب دار مقرر کیے وہ مدائن ہی کے تھے شروع شروع میں نہ صرف حکومت مدائن والوں کے سر تھی۔ بلکہ ضمناً وہ عربوں کو حکومت کرنے کے فن کی بھی تعلیم دیتے تھے۔

عرب جس دنیا سے واقف تھے اس کے فرمانرواؤں میں ساسانی بادشاہوں کے نام سرفہرست تھے اور یہی فرمانروا تدبر اور فراست کے لیے ضرب المثل بادشاہوں کے نام سے سرفہرست تھے۔

نویں صدی کا انشا پرداز ''جاحظ'' جو بصرہ کا رہنے والا تھا۔ ترکوں کی صفات سے بحث کرتا ہوا ذرا موضوع سے ہٹ کر (اور یہ اس کی روش خاص ہے) دوسری قوموں کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے، اور لکھتا ہے:

دنیا کی مختلف نسلوں اور قوموں میں کچھ لوگ اچھے پیشہ ور ہیں۔ کچھ خطابت کے ماہر ہیں۔ کچھ بڑی

Marfat.com

بڑی سلطنتیں قائم کرنے کا فن جانتے ہیں، اور کچھ فنون جنگ میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ آگے چل کر وہ کہتے ہیں کہ

''میری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یونانی فلسفے میں خاص دستگاہ رکھتے ہیں، اور مہندس بھی اچھے تھے۔ چینی بہت مشاق صنعت گر تھے۔ لیکن انہیں اس سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ مظاہر کے مابعد الطبیعیاتی اسباب اور علل کیا ہیں۔ تُرک شجاع اور جنگجو تھے۔ جہاں تک بدوی عربوں کا تعلق ہے وہ نہ اچھے سوداگر تھے نہ تاجر، نہ طبیب، نہ انہیں ریاضیات یا کاشتکاری سے دلچسپی تھی۔ البتہ شعر وخطابت میں وہ بے نظیر تھے۔ انساب میں بھی وہ یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اسی طرح گھوڑوں اور مختلف اسلحہ ہائے جنگ کے متعلق ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ وہ کہتا ہے (وہ مجبور ہے کہ صداقت کو ملحوظ رکھ کے اپنی تعلیمات کو مشروط کرے)، ظاہر ہے کہ ہر ترک ''جنگجو'' نہیں۔ نہ ہر عرب شاعر ہے۔ آخر میں وہ ایرانیوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تدبر اور فراست میں ساسانی فرمانرواؤں کا کوئی حریف نہیں۔ دراصل جاحظ نے اسلامی خلفا کے خیالات کی تائید کی تھی۔''[1]

تاریخ وفن تاریخ اور نظم حکومت وسلطنت کے باوصف مناسبت حاصل کرنا:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں کہ

اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک رحمہ اللہ (متوفی: ۷۴۳ء) کے کتب خانے میں ساسانیوں کی تاریخ موجود تھی۔ جو اس کی زندگی ہی میں پہلوی سے عربی میں ترجمہ کی گئی تھی۔ اس تالیف میں فرمانرواؤں کی شبیہیں بھی تھیں۔ جن کی رنگ آمیزی دیدنی تھی۔ اس تالیف میں ایرانی سیاست سائنس اور مشہور ملی تعمیرات پر ابواب موجود تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہشام رحمہ اللہ خاص طور پر ایرانیوں کے نظام حکومت کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا، اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ عباسی خلفا نے ساسانیوں ہی کی پیروی کی۔

- خالص عرب، ساسانیوں کے نظام میں ایسے عناصر دیکھتے تھے جو حیرت انگیز تھے اور جنہیں ان کا ذہن قبول نہ کرسکتا تھا۔
- ان میں سے ایک متوارث اور مطلق العنان فرمانروائی کا تصور تھا، اور دوسرے ایسے نظم حکومت کا تعقل، جو کم از کم نظریاتی طور پر مرکز کے اقتدار پر مبنی تھا۔

---

[1] (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۲۔

Marfat.com

عربوں کا تو یہ قاعدہ تھا کہ مکہ اور مدینہ جیسے شہروں میں بھی قبائلی اختلاف اور آزادی کو باقی رکھتے تھے، اور ہر قبیلہ، رئیس کا انتخاب کرتا تھا۔ قبیلے چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں بھی تبدیل ہو جاتے تھے۔ لیکن رئیس ہمیشہ منتخب کیا جاتا تھا۔ حکومت وراثت میں شامل نہ تھی۔ ہاں قبیلے کی بہت چھوٹی اکائی میں شاید استثنائی صورت پیدا ہوتی ہو۔ رئیس البتہ ہمیشہ مخصوص خاندانوں سے چنا جاتا تھا۔

اسلام کی تاریخ میں شروع ہی سے یہ بات طے پا گئی تھی کہ حکومت انفرادی میراث کے دائرے سے خارج ہے اور ضروری نہیں کہ باپ کی جگہ بیٹا ہی تخت نشین ہو۔ ①

اسلامی نظم حکومت وسلطنت اور ایرانی نظم حکومت وسلطنت کا ایک مختصر جائزہ:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری رقمطراز ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کی تنظیم کی تو انہوں نے رئیس اعلیٰ کا عہدہ تو رہنے دیا۔ لیکن انتخاب کے اصول کو قائم رکھا اگرچہ یہ انتخاب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے قریش تک محدود ہوتا تھا۔ ریاست کے نظام میں عربوں کو وہی مخصوص مراعات حاصل تھیں جو ساسانیوں کے عہد حکومت میں ایرانی عمائد کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے دو جانشین (خلافت راشدہ کے ارکان) انتخاب ہی کے ذریعے مسند خلافت تک پہنچے۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو پہلے اُموی خلیفہ تھے حکومت اپنے خاندان سے مخصوص کر دی کہ بیٹا باپ کی جگہ مسند نشین ہوتا تھا۔ کبھی بھائی یا عم زاد بھی بیٹے کی جگہ لے لیتا تھا۔ فرمانروائی کے تصور سے قطع نظر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظم ونسق ایرانیوں کے نظام کی یاد دلاتا ہے۔ جو علاقے تسخیر کیے گئے تھے ان پر حکومت کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عامل نامزد کیے۔ انہیں اختیار دیئے مگر محدود، اعلیٰ اور وسیع اقتدار اختیار کی عنان اپنے ہاتھ میں رکھی۔ پرانے جاگیرداروں اور منصبداروں کا وہ گروہ جو آخری ساسانی فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں صرف حکومت کو ٹیکس ادا کرتا تھا، اور جو باقی تمام معاملات میں خود مختاری کا دم بھرتا تھا۔ پس کے رہ گیا۔ البتہ دہقانوں کی جماعت جو کھاتے پیتے زمینداروں پر مشتمل تھی اور جس کے ارکان ساسانیوں کے عہد حکومت میں محکمہ مال کے چھوٹے درجے کے آفیسر ہوتے تھے، باقی رہی اور پہلے کی طرح زمین کی پیمائش، اس کا بندوبست اور ٹیکس وصول کرنے کا کام اسی کے سپرد رہا۔ ان کے ساتھ عربوں نے وہی سلوک کیا جو انگریزوں نے ۱۹۱۴ء میں

---

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصفحہ ۹۲۔

Marfat.com

عراق پر حملہ کرنے کے بعد جو ان دنوں ترکوں کے قبضے میں تھا۔ اس صوبے کے مختلف ضلعوں کے معروف عرب سرداروں سے کیا تھا۔ یہ لوگ اپنے ضلعوں میں ''محکمہ مال'' کے کوائف سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے انہیں ایسے فرائض سپرد کیے گئے جو وہ سہولت سے ادا کر سکتے تھے۔ دہقان ہی ہر طرح کے خراج کا اور ٹیکس کا حساب رکھتے تھے، اور اپنے تجربے کی بناء پر کہہ سکتے تھے کہ کسی شخص کے ذمے کیا نکلتا ہے۔ ایران کی فتح کے بعد پچاس سال تک عربوں کے پاس وہی پرانی فہرستیں تھیں جن پر کام چلتا تھا۔ خراسان اور دوسرے دور افتادہ ایرانی صوبوں میں حساب کتاب فارسی میں رکھا جاتا تھا۔ ابو مسلم خراسانی کے زمانے تک یہ کیفیت باقی رہی۔.....!''[1]

۴۔ اسلامی محکمہ مالگذاری اور ایرانی محکمہ مالگذاری، ایک مختصر جائزہ:

نیز اصطلاحاتِ مالگذاری اور سکہ سازی کا اسلوب

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں کہ

اسی بات کا اثر ہے کہ بہت سے ایرانی لفظ جو مال اور مالگذاری سے متعلق تھے۔ دیوان مال میں عربوں کی لغت کا ایک جز بن گئے۔ خود دیوان بھی ایرانی الاصل کلمہ ہے۔ صدیوں تک مالی معاملات میں ایرانیوں کی مہارت ضرب المثل رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ کی زبانوں میں بھی بینک کاری کی اصطلاحات ایرانی ہیں، اور عموماً کلمہ چیک مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

اموی خلفا عرب خالص ہونے پر نازاں تھے۔ لیکن وہ بھی مجبور تھے کہ ایرانیوں کو دیوان مال میں ملازم رکھیں اور یہ لوگ اپنی قومیت، اپنے منصب اور اپنی کاردانی کی وجہ سے لوگوں میں بے حد مقبول تھے۔ ان کی کاردانی کا یہ عالم تھا کہ بال کی کھال کھینچ لیتے تھے۔

انہیں یہاں تک یاد رہتا تھا کہ فلاں شخص کو چاولوں کے چھلکے کا محصول ادا کرنا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ رعایا نے اموی خلفاء اور عمال (عامل کی جمع) پر اعتراض کیا ہے، اور وہ ایرانیوں کی مدافعت پر مجبور ہوئے ہیں۔ بصرہ میں امویوں نے جو حاکم مقرر کر رکھا تھا اس کے خلاف رعایا نے بغاوت کی اور وہ فرار ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے دہقان کیوں سر پر چڑھا رکھے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ عربوں کو مقرر کیا جائے تو محاصل میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں، ایرانی تیز نظر ہیں اور بھانپ لیتے ہیں کہ فلاں چیز پر یہ محصول لینا چاہیے اور قابل اعتماد بھی یہی ہیں۔ رعایا کو تنگ بھی نہیں کرتے۔

---

[1] ''میراث ایران'' از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) بر صفحہ ۹۲/ صفحہ ۹۳ و صفحہ ۹۴۔

Marfat.com

ایران کی مالگذاری کا نظام جیسا خسرونوشیرواں دادگیر کے ماتحت قائم تھا۔ نہایت سادہ تھا۔ کاشتکار کچھ حصہ جنس یا نقد کی صورت میں حکومت کو ادا کرتے تھے۔ تمام بالغ مرد ٹیکس ادا کرتے تھے جس سے بڑے بڑے منصبدار سوار اور عمائد دبیر اور بادشاہ کے ملازم مستثنیٰ تھے۔

کم وبیش یہی نظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رکھا۔ فرق یہ تھا کہ ان کے عہد حکومت میں مراعات عربوں کو حاصل تھیں۔

جہاں محصول، خراج، جزیہ یا ٹیکس نقد کی صورت میں ادا کرنا پڑتا تھا وہاں چاندی کے درہم کام آتے تھے۔ ساسانیوں کے زمانے میں ان سکوں کے ایک رخ پر بادشاہ کی تصویر ہوتی تھی اور دوسرے رخ پر زرتشتی آتش گاہ تھی جس کے دونوں طرف ''مغ'' کھڑے تھے۔

❁ اسلام صورت گری کو ناپسند کرتا ہے۔ لیکن عرب فاتحین نے سکوں کی یہ صورت قائم رکھی، اور ایرانی صنعت گروں کو متعین کیا کہ نئے سکے ڈھالیں۔

جوں جوں پرانے سکے نایاب ہوتے چلے گئے۔ مشرقی صوبوں کے اموی اور عباسی عمال نے پرانی وضع کے نئے سکے ڈھالے۔ لیکن اب ان پر پہلوی یا عربی یا دونوں زبانوں میں تحریر بھی منقوش ہوتی تھی۔ شمال افریقہ اور اندلس میں جو اسلامی حکومتیں قائم تھی وہاں بھی ساسانی وضع کے دینار ہی رائج رہے۔ فرق یہ تھا کہ یہاں سکوں پر آتش گاہ اور ''مغوں'' کی شبیہوں کی بجائے اب تین متوازی خطوط منقوش تھے۔ جو پرانی تصویروں کی فنی علامتوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اموی خلیفہ عبدالملک نے جہاں اور بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ وہاں چاندی کے درہم بھی ڈھالے۔ ان کا وزن ساسانی درہم کے برابر تھا، اور یہ سکے خلفاء کی تمام مقبوضات میں مستعمل تھے۔ مشرقی صوبوں میں اور عراق میں بھی دسویں صدی عیسوی تک یہی پرانے چاندی کے دینار زرمبادلہ کا کام دیتے رہے۔''[1]

۵۔ ایرانی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا اثر عرب تہذیب وتمدن اور ثقافت پر:

جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب رقمطراز ہیں:

بڑی بڑی سلطنتیں تشکیل کرنے والے دوسرے حملہ آوروں کی طرح عرب فاتحین نے بھی اپنی رعایا کے افکار وتصورات کا اثر قبول کرلیا۔ بلکہ اکثر عرب تو چاہتے تھے کہ ایرانیوں ہی کی طرح خوب طمطراق سے ثروت مندوں کی طرح زندگی بسر کی جائے۔ بارسوخ قبیلوں کے افراد اور شیوخ ورؤسا کو یہ موقع ملا کہ ثروت مند ایرانیوں کے گھر جائیں۔

---

① (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصفحہ ۹۴ تا صفحہ ۹۶۔

Marfat.com

چنانچہ انہوں نے ایرانیوں کے عناصر تجمل کو اپنا لینا چاہا۔ ایران کی فتح کے تھوڑے ہی عرصے بعد اموی دربار سے جو نوجوان منسلک تھے۔ ایرانیوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے وطن کا بنا ہوا لباس چھوڑ کر انہوں نے زردوزی کا لباس پہن لیا۔

ایرانیوں کے لذیذ کھانے پکوانے لگے، اور ان میزوں پہ بیٹھ کر جو ایران سے درآمد کی گئی تھی ایرانی آداب کی نقل اتارنے لگے۔

فوجوں کے جو دستے مشرق کی طرف خراسان جا پہنچے تھے وہ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر شیر وشکر ہو گئے اور ہر معاملے میں ان کی نقل کرنے لگے۔ چنانچہ تہہ بند کی جگہ شلوار کا استعمال رواج پذیر ہو گیا.....!''①

٦۔ ایرانی صنعت ودستکاری نیز فن تعمیرات اور علم وادب کے اثرات کا مختصر جائزہ:

جناب پروفیسر اے۔جے۔آربری صاحب رقمطراز ہیں:

''.....منصور ساسانی روایات کا نقال تھا۔ وہ اس بات پر مُصِرّ تھا کہ اس کے خاندان کے ارکان اور اہل دربار جب عام مجمعوں میں جائیں تو اعلیٰ درجے کا ریشمی لباس پہنیں اور قیمتی عطر استعمال کریں۔ اس نے جو نئی عمارتیں بنائیں وہ بھی ایرانی وضع کی تھیں، اور عربی میں جو فن تعمیر کی اصطلاحات مستعمل ہیں۔ وہ اس بات کی شاہد ہیں کہ بہت سے تعمیری عناصر جو ان عمارتوں میں نظر آتے ہیں۔ مثلاً: محرابیں، گنبد، دریچے، روزن، فوارے، ڈیوڑھیاں اور کٹہرے؛ یہ سب ایرانی طرز ہیں۔

- جب بڑی بڑی اقامت گاہیں تعمیر ہوئیں تو ایرانی معماروں نے اپنے ملک کی روش کے مطابق خانہ باغ، خیابان، کوشک اور فوارے تعمیر کیے۔ یہ چیزیں گویا گھر کی بیرونی آرائش تھیں۔
- گھروں کے اندر بھی بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ میزیں، کرسیاں، گدے، گدیاں اور مچھر دانیاں، تو تھیں ہی۔ ان کے علاوہ ایران سے فرش اور پردے بھی درآمد کیے گئے۔ باورچی خانوں کی آرائش بھی ملحوظ رہی۔
- چنانچہ چولہے، روغن دان، طشتریاں، پیالے اور ہاون دستے منگوا کر رکھے گئے۔ علاوہ ازیں، ایران کی عورتوں کو کھانے پکانے کی جو ترکیبیں معلوم تھیں وہ بھی عرب پہنچیں، اور کتابوں میں ان کا ذکر ہونے لگا۔

---

①(میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔جے۔آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصفحہ ۱۰۸۔

Marfat.com

❁ جب اشیائے مذکورہ بالا منڈیوں میں پہنچیں تو ان کی مانگ بڑھ گئی اور مقامی کاریگروں نے نقالی کر کے ایسی ہی چیزیں بنائیں۔ اس طرح کاتنے، بننے اور رنگنے کی صنعت کو ترقی ہوئی۔ دھات کا کام مقبول ہوا۔ فنون آرائش سے یہ لوگ متعارف ہوئے اور اس سلسلے میں دھاتوں کے متعلق جس علم معدنیات کی ضرورت تھی وہ بھی حاصل کیا گیا۔

❁ اور علم کیمیا کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ کارخانوں میں اور کرگھوں کے ذریعے جو پارچات تیار کیے جاتے تھے۔ ان کے نقش ونگار کا رنگ ڈھنگ ایرانی تھا۔ ان چیزوں کے لیے خاص مصالحہ مقامی شہروں میں بھی مہیا ہو جاتا تھا۔

❁ لیکن لوہا اور فولاد اور برنج کی بعض قسمیں ایران سے منگوائی گئیں۔ مشرق وسطیٰ کے روغنی ظروف میں اور مینا کاری کے کام میں جو زمرد اور لاجورد استعمال کیے جاتے تھے، اور جو نہایت خوبصورت رنگوں کی لہریں پیدا کرتے تھے؛ ایران سے آتے تھے۔

ان اشیاء میں ایک اور چیز کا بھی ذکر کرنا چاہیے۔ یعنی کہربا۔ یہ کلمہ موجودہ عربی کا جزو بن گیا ہے۔ بجلی کو بھی اور بجلی سے چلنے والی ٹراموں کو بھی کہربا کہتے ہیں۔ دواؤں اور جڑی بوٹیوں میں بھی اضافہ ہوا کہ مقامی ادویات کے علاوہ ایران سے بھی چیزیں منگوائی گئیں۔

❁ عربوں کی طبی تالیفات میں اگرچہ علم تشریح الابدان کی اصطلاحات یونانی یا لاطینی الاصل ہیں۔ لیکن دراصل دوا سازی میں اکثر الفاظ ایرانی ہیں۔

یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ چار صدیوں سے مشرق وسطیٰ کی سب سے بڑی طبی درسگاہ، خوزستان میں جندشاپور کے مقام پر واقع تھی (خوزستان وہی صوبہ ہے جس کا دارالخلافہ ''اہواز'' ہے۔) بخت یشوع کے خاندان کے ارکان جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہیں آباد تھے، اور چھے نسلوں تک انہوں نے مدرسے کی دھاک بٹھائے رکھی۔

ایرانی طب کی روایات یہیں ختم نہیں ہو جاتیں کیونکہ جن لوگوں نے عربوں کے علوم کو دُنیا میں متعارف کیا ان میں فخرالدین رازی رحمۃ اللہ (باشندہ رے)، حضرت علی بن عباس (مغ) اور بوعلی سینائے ساکن ہمدان بہت مشہور ہیں کہ انہی کے نظریات از منہ وسطیٰ کے یورپ کا سرمایہ علم تھے۔

❁ لیکن سب سے اہم چیز جو ایران سے برآمد کی گئی اور عربوں تک پہنچی، کاغذ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اس کے موجد ایرانی تھے۔ ۷۵۱ء میں جب مسلمان فوجوں نے چینی دستوں کا مقابلہ کرنے کے بعد دو تین کاغذ سازوں کو گرفتار کیا تو یہ صنعت ایران بھی پہنچی۔ ان کاغذ سازوں سے ایرانیوں نے

Marfat.com

یہ فن سیکھا کہ ابھی تک یہ اپنے مسودے چرمی کاغذ یا جھلیوں پر لکھا کرتے تھے۔

اس سلسلے میں یہ افسانہ بیان کیا جاتا ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے اپنے خزینہ داروں کو حکم دے دیا تھا کہ مصری کاغذ کے تمام ذخیرے کر دیئے جائیں اور آئندہ سے ایرانیوں کے نقش قدم پر چل کر صرف خانہ ساز کاغذ استعمال کیا جائے۔

❁ کتابوں کی تالیف سے جلد سازی کا کام بھی مربوط ہے۔ ایرانیوں نے دباغت کو ایسی ترقی دی کہ چمڑا چمکدار بھی ہوگیا، اور اوپر آرائشی کام کرنا بھی سہل ہوگیا۔

ہم تک ایسی قیمتی کتابوں کی داستانیں پہنچی ہیں۔ جو چین کے نفیس کاغذ پر آبِ زر (سونے کے پانی) سے لکھی گئی تھیں۔ جن کے چمڑے کی جلد کے حاشیے پر زردوزی کا کام تھا، اور جو جواہرات اور طلاء سے مرصع تھیں۔

❁ ایک طرف تو یہ اشیائے تجمل برابر درآمد کی جارہی تھیں دوسری طرف کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دین اسلام کو اس طرح پھولتا پھلتا دیکھنا چاہتے تھے جس طرح خلافت راشدہ٦ میں تھا۔ یہ تحریک رعایا کے غریب لوگوں میں زیادہ مرغوب تھی اور یہی لوگ بالعموم اپنے مذہب اور اپنی عرب قومیت سے زیادہ شیفتگی رکھتے تھے کہ زہد وتقویٰ کا پرانا معیار قائم ہو جائے۔

اس زمانے میں مذہبی رہنماؤں نے جو خطبے دیئے ہیں اور فلسفہ اخلاق کے ماہروں نے جو لوگوں کو تنبیہہ کی ہے۔ اس سے یہ رجحان صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسی سے اس زمانے کی معاشرتی تاریخ کے کوائف دریافت کیے جاسکتے ہیں۔

اسلام کی مذہبی کتابیں متفق الکلمہ ہو کر موسیقی اور لہوولعب کو نامقبول قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ یہ چیزیں انسان کو اہم تر اشغال سے منحرف کر دیتی ہیں۔

جو لوگ یہ چیزیں عربوں تک پہنچانے کا موجب ہوئے۔ وہ ایرانی الاصل ہیں، اور یہ ایک واقعہ ہے کہ جن اشخاص کا ذکر موسیقی کے سلسلے میں کیا جاتا ہے؛ یہ وہی لوگ تھے جو یا تو مال تجارت لے کر اور یا کاریگروں کی حیثیت سے ایران پہنچے تھے۔ یا پھر وہ لوگ تھے جو پیشہ ور موسیقار تھے۔[1]

''اہل ایران'' کا دین اسلام کی اشاعت اور علوم وفنون کی خدمات میں زریں حصہ:

جب ہم اس موضوع کی مناسبت سے زمانہ مابعد الاسلام کی دینی ومذہبی نیز علوم ومعارف کی اشاعت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں نہایت تعجب ہونے لگتا ہے کہ اہل ایران نے دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد دین اسلام کی اشاعت کی کس قدر گراں پایہ خدمات سرانجام دی ہیں۔

---

[1] (میراث ایران) از جناب پروفیسر اے۔ جے۔ آربری صاحب اردو ترجمہ: جناب پروفیسر سید عابد علی عابد صاحب باب نمبر ۳/ بعنوان (ایران اور عرب) برصفحہ ۱۱۱ تا صفحہ ۱۱۳۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں ہمیں عہد آغازِ اسلام یا یوں کہیے کہ عہد نبوی ﷺ میں اہل ایران کی نمائندہ حیثیت ہمیں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نظر آتی ہے کہ جن کی شخصیت اسلام کی صدر اول کی تاریخ میں نہایت زریں اور درخشاں نظر آتی ہے۔

اسی طور پر حضرات تابعین اور تبع تابعین میں ہمیں سراج الائمۃ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کی شخصیت درخشاں اور تابندہ نظر آتی ہے، اور پھر حضرات تابعین اور تبع تابعین کرام میں سے ائمہ مفسرین ومحدثین اور متصوفین کی ایک کثیر اور نمایاں تعداد میں ہمیں اہل ایران ہی نظر آتے ہیں۔

اوپر اہل علم وفن میں ہمیں اہل ایران کے اسما نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں اور حضرات صوفیائے کرام کی کتب تصوف وسلوک ان پاکیزہ شخصیات کے تذکرے سے مملو ہیں کہ جن کا تعلق سرزمین ایران سے تھا۔

حضرات امام الغزالی رحمۃ اللہ، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ اور دیگر حضرت علم وفن کا تعلق سرزمین ایران سے تھا، اور پھر یہ کہ سوانحی لٹریچر میں اسماء الرجال کی کتب ان حضرات علم وادب کا تذکرہ کثیر تعداد میں ملتا ہے کہ جو سرزمین ایران ہی کے گل سرسبد تھے۔ اہل ایران میں سے شعرا کی ایک کثیر تعداد ہمیں تاریخ کے ہر دور میں نظر آتی ہے۔ محققین نے فارسی شعرا کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

دور اوّل میں: رودکی، اسدطوسی اور فردوسی وغیرہ

دور دوم میں: خاقانی، انوری اور نظامی وغیرہ

دور سوم میں: شیخ سعدی اور حافظ شیرازی وغیرہ

دور چہارم میں: جلال اسیر، قاسم مشہدی اور قاسم دیوانہ وغیرہ

خاتم الشعراء، نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد المشہور بہ مولانا جامی رحمۃ اللہ کا تعلق بھی سرزمین ایران سے ہی ہے۔

السنہ ایران: (زبانوں کی تقسیم)

سرزمین ایران میں قدیم زمانے سے درج ذیل زبانیں مروج اور زبان زد عام رہی ہیں:

① فارسی باستان	② اوستائی	③ سنسکرت
④ پہلوی	⑤ ھزوارش	⑥ زند و پازند
⑦ سخندانِ پارس	⑧ تنقید	

Marfat.com

دیگر ایرانی زبانیں:

⑨ زبان مادی ⑩ ختنی، سغدی

⑪ خوارزمی ⑫ زبان تنگ سروک ⑬ تخاری

مقامی بولیاں

زبان دستایر

ایرانی خط:

(خط کی ایجاد۔ خط کی تقسیم)

① خط میخی ② خط آرامی

③ خط پہلوی ⑤ خط اوستائی

عربی خط ایران میں

ایران قدیم کی تاریخ کے ادوار:

① تاریخ عیلام ② ایرانی آریائی ③ سلسلہ پارسی

④ سلسلہ ساسانی ⑤ دورۂ مقدونی (اسکندر مقدونی/ یونانی) وسلوکی

⑥ پارتھی یا اشکانی

ایرانی قبائل واقوام وملل:

① کُرد ② بختیاری

③ قشقائی ④ خوزستان کے قبائل

⑤ کرمان اور بلوچستان کے قبائل ⑥ جپسی یا کولی

⑦ دیگر متفرق قبائل

ایرانی مذاہب: عہد قدیم:

① آریوں کا مذہب ② مادیوں کا مذہب

③ پارسیوں کا مذہب ④ ہخامنشیوں کے عقائد

⑤ پارتھیوں کے معتقدات ⑥ ساسانیوں کا دین

⑦ زرتشتی، زرتشت، آتش

Marfat.com

کستی، اوستا، زند پازند

⑧ مانی ⑨ مزدک (عقائد وعادات)

عیدیں..... روزے نمازیں.....شادی بیاہ.....تجہیز وتکفین

⑩ صابی: تجہیز وتکفین..... بیاہ شادی.....عیدنوروز

⑪ شیعہ! اسماعیلیہ یا آغا خانی! مناصب اور دعوت کے طریقے

⑫ بابی اور بہائی

⑬ علی اللّٰہی! رسم کمر بندی۔ جشن داؤدی، شادی، رقص درآتش

⑭ شیطان پرست

جشن ہائے ایرانِ قدیم

① جشنِ نوروز ② اردی بہشتگان ③ خردادگان

④ تیرگان ⑤ مردادگان ⑥ شہریورگان

⑦ مہرگان ⑧ آبانگان ⑨ بہارجشن

⑩ آذرجشن ⑪ خرم روز ⑫ دیبگان

⑬ بہمنگان ⑭ جشن سدہ ⑮ جشن باوروز

⑯ آفریجگان یا آبریزان ⑰ اسفندیار

فنون ایران: ایران قدیم اور فنون لطیفہ (قدیمی)

(ایرانی فن تعمیر)

① ہخامنشی ② اشکانی ③ سامانی

زمانہ بعد از اسلام:

① مساجد ② مقابر

ایرانی فن تعمیرات کی نمایاں خصوصیات:

① قوسیں ② محرابیں ③ گنبد

④ مینار ⑤ مقرنس ⑥ گچ بری

⑦ کاشی کاری ⑧ خط عربی

Marfat.com

قدیم مصوری اور مکاتب مصوری:

① مکتبِ مغولی ② مکتبِ تیموری ③ مکتبِ صفوی
④ دورۂ دوم صفوی ⑤ قاجار

خوش نویسی:

① تذہیب کاری ② جلد سازی

قالین بافی:

① قالین بافی ② ترنج دار قالین ③ گل دار قالین
④ حیوانی شکل والے قالین ⑤ بہستانی قالین

پارچہ بافی

⑥ باغدار قالین ⑦ گلدار قالین (ہراتی) ⑧ جانماز

کوزہ گری، مس گری۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایرانی فنون کا اثر جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے:

یہ بات بخوبی طور پر ذہن نشین رہے کہ از منہ قدیم میں سلطنت ایران (پارس/ فارس) تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر اور ادیان ومذاہب کے باعتبار ایک متمدن سلطنت چلی آتی تھی مگر وہ اپنی ملی روایات اور خصوصیات کے باوصف بھی اپنے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے نہ تو بے نیاز رہ سکتی تھی، اور نہ ہی اس کے ہمسایہ ممالک اس کے تہذیبی وتمدنی عوامل سے بے نیاز رہ سکتے تھے۔

جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب بعنوان: (ایرانی فنون کا اثر دیگر ممالک پر) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''زمانہ قدیم میں صرف یونان ایک ایسا ملک تھا جو فن وحرفت میں ایران کا رقیب تھا۔ روم جیسی متمدن سلطنت بھی ایرانی صنعت کے اثرات سے اپنا دامن نہیں بچا سکی۔ اسلام کے بعد پارچہ بافی میں ایران تمام اسلامی ممالک کا سرمشق رہا ہے۔ مقبوضہ ممالک کے علاوہ مصر، شام اور بعض یورپی حصوں میں بھی ایرانی صنعت مقبول رہی ہے۔ ہمسایہ ممالک میں سے قفقاز میں ایرانی تہذیب وتمدن کا اثر نمایاں ہے.....''[1]

ہم انہیں سطور پر مذکورہ عنوان کو ختم کرتے ہیں۔ (مؤلف)

---

[1] ایران شناسی از جناب ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب
بعنوان: (ایرانی فنون کا اثر دیگر ممالک پر) برصفحہ ۳۴۱ وصفحات مابعد وغیرہ۔

Marfat.com

جام

(تربت جام)

ہرات:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالاتِ ابتدائی کے باوصف موضع ''خرجرد'' علاقہ جام ولایت ہرات کا ذکر آتا ہے۔

مشہور ایرانی سکالر جناب سید مصطفی حسین دشتی صاحب بعنوان: (ہرات) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

''ھرات: مشہدی معروف از بلادِ خراسان ۔.....''

ترجمہ: ''ہرات: کہ ہرات بلاد خراسان میں سے ایک مشہور شہر ہے.....۔''①

خراسان:

مشہور جغرافیہ نویس جناب جی۔لی اسٹرینج صاحب بعنوان: (خراسان) بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''عربوں کے خراسان کو یا یہ سمجھیے کہ زمانہ وسطیٰ کی آسانی کی غرض سے چار ربعوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور یہ چاروں ربعے چار بڑے شہروں کے نام پر تھے۔ جو مختلف زمانوں میں کبھی علیحدہ علیحدہ اور کبھی بشمول دیگر خراسان کی دارالحکومت رہے تھے۔ یہ چاروں ربع نیشاپور، مرو، ہرات اور بلخ تھے۔شروع زمانہ کی اسلامی فتوحات کے بعد خراسان کا دارالحکومت مرو اور بلخ میں رہا۔لیکن خاندان طاہریہ کے بادشاہوں نے مرکز حکومت کو مغرب کی طرف منتقل کیا، اور ان کے عہد میں نیشاپور، کل صوبہ خراسان کا اور چار ربعوں میں سب سے زیادہ مغربی ربع کا صدر مقام بن گیا۔''②

مشہور مسلم مؤرخ سیف بن محمد بن یعقوب الہروی رحمہ اللہ بعنوان: (ہرات کو کس نے تعمیر کیا) رقمطراز ہیں کہ

---

①(معارف ومعاریف) اعلام واصطلاحات اسلامی ابزبان فارسی: جلد پنجم از جناب سید مصطفی حسین دشتی صاحب بر صفحہ ۲۳۶۳ / ۱۳ (ہرات) مطبوعہ: انتشارات اسماعیلیان قم۔طبع اول ۱۳۶۹ھ

②(جغرافیہ خلافت مشرقی) از جناب جی۔لی۔اسٹرینج صاحب اردو ترجمہ: باب ۲۷/ بعنوان: (خراسان) بر صفحہ ۵۸۳ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

"..... شہر قندز" کی شہرت ہرات کی تعمیر سے پانچ سو سال قبل اسکندر المعروف بخت نصر نے بنیاد رکھی۔ شہر ہرات کی بنیاد اردشیر بابکان و بہمن ابن اسفند یار نے ڈالی شیخ مرحوم نے اپنی مذکورہ تاریخ نامہ میں ہرات کی تعمیر کو ایک بہشت کی قسم سے پیش کیا ہے۔ اول: یہ کہ شہر ہرات کی بنیاد طہمورث بن ہوشنگ بن فرست بن کیومرث کے عہد میں رکھی گئی۔ طہمورث کی زندگی ناز و نعم سے گزری اور بڑی عمر پائی.....!"[1]

مؤلف نے شہر ہرات کی تعمیر کے سلسلہ میں آٹھ روایات بیان کی ہیں۔ ہم نے ازراہ اختصار بیان مذکورہ بالا کو مختصراً یہاں پر نقل کر دیا ہے۔

ہرات:

ہرات کے شہر کو زمانہ قدیم سے ہی نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تاریخ کے مختلف اَدوار میں مؤرخین نے ہرات کی تواریخ تحریر کرنے میں نہایت اعتنا برتا ہے۔ چنانچہ ہرات کی تاریخ کو مختلف اَدوار میں درج ذیل سات مؤرخین نے تحریر کیا ہے۔

① تاریخ ہرات: تالیف ابواسحق احمد بن محمد بن یاسین الحداد
(۳۴۳ھ ..... ۹۵۴ء)

② تاریخ ہرات: تالیف ابواسحق احمد بن محمد بن یونس بزاز

③ تاریخ ہرات: ابونصر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار انعامی رحمہ اللہ
(۴۷۲ھ/۱۰۷۹..... ۵۴۶ھ/۱۱۵۱م)

④ تاریخ ہرات: تالیف ابونصر عبدالرحمٰن القیسی رحمہ اللہ

⑤ تاریخ ہرات: تالیف ابوروح عیسیٰ

⑥ روضات الجنات: تالیف معین الدین الزمچی الاسفزاری رحمہ اللہ
(۸۹۷ھ ..... ۱۴۸۳ء)

⑦ تاریخ ہرات: تالیف مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ۔ (۸۹۷ھ ..... ۱۴۸۳)

مذکورہ بالا تواریخ میں سے صرف "روضات الجنات" دستیاب ہوتی ہے اور اکثر کتب خانوں میں اس کے خطی نسخے موجود ہیں اور کچھ کتب خانوں میں اس تاریخ کے ایک سے زیادہ نسخے موجود ہیں مثلاً: برٹش میوزیم اور انجمن ایشیائی ہمایونی بنگال۔

---

[1] (تاریخ نامہ ہرات) از جناب سیف بن محمد بن یعقوب الہروی اردو ترجمہ: فصل اول بعنوان: (ہرات کو کس نے تعمیر کیا) بر صفحہ ۷۸۔

Marfat.com

ہرات کی تاریخیں کہ جن کی فہرست حاجی خلیفہ نے گنوائی ہے۔ وہ مکمل نہیں ہے اس کا سبب یہ ہے کہ موجودہ اہم کتاب (تاریخ نامہ ہرات) کا اس میں نام نہیں لیا گیا ہے، اور اب تک حاجی خلیفہ کے بغیر کسی نے یہ اظہار نہیں کیا کہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے تاریخ ہرات تحریر کی ہے اور اسی طرح ابو روح عیسیٰ رحمہ اللہ یا ابونصر عبدالرحمٰن القیسی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی تائید نہیں ملتی ہے۔

مؤرخ معین الدین نے اپنی کتاب ''روضات الجنات فی اوصاف ہرات'' میں کتاب کی تالیف کی وجہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کہ اس سے قبل اور موضوع پر درج ذیل چار کتب مرتب ہو چکی ہیں:

① تاریخ ہرات: تالیف ابواسحق احمد بن محمد بن یاسین الحداد

② تاریخ ہرات: تالیف ابونصر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار انعامی رحمہ اللہ

③ کرت نامہ: ربیعی قوشنجی رحمہ اللہ

④ تاریخ ہرات: تالیف سیف ہروی رحمہ اللہ

نیز ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون) بحاجی خلیفہ تواریخ ہرات کی تفصیل کے لیے۔

نیز شہر ہرات کافی عرصہ تک زمانہ بعد از اسلام میں بھی علم وفن وثقافت وکلچر کے باوصف اسلام خلافت مشرقی کے حوالے سے ہر قسم کے اصحاب علم وفضل کا مرجع رہا ہے۔[1]

جام:

سرزمین جام حضرت خاتم الشعراء شیخ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے عرصہ دراز قبل شہرت کا گہوارہ چلا آتا ہے۔ ''مغرب اقصیٰ'' کے مشہور سیاح ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں شہر جام کی سیاست کے بارے میں بعنوان ''جام مولانا خاتم الشعراء شیخ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کا شہر یوں رقمطراز ہیں کہ

> ''شہر ہرات'': ہم شہر جام وارد ہوئے۔ یہ متوسط درجہ کا خوبصورت شہر ہے۔ جو باغات واشجار اور بکثرت چشموں اور نہروں پر موقوف ہے۔ اس میں اکثر درخت توت کے ہیں۔ یہاں ریشم بہت ہوتا ہے، اور ولی اور عابد و زاہد شہاب الدین احمد الجام رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ شیخ احمد معروف بزادہ کے پوتے ہیں جنہیں ملک الہند نے قتل کیا تھا۔ شہر ہذا، اب تک آپ رحمہ اللہ کی اولاد کی معافی میں ہے۔ جس کا سلطان کی طرف

[1] ملاحظہ کیجیے: (سفرنامہ ابن بطوطہ) اُردو ترجمہ: حصہ اول برصفحہ ۴۴۲۔ بعنوان (شہر ہرات)۔

Marfat.com

سے معافی نامہ لکھا ہوا ہے۔ان کے لیے بہت سامان نعمت وثروت ہے۔ یہاں کے ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سلطان ابا سعید ملک العراق، خراسان میں ایک مرتبہ آیا اور اس شہر میں اترا، یہاں شیخ رحمہ اللہ کی خانقاہ ہے۔ اس کی آپ رحمہ اللہ نے بڑی شاندار دعوت کی۔ اس کے لشکر میں ہر خیمہ کے پیچھے ایک راس بھیڑ اور ہر چہار آدمیوں پر بھی ایک راس بھیڑ اور لشکر کے ہر چوپائے یعنی گھوڑے خچر اور گدھے کو شب کی خورش (چارہ/خوراک) الغرض لشکر میں کوئی بھی ایسا حیوان نہیں رہا جسے آپ رحمہ اللہ کی ضیافت نہ پہنچی ہو۔"[1]

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ تربت جام (ایران) میں جہاں کہ شیخ احمد جام رحمہ اللہ (ژندۂ پیل) کا مقبرہ بھی ہے۔ یہ ایک دوسرا قصبہ ہے۔ سیاح ابن بطوطہ نے صرف شہر جام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے قصبہ کا ذکر نہ کیا ہے۔ شہر جام کا قصبہ ہونے کے باوصف انہوں نے غالباً شہر جام کے حوالے سے ہی ذکر کر دیا ہے۔

آپ نے اپنا تخلص "جامی" کیوں رکھا:

آپ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد جام ؒ (۴۴۰ھ۔ ۵۳۶ھ) کی تصانیف (کم وبیش تین سو) سے خاص اُلفت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اسی سبب سے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا تخلص "جامی" رکھا ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ نے بعمر ۹۵ سال خرجرد جام میں وفات پائی۔ آپ رحمہ اللہ کثیر الاولاد بھی تھے۔ انتالیس بیٹے اور تیس بیٹیاں تھیں۔ مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کی والدہ حمیدہ بانو بیگم بھی شیخ احمد جام رحمہ اللہ کی اولاد سے تھیں۔[2]

---

[1] (سفر نامہ ابن بطوطہ) اردو ترجمہ بعنوان: (جام: حضرت خاتم الشعراء شیخ نور الدین عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ کا شہر) برصفحہ ۴۴۵ حصہ اول۔

[2] سفر نامہ ابن بطوطہ۔

Marfat.com

باب نمبر:۲

حیاتِ جامی رحمۃ اللہ کے مآخذ

1414-1492ء/817-898ھ

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت نویں صدی ہجری کے ممتاز اہل علم وادب اور اہل فضل وکمال رجال علم میں شمار ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ کو نویں صدی ہجری کے ایران کے ارباب علم وفن اور متصوفین میں ایک نمایاں مقام حاصل رہا ہے اور اجلہ علما میں سے ایک جماعت نے آپ رحمۃ اللہ کے سوانحی خاکہ میں رنگ آمیزی کرنے میں عہد بہ عہد نمایاں طور پر حصہ لیا ہے، اور یہی اعتنا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شہرت دوام کے لیے کافی ووافی ہے۔

ا۔ حیات جامی رحمۃ اللہ کے مآخذ کا مختصر جائزہ:

اس سے قبل کہ ہم حضرت خاتم الشعراء شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے حالات زندگی اور آپ رحمۃ اللہ کے علم وفن کا مختصراً جائزہ لیں یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حیات جامی رحمۃ اللہ کے مآخذ ومصادر کا مختصراً جائزہ لے لیں۔ اس سلسلے میں ہمارے مشاہدہ میں درج ذیل مآخذ ومصادر نظر پڑتے ہیں:

ایران کے مشہور ومعروف صاحب علم وفن اور حیات جامی رحمۃ اللہ پر متخصصین میں سے ایک جناب علی اصغر حکمت صاحب (۱۳۱۰ھ..... ۱۳۱۴ھ) اس سلسلہ میں بدیں الفاظ خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جامی رحمۃ اللہ کی عظیم شخصیت کے حالات زندگی پر ہمارے پاس جو مآخذ ومنابع ہیں وہ دوسرے اکابر رحمۃ اللہ کی نسبت نہ صرف تعداد میں زیادہ ہیں بلکہ ان کے مندرجات بھی زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ہم نے ان کی درجہ بندی یوں کی ہے:

ا۔ پہلے مرحلے میں ہم نے وہی اصول اپنایا ہے کہ کسی ادیب یا شاعر کے حالات خود اس کے آثار سے اخذ وتلاش کیے جائیں۔ چنانچہ ہم نے مولانا جامی رحمۃ اللہ کے حالات زندگی کے لیے ان کی تصانیف سے استفادہ کیا۔ ہماری خوش قسمتی یہ رہی ہے کہ ہر دور میں لوگوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ کی کتابیں، کیا عربی، کیا فارسی اور کیا منثور، کیا منظوم، بڑے احترام سے سنبھالے رکھیں اور یوں وہ کسی عیب اور نقص کے بغیر اور حوادث زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہم تک پہنچ گئیں۔

Marfat.com

مولانا جامی رحمۃ اللہ کی کلیات کے متعدد مخطوطات جن میں سے بعض مؤلف کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور صحیح وسالم موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کے حالات زندگی کے لیے ان کے اپنے آثار کسی بیرونی مآخذ کی نسبت زیادہ اور بہتر آئینہ دار ہیں۔ ①

نوٹ:

یہاں پر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مشہور ایرانی سکالر اور محقق جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ نے جو فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی ترتیب دی ہیں، (۱۸۵۲:۳) میں کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ کے بعض نادر نسخہ جات کی تفصیل موجود ہے۔ جو مصنف کی زندگی میں (۸۷۷ھ اور ۸۹۶ھ) کے درمیان تحریر کیے گئے ہیں۔ وفات مولانا جامی ۸۹۸ھ) سے ایک سو سال بعد لکھے جانے والے ''کلیات جامی رحمۃ اللہ'' کے نسخوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

علاوہ ازیں، جہاں تک کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے خود نوشتہ کلیات کے خطی نسخہ جات (مخطوطات) کا تعلق ہے تو جناب احمد منزوی رحمۃ اللہ کی مذکورۂ فہرست میں کتاب خانہ ملی ''تہران'' کے دو خطی نسخہ جات (مخطوطات) مؤرخ (۸۷۷ھ) کو بخط جامی رحمۃ اللہ بتایا ہے۔

اور اکادمی علوم شوردی، لینن گراڈ کے نسخہ نمبر ۲۰۴ (۱۶۰۵) مورخ ۲۱ ذوالحجہ (۸۹۰ھ) کی نسبت بھی یہی خیال کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں، ان مجموعہ جات میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی بعض ایسی کتابیں بھی شامل ہیں کہ جو ۸۷۷ھ یا ۸۹۰ھ سے زمانہ مابعد میں تصنیف وتالیف ہوئیں۔

❁ چنانچہ، ''تاریخ ادبیات افغانستان'' مطبوعہ افغانستان: ۲۱۱۔ میں تحریر ہے کہ جامی رحمۃ اللہ کا رسالہ ''مناسک الحج'' رباعی کی صورت میں ''چہل حدیث'' کا ترجمہ اور ..... ''شرح قصیدۂ ابن فارض'' کے کچھ اجزا ''بخط جامی رحمۃ اللہ'' کابل میوزیم میں محفوظ ہیں۔

❁ قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی میں ''کلیات جامی رحمۃ اللہ'' کے دو عدد نادر نسخہ جات محفوظ ہیں۔ ②

② حیات جامی رحمۃ اللہ کے مآخذ ومنابع میں ان کی اپنی تصانیف اور تالیفات کے بعد دوسرے مرحلے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے وہ احوال وآثار ہمارے مشاہدات میں آتے ہیں

---

① ''جامی رحمۃ اللہ'' از جناب علی اصغر حکمت صاحب اُردو ترجمہ: بعنوان: ''جامی کے حالات زندگی'' تحت عنوان: ''ماخذ حیات جامی رحمۃ اللہ'' برصفحہ ۱۲۵/صفحہ ۱۲۶۔

① ملاحظہ کیجیے: (۹۱۳..... ۱۹۵۷ء، N.M) نستعلیق خوش بقلم سلطان علی رحمۃ اللہ ''ربیع الثانی: ۸۷۳ھ بمقام ہرات! (۱۶۱ ..... ۱۹۷ N.M) نستعلیق خوش بقلم محمد بن محمد معروف بہ بتاریخ شوال/ ۸۷۷ھ! خدا بخش لائبریری پٹنہ کے مخطوطہ نمبر ۱۸۶ کے تحت سلسلۃ الذہب دفتر اول اور دیوان جامی کو بخط جامی املایا جاتا ہے۔

Marfat.com

جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے شاگرد رشید مولانا رضی الدین عبد الغفور رحمۃ اللہ م(۹۱۲ھ) نے ''نفحات الانس'' کے حواشی پر تکملہ میں تحریر کیے ہیں۔

مولانا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ (متوفی ۹۱۲ھ) تصوف کے مراحل اور روحانی کیفیات میں اپنے استاد محترم ومکرم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے محرم راز تھے بدیں سبب انہوں نے اپنے استاد ومرشد کے اندرونی احساسات اور باطنی افکار کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔

''نفحات الانس'' پر مولانا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ نے جو حواشی قلمبند کیے ہیں وہ کافی حد تک درست اور صحیح ہیں۔

④ حیاتِ جامی رحمۃ اللہ سے متعلق وہ مفصل حالات زندگی کہ جو مولانا فخر الدین علی صفی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''رشحات عین الحیات'' میں درج کیے ہیں۔

''سلسلہ نقشبندیہ'' کے حضرات متصوفین کا یہ تذکرہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی وفات حسرت آیات سے گیارہ برس بعد ۹۰۹ھ میں تالیف ہوا۔

اس تذکرہ کا مؤلف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا معاصر اور رشتہ دار بھی تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور حضرت مولانا کاشفی رحمۃ اللہ دونوں ہم زلف تھے۔ یعنی ہر دو حضرات، حضرت خواجہ کلاں بن خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ کے داماد تھے۔

چنانچہ اس نسبت کا تذکرہ ''صاحب رشحات'' نے کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ایک بیٹے کا نام صفی الدین محمد تھا جس کی پیدائش کے ایک سال بعد مولانا جامی رحمۃ اللہ نے اس کا لقب، صفی، علی بن حسین واعظ کاشفی کا تخلص قرار دیا، اور علی بن حسین رحمۃ اللہ کے لقب، فخر سے اپنے بیٹے کی تاریخ ولادت (۸۸۰ھ) نکالی۔ (ف=۸۰، خ=۶۰۰، ر=۲۰۰)

بدیں صورت، ہم یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''صاحب رشحات'' نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے جو احوال وآثار مرتب کیے ہیں۔ وہ ان کی ذاتی اطلاع پر مبنی ہیں۔

④ حیات جامی رحمۃ اللہ کے حوالے سے ہمارا چوتھا ماخذ وہ مشہور ومعروف ''رسالہ'' ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ایک دانشور اور معروف دوست میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ نے ان کے حالات وآثار پر مرتب کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ نے یہ رسالہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد ترکی زبان میں تحریر کیا تھا۔

اس نسخہ کے مندرجات درج ذیل پانچ حصص پر مشتمل ہیں:

Marfat.com

① مقدمہ

② تین مقالات

③ ایک خاتمہ

مرتب کے نقطہ نگاہ کے مطابق مذکورہ نسخہ کے یہ پانچ حصص قارئین کے لیے باعث حیرت واستعجاب ہوں گے۔

چنانچہ، اس نے اس کتاب کا نام ''خمسۃ المتحیرین'' رکھا ہے۔

④ مزید برآں، مولانا میر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ نے اپنے معاصر تقریباً تین سو پچاس حضرات شعرا کا تذکرہ بنام مجالس النفائس بھی تحریر کیا ہے، اور اس تذکرہ میں بھی چند سطور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے بارے میں بھی تحریر کی ہیں کہ جن کا اختتام ایک ترکی رباعی پر ہوتا ہے کہ اس رباعی میں وہ مولانا رحمۃ اللہ کی جلالت وعظمت کے قائم ودائم رہنے کے لیے دعا گو ہے۔

⑤ حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ماخذ ومنابع ومصادر پر مولانا جامی رحمۃ اللہ کی معاصر اور قریب العہد تصانیف اور تالیفات ہیں کہ جن میں تذکرہ نگاروں نے یا مؤرخین نے ازراہ اختصار مولانا جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار ترتیب دیے ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں درج ذیل تصانیف وتالیفات حیات جامی رحمۃ اللہ کے حوالے سے مآخذ ومصادر کے طور پر کارآمد ہیں:

الف: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ممدوح سلطان حسین بایقرا کی تصنیف ''مجالس العشاق'' اس سلسلہ میں پیش پیش ہے کہ جس کی ''مجلس پنجاہ وپنجم'' میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''احوال وآثار'' بالاختصار اور عشق مجازی کے قصص کا بیان ہوا ہے۔

ب: ازاں بعد! حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے سلسلے میں ''تذکرہ الشعراء کا نام پیش پیش ہے کہ جسے مشہور ومعروف تذکرہ نگار، ''امیر دولت شاہ سمرقندی رحمۃ اللہ'' نے ۸۹۲ھ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی وفات حسرت آیات سے صرف چھے برس قبل تحریر کیا۔

چنانچہ اپنی اس کتاب کے آخر میں امیر دولت شاہ سمرقندی رحمۃ اللہ نے اپنے معاصر اکابرین وفضلائے کرام رحمۃ اللہ کے تذکرہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اسم گرامی قدر سرفہرست تحریر کیا ہے۔

Marfat.com

ج: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے مآخذ ومصادر میں ''خواندمیر'' کی تالیف تاریخ ''حبیب السیر'' (سن تالیف در ۹۳۰ھ) کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جس کی تیسری جلد کے تیسرے حصے میں ''سلطان بایقرا'' کے معاصر شعرا وفضلائے کرام کے تذکرہ میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار پر بھی مختصر مگر مفید خامہ فرسائی کی ہے مزید برآں، ''تاریخ حبیب السیر'' حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے مادۂ تاریخ وفات پر مشتمل ہے۔ اس سے بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ ''حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی وفات'' کے بعد ترتیب دی گئی ہے کہ اس میں ان احوال وآثار کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق حیاتِ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے ہے۔

د: حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''احوال وآثار'' پر ایک اہم ماخذ سام مرزا شاہ اسمٰعیل صفوی رحمۃ اللہ کی موقر تالیف در ۹۶۸ھ موسومہ ''تحفہ سامی رحمۃ اللہ'' بھی ہے۔ اس تذکرہ کی ترتیب وتالیف کا زمانہ دسویں صدی ہجری کا ہے کہ جب سام مرزا ''خراسان'' کا اقتدار سنبھالے ہوئے تھا اور وہ دارالحکومت ''ہرات'' میں مقیم تھا۔ مولف سام مرزا نے اپنی تالیف ''تحفہ سامی'' میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کا تذکرہ نہایت ادب واحترام کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے سوانح نگاروں کے نقطہ نگاہ سے یہ تذکرہ اس لحاظ سے بھی نہایت اہم ہے کہ اس میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی تصنیف کی فہرست بھی موجود ہے۔

ھ: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے سلسلہ میں فخر الدین علی صفی رحمۃ اللہ کی دوسری کتاب ''لطائف الطوائف'' بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''احوال وآثار'' کے ترتیب دینے کے لیے ایک عمدہ ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب ''لطائف الطوائف'' کا زمانہ تالیف (۹۳۹ھ) ہے۔ کتاب ''لطائف الطوائف'' میں مختلف انسانی طبقات کی حکایات اور لطائف وظرائف مندرج ہیں۔

چنانچہ ایک فصل: ''لطائف عارف جام رحمۃ اللہ'' کے لیے بھی مخصوص ہے کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے منسوب نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز حکایات ولطائف وظرائف مندرج ہیں کہ جن سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی خوش اخلاقی، پاکیزہ ذوق، بذلہ سنجی اور پھر یہ کہ آپ رحمۃ اللہ کے معاصرین کے ساتھ خوشگوار اور نہایت عمدہ تعلقات کا علم ہوتا ہے۔

و: حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے موضوع پر آپ رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے

Marfat.com

پیش نظر عربی مآخذ ''الشقائق النعمانیہ ..... فی علماء الدولۃ العثمانیہ'' تالیف ''مصطفیٰ طاش کبریٰ زادہ'' بھی ہے کہ یہ مذکورہ کتاب مصر میں (۱۳۱۰ھ) میں وفیات الاعیان لابن خلکان کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے کہ جس کے طبقہ ہفتم میں جو کہ دولت سلطان محمد خان فاتح کے علماء کے لیے مختص ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''احوال وآثار'' بتفصیل بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب ''الشقائق النعمانیہ ..... فی علماء الدولۃ العثمانیہ'' حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے انتقال کے سرسٹھ برس بعد بسال (۹۶۵ھ) تحریر کی گئی؛ بدیں سبب اس کی مرتبہ روایات صحت کے اعتبار سے درست ہیں۔

آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد:

حضرت خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے والد ماجد احمد بن محمد دشتی رحمہ اللہ تھے۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ''دشت''، اصفہان'' کا ایک ''محلہ'' ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ جو کہ حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے جد امجد ہیں؛ کا عقد حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کی اولاد امجاد سے ایک صاحبزادی سے ہوا تھا کہ جن کے بطن سے حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے والد محترم جناب احمد متولد ہوئے تھے۔

ملاحظہ کیجیے: ''رشحات عین الحیات'' جلد نمبر ۱: (۲۳۳۔۲۳۴) میں مندرج ہے کہ

حضرت مولانا شمس الدین محمد دشتی رحمہ اللہ کی نسبت امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تک پہنچتی ہے کہ جو حنفی مذہب کے مجتہد تھے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دوست تھے۔ حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے والد نظام الدین احمد دشتی رحمہ اللہ اور جد امجد مولانا شمس الدین محمد دشتی رحمہ اللہ صاحب علم وتقویٰ تھے جو حوادث روزگار کے سبب اپنے وطن مالوف سے ولایت جام میں آ گئے اور قضاء وفتویٰ کا کام سنبھال لیا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی دادی امام محمد شیبانی رحمہ اللہ کی اولاد رحمہ اللہ میں سے تھیں۔ کیونکہ امام مذکور کی اولاد میں سے قوام الدین محمد بھی اپنے وطن سے ہجرت کر کے ''جام'' آ گئے تھے۔ آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت مولانا شرف الدین حاجی شاہ مفتی رحمہ اللہ کے حبالہ عقد (نکاح) میں دے دی تھی۔ مفتی صاحب کی صاحبزادی حضرت مولانا شمس الدین محمد دشتی کے حبالۂ عقد (نکاح) میں آئی کہ جن کے بطن سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے والد حضرت نظام الدین احمد متولد ہوئے۔

Marfat.com

جب تک حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے آبا، ولایت جام میں اقامت پذیر رہے وہ اپنے نام کے ساتھ نسبت مکانی دشتی ہی تحریر کرتے رہے لیکن جب وہاں سے ہرات چلے گئے تو ''دشتی'' کے بجائے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تحریر کرنے لگے۔

ملا عبدالنبی فخر الزبان قزوینی نے اپنی تالیف تذکرۂ میخانہ (تالیف در ۱۰۲۸ھ) صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ تہران (۱۳۴۰ھ) شمسی میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے جد کا نام قوام الدین حسن رحمۃ اللہ تحریر کیا ہے کہ جو حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے قرابت دار صاحب رشحات کی روایت کی موجودگی میں درست نہیں ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:۳

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی ولادت بسال

(۲۳ رشعبان المعظم:۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۴ء)

تحصیل علم

ولادت:

حضرت خاتم الشعراء نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ولادت موضع خرجرد جام میں بوقت عشاء ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۴۱۴ء میں ہوئی۔

لقب:

آپ کا اصلی لقب ''عمادالدین'' تھا۔ مگر ''نورالدین'' کے ساتھ مشہور ومعروف ہوئے۔

اسم مبارک:

آپ کا اسم مبارک ''عبدالرحمٰن'' ہے۔

تخلص:

آپ کا تخلص ''جامی'' ہے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے تخلص ''جامی'' کی بابت خود ہی وضاحت درج ذیل اشعار میں یوں فرمادی ہے کہ

مولد جام و رشحۂ قلمم
جرعہ جام شیخ الاسلامی است
لاجرم در جریدۂ اشعار
بدو معنی تخلصم جامی است

ترجمہ: ''ہمارا مولد جام ہے، اور ہمارے قلم کا رشحہ (نچوڑ) یعنی فیض شیخ الاسلام کے جام کا جرعہ (گھونٹ) ہے۔

Marfat.com

تو لازم ہے کہ اشعار کے رسالہ میں بدیں معنی ہمارا تخلص ''جامی'' ہے۔

نوٹ:

خرجرد (یا خرگرد) جام کے قریب ایک قدیم آبادی ہے کہ جس میں شاہ رخ بادشاہ کا دارالخلافت بھی رہا ہے۔ تربت جام (ایران) جہاں شیخ احمد جام، ''ژندپیل'' کا مقبرہ ہے۔ وہ ایک دوسرا قصبہ ہے۔ ①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے دیوان (فاتحۃ الشباب) میں اپنے تخلص جامی رحمۃ اللہ کی وجہ تسمیہ یوں بتلائی ہے کہ

چومولداین فقیر، ولایت جام است. که مرقد مطهر ومشهد معطر شیخ الاسلام احمد الجامی قدس الله سره السامی آنجاست ، این معنی رارشحه ای از جام ولایت وی میدانم. تحقیق نسبت رابه ولایت جام شیخ الاسلام. جامی ''تخلص کرده

ترجمہ: ''اگر اس فقیر احمد الجامی رحمۃ اللہ کا مزار پرانوار مطہر ومشہد پر ہے اور ہمارے نقطہ نگاہ سے ولایت جام کی نسبت سے یہی مفہوم متبادر ہوتا ہے۔ تحقیق (کہ ہم نے) ولایت جام شیخ الاسلام رحمۃ اللہ کی نسبت سے ''جامی'' تخلص کیا ہے۔'' ②

تحصیل علم کے لیے سفر:

حضرت خاتم الشعراء نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ابتدائی تحصیلات علم کے بارے میں ''صفی الدین علی رحمۃ اللہ'' نے اپنی تالیف ''رشحاتِ عین الحیات'' میں نہایت مفید معلومات کی تفصیل دی ہے۔ جس میں آپ رحمۃ اللہ کے اساتذہ و مدرسین کا تذکرہ نیز اکتساب علم وفن کے لیے کیے گئے اسفار اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تبحر علمی اور صائب فکری اور علمی وفنی استعدادات پر بتفصیل روشنی ڈالی ہے۔

اساتذہ وشیوخ اور ہرات کا مدرسہ نظامیہ:

چنانچہ صاحب رشحات عین الحیات، جناب صفی الدین علی رحمۃ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

---

① ملاحظہ کیجیے: تعلیقات بر تکملہ حواشی ''نفحات الانس'' از مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ۔ ۸۱ مجمل فصیحی، ۳:۳۰۶) تہران

② ملاحظہ کیجیے: دیوان جامی رحمۃ اللہ (گنج بخش ۱:۹) نیز ملاحظہ کیجیے: تکملہ حواشی نفحات الانس (۴۰، ۸۱..... ۸۲)۔

Marfat.com

''وہ (جامی) ابتدائی عمر ہی میں اپنے والد محترم کے ساتھ ہرات چلے آئے اور مدرسہ نظامیہ میں ٹھہرے۔ وہاں علوم عربی کے ماہر جنید اصولی کے درس میں داخل ہوئے کہ جن کی شہرت نہایت دور و دراز تک پہنچ چکی تھی۔''

نصابی تعلیم و کتب:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو مختصر تلخیص پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوا کہ جب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اس درس میں داخل ہوئے۔ تو بعض طلبا ''شرح مفتاح'' اور مطول پڑھ رہے تھے۔ جامی رحمہ اللہ اگر چہ ابھی شرعی حد بلوغت تک بھی نہیں پہنچ پائے تھے۔ لیکن بذات خود وہ کتبِ تحصیل سمجھنے کی استعداد پاتے تھے۔ لہٰذا آپ رحمہ اللہ بھی مطول اور حاشیہ مطول پڑھنے لگے۔

پھر آپ رحمہ اللہ حضرت مولانا خواجہ علی سمرقندی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں داخل ہوگئے۔ حضرت مولانا خواجہ سمرقندی رحمہ اللہ محقق روز گار شخصیت تھے اور حضرت سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کے نامور شاگرد تھے کہ جو طریقہ مطالعہ (یعنی تعلیم وتدریس) میں بے نظیر تھے، لیکن حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ چالیس روز ہی میں ان سے (یعنی مولانا خواجہ سمرقندی رحمہ اللہ سے) فارغ ہوگئے اور بعد ازاں، حضرت مولانا شہاب الدین محمد جاجرمی رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں چلے گئے۔ مولانا جاجرمی رحمہ اللہ اپنے وقت کے عظیم محقق تھے اور ان کا سلسلہ تلمذ حضرت مولانا سعد الدین تفتازانی سے ملتا تھا۔

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کا اپنا بیان:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم جو چند روز ان کے درس میں گئے۔ تو ان سے دو کارآمد باتیں سنیں۔

① ایک یہ کہ کتاب ''تلویح'' پڑھاتے وقت وہ مولانا زادہ خطائی رحمہ اللہ کے اعتراضات کا رَدّ کرتے تھے۔ پہلے روز کہ جب انہوں نے ان (مولانا زادہ خطائی رحمہ اللہ) کا اعتراض دُور کرنے کیلیے دو، تین مقدمات بیان کیے تو ہم نے انہیں جھٹلا دیا۔
دوسری نشست میں اُنہوں نے بڑے غور وخوض کے بعد جواب دیا جو قدرے منطقی تھا۔

② دوسری بات، فن بیان میں ان کا ''مطول تلخیص'' سے تھوڑا اختلاف تھا۔ گو وہ بنیادی طور پر اس کی کوئی زیادہ تردید نہیں کرتے تھے، اور صرف کتاب کی عبارت اور الفاظ پر آڑے آئے ہوئے تھے۔ تاہم، ان کی توجیہ میں کچھ وزن تھا۔

Marfat.com

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ سمرقند میں:

اس کے بعد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سمرقند میں قاضی زادۂ روم کے مدرسہ میں چلے گئے۔ حضرت قاضی زادہ محقق ومدقّق روزگار تھے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی بحث اوّل ملاقات میں:

پہلی ملاقات ہی میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی ان سے بحث چل نکلی کہ جو بالآخر طول پکڑ گئی اور (نوبت باینجارسید کے مصداق) آخر کار قاضی (زادۂ روم) کو جامی رحمۃ اللہ کی بات سے اتفاق کرنا پڑا۔

مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ کا بیان:

مرزا الغ بیگ کے ہاں عہد صدارت پر فائز ایک متبحر عالم دین مولانا فتح اللہ تبریزی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس ''مجلس مباحثہ'' میں موجود تھے۔

قاضی زادۂ روم رحمۃ اللہ نے سمرقند میں اپنے مدرسہ میں مجلس کا اہتمام کیا۔ دُنیا کے تمام اکابر وافاضل وہاں پر موجود تھے۔ قاضی زادۂ روم رحمۃ اللہ اس مجلس میں زیادہ تر صاحب استعداد اور خوش طبع لوگوں کے ذکر میں مصروف رہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے بارے میں فرمایا:

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے تبحر علمی اور ذہانت کا اعتراف:

جب سے سمرقند آباد ہوا ہے۔ جدت طبع اور قوت تصرف میں جام کے اس نوجوان کے پائے کا کوئی شخص دریائے آمو یہ عبور کر کے ادھر نہیں آیا۔

قاضی روم رحمۃ اللہ کے شاگرد مولانا ابو یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ کا کہنا ہے کہ

> ''جب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سمرقند آئے تو اتفاق سے فن ہیئت میں ایک کتاب کی شرح پڑھنے لگے۔ قاضی روم رحمۃ اللہ نے اس کتاب کے حواشی پر سالہا سال سے کچھ تعلیقات لکھ رکھی تھیں۔''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ روزانہ ہر نشست میں ان میں سے ایک دو کی تصحیح واصلاح کر دیتے تھے۔ قاضی زادۂ روم رحمۃ اللہ اس کام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے از حد ممنون ہوئے چنانچہ وہ اپنی شرح ملخص چغمینی بھی اٹھائے لائے (اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو دکھائی) جامی رحمۃ اللہ نے اس میں وہ تصرفات کیے کہ جو جناب قاضی (زادہ روم رحمۃ اللہ) کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے۔

علمی استحضار کا ایک واقعہ:

ایک روز ہرات میں مولانا علی قوشچی ترکوں کی طرح ایک عجیب وغریب گٹھڑی باندھے حضرت مولانا

Marfat.com

نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مجلس میں چلے آئے اور شبہے کی آڑ میں فن ہیئت کے چند بے حد دقیق ومشکل سوالات آپ رحمۃ اللہ کے سامنے پیش کیے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ایسا ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ مولانا قوشچی رحمۃ اللہ کی حیرت واستعجاب کے سبب سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے مولانا قوشچی رحمۃ اللہ کو چھیڑتے ہوئے یوں فرمایا کہ

''مولانا آپ کی گٹھڑی میں اس سے بہتر کوئی شے نہیں تھی؟''

اس کے بعد مولانا قوشچی رحمۃ اللہ ہمیشہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے کہ اس دن مجھ پر یہ بات دوبارہ واضح ہوگئی کہ اس دُنیا میں واقعی کسی نفس قدسی کا وجود ہے۔ بعض مخادیم فرماتے ہیں کہ

''یہ ملکہ اس وجہ سے ہے کہ سلسلہ خواجگان (نقشبند) سے نسبت، عقل کی معاون ہوتی ہے اور ادراک کی قوت کو بڑھاتی ہے۔''

تعطیل کے ایام فراغت میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کے مشاغل:

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تحصیل علم کے زمانہ میں طالب علم عموماً عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور پھر مدارس ومکاتب سے تعطیلات کے ایام میں ان کی سستی وکاہلی اور بے اعتنائی افزوں سے افزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

مگر جب ہم حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تحصیل علوم وفنون کے دور پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو یہاں پر صورت حالات کچھ اور سی نظر پڑتی ہے۔ تو سنیے گا کہ

''تعطیل کے ایام وہ (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ) فراغت وآسودگی سے بسر کرتے۔ ان کی طبع ادراک اندیشہ ہائے دور ودراز میں مشغول رہا کرتی تھی۔ جب درس کو جاتے تو اکثر وبیشتر ایسا ہوا کرتا کہ کسی ہم سبق سے کتاب لے کر چند لمحے مطالعہ کرلیا کرتے اور پھر درس میں جا پہنچتے۔''

لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ ہی تمام طلبا پر غالب آیا کرتے تھے۔

جولانی طبع:

جب حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، مولانا علی رحمۃ اللہ کے درس میں داخل ہوئے تو کسی صاحب استعداد کی طرف سے جو شبہہ بھی سامنے آتا۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فوراً اُسے دور کر دیتے تھے۔ وہ ہر روز مجلس میں اپنے حاصل مطالعہ سے دو، تین خصوصی شبہات اور اعتراضات اٹھا جاتے۔

Marfat.com

علمی جامعیت:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بعض ایسے علوم کے اکتساب کی خاطر کہ جن کا تعلق اور تقاضا سننے سے ہے۔

اپنے معاصرین کے درس میں جاتے رہے۔ وگرنہ حقیقت تو یہ ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ دنیا بھر کے مدرسین پر غالب تھے۔ ایک روز ان کے اساتذہ اور معلمین کی بات چل نکلی تو انہوں نے فرمایا کہ

> ''ہم نے کسی استاد کے سامنے ایسا سبق نہیں پڑھا کہ ہم پر غالب ہوتے بلکہ ہر بحث میں ہمیشہ ہمارا پلہ ہی بھاری رہا کرتا یا کبھی برابر رہا کرتے کسی شخص کا بھی ہم پر استادی کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ درحقیقت، ہم اپنے باپ کے شاگرد ہیں۔ جن سے ہم نے زبان سیکھی۔''

ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ

> ''انہوں نے علوم صرف ونحو اپنے والد سے پڑھے تھے۔ اس کے بعد علوم عقلی اور معارف یقینی میں انہیں کسی کی (رہنمائی کی) چنداں ضرورت نہ پڑی تھی۔''[1]

حواشی متعلقہ باب سوم:

متعلقہ باب سوم میں بعض شخصیات اور کتب وغیرہ کا ذکر آیا ہے کہ جن کا یہاں پر مختصر تذکرہ ضروری ہے:

① مختصر تلخیص۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ نے ''تلخیص المفتاح'' تالیف خطیب دمشق (م۷۳۹ھ) پر شرح تحریر کی ہے۔[2]

② شرح مفتاح سکاکی کی مفتاح العلوم کے تیسرے حصے پر علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح تحریر کی ہے۔[3]

③ مطول، تلخیص المفتاح: پر علامہ سعد الدین تفتازانی کی عمدہ شرح (مختصر المعانی شرح تلخیص المفتاح) ہے۔ مذکورہ بالا ہر سہ کتب علم معانی اور بیان میں ہیں۔

④ حاشیہ مطول یہ کہ اس حاشیہ سے غالبا حاشیہ میر مراد ہے کہ جو میر شریف جرجانی رحمہ اللہ نے مطول پر تحریر کیا تھا۔[4]

---

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صفی الدین رحمہ اللہ۔ (۱:۲۳۵.....۲۳۸) وغیرہ۔

② ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) حاجی خلیفہ (۱:۴۴۷)

③ نیز ملاحظہ کیجیے: تذکرہ مصنفین درس نظامی: ۱۰۴۔

④ تعلیقات بشیر ہروی رحمہ اللہ بر تکملہ حواشی نفحات الانس: ۵۳۔

Marfat.com

⑤ شہاب الدین محمد جاجرمی رحمہ اللہ بظاہر مولانا شمس الدین محمد جاجرمی رحمہ اللہ سے ایک الگ شخصیت ہے۔[1]

⑥ تلویح از علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی تنقیح الاصول از عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (م ۷۴۷ھ) پر نہایت عمدہ شرح ہے۔[2]

⑦ عثمان بن عبد اللہ خطائی حنفی رحمہ اللہ معروف بہ مولانا زادہ (نظام الدین) علم بیان کے عالم تھے۔ انہوں نے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی کتب پر حواشی تحریر کیے۔
(۹۰۱ھ/ ۱۴۶۰ء) میں آپ رحمہ اللہ نے وفات پائی۔[3]

⑧ قاضی زادۂ روم رحمہ اللہ، صلاح الدین موسیٰ بن احمد ؒ قاضی محمودی رحمہ اللہ کے نواسے تھے اور سلطان مراد عثمانی ۷۶۱ھ، ۷۹۲ھ) کے عہد میں برسہ کے قاضی تھے۔ (۸۴۱ھ۔ ۳۸، ۱۴۳۷ء) سے پیشتر انتقال کر چکے تھے۔[4]

⑨ مولانا فتح اللہ تبریزی رحمہ اللہ علوم محسوس ومنقول میں ماہر تھے اور آپ رحمہ اللہ نے ایک مدت مدید سلطان سعید کی ملازمت کی۔ نیز درس وتدریس بھی کرتے رہے۔ ربیع الآخر ۸۶۷ھ/ ۱۴۶۳ء میں انتقال کیا۔[5]

⑩ دریائے آمویہ: دریائے آموی وجیحون مراد ہے۔

⑪ مولانا علاء الدین علی قوشچی رحمہ اللہ: آپ بچپن ہی سے مرزا الغ بیگ (۸۱۰۔ ۸۵۳ھ) کے منظور نظر تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے شرح تجرید خواجہ نصیر الدین طوسی مشہور ومعروف ہے۔ آپ آخر عمر میں روم چلے گئے، اور وہیں پر وفات پائی۔[6]

⑫ نفس قدسی: یہ کہ ''نفس قدسی'' علم فلسفہ کی اصطلاح میں اس قوت کو کہتے ہیں کہ جس میں تفکر کی مدد کے بغیر ہی مختصر ترین مدت میں مشکل اور دقیق مسائل کو سمجھ لیا جائے۔
بوعلی ابن سینا رحمہ اللہ نے الاشارات والتنبیہات میں اس کی عمدہ ترین شرح تحریر کی ہے۔[7]

---

① ملاحظہ کیجیے: تعلیقات ہروی رحمہ اللہ برتکملہ: ۵۴۔
② ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) لحاجی خلیفہ (۱:۴۹۶)۔
③ ملاحظہ کیجیے: (معجم المؤلفین) ۵:۲۵۸۔
④ ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برتکملہ حواشی نفحات الانس لمولانا جامی رحمہ اللہ ۵۵: ''معجم المؤلفین'': ۱۱:۳۱۹، ۱۳:۴۷
⑤ حبیب السیر ۴:۱۰۲۔
⑥ ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۴:۳۸۰ نیز اختلافی بحث کے لیے ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برتکملہ حواشی نفحات الانس: ۴۹، ۵۱
⑦ ملاحظہ کیجیے: تعلیقات برتکملہ حواشی نفحات الانس: ۵۱۔

Marfat.com

⑬ مولانا معین الدین تونی رحمۃ اللہ سلطان سعید کے زمانے کے اکابرین علما میں سے تھے کہ طلبا کی ایک کثیر تعداد ان کے درس سے مستفید ہوتی رہی۔ ①

⑭ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اکتساب علم، تکملہ حواشی نفحات الانس :۱۱ میں بھی بدیں طور مذکور ہے۔

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۴:۱۰۳

Marfat.com

باب نمبر: ۴

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ

کا تبحرِ علمی اور وسعتِ نظری

گزشتہ صفحات (باب ۳) میں ہم نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے زمانہ تعلیم کا مختصراً ذکر کیا ہے کہ جن حالات وواقعات سے آپ رحمہ اللہ کی ذہانت وفطانت اور ذہنی بلوغ واستحضار کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے، مگر ایک بات بخوبی طور پر نہاں خانہ دل ودماغ میں ملحوظ رہے کہ آپ رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں نے بعض مقامات پر مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا ہے کہ جس کے پس پردہ محرکات میں سے ایک باوزن شے محبت وعقیدت وارادت میں محض غلو بھی ہے۔

چنانچہ مشہور ایرانی محقق اور مولانا جامی رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں میں سے ایک جناب علی اصغر حکمت صاحب رقمطراز ہیں:

> ''..... صاحب رشحات کا وہ مقالہ کہ جس میں بڑی خوبصورتی سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تحصیلات مدرسین اور علوم ظاہری میں طے کردہ ان کے مراحل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ البتہ اس تحریر میں (جامی رحمہ اللہ، کی طرف سے) خودستائی اور فخر ومباہات کا جو عنصر پایا جاتا ہے۔ وہ بظاہر اس ارادت کا نتیجہ ہے۔ جو صاحب رشحات کو اپنے اُستاد محترم (جامی رحمہ اللہ) سے تھی۔ ورنہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ایسے درویش صفت، متواضع اور روحانی فضائل کے مالک شخص سے یہ باتیں بعید معلوم ہوتی ہیں۔''[1]

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مشہور ومعروف شاگرد، مولانا عبدالغفوری لاری رحمہ اللہ نے بھی اپنے محترم ومکرم استاد (حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ) کے اکتساب علم پر قدرے تفصیل سے ''احوال وآثار'' کو تحریر کیا ہے۔

مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ کا تکملہ، نفحات الانس پر جو تحریر کیا گیا ہے۔ وہ ہمیں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علم کی جستجو کے ملکہ، انہماک اور پھر طلب علم کی خاطر بزرگوں سے ہمت

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: تحصیل علم) برصفحہ ۱۴۳۔

Marfat.com

طلبی پر بیان کیے گئے احوال وآثار ونکات کا بیان یہاں پر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ چنانچہ، مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

''فقیر (لاری رحمہ اللہ) کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے آستانہ رفیع الشان پر پہنچنے سے پہلے تردد تھا کہ جو مرتبہ شعر گوئی کی بدولت انہیں حاصل ہے۔ وہ گہرے تفکر اور دقیق تامل کے بغیر میسر نہیں آسکتا اور یہ امر مرتبہ کمال کے منافی اور جمعیت خاطر کے متناقض ہے۔ لیکن جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کوئی شغل بلکہ حوادث زمانہ میں سے کوئی واقعہ یا حادثہ بھی ان کے ظاہری وباطنی اشتغال کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا اور وہ اپنی کیفیت میں کسی قدر تبدیلی کے بغیر اپنے کاموں میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ وہ اپنا بہترین وقت بلا تکلف وزحمت درس (روحانی) دینے میں صرف کرتے۔''[1]

خاتم الشعراء حضرت مولانا نور الدین جامی رحمہ اللہ کی علمی وفنی ذہانت وفطانت کا تذکرہ ہم کسی قدر گزشتہ باب میں تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے منظوم آثار میں نہایت کثرت سے بالتصریح یا بالکنایہ مختلف علوم اور ان کی فنی اصطلاحات کی جانب اشارات ملتے ہیں کہ جن کے باوصف ہم مولانا (حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ) کے ان علوم میں تبحر علمی وفنی کا قیاس نہایت عمدہ طور پر کر سکتے ہیں۔

مثلاً مثنوی تحفت الاحرار میں سے ایک قطعہ بعنوان: شرح حال علمائے ظاہر کہ بدعویٰ ولاف خود را فقیہ، وانامی پندارد! ترجمہ: (ان علمائے ظاہر کے حال کا بیان کہ جو اپنے فقیہ ہونے کا دعویٰ اور شیخی بگھارتے ہیں، اور خلق اللہ گمان کرتے ہیں) درج ہے کہ جس میں صرف ظاہری رسمی علوم کے اکتساب پر اکتفا کر لینے اور علوم باطنی وروحانی سے صرف نظر کرنے کی مذمت کی گئی ہے کہ ہم یہاں پر اس قطعہ کے چند اشعار کو درج کرتے ہیں کہ اس قطعہ میں علمی وفنی کتب کے نام اور اصطلاحات نظر آتی ہیں کہ جو اس زمانہ میں اصحاب علم وفن کے حلقہ میں رائج تھیں۔

مولانا جامی رحمہ اللہ کے دینی، علمی وفکری رجحانات کا مختصر جائزہ:

شعر نمبر ۱:

تمامیُ ری از ہمہ فردا سبق
زآں کتب اِمروز بگرداں ورق

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار: ۹) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے طالب! جب تک کہ آپ ہر آیندہ کل کے سبق کی تحصیل کیجیے کہ آپ آج ہی کے روز ان کتب کی ورق گردانی کر لیجئے گا۔''

شعرنمبر ۲:

''علم'' کہ خواندہ برہ نا صواب
باشد ازآں علم علم سیہ رو کتاب

ترجمہ: ''اے طالب! وہ علم کہ جس کی تحصیل غلط راہ سے ہو۔ (تو پھر) اس علم کے باوصف کتاب بھی روسیاہ ہو کر رہے گی۔''

شعرنمبر ۳:

نورِ دِل ازدیدہ سینا مجوی
روشنی از چشم نہ بینا ''مجوی''

ترجمہ: ''اے طالب! نور دل (نور باطن) کو بوعلی سینا کی نگاہ سے تلاش نہ کیجیے کہ نابینا کی آنکھ سے روشنی مت تلاش کیجیے۔''

شعرنمبر ۴:

جانب کُفر است اشارات اُو
باعثِ خوف است بشارات اُو

ترجمہ: ''اے طالب! کہ اس (بوعلی سینا) کے اشارات کفر کی جانب (لیے جاتے) ہیں۔ اس کے بشارات باعث خوف (دین وایمان) ہیں۔''

شعرنمبر ۵:

فکرِ شفایش ہمہ بیمار یست
میلی نجاتش ز گرفتار یست

ترجمہ: ''اے طالب! کہ اس کی شفا (کتاب الشفاء) کی فکر میں پڑنا بیماری ہے کہ اس کی (نجات) کتاب نجات کی جانب میلان کرنا محض فریفتگی (گرفتاری میں مبتلا ہونا) ہے۔''

شعرنمبر ۶:

''قاعدہ طب'' کہ بقانُون نِہاد
پائے نہ از قاعدۂ بیرون نہاد

Marfat.com

ترجمہ:''اے طالب! کہ قاعدہ طب (بوعلی سینا نے) اس کا نام ''قانون'' رکھ دیا کہ اس نے قاعدہ کے تطابق میں ایک قدم بھی باہر نہ رکھا۔''

شعر نمبر ۷:

لیک نہاں ساخت بر اہل طلب
روئے مسبب بحجاب سَبَب

ترجمہ:''اے طالب! کہ (بوعلی سینا نے) اہل طلب پر پوشیدہ رکھا۔ روئے مسبب (خدا کا چہرہ) سبب کے پردہ میں۔''

شعر نمبر ۸:

خاصیت علم سبب سوزیست
شیوہ جاہل سبب آموزیست

ترجمہ:''اے طالب! علم کی خاصیت سوز کا سبب ہے (جبکہ) جاہل کا دستور سیکھنے، سکھلانے کا سبب ہے۔''

شعر نمبر ۹:

''طب ز نبی'' جوی کہ طب النبی
سادات از جملہ عمل اجنبی

ترجمہ:''اے طالب! کہ آپ طب (علم طب) کو نبی ﷺ سے طلب کیجیے کہ طب النبی ﷺ تمام اجنبی عمل سے برگزیدہ ہے۔''

شعر نمبر ۱۰:

از مرض جہل شفا بخشدت
وَزِ کدرِ نَفس صفا بخشدت

ترجمہ:''اے طالب! کہ (طب النبی ﷺ) آپ کو جہل (جہالت) کے مرض سے شفا بخشتی ہے اور نفس کی کدورت سے شفا بخش دیتی ہے۔''

شعر نمبر ۱۱:

تابد از اسباب عملِ روئے تو
وا کند از ہر چہ نہ حق خوئے تو

Marfat.com

ترجمہ: ''اے طالب! جب تک اسباب عمل میں سے آپ کے سامنے وا ہو جائے۔ تو (یہ طب النبی ﷺ) ہر اس شے کو واضح کر دیتی ہے کہ جو درست طور پر آپ کے دستور میں نہیں ہوتی۔''

شعر نمبر ۱۲:

عمر تو شد صرف اُصول و فروع

ہیچ نیفتاد باصلت رجوع

ترجمہ: ''اے طالب! کہ آپ کی عمر ''اصول وفروغ'' (کی تعلیم وتعلم) میں صرف ہو کر رہ گئی کہ آپ کو اصل کی جانب رجوع میں کچھ بھی (پلے) نہ پڑا۔''

شعر نمبر ۱۳:

ہیچ وقوفت ز مقاصد چونیست

از طلب آن بمواقف مایست

ترجمہ: ''اے طالب! کہ اگر آپ کو مقاصد (شرح مقاصد) سے کچھ بھی وقوف (تطابق) نہیں ہے۔ (تو پھر) اس مواقف (شرح مواقف) کی طلب کس لیے ہے؟ (اس کی طلب پر مٹ ٹھہر)۔''

شعر نمبر ۱۴:

بر تو چوں کشاد ز مفتاح راہ

دولتِ فتح از درِ فتاح ''خواہ''

ترجمہ: ''اے طالب! کہ جب مفتاح (تلخیص الفتاح) سے راستہ راہ ہو جائے۔ (تو پھر) آپ دولت فتح کو فتاح (اللہ تعالیٰ کا اسم ہے) کے دروازہ سے طلب کیجیے۔''

شعر نمبر ۱۵:

گرز موانع دل تو صاف نیست

کشف موانع حد کشاف نیست

ترجمہ: ''اے طالب! کہ اگر موانع (عقدۂ لاینحل) سے آپ کا دل صاف (مطمئن) نہیں ہے (تو پھر یہ جان لیجئے) کہ کشاف (تفسیر کشاف) بھی موانعات (عقدۂ لاینحل) کے انکشاف میں کوئی حد نہیں ہے۔ (یعنی ناکافی ہے۔''[1]

[1] یہ فرقہ معتزلہ کی کتاب ہے اور اس کا مصنف زمخشری ہے۔

Marfat.com

شعر نمبر ۱۶:

نور ہدایت ز ہدایۃ مجوی
راہ نہایت بنہایۃ مپوی

ترجمہ: ''اے طالب! کہ آپ نور ہدایت کو ہدایہ (فقہ کی کتاب) سے مت تلاش کیجیے کہ راہ نہایت (انتہا کی راہ) کو ''نہایۃ'' (فقہ کی کتاب ہے) کی طلب میں مت دوڑیئے۔''

شعر نمبر ۱۷:

ترک نفاق و کم تلبیس گیر
علم ز سر چشمہ تقدیس گیر

ترجمہ: ''اے طالب! آپ نفاق کو ترک کر دیجئے اور تلبیس (مکر وفریب ودھوکہ کو) مت کیجیے کہ آپ علم (شریعت) کو سر چشمہ تقدیس پاکیزگی کے منبع سے لیجئے۔''[1]

یہ بات یاد رہے کہ (تحفۃ الاحرار) کے نسخہ جات کے مندرج اشعار میں کمی وبیشی کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثنوی، تحفۃ الاحرار از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے جس ''قطعہ بند'' کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔

مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' میں مذکورہ بالا منقولہ قطعہ بند میں سے دوسرا اور تیسرا شعر وہاں موجود نہیں ہے نیز یہ کہ ہم نے قارئینِ کتاب کی سہولت کی خاطر اصل فارسی اشعار کے ساتھ ان کا اردو ترجمہ بھی نقل کر دیا ہے۔ (مؤلف)

❁ ''مثنوی سلسلۃ الذہب'' کے پہلے دفتر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے کتاب سے انس اور مطالعہ کی ترغیب پر بھی ایک قطعہ بند تحریر کیا ہے کہ جس میں ان کتب کا ذکر کیا ہے جن کا آپ رحمۃ اللہ نے بذات خود مطالعہ کیا ہے، اور اپنے قارئین کو بھی ان کتب کا مطالعہ کی ترغیب ونصیحت فرمائی ہے۔

چنانچہ ہم یہاں پر اس قطعہ بند سے چند اشعار مع اردو ترجمہ درج کیے دیتے ہیں کہ کسی قدر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مطالعاتی ''اصول وآداب'' کا اندازہ ہو سکے:

شعر نمبر ۱:

شو انیس کتابہا نفیس
اِنَّهَا فِي الزَّمَانِ خَيْرُ جَلِيْسٍ

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار) از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ۔ (۴۲۰.....۴۲۱)۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے طالب! آپ نفیس (عمدہ) کتب کے ساتھی بن جایئے کہ یقیناً زمانے میں بہترین ساتھی (کتاب) ہے۔

شعر نمبر ۲:

مصحفی جوی روشن و خوانا
راست چون طبع مردم دانا

ترجمہ: ''اے طالب! کہ آپ روشن کتاب (قرآن) کو مطالعہ کرنے والے ہوجایئے کہ جس کے (سبب) سے مردم دانا (عقل مند انسان) کی طبیعت راست (درست) ہوجائے۔''

شعر نمبر ۳:

وز حدیث صحیح مصطفوی ﷺ
ناشی از خلق وسیرت نبوی ﷺ

ترجمہ: اے طالب! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحیح حدیث سے از روئے اخلاق وسیرت نبوی ﷺ پر قائم ہونے والا ہوجایئے۔

شعر نمبر ۴:

نسخہ چون بخاری و مسلم
کہ سقم علل بود سالم

ترجمہ: ''اے طالب! سنت نبوی ﷺ کے نسخہ جات کہ جیسے بخاری ومسلم کہ وہ سقم علل سے سالم ہیں (مطالعہ کیجیے!)۔''

شعر نمبر ۵:

وز تفاسیر آنچہ مشہور است
کہ ز تحریف مبتدع دور است

ترجمہ: ''اے طالب! تفاسیر میں سے (لائق مطالعہ) وہ ہیں کہ جو مشہور ومعروف ہیں کہ وہ بدعت اختیار کرنے والے کی تحریف کرنے سے بعید (محفوظ) ہیں۔''

شعر نمبر ۶:

وز اصول و فروع شرع ہدیٰ
آنچہ اَلیق نماید و اولیٰ

Marfat.com

ترجمہ: ''اے طالب! اور (پھر) شرع ہدیٰ (شریعت ہدایت) کے اصول وفروع میں سے جو کچھ مناسب (لائق) ترین ہے وہی بہتر ہے۔''

شعر نمبر ۷:

وز فنون ادب چہ نحو و چہ صرف
آنچہ باید در آن علوم شگرف

ترجمہ: ''اے طالب! اور پھر فنون ادب میں جیسے نحو اور جیسے ''صرف'' کہ ان علوم میں مضبوط اور پختہ کار ہونا چاہیے۔''

شعر نمبر ۸:

وز رسالات اہل کشف و شہود
وز مقالات اہل ذوق و وجود

ترجمہ: ''اے طالب! کہ اصحاب ظواہر وباطن (اصحاب تصوف وسلوک) کے رسائل کتب میں سے اور اہل ذوق ووجود (اصحاب ذوق ووجدان) کے مقالات میں سے جو کچھ میسر آسکے۔ (مطالعہ کیجیے)''

شعر نمبر ۹:

آنچہ باشد بعقل و فہم غریب
کہ شود منکشف بفکر لبیب

ترجمہ: ''اے طالب! کہ جو کچھ عقل وعجیب وغریب فہم سے حاصل ہوگا۔ تو وہ شے ہے کہ جو فکر دانش سے منکشف ہو جاتی ہے۔''

شعر نمبر ۱۰:

وز دواوین شاعران فصیح
وز مقولات ناظمانِ ملیح

ترجمہ: ''اے طالب اور جو کچھ دیوان، فصیح (زبان اور) شعرا کے ہیں اور عمدہ ناظمان (شاعران) کے اقوال (اشعار) میں سے ہیں (ان کا مطالعہ کیجیے)۔''

شعر نمبر ۱۱:

آنچہ قبضت کند بسط بدل
چہ قصائد چہ مثنوی چہ غزل

Marfat.com

ترجمہ: ''اے طالب! کہ جو کچھ زیادہ سے زیادہ آپ کی رسائی میں آسکے (اصناف شعر میں سے) کیا قصائد کیا مثنوی کیا غزل وغیرہ (کا مطالعہ کرنا)۔''

شعر نمبر ۱۲:

چوں ترا جمع گردد ایں اسباب
روی دل ز اختلاط خلق بتاب

ترجمہ: ''اے طالب! کہ جب آپ کو مجموعی طور پر یہ اسباب میسر آجائیں۔ (تو پھر) آپ اپنے قلب کی توجہ کو مخلوق سے روابط کی جانب مبذول کر دیجئے گا۔''

تو اس ''قطعہ بند'' کے اشعار سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دینی وعلمی وادبی وغیرہ رجحانات کا اندازہ بخوبی طور پر کیا جاسکتا ہے۔[1]

(1) ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ: (۱: بر صفحہ ۷۶، صفحہ ۷۷)۔

Marfat.com

باب نمبر:۵

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ اور تصوف وسلوک

تصوف وسلوک دین اسلام، قرآن حکیم اور آنحضرت رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہو کر تزکیہ نفوس وباطن کے باوصف مادی جسم اور اس کی دنیوی لذات کو ترک کر کے رُوح پر نوامیسِ روحانی اجاگر کرنے کا نام ہے۔ اگر کوئی انسان صحت ایمان اور اعتقاد کے باوصف عبادات وریاضات میں حتی الامکان محنت شاقہ بہم پہنچا لیتا ہے کہ اس کی روح اس کے مادی جسم کی حدود وقیود پر غلبہ پالے تو پھر اس کے روحانی قلب وروح میں عالم بالا سے اتصال کا ملکہ صحیحہ پیدا ہو جاتا ہے، اور اس کے روحانی نوامیس میں غائب وشہود یکساں ہوجاتے ہیں اور وہ انسان حکمت خداوندی کو عین منشائے خداوندی کے مطابق سمجھنے اور جاننے لگ پڑتا ہے۔ تو پھر اس علم کے درج ذیل مراتب سہ گانہ بقدر استعداد ماشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو کر رہتے ہیں۔ گویا کہ شریعت مطہرہ اور سنت نبوی ﷺ پر صدق قلب سے عمل پیرا ہو کر انسان کے قلب وروح میں ریاضت نفس سے انکشافات روحانی کا جو ملکہ صحیحہ پیدا ہو کر اس کے روحانی حواس خمسہ میں جو تواردات حکیم مطلق کے عین منشا ومقصود کے مطابق اجاگر ہونے لگتے ہیں تو تصوف اور سلوک کی راہ یہی کچھ ہے۔ تو علم کے لیے درج ذیل مراتب سہ گانہ ناگزیر ہیں:

۱۔ علم الیقین

۲۔ حق الیقین

۳۔ عین الیقین

تو تزکیہ نفوس وباطن کے باوصف تصوف وسلوک کی راہ میں معرفت ربانی کے پیش نظر علم کے مذکورۂ بالا مراتب سہ گانہ ناگزیر ہیں۔ ان تینوں کے بغیر کوئی صوفی درست طور پر صوفی اور صاحب حقیقت ومعرفت کہلانے کا بجا طور پر مستحق نہیں ہوا کرتا ہے۔

☆ تو حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تصوف اور سلوک پر خامہ فرسائی کرنے سے قبل ہم تصوف وسلوک اور شریعت مطہرہ کے نقطہ نگاہ پر مختصراً روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ ①

---

① مولف۔

Marfat.com

مشہور صوفی جناب شیخ ابو النصر سراج رحمہ اللہ (م ۳۷۸ھ) بعنوان: (تعارف تصوف، مسلک صوفیا اور بحیثیت علما ان کا مقام بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''مجھ سے کسی شخص نے علم تصوف اور مسلک صوفیا کے بارے میں استفسار کرتے ہوئے سوال کیا کہ لوگ مذکورہ موضوعات کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ کچھ تو ان کی فضیلت بیان کرنے میں بہت غلو سے کام لیتے ہیں۔ بعض انہیں دائرہ معقولیت سے باہر لے جاتے ہیں۔ کچھ انہیں لہو ولعب اور جہالت سے آنکھیں بند کر لینے کا عمل گردانتے ہیں۔''

بعض لوگ انہیں تقویٰ، تقشف، ادنی لباس پہننے، بے تکلف پاکیزہ گفتگو کرنے اور پاکیزہ لباس پہننے وغیرہ کا نام دیتے ہیں، اور کچھ انہیں الحاد وگمراہی سے تعبیر کرتے ہیں۔

الغرض، وہ یہ چاہتا تھا کہ میں اسے ایسا جواب دوں کہ جو مسلک صوفیہ کے اصولوں کتاب اللہ کی اتباع، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے اخلاق واطوار اور اللہ کے صالح بندوں کے آداب سے ہم آہنگ ہو اور میں اپنے جواب کو قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل انداز سے بیان کروں کہ حق وباطل جدا جدا نظر آئیں۔ تصوف کی جملہ اقسام اپنی اپنی جگہ واضح ہو جائیں، اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ کیا علم تصوف، علوم دینی میں سے ایک ہے؟

مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنوں کو کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور اسے مضبوطی سے تھامنے کا حکم دے کر ان کے دلوں سے جملہ شبہات کو دور کر دیا، اور دین کی بنیادیں مستحکم کر دیں، جیسا کہ فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا.

ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔''[1]

اور فرمایا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى.

ترجمہ: ''اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔''[2]

اور پھر ایک اور مقام پر اللہ نے فرشتوں کے بعد اپنے بندوں میں سے افضل اور دینی اعتبار سے اعلیٰ رتبہ رکھنے والوں کا ذکر فرمایا، اور خود اپنی وحدانیت، پر فرشتوں کے بعد انہی بندگانِ خاص کو گواہ ٹھہرایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

---

[1] سورۃ آل عمران: آیت: ۱۰۳.

[2] سورۃ مائدہ، آیت: 2.

Marfat.com

شَهِدَ اللّٰهُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ.

ترجمہ: ''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہوکر۔''[1]

آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ.

''علما انبیا کے وارث ہیں۔''[2]

میرے نزدیک اولو العلم سے مراد ''ورثۃ الانبیا'' (انبیاء کے وارث) ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے والے اتباع رسول ﷺ میں مجاہدہ کرنے والے صحابہ و تابعین کرام کی پیروی کرنے والے، اور اس کے متقی پسندیدہ بندوں کے راستے پر چلنے والے یہی لوگ ہیں۔

اس کے نیک بندوں کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ محدثین کرام

۲۔ فقہا کرام

۳۔ صوفیا کرام

اور ان ہی تین اقسام کے لوگوں کا تعلق

اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ.

سے ہے جو کہ انبیا کرام کے وارث ہیں۔

اسی طرح علوم کی بے شمار اقسام ہیں۔ جن میں سے ایک علم دین ہے جس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ علمِ قرآن

۲۔ علمِ سنن و بیان

۳۔ علمِ حقائق ایمان

اور یہی وہ علوم ہیں، جو محدثین کرام، فقہائے کرام اور صوفیائے کرام میں متداول ہیں۔

الغرض، جملہ علوم دین مذکورۃ الصدر تین آیات مبارکہ حدیث حضرت رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کے قلوب سے صادر ہونے والی حکمت سے خارج نہیں ہیں اور اس کی اصل حدیث الایمان ہے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دین کے تین اصولوں کے بارے میں سوال کیا:

---

[1] سورۃ آل عمران: ۱۸۔

[2] سنن ابن ماجہ رحمہ اللہ: کتاب: ۱۰، باب: ۳، کتاب: ۳۹ باب: ۱۹۔

Marfat.com

۱۔ اسلام

۲۔ ایمان

۳۔ احسان ظاہری و باطنی

اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام وہ ظاہر ہے، اور ایمان بھی وہ ہے۔ جو ظاہری بھی ہو، اور باطنی بھی مگر احسان حقیقت ظاہر و باطن کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''احسان یہ ہے کہ تو اس طرح اللہ کی عبادت کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔''

علم کا قریب ترین رشتہ عمل سے ہے، اور عمل کا تعلق اخلاص سے ہے۔ جبکہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے علم و عمل کے ساتھ اپنے معبود حقیقی کی خوشنودی حاصل کرلے۔

مومنین کے تین اصناف (محدثین، فقہا اور صوفیا) علم و عمل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف اور اپنے مقاصد و مراتب کے لحاظ سے فضیلت میں باہم یکساں نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کی باہمی فضیلت اور درجات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ.

ترجمہ: ''اور ان کے جن کو علم دیا گیا، درجے بلند فرمائے گا۔''[1]

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوْا.

ترجمہ: ''اور ہر ایک کے لیے اپنے عمل کے درجے ہیں۔''[2]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

ترجمہ: ''دیکھو ہم نے ان میں سے ایک کو ایک پر کیسی بڑائی دی۔''[3]

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ آپس میں اس طرح برابر ہیں کہ جیسے کنگھی کے دندانے۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر صرف علم اور تقویٰ کی بنیاد پر۔''

---

(1) سورۃ المجادلۃ: ۱۱.

(2) سورۃ الاحقاف: ۱۹.

(3) سورۃ بنی اسرائیل: ۲۱.

Marfat.com

اگر کسی کو دین کے اصول، فروع، حقوق، حقائق، حدود اور احکام کی ظاہراً باطناً سمجھ نہ آئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ محدثین، فقہا اور صوفیا کی طرف رجوع کرے۔

ان مذکورہ تینوں اصناف کے لوگ علم وعمل حقیقت وحال سے بہرۂ ور ہوتے ہیں، اور انہیں علم، عمل، مقام، کلام، فہم وفراست اور بیان میں سے اسی قدر حصہ ملتا ہے کہ جس قدر انہوں نے حاصل کیا، اور جو کھو دیا سو اس سے جاہل رہے۔

ان میں سے کسی کو کمال حاصل نہیں ہوتا کہ تمام علوم کا احاطہ حاصل کر سکے۔ جو جس مقام پر فائز ہوتا ہے۔ وہ فقط اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔[1]

صدر اول میں ہم ''حضرات اصحاب صفہ'' کے وہاں دین اسلام، قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کے علمی اور عملی پہلوؤں کے پیش نظر زہد وورع، تقویٰ وللّٰہیت اور تصوف وسلوک کے تمام عناوین کو علمی مباحث اور علمی پہلو کے باوصف بدرجہ اتم پاتے ہیں۔

گو تصوف وسلوک کو بحیثیت علمی سائنس واصطلاحی پہلو سے انداز وروش بہت بعد میں میسر آئے ہیں مگر علمی وعملی رو تو وہی تھی کہ جس کا آغاز حضرات اصحاب صفہ کے ہاں سے ہوا تھا۔ تو پھر ہم یوں کہیں کہ تصوف وسلوک کے ائمہ ہدیٰ حضرت اصحاب صفہ ہی تھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً بجا ہوگا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عہد کا اصحابِ تصوف وسلوک کا مختصر اور عمومی جائزہ:

اسلامی تصوف قرآن وسنت مطہرہ کے نظم عبادت وریاضت نفس کے اصول وقواعد وضوابط پر مبنی ہے۔ یہ بات بجا طور پر درست ہے کہ دین اسلام دیگر آسمانی ادیان کی توثیق وتصدیق کرتا ہے۔ مگر اصولی طور پر اتفاق کرتا البتہ فروعی وجزوی طور پر نہیں ایسے اتفاق اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ پیشتر ازیں ہر آسمانی دین کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال وظروف سے تھا۔ احوال وظروف کے ختم ہو جانے پر یہ ادیان منسوخ ہوتے چلے گئے، اور ان کے فروعی اور تشریحی امور اپنے اپنے احوال وظروف کے مطابق تھے۔ وہ دین اسلام کے فروعی وتشریحی امور سے تطابق نہیں رکھتے تھے۔ ادیان آسمانی میں بشمول دین اسلام کے اصل مطابقت شرع ومنہاج کی ہے کہ جو ایک ہی حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی پروردگار عالم کے بارے میں عقیدۂ توحید اور نظام نبوت ورسالت کی مسلسل تصدیق کرتے چلے جانا کہ یہ باہمی تسلسل وتطابق

---

[1] (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (کتاب اللمع) از حضرت شیخ ابونصر سراج اردو ترجمہ: بعنوان: (تعارف تصوف، مسلک صوفیا اور بحیثیت علما ان کا مقام) بر صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۳۲! نیز کتاب اللمع کے درج ذیل مزید عنوان ملاحظہ کیجیے: ۲۔ طبقات محدثین اور ان کے مخصوص علوم وفنون ۳۔ طبقات فقہاء اور ان کے مخصوص علوم وفنون ۴۔ طبقات صوفیہ اور ان کے نظریات واحوال اور خصائص ومحاسن وغیرہ وغیرہ!

Marfat.com

بنیادی اصول (یعنی شرع ومنہاج) سے متعلق ہے۔ فروعی وتشریحاتی امور کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال وظروف کے ساتھ تھا کہ جیسے ہی نئی شریعت کا نفاذ ہوا کرتا تھا تو پہلی شریعت منسوخ ہو جایا کرتی تھی۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آسمانی شریعت اپنے اپنے وقت کے احوال وظروف کے مطابق تھی۔ جیسے جیسے احوال وظروف بدلتے چلے جاتے تھے۔ ہر نئی آنے والی شریعت پہلی شریعت کو منسوخ کرتی چلی جاتی تھی۔ مگر ان شرائع کو ''ابدیت'' حاصل نہ تھی۔ ''دین اسلام'' ابدیت پر مبنی ہے۔ بدیں سبب اس کا نظم عبادت وعقائد ونظریات اور تشریحی امور ابدیت پر مبنی ہیں۔

یہاں پر یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ دین اسلام، پہلے ادیان سماوی کی تصدیق وتوثیق تو کرتا ہے مگر شرع ومنہاج کے باوصف نہ کہ تشریحی وفروعی امور کی۔ کیونکہ ان کا تعلق اپنے اپنے وقت کے احوال وظروف سے تھا۔

گویا کہ حکیم مطلق (اللہ رب العزت عزاسمہ وجل قدرہ) نے دین ابراہیمی کی تکمیل تقریباً اڑھائی ہزار برس کی طویل مدت میں فرمائی ہے۔ جناب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاکیزہ دور سے لے کر دین اسلام کی آمد تک جتنے ادیان سماوی کا نزول ہوتا چلا جاتا تھا۔ وہ درحقیقت دین ابراہیمی علیہ السلام کی تکمیل کے سلسلے ہی کی زریں کڑیاں تھیں کہ جن کے حلقے کی تکمیل دین اسلام کی زریں کڑی سے تکمیل پذیر ہوگئی اور پروردگار عالم (حکیم مطلق) نے اپنی حکمت ومصلحت کے ثمرات ونتائج کو دین اسلام کی صورت میں دنیائے انسانیت کے سامنے رکھ دیا، اور پھر اس کے اسرار وحِکَم کے باوصف اسے ابدیت سے سرفراز فرمایا ہے۔

''تصوف وسلوک'' میں بھی مسلم حضرات صوفیائے کرام کے لیے بھی شرع ومنہاج ''دین اسلام'' کی ابدی اور پاکیزہ تعلیمات وزہد وعبادت پر مبنی اور ان کے ثمرات ونتائج بھی دین اسلام کی ابدی روح پر مبنی ہیں نہ کہ دیگر ادیان وشرائع پر۔

مستشرقین یورپ میں سے گولڈ زیہر نولڈ یکی اور پروفیسر نکلسن صاحبان اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ ان مغربی محققین نے اس موضوع پر پُرزور قلم اٹھایا ہے اور اپنی اپنی تصانیف اس سلسلے میں یادگار چھوڑ گئے ہیں چنانچہ، ان مستشرقین کی تحقیقاتی آرا کا ماحاصل کچھ یوں ہے کہ اسلامی تصوف بذات خود کوئی مستقل اسلامی نظریہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تابع اور ماخذ ومنابع، مختلف مکاتب فکر اور مذاہب ہیں یعنی:

① مسیحیت

② بدھ مت اور ہندومت

Marfat.com

④ فلسفہ ایران اور مانویت.....

تو اس بارے میں اصولی بات تو یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد اور شرع ومنہاج نظریہ توحید پر ہے۔ نہ کہ تثلیث وتشریک پر۔ ادیان سماویہ میں سے یہودیت اور عیسائیت شرع ومنہاج کے باوصف نظریہ توحید سے کبھی کی منحرف ہو چکی ہیں اور ان کا اپنا چہرہ اس نوعیت کے اعتبار سے نہایت بری طرح مسخ ہو چکا ہے۔ دین اسلام کے مذہبی اصول وقواعد کے باوصف ان میں رکھا ہی کیا ہے؟ کہ وہ دین اسلام کی اصولی، فروعی وتشریحاتی طور پر رہنمائی کر سکیں؟

باقی جہاں تک کہ بدھ مت کا تعلق ہے تو اصولی طور پر بدھ مت میں خدا تعالیٰ اور نظریہ توحید اور وحی والہام کا کوئی واضح طور پر تصور نہیں پایا جاتا ہے جبکہ دین اسلام کے اصول وضوابط ونظم عبادت کو بدھ مت سے کہیں دور کا بھی واسطہ وتعلق نہ ہے۔ جہاں تک کہ ہندومت کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد لاتعداد اوتار اور دیوتاؤں کی عبادت کے عقیدہ پر مبنی ہے، اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دین اسلام بت پرستی اور شرک کو مٹانے کے لیے ہی تو نازل ہوا تھا۔ اس کے نظم عبادت وریاضت کو ہندومت کے عبادت وریاضت کے نظم عبادت سے بنیادی اور اصولی طور پر کچھ تعلق وواسطہ نہ ہے۔

جہاں تک کہ فلسفہ ایران اور مانویت کا تعلق ہے۔ تو ان کا بنیادی عقیدہ ثنویت پر مبنی ہے۔ یعنی خیر وشر (یزدان واہرمن) بنیادی طور پر ان مذاہب کو ''دین اسلام'' کے الٰہی اصول وقواعد اور نظم عبادت اور ریاضت نفس یعنی تصوف سے کچھ بھی تعلق وواسطہ نہ ہے۔ یہ محض عظیم بہتان اور افترا پردازی ہے۔ کسی شے کے ساتھ تطابق وتوارد ہونا اور بات ہے مگر کسی شے کی نقل کرنا اور بات ہے۔

جناب پروفیسر نکلسن صاحب نے اسلامی تصوف پر خاص طور پر خامہ فرسائی فرمائی ہے، اور پھر آپ نے ۱۹۱۴ء میں اسلامی تصوف کے موضوع پر اپنی تحقیقات کو جسٹس ازم آف اسلام کی صورت میں پیش کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جناب پروفیسر نکلسن صاحب اسلامی علوم کا بھرپور طور پر فکری مطالعہ نہیں کر پائے تھے، اور انہوں نے اس کتاب مذکورہ بالا کی تصنیف وترتیب صرف اپنے پیشرو مغربی مفکرین مستشرقین کے محض خیالات وآرا سے کی تھی کہ جن کی کتب سے ان کو استفادہ کا موقع میسر آیا تھا۔ بدیں صورت محض غلط فہمی کی بنا پر وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ''ذکر'' اور توکل کے نظریات قرآن اور حدیث کی تعلیمات پر مبنی ہیں لیکن اس امر میں شبہ نہیں ہے کہ تصوف اس سلسلہ میں مسیحیت کا بڑی حد تک رہین منت ہے۔

مشہور جرمن مفکر جناب گولڈزیہر صاحب (م ۱۹۲۱ء) بدیں مفہوم رقمطراز ہیں کہ

''اسلامی تصوف میں ایثار اور قناعت کو صفات، دولت اور سرمایہ داری پر فقر کو ترجیح، فضائل

Marfat.com

یا صفات خالص اسلامی نہیں ہیں۔ بلکہ نصرانیت اور عیسائیت کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں اور ان کے نظریات سے شغف اور دلچسپی کا ماحصل۔"

ایک دوسرا جرمن مستشرق مفکر نولڈیکی صاحب (م ۱۹۳۰ء) کا نقطہ نگاہ کچھ یوں ہے کہ

"مسلمان صوفیا نے ذکر کے جو طریقے ایجاد کیے اور عمل میں لائے وہ بھی نصرانیت سے لیے گئے ہیں۔"[1]

ان کا جواب مختصراً ہم اوپر دے چکے ہیں نیز یہ کہ کسی شے میں توافق، تطابق اور توارد اور شے ہے۔ کسی شے کی محض نقل اتارنا اور بات ہے۔

بقول شاعر:

بارک اللہ قامت بالا داری
چشم بددور، عجب حسن سراپا داری
مشعلِ طور بکف، از رُخِ زیبا داری
لطفِ اعجازِ مسیحانہ سخن ہا داری
حسن یوسف دم عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند! تو تنہا داری

تو جملہ معترضہ کہاں سے کہاں تک نکلتا چلا گیا؟

بہر کیف! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ المعروف بہ داتا گنج بخش (م ۴۶۵ھ) نے "کشف المحجوب" میں اپنے دور تک حضرات صوفیائے کرام کے طبقات کا درج ذیل طور پر ذکر فرمایا ہے:

① حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صوفیائے کرام کے ائمہ
② حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے اہل تصوف کے ائمہ (حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام تا حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ)
③ حضرات اہل صفہ میں سے صوفیا کے ائمہ
④ حضرات تابعین میں سے صوفیا کے ائمہ
⑤ حضرات تبع تابعین میں سے صوفیا کے ائمہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ تصوف اسلام) از جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

⑥ حضرات صوفیائے متاخرین رحمہم اللہ کے ائمہ رحمہم اللہ کا بیان

⑦ متاثرین حضرات صوفیا رحمہم اللہ کا مختصر حال۔[1]

اسلامی تصوف وسلوک:

اسلامی تصوف وسلوک کے دلچسپ موضوع پر درج ذیل حضرات اصحاب علم وفن اور حضرات صوفیائے کرام نے نادر تحقیقات اور تصانیف وتالیفات واقوال پیش کیے ہیں کہ جو قرآن وسنت مطہرہ کی بیش قیمت تحقیقات پر مبنی ہیں کہ جن کا منبع ومصدر ہی کتاب وسنت مطہرہ ہیں:

- حافظ محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ ۴۴۸ھ۔ ۵۰۷ھ/ ۱۰۵۶ء۔ ۱۱۱۳ء) مصنف (صفوۃ التصوف)
- علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (۵۰۸ھ۔ ۵۹۷ھ/ ۱۱۱۴ء۔ ۱۲۰۱ء) مصنف ''تلبیس ابلیس''
- مشہو لغوی ابوعبیدہ رحمہ اللہ (۱۱۰ھ۔ ۲۰۹ھ/ ۷۲۸ء۔ ۸۲۴ء)
- شیخ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ (م ۲۹۵ھ/ ۹۰۷ء)
- امام ابوالقاسم القشیری رحمہ اللہ ۳۷۶ھ۔ ۴۶۵ھ/ ۹۸۶ء۔ ۱۰۷۲ء) مصنف ''الرسالۃ القشیریۃ''
- حضرت جناب شیخ مخدوم علی ہجویری رحمہ اللہ ثم لاہوری (م ۴۶۵ھ) مصنف ''کشف المحجوب''
- شیخ بشر بن حارث الحافی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ۔ ۲۲۷ھ/ ۷۶۷ء۔ ۸۴۱ء)
- شیخ زکریا انصاری رحمہ اللہ ۸۲۳ھ۔ ۹۲۶ھ/ ۱۴۲۰ء۔ ۱۵۲۰ء)
- شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمہ اللہ ۴۷۱ھ۔ ۵۶۱ھ/ ۱۰۷۸ء۔ ۱۱۶۶) مصنف ''غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی وغیرہ''
- حافظ شیرازی رحمہ اللہ ۷۲۰ھ۔ ۷۹۲ھ/ ۱۳۲۰ء۔ ۱۳۸۹) مصنف/شاعر ''دیوانِ حافظ''
- علامہ ابوریحان البیرونی رحمہ اللہ ۳۶۳ھ۔ ۴۴۰ھ/ ۹۷۳ء۔ ۱۰۴۸ء) مصنف ''کتاب الہند''
- شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (۵۳۹ھ۔ ۶۳۲ھ/ ۱۱۴۵ء۔ ۱۲۳۴) مصنف ''عوارف المعارف''
- شیخ ابوبکر کلابادی رحمہ اللہ (م ۳۸۰ھ/ ۹۹۰) مصنف ''التعرف لمذہب اہل التصوف''
- علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۷۳۲ھ۔ ۸۰۸ھ/ ۱۳۳۲ء۔ ۱۴۰۶) مصنف/مؤرخ ''تاریخ ومقدمہ''
- حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (۲۱ھ۔ ۱۱۰ھ/ ۶۴۲ء۔ ۷۲۸ء) صوفی ''اقوال وآراء تصوف''
- حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (م ۲۹۷ھ/ ۹۱۰ء) مصنف/صوفی ''المعالی الہمم''

[1] ملاحظہ کیجیے: (کشف المحجوب) از جناب شیخ مخدوم علی ہجویری رحمہ اللہ ثم لاہوری (باب ۷ تا باب ۱۳)

Marfat.com

❀ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ (م ۲۵۸ھ/ ۸۷۲ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ ابوعلی روذ باری رحمۃ اللہ (م ۳۲۲ھ/ ۹۳۴ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ شیخ سلیمان دارانی رحمۃ اللہ (م ۲۱۵ھ/ ۸۳۰ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ شیخ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ ۳۳۶ھ۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸ء۔ ۱۰۳۸) صوفی مصنف ''حلیۃ الاولیاء''

❀ شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ (م ۲۴۵ھ/ ۸۵۹) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ (۳۳ھ۔ ۱۱۰ھ/ ۶۵۳ء۔ ۷۲۹ء) صوفی ''اقوال تصوف''

۲۳۔ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ (م ۱۶۷ھ/ ۷۸۴ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ عبدالکریم امیہ رحمۃ اللہ (۱۲۷ھ/ ۷۴۴ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ (۹۷ھ۔ ۱۶۱ھ/ ۷۱۶ء۔ ۷۷۸ء) اقوال وآراء متعلقہ تصوف

❀ شیخ محمد بن واسع رحمۃ اللہ (م ۱۲۳ھ/ ۷۴۱ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ شیخ ابن سماک رحمۃ اللہ (م ۱۸۳ھ/ ۷۹۹ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ امام زہری رحمۃ اللہ (۵۸ھ۔ ۱۲۴ھ/ ۶۷۸ء۔ ۷۴۲) ''اقوال بابت تصوف''

❀ شیخ احمد حواری رحمۃ اللہ (م ۲۳۲ھ/ ۸۴۶ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ شیخ نضر بن شمیل رحمۃ اللہ (۱۲۲ھ۔ ۲۰۳ھ/ ۷۴۰ء۔ ۸۱۹ء) صوفی ''اقوال تصوف''

❀ شیخ ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین السراج القاری رحمۃ اللہ (م ۵۰۰ھ/ ۹۸۸) مصنف ''کتاب اللمع''

❀ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ۸۱۷ھ۔ ۸۹۸ھ/ ۱۴۱۴ء۔ ۱۴۹۲ء) صوفی/ عالم/ مصنف ''لوائح، نفحات الانس''

❀ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ (م ۵۰۵ھ) امام/ صوفی ''احیاء العلوم فی الدین، کیمیائے سعادت، مکاشفۃ القلوب وتفسیر یاقوت التاویل''

❀ ''قوت القلوب'' از شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ (تصوف کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے)

❀ تعرف (التعرف لمذھب اھل التصوّف، از الکلاباد البخاری المعروف شیخ ابا بکر کلابادی رحمۃ اللہ جمادی الاوّل م ۳۰۷ھ)

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر کتاب ''تعرف'' نہ ہوتی تو تصوف کو کوئی نہ جانتا۔ تصوف پر سب سے پہلے یہی کتاب لکھی گئی۔ مصنف کی وفات بخارا میں ہوئی۔ مزار بخارا میں دروازہ کلاباد کے باہر ہے۔

Marfat.com

❀ فصوص الحکم از شیخ محی الدین العربی رحمۃ اللہ ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ دمشق/شام

❀ فتوحاتِ مکیہ از شیخ محی الدین العربی رحمۃ اللہ ۲۲ ربیع الثانی ۶۳۸ھ دمشق/شام

تصوف کی پانچ قدیم ترین کتابیں:

① اَللُّمع شیخ ابونصر رحمۃ اللہ

② ''الرسالۃ القشیریہ'' امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ

③ ''کشف المحجوب'' حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ

④ ''تعرف'' شیخ ابا بکر کلا بادی رحمۃ اللہ

⑤ ''عوارف المعارف'' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ

حضرات صوفیائے کرام کے موضوع پر کثرت سے بیش قیمت تحریر کی گئی ہیں کہ جن کا تذکرہ یہاں پر تفصیل لاحاصل کے مترادف ہوگا۔

نفحات الانس:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا دورِ حیات ۹۰۰ھ کے آغاز اور پھر انجام کا دَور ہے۔نویں صدی ہجری کے دور تک تصوف وسلوک نے علمی وعملی سائنس کی حیثیت اختیار کر لی تھی اور پھر اس موضوع پر عہد بہ عہد حضرات ائمہ تصوف وسلوک نے کافی نظری، علمی اور اشاراتی مباحث مدون کر دیئے تھے۔

❀ چنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ (م ۵۰۵ھ) نے علم تصوف کی علمی ونظری مباحث پر عملی زہد وعبادت وتقشف بہم پہنچا کر اپنے روحانی اشارات کو ''احیاء العلوم فی الدین'' اور ''کیمیائے سعادت'' وغیرہ کتب کی صورت میں مدون فرما دیا تھا۔

❀ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ (م ۶۳۸ھ) نے اپنے روحانی اشارات کو فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرہ کی صورت میں ترتیب دیا کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے عہد تک مثبت ومنفی نقد وتبصرہ کے مراحل سے کافی حد تک گزر چکی تھیں، اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے دور (نویں صدی ہجری) میں گزشتہ صدیوں کے علم وتصوف وسلوک کے مباحث کافی حد تک زیر بحث آ چکے تھے اور تصوف وسلوک کے اصطلاحات وعناوین پر علمی اور عملی طور پر بیش از بیش طبع آزمائی ہو چکی تھی۔

Marfat.com

شیخ الاسلام العلامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ الحرانی مشقی رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) نے اپنی بیش قیمت کتب ورسائل وفتاویٰ کے باوصف تصوف وسلوک کے مبتدعیانہ روش وانداز کی نہایت بیش قیمت اصلاح فرمادی تھی اور یہ مباحث بھی حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے پیش نظر تھے۔ گویا کہ آپ رحمہ اللہ کے دور تک تصوف وسلوک کا میدان رطب ویابس سے کافی حد تک صاف ہو چکا تھا اور آپ رحمہ اللہ کو تصوف وسلوک کے حقیقی سرچشمہ سے آب مصفا وشیریں میسر آیا تھا کہ جس کے سبب سے آپ رحمہ اللہ کی متصوفانہ تگ وتاز درست راہ پر چل نکلی۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے تبحر علمی اور وسعت نظری کے باوصف ایک بہترین مصنف اور مولف بھی تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی علمی زندگی اور نظم ونثر میں آپ رحمہ اللہ کی تصانیف کا ذکر ہم آئندہ چل کر اپنے مقام پر کریں گے۔

❁ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی موقر کتاب تذکرہ کی صورت میں ''نفحات الانس'' ارباب علم وفن اور عام قارئین کے ہاتھوں میں بھی میسر ہے کہ جس میں تقریباً چھے صد پچیس حضرات صوفیائے کرام کے حالات وسوانح کا اندراج کیا گیا ہے، اور ان کے احوال وآثار کو سائنٹیفک انداز میں بقدر استطاعت مرتب کیا گیا ہے، اور آپ رحمہ اللہ کی موقر کتاب الموسومہ ''نفحات الانس'' کے بیش قیمت دیباچہ میں آپ رحمہ اللہ نے کتاب ہذا کے سبب تالیف کو بیان فرمایا ہے اور تصوف وسلوک اور اصحاب تصوف وسلوک کے بارے میں نہایت مفید اور سائنٹفک مباحث پر مشتمل ہے جو کہ لائقِ مطالعہ ہیں۔

❁ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے یہ کتاب ۸۸۳ھ بمطابق ۱۴۷۸ء میں تالیف فرمائی۔ یہ کتاب صوفی بزرگوں رحمہ اللہ کے حالات میں ایک نادر مجموعہ ہے۔

جناب پیر غلام دستگیر نامی صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''اس میں مبالغہ اور طوالت کو دخل نہیں۔ بڑے خلوص سے لکھی گئی ہے۔ مضامین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ جس زمانے کی یہ کتاب تحریر شدہ ہے۔ اس زمانے میں مصنفین بڑی عبارت آرائی سے کام لیتے تھے اور مضمون کو دقیق بنا دیتے تھے۔ ایسی طرز تحریر میں یہ نقص ہے کہ وہ عام فہم نہیں ہوتی۔ مولانا جامی رحمہ اللہ کی یہ کتاب اس عیب سے پاک اور سہل وآسان ہے۔''[1]

---

[1] (ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اردو ترجمہ: (مختصر حالات مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ العزیز) از جناب پیر غلام دستگیر صاحب نامی رحمہ اللہ برصفحہ ۱۷/صفحہ ۱۸۔

Marfat.com

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے دور کی دینی تعلیم اپنے رجحانات کے اعتبار سے بالآخر انہیں تصوف وسلوک کی راہ کا راہ نورد بنا سکتی تھی، اور غالباً اس دور کے طلبا کا اہم ذوق دینی وعلمی وفنی تعلیم کے حصول کے بعد انہیں میدان تصوف وسلوک کی جانب مائل کرنے کا باعث بن جایا کرتا تھا کہ جس کے سبب سے انہیں تزکیہ نفوس وباطن کے سبب سے باطنی وروحانی اشارات میسر آسکیں۔ آٹھ صدیوں پیشتر سے مسلسل یہی صورت حال طلبا کے پیش نظر چلی آتی تھی اور پھر ان کے لیے اس صورت حال کا سامنا ناگزیر تھا۔

Marfat.com

باب نمبر:٦

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور تصوف وسلوک

(گزشتہ سے پیوستہ)

وقت کے دینی وعلمی رجحانات اور احوال وظروف کے پیش نظر ہمارے ممدوح صاحبِ سوانح حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو بھی تصوف وسلوک کی پُرمشقت اور پُرصعوبت گھاٹی کو عبور کرنا پڑا۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ کے مشہور شاگرد مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کو ان دنوں تفرقہ دل اور صورت آب وگل سے تعلق کی بنا پر جمعیت خاطر نہ تھی۔ چنانچہ وہ ہرات سے سمرقند چلے گئے۔ چند دن وہاں قیام کیا، اور کسب فیض وکمال کرتے رہے۔

پھر یوں ہوا کہ ایک رات، بلکہ صبح سعادت واقبال کہہ لیجئے گا کہ حضرت مفارقت صوری اور داغ دوری سے مغموم تھے کہ خود کو خواب میں قدوۃ العرفاء الکاملین واسوۃ الکبراء العارفین المتوجہ الی اللہ بالکلیہ والداعی الیہ بانوار الحلیہ سعد الملۃ الکاشغری قدس اللہ سرہ کے حضور پایا اور بگوش ہوش سے سنا کہ فرما رہے ہیں۔

''جاؤ! بھائی کوئی دوست دیکھو کیونکہ تمہارے لیے ناگزیر ہے''۔

معشوقہ زد از میکدۂ ام بانگ تعال
داد از مے عشقم قدح مالا مال

ترجمہ: ''محبوب نے ہمیں میکدہ میں اونچی آواز سے پکارا۔ (تو پھر) ہم نے اس کے عشق کی داد مے عشق کے لبالب جام سے دی۔''

از درد سر خرد شدم فارغ بال
برداشتم فغاں بتقاضای وصال

ترجمہ: ''ہم خرد (عقل) کے دردسر سے (مے عشق کے سبب سے) فارغ بال ہو چکے ہیں۔ (اوراب) تقاضائے وصل کے لیے آہ وفغاں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی طبیعت میں ہلچل مچ گئی۔ چنانچہ سامان ذوق وشوق لیے خراسان روانہ ہوگئے۔

حضرت مخدوم خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ سے ملاقات:

وہاں حضرت مخدوم خواجہ سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

دیدم پیری کہ زیرِ ایں چرخِ کبود
چوں اودگری زبود خود پاک نبُود

ترجمہ: ''ہم نے اس نیلے (نیلگوں) آسمان کے تلے ایک بزرگ کا مشاہدہ کیا کہ جب اس نے فنا (فی الذات) کا مقام لے لیا۔ تو پھر وہ اپنے حال پر بھی نہ رہا۔''

بود آئینہ کہ عکس خورشید وُجود
جاوید در اُو بصورت اصل نمُود

ترجمہ: ''وہ بزرگ اک ایسا آئینہ بن گیا کہ اس کے وجود میں خورشید (تجلی ذات) منعکس ہوکر رہ گیا کہ ہمیشہ کے لیے اس کی ذات میں اصل صورت میں ظاہر ہوکر رہ گیا۔''

جذب وشوق اور طلب صدق:

مختصر مدت میں حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو اپنے بے پناہ خلوص نیت اور حسن عقیدت کی بنا پر قوی شوق وجذب حاصل ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ دل گرفتہ ہوگئے۔ چنانچہ (بدیں سبب) آپ رحمۃ اللہ کے ہم سلسلہ ایک بزرگ حیران ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ

''سلسلہ خواجگان قدس اللہ سرہم العزیز نے حضرت جامی رحمۃ اللہ کو کس قدر جلدی سے صاحب دل بنا دیا؟''

اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ صاحبِ قال (صاحب شریعت) تو شروع ہی سے تھے مگر مرشد خواجہ سعد الدین کاشغر کی ملاقات نے آپ کو صاحبِ حال بھی بنا دیا۔ مثال کے طور پر مثنوی کا ایک حوالہ دیا جاسکتا ہے کہ جب مولانا روم رحمۃ اللہ اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے تو حضرت شمس تبریز وہاں سے گزرے۔ انہوں نے کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو مولانا رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ یہ وہ ہے جو آپ نہیں جانتے۔ اس پر ان کتابوں کو حضرت شمس تبریز نے اٹھا کر قریبی تالاب میں پھینک دیا۔ اس پر مولانا رحمۃ اللہ گھبرا گئے مگر جب کتابیں نکالی گئیں تو بالکل خشک تھیں۔ اس پر وہ شمس تبریز کو دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا؟ تو شمس تبریز جواب دیتے ہیں کہ یہ وہ ہے

Marfat.com

جو تم نہیں جانتے۔

حضرت مخدوم کاشغری رحمہ اللہ کی نسبت باطنی کا حصول:

حضرت مخدوم کاشغری رحمہ اللہ مرحوم قدس اللہ روحہ ہمیشہ ہرات کی جامع مسجد کے دروازے پر فقرا سمیت مجلس آرا ہوا کرتے تھے۔ یہ مسجد حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے گھر کے قریب ہی واقع تھی۔

چونکہ جامی رحمہ اللہ کا راستہ وہی تھا اس لیے جتنی بار بھی آپ رحمہ اللہ کا وہاں سے گزر ہوتا تھا۔ حضرت مخدوم کاشغری رحمہ اللہ فرمایا کرتے:

''اس شخص (جامی رحمہ اللہ) کی عجیب قابلیت ہے کہ ہم تو اس پر فریفتہ ہیں۔ معلوم نہیں اسے کیسے اپنی گرفت میں لائیں؟''

اور جب پہلے روز جامی رحمہ اللہ، حضرت مخدوم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

''لیجیے شہباز ہمارے دام میں آ ہی گیا۔

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کی نسبتِ طریقت اور اس کے تین سلاسل:

حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی نسبت طریقت تین واسطوں سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین المعروف بہ نقشبند قدس سرہ سے جاملتی ہے کیونکہ حضرت مخدوم کاشغری رحمہ اللہ قدس سرہ کو مولانا نظام الدین خاموش سے نسبت تھی اور انہیں خواجہ علاء الحق والدین المشتہر بہ عطار قدس سرہ سے۔

خواجہ علاء الدین قدس سرہ، خواجہ بزرگ روح اللہ روح وافاض علی العالم فتوحہ کے مرید تھے۔ [1]

رشحات عین الحیات:

از جناب مولانا صفی الدین علی صاحب رحمہ اللہ کا موضوع خاص طور پر ان حضرات مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ ہے کہ جن سے حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا اپنی زندگی میں واسطہ و تعلق رہا اور آپ رحمہ اللہ نے ان بزرگوں سے روحانی و باطنی طور پر اکتساب فیض کیا، اور آپ رحمہ اللہ ان بزرگوں کے معتقد تھے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ (برصفہ ۱۲ / صلوہ ۱۴) حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمہ اللہ (م ۸۶۴ھ/ ۵۹-۱۴۶۰ء) کے ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صفی الدین علی صاحب رحمہ اللہ (۱: ۱۹۰-۲۰۵) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ (م ۲۰ رجب ۸۰۲ھ/ ۱۴۰۰ء) کے مفصل ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صفی الدین علی صاحب رحمہ اللہ۔ (۱: ۱۳۹-۱۵۹) نیز ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ رحمہ اللہ) از جناب مولانا نور بخش توکلی صاحب رحمہ اللہ۔ (برصفہ ۱۳۹-صلوہ ۱۳۹) مطبوعہ: لاہور ۱۹۷۶ء

Marfat.com

مگر بات کچھ یہ ہے کہ (رشحات عین الحیات) کے مصنف مولانا صفی الدین علی صاحب رحمہ اللہ نے ان مذکورہ بالا حضرات مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے حوالے سے کیا ہے کہ جس سے مولانا جامی رحمہ اللہ کے ''دورۂ سیر وسلوک'' پر کافی حد تک روشنی پڑتی ہے۔ ①

① ملاحظہ کیجیے: رشحات عین الحیات (۱: ۲۴۲۔۲۴۶)۔

Marfat.com

دورۂ سیر وسلوک

یعنی حضرت مخدوم مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی حضرات مشائخ کبار کے ساتھ نسبت وارادت کے باوصف ملاقاتیں

''رشحات عین الحیات'' کے مصنف مولانا صفی الدین علی صاحب رحمۃ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

ا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ سے روحانی نسبت بچپن میں:

مولانا سعد الدین تفتازانی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نے جن حضرات اکابر کی زیارت کی اور ان سے ملاقات کی۔ ان میں سے سرفہرست حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ ہیں۔

حضرت شیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنی کتاب ''نفحات الانس'' میں تحریر کرتے ہیں:

جب حضرت خواجہ حجاز جانے لگے اور ولایت جام سے گزر رہے تھے اور یہ غالباً اواخر جمادی الاول یا جمادی الاخریٰ (۸۲۲ھ) کا واقعہ ہے کہ میرے والد ارادتمندوں اور مخلصوں کی ایک کثیر جماعت معیت میں لے کر ان (خواجہ محمد پارسا) کی زیارت کے لیے شہر سے باہر گئے۔ اس وقت میری عمر پورے پانچ برس بھی نہیں ہو پائی تھی۔ تو میرے والد نے کسی سے کہا کہ مجھے کاندھے پر اٹھا کر ان کی پالکی کے سامنے رکھے۔ حضرت خواجہ ملتفت ہوئے اور ایک سیر کرمانی مٹھائی عنایت فرمائی۔ اب اس واقعہ کو بیتے ہوئے ساٹھ برس ہونے کو آئے ہیں۔ مگر آج تک آپ رحمۃ اللہ کے جمال پرانوار کی پاکیزگی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے بعینہٖ اسی طرح ہے، اور آپ رحمۃ اللہ کے دیدار مبارک کی لذت ہمارے قلب میں موجود ہے۔

خاندانِ خواجگانِ (نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم سے میرا پرخلوص رابطہ، اعتبار، اعتقاد، ارادت اور محبت (شاید) انہی کی نگاہ کی برکت کا نتیجہ ہے۔

امید ہے کہ اس نسبت کے طفیل میرا شمار آپ رحمۃ اللہ کے محبان وعقیدت مندان کے حلقہ میں ہوگا۔

Marfat.com

بمنہ وجودہ۔ ①

۲۔ حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے آپ رحمۃ اللہ کے بارے میں حالات تحریر فرمائے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ کا شمار، اپنے زمانہ کے مشائخ کبار رحمۃ اللہ میں سے ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ، خرجرد جام میں میرے والدین رحمۃ اللہ کے سرائے میں قیام پذیر تھے۔ میں اس وقت اتنا چھوٹا تھا کہ انہوں نے مجھے اپنے زانو پر بٹھا لیا۔ وہ اپنی انگلی سے خلا میں عمر اور علی رضی اللہ عنہما ایسے مشہور نام تحریر کرتے، اور میں پڑھتا جاتا۔ وہ تبسم فرماتے اور (میری استعداد پر) حیران بھی ہوتے۔ یہی وہ شفقت اور نوازش تھی کہ جس نے میرے قلب میں طریقہ نقشبندیہ کی محبت وارادت کا بیج بویا جو روز بروز نشوونما پاتا چلا جاتا ہے۔

خدا کرے کہ میں ان کی محبت سے زندہ رہوں اور ان کی محبت میں مروں اور ان ہی کے حلقہ محبان میں سے اٹھایا جاؤں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن. ②

غرضیکہ حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو حضرت مولانا فخر الدین لورستانی رحمۃ اللہ سے نسبت روحانی زمانہ بچپن میں حاصل ہو چکی تھی کہ جس کا تاثر آپ رحمۃ اللہ پر وقت وفات تک قائم رہا اور یہی آپ رحمۃ اللہ کے خلوص وللّٰہیت کی دلیل ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہٗ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں کہ

---

①ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب مولانا صفی الدین علم صاحب رحمۃ اللہ۔ (۱:۱۰۱..... ۱۰۴) نیز ملاحظہ کیجیے: ماہنامہ ''نور الاسلام'' شرقپور شریف (اولیائے نقشبند رحمۃ اللہ نمبر حصہ اول جلد/ ۲۴: شمارہ: ۴۳۔ مارچ راپریل ۱۹۷۹ء نیز ملاحظہ کیجیے: (مقالہ محمد اختر چیمہ صاحب رحمۃ اللہ) مترجمہ: جناب سید عارف نوشاہی رحمۃ اللہ بعنوان: (حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ! صفحہ ۴۳۹۔ ۴۶۸) ''نفحات الانس'' از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ صاحب (برصفحہ ۳۹۲/صفحہ ۳۹۳)

②ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ! برصفحہ ۴۵۳!۔

Marfat.com

''ایک دن ان کی مجلس میں شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ اور ان کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا تو انہوں نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ فصوص (الحکم) جان ہے، اور فتوحات (کلیہ) دل، جو شخص ''فصوص'' کو اچھا سمجھتا ہے اس کا متابعتِ نبوی ﷺ کا دعویٰ قوی ہو جاتا ہے۔''[1]

۴۔ حضرت شیخ بہاء الدین عمر:

آپ رحمۃ اللہ کے متعلق حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی رائے کچھ یوں ہے کہ ان کا استغراق اور انہماک بڑا قوی تھا۔ وہ عقابی نظروں سے خلا میں ایسے دیکھتے جیسے فرشتے، جن کا مقر، ہوا ہے؛ خلائق کو دیکھتے ہیں۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ بتلاتے ہیں کہ

ایک دن میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ سے ملاقات کے لیے گاؤں جفارہ گیا۔ وہاں شہر سے بھی کچھ لوگ آئے بیٹھے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ کا طریقہ یہ تھا کہ جو کوئی بھی شہر سے آتا اس سے پوچھتے کہ ''کیا خبر'' ہے؟ چنانچہ وہ ہر ایک سے الگ الگ دریافت کرتے جاتے کہ تم شہر سے کیا خبر لائے ہو؟ ہر کوئی جواباً کچھ کہہ دیتا۔ میری باری آئی تو پوچھا:

''ہاں بھئی تمہارے پاس کیا خبر ہے؟'' میں نے کہا ''کچھ نہیں'' فرمایا ''راستے میں کیا دیکھا؟'' میں نے عرض کیا: ''کچھ بھی نہیں دیکھا۔''

تب وہ (حاضرین سے) فرمانے لگے:

''جو کوئی بھی درویش کے پاس آئے اسے ایسے ہی آنا چاہیے۔ نہ اسے شہر کی خبر ہو، نہ وہ راستے میں کسی شے پر دھیان دے۔'' پھر یہ شعر پڑھا:

دلا رامی کہ داری، دل در اُو بند
دِگر چشم از ہمہ عالَم فَرو بند

ترجمہ: ''اے دل! کہ جو کچھ تجھ میں ہے۔ (یعنی خدا) تو اس کا فرمانبردار رہ، اور دل کو اسی فکر میں رکھ۔ دوسرا یہ کہ (باقی) تمام عالم (جہان) سے آنکھ کو بند رکھے گا۔''

❋ حضرت شیخ بہاء الدین عمر جفارگی رحمۃ اللہ (م ۸۵۷ھ/ ۱۴۵۳ء) کے ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے۔[2]

---

① ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ برصفحہ ۴۹۶ ا حضرت خواجہ ابونصر پارسا رحمۃ اللہ (م ۸۶۸ھ/ ۶۱-۱۴۶۰ء) کے ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب مولانا علی الدین علی صاحب (۱: ۱۱۱..... ۱۱۳) نیز ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ صاحب برصفحہ ۴۹۶/ صفحہ ۴۹۷ ا حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا قدس سرہا کو اکثر حضرت خواجہ ابونصر قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔

② ''نفحات الانس'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جام (برصفحہ ۴۵۵/ صفحہ ۴۵۶)۔

Marfat.com

❁ ''جفارہ'': ہرات کے قریب ایک گاؤں ہے۔

❁ ''نفحات الانس'' : از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تہران اور لاہور کے ایڈیشن (۱۳۴۵ھ) میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کے ''جفارہ'' جانے کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا مندرجہ شعر کے بارے میں مولانا جامی رحمۃ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ

''شیخ یہ پڑھ کر مریدوں کو تلقین فرمایا کرتے تھے، اور انہیں (مولانا جامی رحمۃ اللہ) بھی یاد رہ گیا۔''

۵۔ حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ روحہ:

حضرت شمس الدین محمد کوسوئی قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ کے بارے میں (مولانا جامی رحمۃ اللہ) تحریر کرتے ہیں کہ وہ واعظ تھے اور ہمارے خواجہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ، مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ مولانا جلا الدین ابو یزید پورانی رحمۃ اللہ اور دیگر معاصر مشائخ رحمۃ اللہ ان کی مجلس وعظ میں شریک ہوتے اور ان کے بیان کردہ حقائق ومعارف کو پسند کرتے۔

حضرت مولانا سرف الدین علی یزدی رحمۃ اللہ بھی ہمیں خواجہ رحمۃ اللہ کی مجلس وعظ میں جانے کی ترغیب دیا کرتے۔

بعض احباب بتلاتے ہیں کہ جب بھی حضرت مخدوم رحمۃ اللہ (حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ)، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ کوسوئی کی مجلس میں جایا کرتے تھے تو خواجہ فرماتے:

''آج ہماری محفل میں شمع فروزاں ہے اور پھر خواجہ کی زبان پر حقائق ومعارف رواں ہو جاتے۔''

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ (مولانا جامی رحمۃ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ

خواجہ کوسوئی رحمۃ اللہ قدس سرہٗ، حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کی کتب کے معتقد تھے اور مسئلہ توحید کو ان کے نظریے کے مطابق برسر منبر علمائے ظاہر کے سامنے اس طرح بیان کرتے کہ کسی کو انکار کی مجال نہ ہوتی۔ قرآن، حدیث، اقوال مشائخ ''اسرار ورموز'' میں وہ حد درجہ تیز فہم تھے۔ جو کثیر معارف دوسروں کو غیر معمولی تامل وتفکر کے بعد حاصل ہوتے وہ ان پر معمولی توجہ ہی سے کھل جاتے۔ وعظ اور سماع کے دوران میں ان پر شدید وجد طاری ہو جاتا۔

(اس کیفیت میں) آپ رحمۃ اللہ بڑی باتیں کرتے کہ جن کی تاثیر تمام حاضرین مجلس پر ہوتی۔ بعض اوقات، خواجہ اپنے ہاں آئے ہوئے لوگوں کو ان کے اپنے نفس پر غالب صفات کی شکل میں دیکھتے۔ ایک دن کہنے لگے کہ

Marfat.com

''ہمارے اصحاب کبھی کبھی انسانی صورت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن جلد ہی اپنی اصلی صورت (حالت) پر واپس لوٹ آتے ہیں۔''

انہوں نے ایک، دو آدمیوں کے نام بھی بتلائے اور یوں بتلایا کہ جب وہ میرے سامنے آتے ہیں۔ تو وہ مجھے چار چشمی کتے دکھلائی دیتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر کسی کے دل میں کوئی خیال گزرتا تو وہ اس کا اظہار اس طرح کر دیتے کہ (متعلقہ شخص کے سوا) کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ ①

۶۔ حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اکثر و بیشتر حضرت مولانا جلال الدین پورانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، ''نفحات الانس'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''ایک مرتبہ میں ان کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو آپ کو اس قدر مغلوب و منہمک پایا جیسے انہیں اپنی خبر ہی نہ ہو۔'' ②

۷۔ حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد:

حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد رحمہ اللہ کے ہاں بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی آمد و رفت نہایت کثرت سے رہا کرتی تھی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، ''نفحات الانس'' میں رقمطراز ہیں کہ

ایک مرتبہ میں، آپ رحمہ اللہ کا شریک سفر تھا کہ باتوں باتوں میں آپ رحمہ اللہ کہنے لگے کہ ان دنوں مجھ پر ایک ایسا حادثہ گزرا کہ جس کی مجھے کوئی توقع نہیں تھی اور میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پھر مختصراً اس واقعہ کی جانب اشارہ کیا کہ جس سے میں ان کی مقام جمع تک رسائی سمجھ گیا۔ ③

---

① ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ صاحب بر صفحہ ۴۹۷۔

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ صاحب بر صفحہ ۵۰۳۔ حضرت مولانا جلال الدین پوران رحمہ اللہ ہرات سے مشرق کی جانب واقع ایک گاؤں ہے۔ متوفی: ۱۰/ذی قعدہ: (۸۶۲ھ/ ۱۴۵۸) آپ رحمہ اللہ کے ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے۔ تاریخ ''حبیب السیر'' از جناب خواند میر صاحب رحمہ اللہ۔ ۴:۶۰ یا از جناب صلی الدین علی صاحب رحمہ اللہ۔ نیز ملاحظہ کیجیے: ''نفحات الانس'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ صاحب بر صفحہ ۵۰۱ / صفحہ ۵۰۳۔

③ حضرت مولانا شمس الدین محمد اسد رحمہ اللہ (م: رمضان: ۸۶۴ھ/ ۱۴۶۰) مولون گاز رگاہ، ہرات کے ''احوال و آثار'' کے لیے ملاحظہ کیجیے: ''حبیب السیر'' از جناب خواند میر صاحب رحمہ اللہ۔ (۴:۶۱) ''نفحات الانس'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ صاحب بر صفحات: (۴۵۶.....۴۵۷)

Marfat.com

۸۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمہ اللہ:

حضرت علی بن حسین کاشغی رحمہ اللہ نے ''رشحات عین الحیات'' میں مولانا جامی رحمہ اللہ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمہ اللہ المعروف بہ ''خواجہ احرار'' کہ جن کی ارادت کا دم مولانا جامی رحمہ اللہ نے تمام عمر بھرا ہے۔ کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے۔

حضرت شیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ کے مابین جو قلبی اور روحانی تعلق ورشتہ قائم تھا اس تعلق کا تاثر حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے منثور ومنظوم آثار وافکار پر نہایت نمایاں طور پر اور گہرا پڑا ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا تعلقات وروابط کے باوصف ہم تفصیلات کو ''رشحات عین الحیات'' سے یہاں پر نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ صاحب رشحات عین الحیات رقمطراز ہیں کہ

''حضرت مخدومی رحمہ اللہ (مولانا جامی رحمہ اللہ) اور حضرت ایشاں رحمہ اللہ (خواجہ احرار) کے مابین چار ملاقاتیں ہوئیں۔ دو دفعہ سمرقند میں، تیسری بار ہرات میں، جب خواجہ احرار، مرزا سلطان ابوسعید کے عہد حکومت میں ماوراء النہر سے خراسان تشریف لائے ہوئے تھے، اور چوتھی مرتبہ مَرو آئے ہوئے تھے تو بدیں صورت، حضرت جامی رحمہ اللہ آپ رحمہ اللہ سے ملاقات کے لیے ہرات سے مَرو گئے۔

ہماری نظر سے حضرت جامی رحمہ اللہ کی ایک تحریر گزری ہے (کہ جس میں وہ بتلاتے ہیں) کہ مَرو کے گرد ونواح میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار مد اللہ ظلالہ [1] نے اس حقیر سے دریافت کیا کہ

''تمہاری عمر کیا ہوگی؟''

تو میں نے کہا کہ

''تقریباً پچپن (۵۵) برس

یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ

''تو پھر ہماری عمر (تم سے) بارہ برس زیادہ ہوئی۔''

واضح رہے کہ اس (مذکورہ بالا) ملاقات سے پیشتر اور مابعد ہر دو حضرات کے مابین کافی حد تک خط و کتابت ہو چکی تھی۔

حضرت جامی رحمہ اللہ کا حضرت احرار کی نسبت کمال اخلاص اور ارادت ان کی منظوم ومنثور تصانیف سے ہر خاص وعام پر آشکارا ہے کہ وہ نظمیں اور تحریریں اس قدر مشہور ومعروف ہیں کہ یہاں پر ان کی تحریر وبیان کی حاجت نہیں ہے۔

---

[1] یعنی اللہ تمہارا سایہ دراز کرے، مطلب عمر لمبی کرے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے نام حضرت (مولانا) جامی رحمۃ اللہ کے رقعات ومراسلات بھی بجا طور پر ان کی سچی محبت اور پرخلوص عقیدت سے لبریز ہیں۔ ①

ہم یہاں پر از راہ تیمّن وتبرک (خیر وبرکت کے طور پر) اور سند وہدایت حضرت جامی رحمۃ اللہ کے دو رُقعات نقل کرتے ہیں:

متن:

بعد از رفع نیاز عرضہ داشت ایں بیچارۂ گرفتار آنکہ گاہے میخوا ہم کہ گستاخی کردۂ از خرابی احوال خودنسبت بملا زمان آں آستانہ اند کے اعلام کنم۔ میترسم کہ خرابی احوال ''یں فقیر موجب ملال بازیافتگان شود'' و''ذکر الوحشۃ وحشۃ''

بہر حال، کہ ہست آرزوئے آن میباشد کہ نظر بخرابی ایں درماندہ بکنند طریقہ ترحُّم کہ از اخلاق کرام است نسبت بایں ضعیف مرعیٰ دارند، سبب گرفتاری خود جز آن نمید انم

ہر کرا دیو از کریماں و ابرو
بے کشش ساز د سرش را و خورد

والسلام مع الاکرام

ترجمہ متن:

① بعد از (اسلام) نیاز اس بندہ حقیر کی گزارش احوال یہ ہے کہ یہ (بندۂ) ناچیز اس معاملہ میں ماخوذ ہے کہ کبھی تو میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ میں نے احوال کی خرابی کی بنا پر گستاخی کی ہے کہ میں خود کو اس آستانہ کی دریوزہ گری کرنے والے ملازمان میں شمار کرتا ہوں۔

میں اس بات سے خائف ہوں کہ اس فقیر بے نوا کے احوال کی خرابی کہیں متعلقین کے لیے باعث رنج وملال ہو جائے اور وحشت کا فکر کرنا ہی موجب وحشت ہے۔

بہر حال، اس (بندۂ ناچیز) کی آرزو کچھ یہی ہو سکتی ہے کہ اس درماندہ (حال) کی خرابی پر نظر فرمائیں۔ ''مرحمتِ خسروانہ'' کو روا رکھتے ہوئے کہ جو بزرگوں کے اخلاق میں سے ہے کہ اس ناچیز کی نسبت کی رعایت فرمائیں گے۔

---

①ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) جلد دوم/مطبوعہ تہران ''احوال وآثار'' حضرت خواجہ عبید اللہ احرار۔

Marfat.com

کہ اپنے رنج میں مبتلا ہونے کے سبب میں ماسوا اِس کے کچھ نہیں جانتا ہوں۔

ترجمہ شعر: ''جو کوئی کریموں (بزرگوں) کی بخشش اور ابروئے کرم کا دیوانہ ہے وہ رغبت کے بغیر اس کا سر کھپاتا ہے اور مغز چاٹتا ہے۔''

والسلام مع الاکرام

متن:

عرضہ داشت آنکہ اشتیاق وآرزومندی عتبہ بوسی بسیاراست۔ ہر چند باخود میگویم: این کارِ دولتست، کنوں تا کرارسد۔ لیکن ہوای آنکہ خود را ہر آن آستان بیند بسیاراست۔ امید از الطاف بے نہایت حق سبحانہٗ آنکہ این فقیر بے بال وپر بے ہمت، بے قدم را بمحض عنایت روزی گرداند تا ہر چہ گونہ کہ باشد از مضیق حبس خودی نجات یافتہ۔ متوجہ آستان بوسی توانم شد۔

والسلام

ترجمہ متن:

② عرض حال یہ ہے کہ (آپ) کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق وآرزو بہت کی ہے کہ جس قدر بھی ہوسکتا ہے میں خود سے یہ کہتا ہوں کہ یہ کام تو گردش روزگار اب سے کب تک پر مبنی ہے۔ لیکن آرزوئے بسیار تو یہ ہے کہ خود کو ہر لمحہ اس آستان پر حاضری کا خواہشمند جانتا ہوں۔

کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے الطاف بے پایان سے امید (واثق) تو یہ ہے کہ اس فقیر بے نوا کے بلا ہمت، بلا کوشش کے محض عنایت خسروانہ سے احوال کو مبدل (تبدیل) فرما دے تا کہ جو کچھ بھی ہوگا کہ خودی کی قید سے چھٹکارا حاصل کرلوں۔ آپ کی ملاقات کا شائق۔[1]

والسلام

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ:

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ خراسان اور ماوراء النہر میں ''سلسلہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ'' کے روحانی پیشوا اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے معاصر اور مشاہیر زمانہ میں سے تھے۔

[1] ملاحظہ کیجیے: رشحات عین الحیات: (۱:۲۴۷..... ۲۴۹)

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ہر مقام پر آپ رحمۃ اللہ کی عظمت اور جلالت قدر کا کھلے اور واضح طور پر اعتراف کیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نے آپ رحمۃ اللہ (خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ) کو اپنی کتب میں استاد اور مخدوم کے القاب و آداب سے یاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اپنے دور کی ایک ممتاز اور مؤثر شخصیت تھے۔ سلطان ابوسعید گورگان کے ہاں آپ رحمۃ اللہ کے عمدہ مراسم استوار تھے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ اور سلطان ابوسعید گورگان کے باہمی روابط:

سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ اپنے تمام ملکی اور سیاسی امور میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ سے صلاح ومشورہ اور رہنمائی حاصل کیا کرتا تھا، اور پھر ہر کام میں آپ سے توسل اور شفاعت پر بھروسہ رکھا کرتا تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ خواجہ کے کہنے پر عوام پر سمرقند اور بخارا کے مالیات معاف کر دیئے کہ جب سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ نے اپنا دارالحکومت سمرقند سے ہرات منتقل کر دیا۔ تو بدیں صورت اس نے دو مرتبہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ کو خراسان مدعو کیا۔

پہلی مرتبہ خواجہ رحمۃ اللہ ہرات تشریف لائے جبکہ دوسری مرتبہ مرو! یہ کہ معین الدین اسفزاری رحمۃ اللہ نے ۸۶۵ھ کے واقعات میں خواجہ رحمۃ اللہ کے سفرِ مرو کا ذکر کیا ہے۔ وہ (یعنی معین الدین اسفزاری رحمۃ اللہ) تحریر کرتا ہے کہ

جب خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ، ماوراء النہر سے مرو پہنچے تو سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ نے استقبال واعزاز واکرام کے مراسم بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

سلطان ابوسعید گورگان دو مرتبہ بذات خود حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ سے ملنے آیا اور پھر ایک مرتبہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمۃ اللہ بذات خود سلطان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور سلطان ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ سے باہمی مشوروں کے بعد عراق چلے گئے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نے مثنوی سلسلۃ الذہب کے پہلے دفتر میں خواجہ احرار کے مرو تشریف لے جانے کا واقعہ، سلطان ابوسعید گورگان کا آپ رحمۃ اللہ کے لیے آداب بجالانے، اور پھر خواجہ نے انہیں (مولانا جامی رحمۃ اللہ کو) جو نصیحت فرمائی تھی، اس کا بطور خاص ایک حکایت میں ذکر کیا ہے۔

چنانچہ آگے چل کر مولانا جامی رحمۃ اللہ اسی منظوم حکایت میں بتلاتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرار کا آستانہ حاجت مندوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔

Marfat.com

وہ یعنی حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ "ماوراء النہر" اور خراسان میں ایک تو دنیا کی مشکلات کو حل فرما دیتے ہیں، دوسرے حاجت مندوں کی حاجت براری کے لیے آپ رحمہ اللہ وقت کے اعلیٰ حکام کو رقعات بھی تحریر کرتے ہیں۔ چنانچہ انہی کے حکم سے محصول کا قانون منسوخ کر دیا گیا۔ (کہ جس کا ذکر اوپر کر چکے ہیں)۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کو خراسان کا دوسرا سفر اس وقت درپیش ہوا کہ جب سلطان ابو سعید گورگان جنگِ آذربائیجان کے لیے تیار بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ سلطان نے مشورہ اور حصول برکت کے لیے آپ رحمہ اللہ کو مرو بلایا تھا۔

آپ رحمہ اللہ کا طریقہ تصوف وسلوک:

مثنوی "تحفۃ الاحرار" میں مولانا جامی رحمہ اللہ نے نہایت واضح اور واشگاف طور پر "سلسلہ نقشبندیہ" سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ، پہلے آپ رحمہ اللہ قطب اعظم، مجدد سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین بخاری رحمہ اللہ المعروف بہ نقشبند رحمہ اللہ کی مدح ومنقبت بیان فرماتے ہیں۔ ازاں بعد اپنے پیر ومرشد شیخ طریقت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمہ اللہ کی دعا کے ساتھ اپنی نظم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ، حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ کے بارے میں مولانا جامی رحمہ اللہ لسان شعر سے بدیں الفاظ گویا ہیں:

زد بجہان نوبتِ شاہنشہی
کوکبۂ فقر عُبید اللّٰہی

ترجمہ: "آپ کی شاہنشاہی کا نقارہ جہاں میں بج چکا ہے یعنی فقر عبید اللہ کی شان وشوکت کا نقارہ۔"

آنکہ ز حریت فقر آگہست
خواجہ احرار عُبَید اللّٰہست

ترجمہ: "وہ (خواجہ) کہ جو حریت فقر سے آگہی رکھتا ہے، خواجہ احرار عبید اللہ ہے۔"[1]

چنگیز خان کے ظالمانہ احکامات کی تنسیخ:

چنانچہ، ایک قطعہ بند میں حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کے ان اقدامات کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ جو خواجہ احرار نے چنگیزی مالیات وغیرہ منسوخ کروانے اور بادشاہان وقت کے ہاں مظلوموں کی فریاد ودادرسی کے لیے کیے تھے۔ قطعہ بند ملاحظہ کیجیے گا:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار) از حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ برصفحہ ۳۸۲/صفحہ ۳۸۴!۔

Marfat.com

شعر نمبر ۱:

دادہٗ چونم کلکِ گہر ریز را
شستہ ستم نامہٗ چنگیز "را"

ترجمہ: "اس (سلطان ابوسعید مرزا رحمہ اللہ) نے جب مجھ کو قلم گوہر بار سے داد انصاف دے دی تو) اس نے چنگیز کے ستم نامہ کو (اپنے انصاف سے) دھوڈالا۔"

شعر نمبر ۲:

خامہ او کردہٗ ز نسخ رقاع
محو خط نامہٗ ظلم از بقاع

ترجمہ: "اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمہ اللہ) کے قلم (گوہر بار) نے (چنگیز کے) فرمان کی تنسیخ کر دی۔ (تو) زمین پر سے نامہٗ ظلم (ظلم کے پیغام/حکم) کو محو کر دیا۔"

شعر نمبر ۳:

رُقعہ اُو نُوردہ ہر سوآد
بقعہ او ثانی خیر البلاد

ترجمہ: "اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمہ اللہ) کے حکم کا خط ہر سواد (ملانے) میں ملفوفہ (لپیٹا ہوا) پہنچا کہ اس کا بقعہ (دارالحکومت) خیر البلاد کا ثانی (ہمسر) ہے۔"

❁ خواجہ احرار رحمہ اللہ کا شہر خیر البلاد کا ثانی ہے

شعر نمبر ۴:

"حلقہ اصحاب" کہ گردا ویند
بہرہ ور از ذکر وز ورد ویند

ترجمہ: "اس (سلطان ابوسعید مرزا گورگانی رحمہ اللہ) کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے ذکر و ورد سے بخوبی بہرہ ور ہیں۔"[1]

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کا تصوف اور سلوک کے مراتب سہ گانہ کا حصول، حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ کے توسط سے:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے تصوف وسلوک میں از حد پیش رفت فرمائی کہ آپ کا نقطہ نگاہ

[1] ملاحظہ کیجیے: (نفحۃ الاحرار رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ: ابر صلہ ۳۸۴۔

Marfat.com

کچھ یوں تھا کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد جب تک علوم باطنی کی کماحقہٗ تحصیل نہ کی جائے تو اصل مطلوب ومقصود فوت ہو کر رہ جاتا ہے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ تصوف وسلوک کے مراتبِ سہ گانہ کے حصول کے بغیر انسان ایک صوفی نہیں بن سکتا ہے اور کامل طور پر نفس مطمئنہ کا حامل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ بخوبی طور پر مردِ حق آگاہ بن سکتا ہے۔ یہاں پر تصوف وسلوک کے مراتب سہ گانہ سے ہماری مراد علم لدنی کے درج ذیل سہ مراتب ہیں:

۱۔ علم الیقین

۲۔ عین الیقین

۳۔ حق الیقین

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' ہی کے آغاز میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ کے ساتھ اپنی تین ملاقاتوں کا تذکرہ کر کے تصوف وسلوک میں اپنے طے کردہ ان مراحل سلوک کو بیان کیا ہے کہ جن میں آپ کو تصوف وسلوک کے سہ مراتب (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) حاصل ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' کو ایک خاص ذوقی اور وجدانی کیفیت سے دو چار ہو کر منظوم فرمایا ہے، اور اس کے اشعار میں نہایت درجہ جوش وجذبہ کا اظہار موجود ہے۔

آپ رحمۃ اللہ نے حضرت احرار کے ہاں مدارجِ تصوف وسلوک طے کرنے اور اپنے شیخ طریقت کے ساتھ نسبت ارادت کے واضح اور واشگاف طور پر اظہار کرنے میں محبت کی گھلاوٹ، شیریں زبانی اور نغز بیانی (یعنی بیان کی ندرت اور عمدہ بیانی) سے کام لیا ہے کہ یہی وہ انداز و روِش ہے کہ جس کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے نظم ونثر میں لسانی محاسن ومحامد کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے اور اپنے شیخ سلوک وطریقت کے ساتھ اتھاہ محبت، خلوص وللّٰہیت پر مبنی جذبات واحساسات کا بخوبی طور پر اندازہ ہوسکتا ہے۔

☆ علاوہ ازیں، حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے تیسرے دیوان اس سے ہماری مراد ہے دیوانِ ''خاتمہ الحیوٰۃ'' میں سات بندوں پر مشتمل ایک مرثیہ ہے کہ جو آپ نے ''حضرت خواجہ احرار'' کے وصال پر تحریر کیا ہے۔

اس کا مطلع درج ذیل ہے:

Marfat.com

شعر:

موج زَن مے بینم از ہر دیدۂ طوفانِ غمی
میرَ سد در گوشم از ہر لب صدای ماتمی

ترجمہ: ''ہم ہر چشم میں ایک غم کا طوفان موجزن مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمارے کان میں ہر لب سے ماتم کی صدا آتی ہے۔''

چنانچہ اس بند کے آخر میں آپ لسان شعر میں بدیں الفاظ گویا ہیں کہ

شعر:

خواجہ رحمۃ اللہ رفت و ما بداغ فرقتش ماندیم اسیر
کم مبادا ہر گز از فرقِ مریدانِ ظل پیر رحمۃ اللہ

ترجمہ: ''خواجہ تشریف لے جا چکے اور اس حال میں کہ ہم آپ کی فرقت (جدائی) میں اسیر غم ہو چکے ہیں کہ پیر کا سایہ مریدوں کے سر پر کم نہ ہوگا۔''

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ دوسرے بند میں بدیں الفاظ اپنے جذبات غم کا اظہار فرماتے ہیں کہ

شعر:

خواجہ رحمۃ اللہ کش معنی فقر از ازل ہمراہ بُود
ناصر الدین، نصرت الدنیا، عبید اللہ بُود

ترجمہ: ''خواجہ (وہ بزرگ تھے کہ) فقر کا معنی ومفہوم ازل سے اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ (یہ کہ وہ) دین کے مددگار اور دنیا کی کامیابی تھے۔''

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ، مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' کے پانچویں بند میں بدیں الفاظ اپنے جذبات غم کا اظہار فرماتے ہیں کہ

شعر:

ایں مصیبت نیست خاص ماوراء النہریان
تیرہ شد ہر شہر از ایں ناخوش خبرِ شہریان

ترجمہ: ''(خواجہ کے وصال کی خبر) خاص طور پر ماوراء النہر کے باشندگان کے لیے ہی مصیبت نہیں ہے (بلکہ) باشندگان شہر کی اس ناپسندیدہ خبر کے باوصف ہر شہر (جذبات غم سے) تاریک ہو کر رہ گیا ہے۔''

Marfat.com

اس دیوان میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کی وفات حسرت آیات کے الم ناک حادثہ پر دو عدد قطعات تاریخ بھی ترتیب دیئے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

شعر:

بہشت صد ونود وپنج در شبِ شنبہ
کہ بود سلخ مہ فوت احمد مرسل ﷺ

ترجمہ: ''۸۹۵ میں شنبہ (ہفتہ) کی شب میں کہ جو نئے طلوع ماہتاب پر (جناب) احمد مرسل ﷺ نے انتقال فرمایا۔''

شعر:

کشید خواجہ رحمۃ اللہ دنیا و دین عبید اللہ رحمۃ اللہ
شرابِ صافی عیشِ ابد ز جامِ اجل

ترجمہ: ''خواجۂ دین و دنیا عبیداللہ نے ہمیشہ کی زندگی کے لیے شرابِ مصفا کشید کی (ہے) اجل کے جام سے (نوش کی ہے!)۔''

Marfat.com

باب نمبر:۷

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مذہبی رجحانات، آپ کے اعزا واقارب اور اولاد امجاد وغیرہ کے مختصر ''احوال وآثار''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''مذہبی رجحانات'' کا عنوان حد درجہ اہمیت کا حامل ہے اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ان کی وفات کا دور ''سلطنت صفویہ'' کے آغاز کا دور تھا جو اپنے اندر شدید مذہبی تعصب کے انقلابی پہلو کا آئینہ دار تھا۔

ایرانی افکار ونظریات کا انقلابی پہلو:

مشہور ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب (۱۳۱۰ھ تا ۱۴۰۰ھ) رقمطراز ہیں کہ

''مولانا جامی رحمہ اللہ'' کا مسلک کیا تھا؟ تذکرہ نگاروں اور محققین علم رجال کو اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ علم ودانش کا یہ آفتاب (جامی رحمہ اللہ) اس وقت غروب ہوا جب سلطنت صفویہ کا ستارہ طلوع ہو رہا تھا۔''

اس وقت عمومی عقائد وافکار نے بھی ایک نئی کروٹ لی۔ جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کو عوام کے ہاتھوں میں پہنچے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ بعض لوگ ان کی تعریف کر رہے تھے، اور بعض مذمت۔ اگر ایک شہر میں ان کی کتابیں ہر دلعزیز تھیں تو دوسرے شہر میں ناپسندیدہ۔

مولانا جامی رحمہ اللہ کی متنازعہ شخصیت:

ایک طرف عوام کا طبقہ جامی رحمہ اللہ کو ناہبی یا صوفی سمجھتا اور ان کی تعلیمات کو کفر اور زندقہ کلمات خیال کرتا۔ تو دوسری طرف ایک جماعت انہیں اسلام کے اول درجہ کے علما کی صف میں شمار کرتی بلکہ ان کے مرتبہ ولایت کی بھی قائل تھی۔

دوسرا گروہ: جو اُن کے فصاحت وبلاغت سے بھرپور اور خوبصورت کلام پر جان دیتا تھا۔ اس نے خود جامی رحمہ اللہ کے اشعار واقوال پیش کر کے انہیں شیعہ عالم یا کم از کم مائل حب اہل بیت رضی اللہ عنہم ثابت کیا ہے۔

المختصر یہ کہ جامی رحمہ اللہ کے اصول وعقائد پر بحث کی اچھی خاصی گنجائش ہے۔ جن ناقدین اور ارباب

Marfat.com

نظر نے علم کا پاکیزہ منصب جہالت کے تعصب سے کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا، وہ ہمیشہ راہ حقیقت پر گامزن رہے۔ انہوں نے جامی رحمہ اللہ کی تصانیف پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ

① جامی رحمہ اللہ نے سمرقند اور ہرات کے مدارس میں تعلیم پائی کہ جن کا شمار اس وقت سُنّی آداب وعلوم کے مراکز میں ہوتا تھا۔

② ظاہری علوم۔ جامی رحمہ اللہ کے عقائد کی بنیاد اشعری متکلمین اور شافعی فقہاء کے اصول وعقائد پر قائم ہے۔

③ باطنی علوم میں وہ عرفا وصوفیہ کی تعلیمات کے خوشہ چین ہیں، اور ان کی روحانی وابستگی ماوراء النہر کے ''سلسلہ نقشبندیہ'' سے ہے۔

نویں صدی ہجری کے اواخر میں ہرات ایک ایسا شہر تھا کہ جہاں خراسانی وعراقی شیعوں اور افغانستانی وترکستانی سنیوں کے عقائد کا امتزاج پایا جاتا تھا۔

جامی رحمہ اللہ کہ جنہوں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ اسی شہر میں گزارا وہ اس وقت کے مذہبی رجحانات کے اثرات سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

''زمان ومکان'' کے اعتبار سے وہ اس مقام پر کھڑے تھے کہ جہاں طریقہ اہل سنت والجماعت سے منہ پھیر سکتے تھے نہ مبادیات امامیہ کو مکمل طور پر جھٹلا سکتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم جامی رحمہ اللہ کو اپنی تصانیف میں ہمیشہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی بیان کرتے اور ان کے مرتبے کا معترف پاتے ہیں، اور ساتھ ہی وہ ائمہ اثناعشر کے فضائل کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔

ذہنی جدت اور باطنی پاکیزگی نے جامی رحمہ اللہ کو متکلمین اور اشاعرہ کے مشاجرات اور مناظرات پر ہی رکنے نہ دیا بلکہ وہ انہیں اہل ظاہر کی مبادیات سے نکال کر صوفیہ رحمہ اللہ کی وجد آفرین میں تعلیمات تک لے گئی، اور وہ معاشرے کے رجحان کے مطابق ''سلسلہ نقشبندیہ'' کے حلقے میں چلے گئے۔ جو اس وقت ماوراء النہر اور خراسان میں صوفیہ کا متداول ومروج طریقہ تھا۔

یہ سلسلہ (سلسلہ نقشبندیہ) نہ صرف عوام میں مقبول تھا بلکہ تیموری سلاطین اور امرا بھی اس سلسلے کے معتقد اور ارادت مند تھے۔ جب جامی رحمہ اللہ بھی ''سلسلہ نقشبندیہ'' سے وابستہ ہوگئے تو یہ امر عوام الناس میں ان کی مقبولیت کا سبب بنا۔

ا۔ ائمہ اثناعشر: بارہ امام تحت مسلک شیعہ جن کی ترتیب یہ ہے۔

Marfat.com

۱۔حضرت علی۔حضرت حسن۔حضرت حسین۔حضرت زین العابدین
۵۔حضرت محمد باقر۔۶۔حضرت جعفر صادق۔۷۔حضرت موسیٰ کاظم۔۸۔حضرت علی رضا۔
۹۔حضرت تقی۔۱۰۔حضرت نقی۔۱۱۔حضرت حسن عسکری۔۱۲۔حضرت مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین۔[1]

انتہا پسند اہل تشیع کا نقطہ ونظر:

غرضیکہ اس یعنی صفوی سلاطین کے دور میں شیعانہ انقلابی رجحانات کے پیش نظر شیعہ اہل علم کے انتہا پسند طبقہ نے جامی رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کے مذہبی عقائد ونظریات پر نکتہ چینی کی انتہا کر دی، اور ان کی شخصیت کو آڑے ہاتھوں لیا۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب رقمطراز ہیں کہ

''انتہا پسند شیعوں نے مولانا جامی رحمہ اللہ پر ان کی زندگی ہی میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی۔ عراق اور آذربائیجان کے متعصبین نے ان کے اقوال پر اعتراض اٹھائے جس کا سامنا انہیں بغداد میں کرنا پڑا۔ ہم یہاں جامی رحمہ اللہ سے منسوب ایک رباعی نقل کر رہے ہیں۔''

اگرچہ الفاظ رکیک ہیں۔تاہم مفہوم کے اعتبار سے شاعر کے مذہبی عقائد کے رجحان کا پتہ دیتے ہیں:

شعر نمبر ۱:

ای مغبچہ دھر بدہ جام قیم
کآمد ز نزاع سنی و شیعہ قیم

ترجمہ:''اے زمانہ کے ساقی! کہ آپ ہمیں ''مبارک جام'' دے دیجئے کہ سنی وشیعہ کے نزاع کے سبب انتشار وافتراق بپا ہو چکا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

گویند کہ جامیا رحمہ اللہ چہ مذہب داری
صد شکر! کہ سگِ سنی و خرِ شیعہ نیم

ترجمہ:''لوگ ہم سے استفسار کرتے ہیں کہ اے جامی رحمہ اللہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ کہ صد شکر ہے کہ میں سنی (مذہب) کا کتا ہوں اور میں شیعہ (مذہب) کا گدھا نہیں ہوں۔''

مذکورہ بالا شعر کے بارے میں مولانا جامی رحمہ اللہ سے نسبت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

---

[1] (ملخصا) ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: (مولانا جامی کے عقائد) برصفحہ ۲۴۹ تا صفحہ ۲۵۰ وغیرہ ومابعد صفحات الفکر یہ۔

Marfat.com

جامی رحمۃ اللہ کے عقائد ونظریات پر شیعہ علما کو جو اختلاف ہیں ان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ①

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مذہبی عقائد ورجحانات:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کتب ورسائل اور نظم ونثر آپ کے مذہبی عقائد ورجحانات کے موضوع پر ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ کسی شخصیت کے انداز وروش، کردار، مذہبی رجحانات وغیرہ کا علم اس کے اپنے مکاتیب اور اگر وہ صاحب قلم انسان ہو تو پھر اس کی اپنی تصانیف وتالیفات سے بہتر طور پر لگایا جا سکتا ہے۔ تو آیئے ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی اپنی کتب نثر ونظم کے حوالے سے آپ کے مذہبی عقائد ورجحانات کے لیے تلاش وتفحص کرتے ہیں۔ عربی زبان میں مثل مشہور ہے کہ ''صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِیْهَا''! ترجمہ: (یہ کہ صاحب خانہ اپنے گھر کے حالات کا بہتر علم رکھتا ہے)

ا۔ سلسلۃ الذہب:

''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کہ جو سہ دفاتر پر مشتمل ہے، کے دفتر اول کے اختتام پر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ایک ایسی نمایاں اور واضح نظم موجود ہے کہ جس کے اشعار میں آپ نے اپنے مذہبی اصول وعقائد کو متکلمین اہل سنت والجماعت کے مذہبی اصول ومبادیات وعقائد کے مطابق بیان فرمایا ہے کہ جن سے آپ کے نہایت واضح مذہبی رجحانات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ نے اس نظم میں توحید، نبوت وغیرہ پر بحث کی ہے۔ چنانچہ آپ کی یہ نظم ''اعتقادنامہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ ②

اعتقادنامہ

شعر نمبر ۱:

ای مغبچہ دھر بدہ جام قیم
کامدز نزاع سنی و شیعہ قیم

---

① ''مجالس المومنین'': از قاضی نور اللہ شوشتری! ۲۔ ''روضات الجنات فی احوال العلما والسادات'' از ملا سید محمد باقر خوانصاری! اور رجال شیعہ پر دوسری کتابیں! ملاحظہ کیجیے (مولانا جامی رحمۃ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان: (مولانا جامی رحمۃ اللہ کے عقائد) برصفحہ ۲۵۰ / ۲۵۱ وغیرہ۔

②ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ (ا: ۱۷۰ ..... ۱۸۳)۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے زمانہ کے ساقی! آپ ہمیں جامِ مبارک دے دیجیے کہ سنی وشیعہ کے نزاع کے سبب انتشار وافتراع بپا ہو چکا ہے۔''

شعرنمبر ۲:

ہست دیدارِ حق اجل نعم
وبہ انتہی الکلام فتم

ترجمہ: ''ہاں! اجل (موت) دیدار حق ہے اور اس کے ساتھ کلام منتہی ہو گیا۔ پس تمام ہوا۔''

شعرنمبر ۳:

چون شد این اعتقاد نامہ درست
باز گردم بکا رو بار نخست

ترجمہ: ''جب یہ (نظم) ''اعتقاد نامہ'' درست طور پر تمام ہوا۔ تو ہم اول کام (روش) کی جانب لوٹ آئے۔''

نظم ''اعتقاد نامہ'':

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی تصنیف ''سلسلۃ الذہب'' کی یہ نظم کہ جو ''اعتقاد نامہ'' کے نام سے موسوم ہے، کا سبب تالیف آپ یہ بتلاتے ہیں کہ مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' کی تالیف کے دوران میں کہ جب اس میں عشق کا ذکر چل نکلا تو اس وقت دفعتاً آپ رحمۃ اللہ کو خواجہ زادہ (بظاہر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادہ مراد ہیں) کا ایک مکتوب موصول ہوا کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے اصول عقائد اسلام پر چند اشعار ترتیب دینے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے (خواجہ زادہ کی خواہش پر) یہ نظم ''اعتقاد نامہ'' ترتیب دی۔

جب یہ نظم موسومہ ''اعتقاد نامہ'' تمام ہو چکی تو پھر آپ رحمۃ اللہ نے عشق کا بیان جاری رکھا اور پہلی روش پر لوٹ آئے۔ اوپر شعرنمبر ۳ کے دوسرے مصرعہ میں اسی کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔

نظم (اعتقاد نامہ) کے مضامین کی ترتیب وتفصیل درج ذیل ہے۔

- بیانِ وجودِ حق
- بیانِ وحدتِ حق
- اشارتِ بصفاتِ الٰہی
- اشارتِ بحیاتِ اُو
- اشارتِ بعلمِ اُو
- اشاراتِ بارادتِ اُو

Marfat.com

- اشارتِ بقدرت اُو
- اشارتِ بکلامِ اُو
- اشارتِ بوجودِ ملائکہ
- اشارت ب فضیلت نبی اسلام ﷺ
- اشارتِ بشریعتِ اُو
- اشارتِ بمعجزاتِ انبیاء علیہم السلام
- اشارتِ باینکہ ''کتاب اللہ'' قدیمست
- اشارت باینکہ تکفیر اہل قبلہ جائز نیست
- اشارات بنفختین
- اشارات بمیزان
- اشارتِ بمواقفِ عرصات
- اشارتِ بخلود کفار در نار وخروج بعضی بشفاعت
- اشارتِ بحوض کوثر
- اشارتِ بدرجات بہشت وخلود آن ورویئت حق سبحانہٗ وتعالیٰ
- اشارتِ بسمع وبصر اُو
- اشارتِ بافعال اُو
- اشارتِ بایمانِ انبیاء علیہم السلام
- اشارتِ بخاتمیت اُو
- اشارتِ بمعراج اُو
- اشارتِ بکتابہای خدا
- اشارتِ بفضیلت واشرفیت آل و اصحاب اربعہ رضی اللہ عنہم
- اشارت بعذاب قبر وسوال نکیر ومنکر
- اشارت بنظائر صحائف
- اشارتِ بصراط

ا۔ سلسلۃ الذہب:

''سلسلۃ الذہب'' از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دفتر اول میں جس مقام پر مولانا نے اپنے دینی ومذہبی اور صوفیانہ رجحانات واعتقادات کا ذکر کیا ہے تو اس جگہ پر آپ نے عقیدۂ جبر وقدر و اختیار کے متعلق کہ جس پر متکلمین خاصی تند و تیز بحث کرتے چلے آتے ہیں، ایسا واضح بیان اور انداز وروش اختیار فرماتے ہیں کہ جو ''اشعریوں'' کے عقائد ونظریات کے ترجمان معلوم ہوتے ہیں۔

چنانچہ ان مذکورہ بالا عنوانات پر مفصل اور سیر حاصل بحث کر چکنے کے بعد آپ نے سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ اور اس کے دو غلاموں کی ایک حکایت کا تذکرہ کیا ہے۔[1]

حکایت:

جس کا درج ذیل مطلع ملاحظہ کیجیے:

---

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلہ الذہب) از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ! دفتر اول: بر صفحات (۳۶.....۴۰)۔

Marfat.com

مطلع:

داشت پورِ سبکتگین دو غلام
گل رُخ و لالہ رُوی و سروِ اندام

ترجمہ: ''شہنشاہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ (فرزند سبکتگین) کے دو غلام تھے کہ وہ خوش شکل، زیبا رُخ اور سرو قد تھے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے درج ذیل اشعار آپ کے مذہبی و دینی عقائد کی جانب عمدہ طور پر رہنمائی کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

شعرنمبر ۱:

ای مکاشف شدہ بسرِّ قدر
بردۂ جدّ و اجتہاد مدر

ترجمہ: ''کہ تقدیر کے بھید (اسرار) واضح ہو چکے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ جدوجہد اور اجتہاد کے پردہ کو مت چاک کیجیے گا۔''

شعرنمبر ۲:

بگذر از خویش و در خدای گریز
بگسل از خویش و در خدای آویز

ترجمہ: ''آپ رحمۃ اللہ بے خودی کو اختیار کر لیجیے اور آستانہ خدا کی دریوزہ گری اختیار کر لیجیے کہ اپنی خودی کو چھوڑ دیجیے اور آستانہ خدا کو اختیار کر لیجیے۔''

شعرنمبر ۳:

گرچہ تو زِ اختیار مامور ی
لیک در اختیار مجبور ی

ترجمہ: ''اگرچہ کہ آپ رحمۃ اللہ کو صاحب اختیار بنایا گیا ہے لیکن اس اختیار میں بھی (آپ) مجبور محض ہیں۔''

شعرنمبر ۴:

قالبی از اختیار خود عاری
گشتہ افعالِ حق بر آن جاری

Marfat.com

ترجمہ: ''ایک قالب (جسدی) ہے (مگر) اپنے اختیار سے بے بس، کہ افعالِ حق اس پر جاری وساری ہیں۔''

شعرنمبر۵:

ہر چہ جاری شود بر آن ز افعال
بنگر کز دو نیست بیرونِ حال

ترجمہ: ''اس (قالب جسدی) سے جو کچھ بھی افعال سرزد ہوتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجیے کہ وہ (افعال) ہر دو حال سے خالی نہیں ہیں۔''

شعرنمبر۶:

یا ز اسباب قُرب و رضوانست
یاز آثار بعدُ و خذ لانست

ترجمہ: ''یا تو وہ (حال) اسباب قرب خداوندی اور خوشنودی میں سے ہے۔ یا (پھر) آثار بعد خداوندی اور خسارے میں سے ہے۔''

شعرنمبر۷:

گر زقسم نخست با شکار
نعمتِ حق شناس و شکر گزار

ترجمہ: اگر (آپ رحمۃ اللہ) قسم اول سے سروکار رکھیں! (تو پھر) آپ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر شناسی کیجیے اور (رب تعالیٰ کے) شکر گزار رہیے۔

شعرنمبر۸:

ور ز قسم دوم بود کارت
شمر از نفس زِشت کردارت

ترجمہ: ''اور اگر آپ رحمۃ اللہ کو قسم دوم سے سروکار ہے۔ (تو پھر) آپ اپنے کردار کو برے نفس کا حامل جانیے۔''

شعرنمبر۹:

جُرم و عصیان بسوی خویش افگن
سرِ شرمندگی پیشِ افگن

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ جرم وگناہ کو اپنی جانب لائیے (شمار کیجیے) (اور پھر) سرشرمندگی کو بذات خود جھکا لیجئے۔''①

۲۔شواہد النبوۃ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ''شواہد النبوۃ'' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل پر مبنی ہے۔ چنانچہ ''شواہد النبوۃ'' کے چھٹے رکن میں آپ نے حضرات صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے احوال وآثار ومناقب اور پھر ان کی جانب منسوب کشف وشہود کی کرامات اور خوارقِ عادات تحریر فرمائے ہیں۔

مشہور ایرانی محقق اور دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

''اس رکن (رکن نمبر ٦) کی تدوین جس نہج پر ہوئی ہے وہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اس طرز فکر اور مذہبی رجحان کی ترجمان ہے کہ شیعہ مائل سنی تھے۔ کیونکہ وہاں انہوں نے حضرات خلفائے اربعہ کا نام بڑے ادب واحترام سے لیا ہے، اور انہیں حضرات اہل بیت پر مقدم رکھا ہے۔ ان کے فضائل سے منسوب تمام احادیث نبوی ﷺ نقل اور ترجمہ کر چکنے کے بعد انہوں نے حضرات ائمہ اثناعشر بیان کیے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لے کر محمد بن حسن عسکری رحمہ اللہ (امام مہدی) تک ہر امام کا ذکر بڑے ادب واحترام سے کیا ہے۔ حضرات ائمہ رحمہ اللہ کے حالات کے بعد دوبارہ حضرات اصحاب رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے اور مصنف نے حضرات عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم ② کے حالات درج کیے ہیں۔

❁ مختصر یہ کہ مذکورہ بالا کتاب کے مندرجات سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ اس کا مصنف ایک سنی ہے کہ جس کا دل تعصب سے پاک ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ عقائد امامیہ کی طرف بھی راغب ہے۔

''شواہد النبوۃ'' اپنی سادہ، رواں اور بے تکلف فارسی زبان اور غیر ضروری باتوں سے مبرا ہونے کے باوجود متعصب ایرانی شیعوں کے ہاں قابل قبول نہیں۔ بلکہ وہ اسے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مذہبی عقائد کے بگاڑ کی ایک دلیل قرار دیتے ہیں۔③

---

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ برصفحات ۴۶۔۴۷ / دفتر اول! (ملخصا)

② حضرات عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کو ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ اُن کے نام یہ ہیں: ۱ تا ۴ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔ حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت طلحہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔ رضی اللہ عنہم (ملخصا)

③ ملاحظہ کیجیے: (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت صاحب اردو ترجمہ: بعنوان (شواہد النبوۃ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر تبصرہ برصفحہ ۲۵۴۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اشعار میں بھی جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنی سات مثنویات کے آغاز میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدح تحریر کرتے ہیں۔

مگر آپ نے اپنی غزلیات اور قصائد میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بھی کثرت سے بیان فرمائے ہیں۔

لیکن بات کچھ یوں ہے کہ حضرات اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی حضرات ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بدرجہ اتم محبت وعقیدت ودلبستگی وشیفتگی موجود ہے۔ اس بارے میں اہل تشیع کی تخصیص چہ معنی دارد؟ انفرادیت کا بزعم خود یہ پہلو اپنے طور پر اختیار کر لینا ایک مضحکہ خیز سی بات معلوم ہوتی ہے۔ فیا للعجب!

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' میں حضرات خلفائے اربعہ کے بارے میں جو خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ درج ذیل ہے:

مدح خلفائے اربعہ اور حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

شعر نمبر ۱:

خاصۂ آل پیغمبر و اصحاب رضی اللہ عنہم
کز ہمہ بہتر ند در ہر باب

ترجمہ: ''بے مثال آل پیغمبر اور اصحاب رضی اللہ عنہم، کہ جو ہر باب میں تمام سے برگزیدہ ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

و زمیانِ ہمہ نبود حقیق
بہ خلافت کسی بہ از صدیق رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ''ان تمام میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر خلافت کا مستحق کوئی نہ تھا۔''

شعر نمبر ۳:

و زپی اد نبود از آن احرار
کس چو فاروق رضی اللہ عنہ لائق این کار

ترجمہ: ''اور ان کیلیے اس احرار رضی اللہ عنہ (مردِ حُر رضی اللہ عنہ) کے سوا فاروق رضی اللہ عنہ کی مانند کوئی بھی اس

Marfat.com

کارِ خلافت کا مستحق نہ تھا۔''

شعر نمبر ۴:

بَعدِ فاروق رضی اللہ عنہ ، جز بذی النورین رضی اللہ عنہ

کارِ ملّت نیافت زینت و زَین

ترجمہ: ''حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد، ماسوائے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے کارِ ملت نے کسی اور سے ایسی زیب وزینت نہ پائی۔''

شعر نمبر ۵:

بودُ بعد از ہمہ بعلم و وفا

''اسد اللّٰہ''، خاتم الخلفاء

ترجمہ: ''ان تمام (خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم) کے بعد علم و وفا میں ''اسد اللہ''، (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) ہیں جو آخری خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ تھے۔''

شعر نمبر ۶:

ہمہ آثار وحی دیدہ از اُو

ہمہ اسرار دین شنیدہ از اُو

ترجمہ: ''آپ رضی اللہ عنہم تمام آثارِ وحی کو آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سماعت کیے ہوئے تھے۔''

شعر نمبر ۷:

رضی اللہ عنہم از سوی حق

بہرِ ایشان رضی اللہ عنہ بشارت مطلق

ترجمہ: ''(یعنی خدائے تعالیٰ کی جانب سے) انہیں ''رضی اللہ عنہم'' کا خطاب ملا تو یہ (خطاب) ان کے لیے بشارت مطلق (قطعی خوشخبری) ہے۔''

شعر نمبر ۸:

وز رضوا عنہ منصب ایشان رضی اللہ عنہ

برتری از ہمہ رضا کیشان

ترجمہ: ''اور وہ (اصحاب رضی اللہ عنہ) اس (یعنی اللہ) سے راضی ہوئے۔ (یہ) ان (اصحاب) کا

Marfat.com

منصب ومقام ہے۔ (کہ یہ) تمام وفا پیشہ (لوگوں) پر ان کی برتری اور فوقیت ہے۔"

شعرنمبر۹:

چون ہمہ مرضی خداوندند
چہ غم از عمر رضی اللہ عنہ و زید رضی اللہ عنہ نہ پسندند

ترجمہ: "جب یہ تمام کچھ ان کے خدا کی رضا کے سبب سے ہوا۔ (تو پھر) اگر وہ عمر رضی اللہ عنہ و زید رضی اللہ عنہ کو ناپسند کرتے ہیں تو اس میں کیا غم ہے؟"

شعرنمبر۱۰:

لعن کز رافضی شود واقع
شود آن لعن ہم بد و راجع

ترجمہ: "وہ لعن وطعن کہ جو رافضی کی جانب سے واقع ہوا ہے۔ (وہ) لعن وطعن بھی اس (یعنی رافضی) کی جانب لوٹنے والا ہے۔"[1]

ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے مذکورہ بالا فارسی اشعار کا اردو ترجمہ ان اشعار کے نیچے مسلسل نقل کر دیا ہے۔[2]

① "سلسلۃ الذہب از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دفتر اول بر صفحہ ۱۷۸ سے جو فارسی اشعار اوپر نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے آخری پانچ اشعار کی بجائے درج ذیل اشعار ہیں۔

شعرنمبر۱:

جز بآل کرام رضی اللہ عنہ و صحب عظام رضی اللہ عنہ
مسلک دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیافت نظام

ترجمہ: "آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگ آل اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہ کے سوا نظام حیات نے دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ نہ پایا۔"

شعرنمبر۲:

نامشان! جز باحترام مبر
جز بتعظیم سویشان نگر

---

① ملاحظہ کیجیے: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتاب موسومہ (سلسلۃ الذہب) کا دفتر اول (بر صفحہ ۱۷۸)

② مؤلف کتاب۔

Marfat.com

ترجمہ: ''ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا نام احترام سے لیجئے۔ ان کی جانب تعظیم کے سوا کچھ بھی نہ کہیے۔

شعر نمبر ۳:

ہمہ را اعتقاد نیکو کن
دل ز انگارِ شان رضی اللہ عنہم بیک سو کن

ترجمہ: ''آپ کو ان تمام (اصحاب رضی اللہ عنہم) کے لیے نیک طرز عمل روا رکھنا چاہیے کہ آپ رضی اللہ عنہم ان کی (بابت) نگارشات (تحریرات) کو یک سو کر لیجئے! (درست کر لیجئے!)''

شعر نمبر ۴:

ہر خصومت کہ بود شان باہم
بتعصب مزن دَر آنجا دَم

ترجمہ: ''ہر نزاع کہ جو اِن رضی اللہ عنہم کے مابین واقع ہوا، (محض) تعصب کے پیش نظر وہاں دم نہ ماریئے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مثنوی ''سبحۃ الابرار'' میں آپ کا درج ذیل ''قطعہ بند'' ملاحظہ کیجیے

۳۔ مثنوی ''سبحۃ الابرار'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

شعر نمبر ۱:

پردۂ بکشا ز رُخِ صدیقی رضی اللہ عنہ
بدر آن پردۂ ہر زندیقی

ترجمہ: ''آپ (حضرت) صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے پردہ ہٹا دیجئے گا، آپ اس پردہ کو ہر زندیق (بددین) کے لیے چاک کر دیجئے۔''

شعر نمبر ۲:

دُرّۂ عدل زدستِ عمری رضی اللہ عنہ
زن بفرق سر ہر خیرہ سری

ترجمہ: ''آپ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے دستِ (مبارک) کے عادل دُرّے سے ہر بے شرم (بیہودہ) کے سر پر مار دیجئے۔''

Marfat.com

شعرنمبر ۳:

خون فشان کن ز حیا عثمانی رضی اللہ عنہ
ریز برکشت وفا بارانی

ترجمہ: ''آپ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا پر خون چھڑک دیجئے (جان دیجئے)، آپ ''وفا'' کی کھیتی پر بارش کو برسا دیجئے۔''

شعرنمبر ۴:

پنجہ درکن اسد اللّٰہی را
پوست برکن دو سہ روباہی را

ترجمہ: ''آپ پنجۂ اسد اللّٰہی کو مار کر دو تین لومڑیوں کی کھال ادھیڑ دیجئے۔''

جو ایرانی شیعہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے علمی و ادبی طور پر عقیدت اور شیفتگی رکھتے ہیں، وہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو باطنی طور پر ایک خالص الاعتقاد شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کے نقطہ نگاہ کے مطابق حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدح میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے یہ مقالات اور اشعار محض تقیہ پر مبنی ہیں۔

چنانچہ، مثنوی ''سبحۃ الابرار'' کے مذکورۂ بالا اشعار میں سے آخری شعر کو یہ حضرات ''خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم'' کی قدح اور حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدح کی طرف اشارہ و کنایہ قیاس کرتے ہیں۔ مگر یہ محض قیاس آرائی ہے کہ جس کا درحقیقت کوئی بھی وجود نہیں ہے۔

شاعر کی مرضی کے خلاف اس قسم کی توضیحات و توجیہات اور تاویلات فاسدہ سے کام لینا محض قیاس مع الفارق کے مترادف ہے، اور ان توجیہات کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا تشیع ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ، ہمارے اس نقطہ نگاہ کے ثبوت میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مثنوی لیلیٰ و مجنون کے مقدمہ میں نہایت واضح الفاظ میں آپ رحمہ اللہ درج ذیل اشعار میں اپنے مذہبی عقائد کو بیان فرماتے ہیں۔

۴۔ مثنوی ''لیلیٰ و مجنون'' حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

شعرنمبر ۱:

Marfat.com

شادیم بآل نامدارت

یاریم بہر چہاریارت

ترجمہ: ''اے رسول نامدار ﷺ ہم آپ ﷺ کی آل رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوش ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ہر چہار یار رضی اللہ عنہ کے دوست دار ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

آن رضی اللہ عنہ چار ستون خانۂ دین

وان چار چراغ بزم تمکین

ترجمہ: ''وہ رضی اللہ عنہ (چار یار) خانہ دین کے چار ستون ہیں اور وہ رضی اللہ عنہ چار چراغ ''بزم تمکین'' (قدر و منزلت کی بزم) کے ہیں۔''

شعر نمبر ۳:

ہر یک رضی اللہ عنہ بخلافت سزا وار

ہر چار یکی و ہر یکی چار

ترجمہ: ''ان رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک خلافت کا مستحق ہے کہ وہ رضی اللہ عنہ چار ایک ہے اور ہر ایک چار ہیں۔''

شعر نمبر ۴:

ایشان رضی اللہ عنہ بیگانگی بہم راست

بیگانگی از فضول ماخاست

ترجمہ: ''وہ (حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم) خلوص کے ساتھ راہ راست پر گامزن تھے۔ یہ کہ بیگانگی ہمارے اٹھنے کے لیے فضول سی بات ہے۔''

شعر نمبر ۵:

شاہان بصفا رضی اللہ عنہ موافقِ آہنگ

وز سنگدل سپاہ در جنگ

ترجمہ: ''وہ بزرگ (حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہ) صفا کے شہنشاہ تھے کہ جو آپس میں موافق تھے، اور (پھر) دشمن کے مقابلہ میں سپاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔''

۵۔ مثنوی ''خردنامہ اسکندری'' از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ:

مثنوی خردنامہ اسکندری حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی آخری ایام حیات کی تالیف ہے کہ

Marfat.com

جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے مذکورہ بالا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا نہایت واضح طور پر اظہار فرمایا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ نے مثنوی خردنامہ اسکندری میں اپنے مذہب اہلِ سنت کے مطابق حضرت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی مدح بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے بالفاظ ذیل انداز بیان اختیار فرمایا ہے:

① خلیفۂ اول کو صدق

② خلیفۂ ثانی کو عدل

③ خلیفۂ ثالث کو حیا

④ خلیفۂ رابع کو سخاوت وشجاعت کے ساتھ متصف فرمایا اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ انہیں ''اربعہ عناصر رضی اللہ عنہم'' کی مانند دین کے پیکر کے قائم ودائم رہنے کا سبب بتلایا ہے: فرماتے ہیں کہ

شعرنمبر۱:

بتخصیص آنانکہ بی تخت و تاج

گرفتند از تاجدارانِ خراج

ترجمہ: ''خاص طور پر وہ (خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم) بے تخت وتاج تھے۔ (مگر) انہوں رضی اللہ عنہم نے (دنیا کے) تاجداروں سے خراج (اور باج) وصول کیا۔''

شعرنمبر۲:

یکی ثانی اثنین رضی اللہ عنہ در کنجِ غار!

کہ چون مار شد ناوکِ جانِ شکار

ترجمہ: ''ان رضی اللہ عنہ میں سے ایک، دو میں سے دوسرا۔ غار (ثور) کے گوشہ میں (ساتھی) تھا کہ جب سانپ آپ کی جان کو شکار کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔''

شعرنمبر۳:

دوم آنکہ از سکہ عدل اوست

کزینکو نہ دنیا و دین سرخ روست

ترجمہ: ''دوم وہ کہ عدل کا سکہ ان (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے لیے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس انداز وروش کے سبب دنیا ودین میں کامیاب وکامران ہیں۔''

شعرنمبر۴:

Marfat.com

سوم شرم گیتی کہ شد بی قصور
ز شمع نبوت ﷺ نصیبش دو نور رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ''تیسرے اس عالم کی حیا کہ آپ رضی اللہ عنہ بے قصور تھے کہ شمع نبوت ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ کو دونور نصیب ہوئے۔''[1]

شعرنمبر۵:

چہارم کہ آن ابر دریا نثار
نم او کرم برق او ذوالفقار رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ''چہارم کہ آپ رضی اللہ عنہ پر دریا کا ابر نثار ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نرمی اور کرم کی برق تھے۔ وہ ذوالفقار رضی اللہ عنہ ہیں۔''

شعرنمبر۶:

چو عنصر چہارند زیشان رضی اللہ عنہم بپای
ترا قالب دین دریں تنگنای

ترجمہ: ''وہ خلفائے اربعہ جو عناصر اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ کے لیے دین کے پیکر اور قائم ودائم ہیں۔''

شعرنمبر۷:

رہ اعتدال ار نداری نگاہ
میانشان، شود قالب دین پناہ

ترجمہ: ''اگر آپ رضی اللہ عنہ انصاف واعتدال کی نگاہ ان کے ملحوظ خاطر رکھیے گا۔ تو پھر قالب دین (دین کا ڈھانچہ) وہی بزرگ تھے؟''

شعرنمبر۸:

چوھر مسئلہ بی اعتدالی مکن
دل از مہر این چار رضی اللہ عنہ خالی مکن

ترجمہ: ''آپ ہر نادان کی طرح راہ اعتدال سے نہ ہٹ جایئے کہ آپ اپنے دل کو ان چار (یارانِ رسول ﷺ) کی محبت سے خالی نہ کیجیے گا۔''

---

[1] یعنی آپ ﷺ کی دو صاحبزادیاں نکاح میں آئیں۔

Marfat.com

عراق کے سفر کے دوران جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے نجف شریف جاتے ہوئے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مدح میں قصیدہ ترتیب دیا کہ جو مستقل اشعار کی حیثیت کا حامل ہے کہ جسے اہل تشیع کے ہاں خاص شہرت ملی تو بدیں سبب اہل تشیع اہل قلم نے آپ کے شیعہ ہونے کا حکم لگا دیا۔

ہم نے مذکورہ قصیدہ کا اردو ترجمہ موجودہ کتاب کے حصہ نظم کے آغاز میں دے دیا ہے۔ اس قصیدہ کا ایک شعر درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

اصبحت زائراً لک یا شختہ النجف
بہر نثار مرقد تو رضی اللہ عنہ نقد جان بکف

آگے ایک مقام پر یوں فرماتے ہیں کہ

شعر نمبر ۲:

قد بدا مشہد مولای ایتخوا جملی
کہ شاہد شد از آن مشہدم انوار جلی ①

مثنوی ہفت اورنگ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مصحح ② جناب مرتضیٰ مدرس گیلانی رحمہ اللہ کا نقطہ نگاہ کچھ یہ ہے کہ متاخرین شیعہ مصنفین نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو منافق یعنی ظاہراً سنی اور باطناً شیعہ قرار دیا ہے۔ وہ درحقیقت، اس نفسیاتی خصوصیت کا ردعمل ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص میں جو صفت ہوا کرتی ہے۔

وہ منطقی طور پر دوسروں کو بھی اسی خصوصیت کا حامل جانتا ہے۔

چنانچہ مثنوی ''ہفت اورنگ'' کے مصحح جناب مرتضیٰ مدرس گیلانی رحمہ اللہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ایک متعصب حنفی المذہب شخص تھے۔ ③

❁ مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا ابو طالب کے صاحب ایمان ہونے سے انکار کیا ہے، اور پھر شیعی عقیدہ کے بخلاف انہیں کافر اور ہالک قرار دیا ہے، اور ان لوگوں کے عقیدہ کے فساد کو ثابت کیا ہے کہ

---

① ملاحظہ فرمائے: ہماری موجودہ کتاب کا حصہ نظم مع اردو ترجمہ وتشریحات مولف کتاب۔
② صحیح کرنے والا۔ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔
③ ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ مثنوی ''ہفت اورنگ'') برصفحہ ۱۰ / صفحہ ۱۱۔

Marfat.com

''جو رسالت کے مقدس درخت کی شاخیں تو تھیں مگر انہیں ایمان کا پھل نہ لگ سکا اور اس طرح ابو طالب اور ابولہب کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔''①

حاشیہ:

مذکورہ بالا مباحث کی مزید توضیح کے پیش نظر ہم مزید تحقیقات اور نقد وتبصرہ کو یہاں پر حوالہ قارئین کرتے ہیں:

کتاب ''حیاتِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ'' کے اختتام پر ملاحظہ کیجیے:

❁ چنانچہ، اسی موضوع پر مثنوی ''ہفت اورنگ'' حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ! مطبوعہ تہران، طبع دوم کے آخر میں بھی ''لغزش قلم'' کے تحت عنوان جناب محمد مقیمی صاحب کا بھی ایک خط طبع ہوا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ غیر متین اور جذباتی سا ہے؛ بنا برایں وجہ وہ خط لائق اعتنا نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''ابو طالب'' کے ایمان کا قائل نہ ہونے کی بنا پر علما شیعہ سیخ پا ہو کر رہ گئے، اور بدیں سبب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ پر لعن وطعن کرنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ کی ایذا طبعی کے درپے ہو گئے۔

اس سلسلہ میں قاضی میر حسین شافعی یزدی نے بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مذمت میں ایک قصیدہ ترتیب دیا ہے کہ جسے ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

مثنوی ''سبحۃ الابرار'' عقد ۳۸ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی مدح کی ہے۔②

❁ سفر حج کے دوران میں جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ''حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ'' کے روضہ پاک کی زیارت کے لیے جا رہے تھے تو آپ نے ایک غزل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدح میں ترتیب دی۔ ہم نے اپنی موجودہ کتاب کے حصہ نظم میں اس غزل کا اردو ترجمہ بھی دے دیا ہے۔ قارئین کرام حصہ نظم ملاحظہ فرمائیں۔③

---

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی ''سلسلۃ الذہب'') از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ دفتر اول: برصفحہ ۱۵۱۔

② ملاحظہ کیجیے: مثنوی ''سبحۃ الابرار'' حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ برصفحات (۵۶۶.....۵۶۷)۔

③ ملاحظہ کیجیے: (دیوان حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) (گنج بخش) برصفحہ ۱۰۹۔

Marfat.com

کے پیش نظر جناب ابو طالب کے عدم ایمان پر استدلال کیا ہے جس کی توثیق صحیحین (بخاری و مسلم) سے بھی ہوتی ہے۔ ①

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم ومغفور نے بحوالہ ''تفسیر روح المعانی'' تحریر کیا ہے کہ

''ابو طالب'' کے ایمان وکفر کے معاملے میں بے ضرورت گفتگو اور بحث ومباحثہ سے اور ان کو برا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو طبعی ایذا پہنچنے کا احتمال ہے۔ ②

جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے خراسان میں حضرت امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر حاضری دی تو آپ رحمۃ اللہ ایک مدحیہ قصیدہ ترتیب دیا کہ جس کا پہلا مصرعہ درج ذیل ہے:

شعر:

سلام علی آل رضی اللہ عنہ طٰہٰ و یٰسین

سلام علی آلِ رضی اللہ عنہ خیر النبیین

ترجمہ: ''آل طٰہٰ ویٰسین پر سلام ہو خیر النبیین ﷺ کی آل پر سلام ہو۔'' ③

مذکورہ بالا مدح حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہوتے ہوئے بھی شیعہ علما میں سے بالخصوص قاضی نور اللہ شوشتری صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو صحیح العقیدہ، ''شیعہ'' نہیں سمجھتے اور بدیں سبب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ پر لعن وطعن کو جائز جانتے ہیں۔

❁ ہم یہاں پر بطور مثال عرب شاعر فرزدق کا واقعہ پیش کرتے ہیں:

''عرب شاعر فرزدق نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک اموی کے دربار میں جناب حضرت سیدنا امام زین العابدین کی مدح میں جو عربی قصیدہ پڑھا تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس کا منظوم فارسی ترجمہ کیا ہے۔ جو ان کی اہل بیت سے قلبی محبت اور خاندانِ رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تفضیل پر نہایت واضح دلیل ہے۔'' ④

چنانچہ ملا محمد تقی مجلسی ''شرح من لا یحضرہ الفقیہ'' میں اس بارے میں ایک حکایت تحریر کرتے ہیں کہ جس کا مذکورہ بالا قصیدے سے گہرا تعلق ہے۔ جناب ملا محمد تقی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

---

①ملاحظہ کیجیے: ا۔ تفسیر ابن کثیر، مترجم اردو جلد/ ۴: برصفحات: ۳۵۔۳۶! مطبوعہ: کراچی ۔ پاکستان ۲۔ ''معارف القرآن'' از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (اردو) جلد/ ۶ / برصفحات: ۶۳۶ ۔ ۶۳۷! مطبوعہ: کراچی ۔ پاکستان

②ملاحظہ کیجیے: (حواشی صفحہ ہذا) (حاشیہ ختم ہوا) (مؤلف کتاب)

③(ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (دیوانِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) (گنج بخش): برصفحہ ۱۱۰!

④ملاحظہ کیجیے: (منظوم فارسی ترجمہ ''سلسلۃ الذہب'') از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ دفتر اول: برصفحات: ۱۴۱ ..... ۱۴۳! میں یہ قصیدہ موجود ہے۔

Marfat.com

''ایک شخص حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مجلس میں کہنے لگا کہ ایک عورت نے فرزدق کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا۔ فرزدق نے جواب دیا کہ خدا نے مجھے اس ''قصیدے'' کے طفیل بخش دیا کہ جو میں نے خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دربار میں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی مدح میں پڑھا تھا۔''[1]

مرحوم مجلسی کا کہنا ہے کہ ''ملا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' نے اپنی تمام تر ناصبیت کے باوجود اس شخص سے کہا:

''بالکل بجا ہے کہ حق تعالیٰ ''اس قصیدے'' کی برکت سے تمام اہل جہان کو بخشش دیں۔''

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے اس مذکورہ بالا، ''قصیدے'' کے اختتام پر حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی مدح بیان کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، اور حضرات اصحاب سے بغض رکھنے والے رافضیوں کی مذمت فرمائی ہے وہاں آپ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے درج ذیل مشہور شعر:

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهِدِ الثَّقَلَانُ أَنِّيْ رَافِضِيٌّ

ترجمہ: ''اگر آل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رافضی ہوتا ہے تو پھر جنات اور انسانوں کو میرے بارے میں گواہ رہنا چاہیے کہ میں رافضی[2] ہوں۔''

.....کا منظوم ترجمہ بھی فرمایا ہے۔ ان اشعار کے باوصف ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے جن دینی و مذہبی عقائد کو پیشتر ازیں بطریقہ اجمال زیر بحث لائے ہیں ان کی تفصیل اس ''قصیدے'' کے مضمون میں موجود ہے کہ جو اس موضوع بحث کو نتیجہ خیز مرحلہ میں ختم کرنے کے لیے کافی ووافی ہے:

شعر نمبر ۱:

مادح اہل بیت رضی اللہ عنہم در معنی
مدحت خویش کند یعنی

ترجمہ: ''حضرات اہل بیت کرام کی مدح کرنے والا بدیں مفہوم مدح کو اپنے اوپر لوٹا لانے والا ہے۔''

---

(1) فضیلت۔
(2) اہل بیت سے بغض رکھنا

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

دو ستدارِ رسول ﷺ آل ویم
دشمن خصم بدخصال ویم

ترجمہ: ''ہم حضرت رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی آلِ کرام کے دوست ہیں اور ان کے دشمن بدخصال کے ہم دشمن ہیں۔''

شعر نمبر ۳:

ہمچو سلمان شدم ز اہل البیت رضی اللہ عنہم
گشت روشن چراغِ من ز آن زیت

ترجمہ: ''ہم محبتِ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ عنہم کے باوصف (حضرت) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں اور ہمارا چراغ (ہدایت) ان (اہل بیت) کی ہدایت کے روغن سے روشن ہوا۔''

شعر نمبر ۴:

اَنَا مَولٰی لَھُمْ وَ مَوْلَی الْقَوْمِ
کَانَ مِنْھُمْ وَلَا خَافَ اللَّوْمِ

ترجمہ: ''ہم ان (آل بیت کرام) رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، اور قوم کا غلام اس میں سے ہی ہوا کرتا ہے (اور پھر) ہمیں اس پر کسی ملامت کا خوف نہیں ہے۔''

شعر نمبر ۵:

این نہ رفض است محض ایمانست
رسم معروف اہل عرفانست

ترجمہ: ''یہ نہ تو رفض (آل بیت رضی اللہ عنہم سے ترک تعلق) ہے۔ صرف اور صرف بوجہ ایمان ہے۔ (اور پھر) یہ تو اہل معرفت کی مشہور و معروف رسم (طریقہ/ دستور) ہے۔''

شعر نمبر ۶:

رفض اگر ہست حبِ آلِ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ
رفض فرضست برذکی و غبی

ترجمہ: ''اگر (آل بیت رضی اللہ عنہم) کے ساتھ محبت روا رکھنا (بمنزلہ) رفض ہے۔ تو ایسا رفض ہر ذکی (ذہین) اور غبی (کند ذہن) پر فرض ہے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۷:

شافعی رحمۃ اللہ علیہ آنکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ز اجتہاد قویم اوست قوی

ترجمہ: ''شافعی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہے کہ جو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بر بنائے اجتہاد راست'' قائم وقوی ہوا۔''

شعر نمبر ۸:

بزبان فصیح و لفظ متین
گفت در طی شعر سحر آئین

ترجمہ: ''اے جامی رحمۃ اللہ علیہ! فصیح زبان اور مضبوط وسنجیدہ لفظ سے آپ لسان شعر جادو بیان سے بیان کیجیے۔''

شعر نمبر ۹:

گر بود رفض حُبِّ آلِ رسول
با تولی بخاندان بتول

ترجمہ: ''اگر حب آل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفض (یعنی بمنزلہ ترک کرنے کے) ہوتا، (اور) (جناب سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) بتول کے خاندان سے محبت رکھنا رفض ہوتا۔''

شعر نمبر ۱۰:

گو گواہ باش آدمی و پری
کہ شدم من زغیر رفض بری

ترجمہ: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیجئے کہ اے انس وجن گواہ رہیے کہ ہم غیر رفض (یعنی غیر رافضی ہونے سے) سے بری الذمہ ہیں۔''

شعر نمبر ۱۱:

کیش من رفض و دین من رفض است
رفع من رفض و ماقی رفض است

ترجمہ: ''ہماری عادت رفض ہے اور ہمارا دین رفض (ترک کرنا) ہے کہ ہمارا اونچا ہونا رفض ہے، اور ہمارا باقی ماندہ نیچا ہونا بھی رفض ہے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۱۲:

رفض بدنی ز حُبِّ آل عباست رضی اللہ عنہ
بدی آں ز بغض وفا ست

ترجمہ: ''ہمارا رفض بدنی ''آل عباس رضی اللہ عنہ'' سے محبت ہے کہ بدی تو یہ ہے کہ بغض سے وفا کی جائے۔''

شعر نمبر ۱۳:

بغض آنان کہ مقتدا بودند
سابقان رہ ھدیٰ بودند

ترجمہ: ''بغض (کا سبب کچھ یہ ہے) کہ وہ (حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مقتدائے زمانہ تھے کہ وہ راہ ہدایت میں سبقت لے جانے والے تھے۔''

شعر نمبر ۱۴:

از وطن ہا مہاجرت کردند
بر الم ہا مصابرت کردند

ترجمہ: ''ان (بزرگوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے وطن سے ہجرت اختیار کر لی، (اور) مصائب وآلام پر صبر اختیار کر لیا۔''

شعر نمبر ۱۵:

با نبی ﷺ در شدائد اھوال
بذل ارواح کردہَ و اموال

ترجمہ: ''وہ (حضرات صحابہ کرام) شدائد (مصائب) میں آنحضرت نبی ﷺ کے اعوان و انصاری (ساتھی ومددگار) تھے۔ انہوں نے اپنی جانوں اور اموال کو آپ ﷺ کی خاطر نثار کر دیا۔''[1]

❁ ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایرانی محقق ودانشور اور سوانح نگار جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ کے غیر جانبدارانہ تبصرہ کے لیے نہایت ممنون ہیں کہ جو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰنِ جامی رحمہ اللہ کے مذہبی عقائد کے ''حساس'' موضوع پر تحقیقات کے باوصف روا رکھا ہے۔

① (ملخصا) ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ! دفتر اول: برصفحات: ۱۲۵.....۱۴۶۔

Marfat.com

بدیں مفہوم کہ جو لوگ مختلف تاویلات کے ذریعے سے مولانا جامی رحمہ اللہ کو شیعہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تو اس پر جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ نے اس پر نہایت واضح، صاف اور معنی خیز نیز فیصلہ کن تبصرہ پیش کیا ہے۔

چنانچہ اب ہماری جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''اصحاب تسنُّن'' میں سے ہونے کی تصدیق وتائید کی مزید گنجائش وحاجت باقی نہ رہی ہے، اور پھر دلچسپ امر تو یہ ہے کہ مولانا جامی رحمہ اللہ کے تسنن (سُنّی ہونے) میں مذہب پر بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

جناب شہزادہ داراشکوہ صاحب اس بارے میں رقمطراز ہیں کہ

حنفی مذہب بودہ اند وآنچہ درعوام است کہ ایشاں بمذہب شافعی رحمہ اللہ نقل کردہ اند، خلاف است۔ چنانچہ شخصی از خدمت مولانا زین الدین قواس رحمہ اللہ ازیں معنی پرسید، فرمودند، کہ غیر واقع مردم فراگرفتہ اند کتاب چہار مذہب حضرت شیخ سعید خرقانی رحمہ اللہ را کہ از مکہ معظّمہ ہمراہ آوردہ بودند، بمسائل احوط عمل می نمودہ اند مثل وضوساختن بعد از مس مراۃ ومس اندام نہانی وغیرہما![1]

ترجمہ: ''آپ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) مذہب حنفی رکھتے تھے، اور یہ کہ جو کچھ عوام مشہور ہے کہ آپ رحمہ اللہ مذہب شافعی رکھتے تھے، خلاف واقعہ بات ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے (حضرت) مولانا زین الدین قواس رحمہ اللہ سے بدیں مفہوم استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات غیر واقع ہے کہ کسی شخص نے کتاب چہار مذہب سے اخذ کیا کہ حضرت شیخ سعید خرقانی رحمہ اللہ اس کتاب کو مکہ معظمہ سے ہمراہ لائے تھے کہ آپ اعتماد مسائل پر عمل فرماتے ہیں۔ مثلاً: عورت کو چھونے پر یا اندام نہانی وغیرہما کو چھو لینے پر وضو کرنا۔''

ایران کے مشہور دانشور اور محقق جناب سید مصطفی حسین دشتی رحمہ اللہ صاحب، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''وی سنی مذہب صوفی ''مسلک جبری'' عقیدہ ونقشبندی الطریقہ بودہ!''[2]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزادہ داراشکوہ صاحب رحمہ اللہ برصفحہ ۸۲۔
[2] ملخصاً۔

Marfat.com

ترجمہ:وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سنی المذہب اور مسلک کے صوفی، جبری عقیدہ کے حامل ''نقشبندی الطریقت'' تھے۔ ①

اعتقاد نامہ از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'سلسلۃ الذہب'' میں مسلمانوں کی ہدایت کے لیے ''اعتقاد نامہ'' کا اندراج فرمایا ہے کہ جس میں:

''ذات باری تعالیٰ کی نسبت، اس کے کلام کی نسبت، ''قضا وقدر'' کی نسبت، ''فرشتوں'' کے وجود کی نسبت، حضرات انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھنے کی نسبت، سب حضرات انبیا علیہم السلام، معراج محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، معجزات انبیا علیہم السلام، کتب سماوی، قرأت کلام اللہ کی نسبت مفصل بحث کی ہے۔ پھر حضرات آل واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہ جس طور پر مسلمانوں کو اعتقاد رکھنا چاہیے۔ اس موضوع کو بوضاحت بیان فرمایا ہے۔

نیز حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اہل قبلہ کی تکفیر پر بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں عذاب قبر، سوالات منکر ونکیر، وزن اعمال اور (میزان عدل) عبور پل دوزخ (پل صراط)، اور ازاں بعد، اہل ایمان کے جنت میں داخل ہونے کا اور دیدار الٰہی کرنے کا بھی مفصل بیان فرمایا ہے۔

ہم انہیں سطور پر موضوع ہٰذا کو ختم کرتے ہیں۔ ②

ملاحظہ کیجیے: (معارف ومعاریف) از جناب سید مصطفیٰ حسینی دشتی رحمہ اللہ جلد دوم/تحت اسم (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) برصفحہ ۵۷۵/مطبوعہ: انتشارات اسماعیلیان/قم/۱۳۶۹ھ (ایران)۔

②مؤلف۔

Marfat.com

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے اعزا واقربا رحمۃ اللہ کے مختصر ''احوال و آثار''

ہمارے موجودہ باب ۷ کا دوسرا عنوان حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اعزا و اقربا کے مختصر ''احوال وآثار'' ہے۔

آپ غور کیجیے کہ جب ایک انسان کہ جسے فیاض ازل نے علم وحکمت میں بہرۂ وافر دیا ہو اور علم وادب اور فکر و دانش کے باوصف منہاج کمال تک پہنچا دیا ہو، اور اسے اپنے دور کی بے مثال شخصیت بنا دیا ہو۔ اور وہ سرآمد روزگار اور مشاہیر زمانہ میں سے ہو، اور اس نے علم وادب پر پاکیزہ اور نہایت عمدہ کتب تصنیف وتالیف کی ہوں، اور پھر اپنے ایام حیات مستعار کو بسر کر کے عالم ابدی کو سدھار چکا ہو تو شیوۂ ابنائے زمانہ کے مطابق نگاہیں پھر اس جیسی شخصیت کے مشاہدہ کے لیے اٹھنے لگیں گی کہ

اس شخصیت کی جسمانی یادگار میں سے بھی کوئی اور شخصیت جنم لے سکی ہے تو اس شخصیت یا ان شخصیات کا تعارف اور پہچان کیا ہے؟

تو موجودہ عنوان کے تحت ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اعزا و اقربا رحمۃ اللہ اور اولاد امجاد وغیرہ کے مختصر ''احوال وآثار'' تحریر کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان کے بارے میں بھی قارئین کرام کو کسی قدر معلومات ضروری حد تک فراہم ہو سکیں۔

عقد:

جناب علی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ نے ''رشحات عین الحیات'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے، گھریلو زندگی واولاد امجاد نیز آپ رحمۃ اللہ کے اعزا و اقربا کے بارے میں قدرے تفصیل سے کام لیا ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ

''حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس اللہ سرہٗ'' کے صاحبزادے خواجہ کلاں کی دو بیٹیاں تھیں کہ جن میں سے ایک (بیٹی) حضرت مخدوم (جامی رحمۃ اللہ) کے حبالہ عقد میں تھیں اور جب کہ دوسری (بیٹی) میرے عقد میں آئیں۔

شعر نمبر ۱:

Marfat.com

دو کوکبِ شرف از برجِ سعدِ ملت و دین
طلوع کر دو بر آمد بسان دُر ز صدف

ترجمہ: ''بزرگی کے دو ستاروں نے سعد ملت و دین (سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ) کے برج سے طلوع کیا، اور وہ (ستارے) صدف سے موتی کی طرف برآمد ہوئے۔''

شعر نمبر ۲:

از آن یکی بضیا گشت بیت عارف جام رحمۃ اللہ
و زیں حضیض و بال صفی رحمۃ اللہ شداوج شرف

ترجمہ: ''ان (ستاروں) میں سے ایک عارف جام (مولانا جامی رحمۃ اللہ) کے گھر میں روشنی کے ساتھ طلوع ہوا، اور جبکہ (ان ستاروں) میں سے دوسرا اِس حقیر (صفی الدین رحمۃ اللہ) کے اوجِ شرف کا سبب ہوا۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی رفیقہ حیات کے حالات کے بارے میں مزید علم نہیں ہوتا ہے۔

اولاد امجاد رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ہاں اس زوجہ سے چار بیٹے متولد ہوئے۔

① پہلا لڑکا صرف ایک روز بقید حیات رہا کہ ابھی اس کا نام بھی نہیں رکھا گیا تھا۔

② دوسرا لڑکا ''خواجہ صفی الدین محمد رحمۃ اللہ'' نام کا تھا کہ جو ایک برس کی عمر پا کر رہگزارِ عالمِ عاقبت ہو گیا۔

چنانچہ، ایک سالہ رفاقت کے بعد اس کی وفات پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو نہایت صدمہ ہوا۔ جیسا کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ کے پہلے دیوان میں موجود اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آپ نے اس کی وفات کے بعد اس کا لقب ''صفی'' میرا تخلص ٹھہرایا۔

اور میرے لقب (فخر) سے اس کی تاریخ ولادت (۸۸۰ھ/ ۶-۱۴۷۵ء) نکالی۔ چنانچہ آپ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) اپنی درج ذیل رباعی میں یوں فرماتے ہیں کہ

فارسی رباعی:

شعر نمبر ۱:

فرزند صفی دین محمد کہ جہان
شد زندہ باو چنانکہ تن زندہ بجان

Marfat.com

ترجمہ: ''فرزند صفی دین محمد، کہ جہاں کو اس سے زندگی ملی کہ جیسے جسم، جان کے ساتھ زندہ ہو۔''

شعر نمبر ۲:

چون شد بوجود او جہان فخر کتاب
شُد سال ولادت وی از فخر عیان

ترجمہ: ''جب وہ اپنے وجود کے ساتھ اس جہان میں مستوجب فخر ہوا۔ تو اس کا سال ولادت اس سے ''فخر'' عیاں (ظاہر) ہوا۔''

❁ جناب امیر نظام الدین علی شیر رحمہ اللہ نے اس ''فرزند'' کی تاریخ وفات ایک چار لفظی جملے سے نکالی، اور حضرت مخدوم (جامی رحمہ اللہ) کو ارسال کی۔ وہ جملہ (چار لفظی) درج ذیل ہے۔

''بقا حیاتِ شما بادا'' (۸۸۱ھ/ ۷۶-۱۴۷۷ء)

ترجمہ: ''آپ رحمہ اللہ کی حیات کو بقائے دوام ہو''۔

❁ مشہور ایرانی دانشور اور محقق جناب رضا علی خان ہدایت نے تحریر کیا ہے کہ مولانا حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے داماد تھے اور فخر الدین علی رحمہ اللہ صاحب رشحات عین الحیات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نواسہ تھے۔ مگر یہ تحقیق درست نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی چار اولاد نرینہ (بیٹوں) کے سوا آپ رحمہ اللہ کی کوئی اولاد اناث (بیٹیاں) نہ تھی۔

❁ فخر الدین علی رحمہ اللہ اگر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نواسے ہوتے تو اپنی کتاب ''رشحات عین الحیات'' میں اپنی اس قرابت داری کا ذکر ضرور کرتے۔ [1]

③ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا تیسرا لڑکا ''خواجہ ضیاء الدین یوسف'' تھا کہ جس کی تاریخ ولادت ''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' نے یوں رقم فرمائی ہے:

ولادت فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف انبتهٗ الله نباتا حسنا فی النصف الآخر... من لیلة الاربعاء التاسع من شهر شوال سنه اثنین وثمانین وثمانمائة. [2]

---

① ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ ریاض العارفین) از رضا علی خان ہدایت رحمہ اللہ مطبوعہ: (تہران) برصفحات: ۱۵۴ ..... ۳۸۹ نیز ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ ڈاکٹر سلیمان ساحب رحمہ اللہ) بر ''رشحات عین الحیات'' (۱: ۷۵ ..... ۷۴)۔

② بدھ کی شب کا آخری پہر ۹ رشوال ۸۸۲ھ (جنوری ۱۴۷۸ء۔

Marfat.com

واقعہ:

ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، پرانی مسجد کے شمال میں واقع حوض کے کنارے تشریف فرما تھے کہ ایک خادم (خواجہ ضیاء الدین) کو کاندھوں پر اٹھائے گھر سے باہر نکلا۔ اس وقت خواجہ ضیاء الدین کی عمر تقریباً پانچ برس کی ہوگی۔

جب وہ قریب پہنچا تو (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے مخاطب ہوکر) کہنے لگا کہ

''اے بابا (جامی رحمہ اللہ) میں نے خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کو نہیں دیکھا ہے۔''

اس پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تبسم کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ''بیٹے! تم نے انہیں دیکھا ہے لیکن وہ تجھے یاد نہیں پڑتا ہے۔''

پھر کہا: انہی ایام میں میں نے ایک شب خواب میں مشاہدہ کیا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اسی مقام پر تشریف فرما ہیں، اور مسجد کے شمال میں واقع ایک چھت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

میں حضرت ضیاء الدین کو ہاتھوں میں اٹھا کر ان کے پاس لے گیا۔ حضرت خواجہ نے ضیاء الدین کو میرے ہاتھوں سے اٹھا لیا، اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کر ایک بے حد سفید شے اس کے منہ میں ڈالی جس سے اس کا منہ بھر گیا بلکہ وہ شے زائد ہی تھی۔

تب انہوں نے بچہ میرے حوالے کر دیا اور میری آنکھ کھل گئی۔

مولانا جامی رحمہ اللہ نے یہ مذکورہ بالا واقعہ کتاب ''خرد نامہ اسکندری'' کے دیباچے میں حضرت خواجہ احرار کی مدح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ کے یہ تیسرے فرزند خواجہ ضیاء الدین یوسف رحمہ اللہ آپ کی زندگی کا سہارا بنے اور آپ کے وصال کے بعد عرصہ تک زندہ رہے یعنی تمام اولاد میں فقط یہی ایک فرزند باحیات رہے تھے۔[1]

④ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے چوتھے لڑکے کا نام ''خواجہ ظہیر الدین عیسیٰ'' تھا کہ جو خواجہ ضیاء الدین کی ولادت سے نو سال بعد متولد ہوئے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس لڑکے کی تاریخ ولادت یوں رقم فرمائی ہے:

ولادت فرزند ارجمند ظهير الدين عيسىٰ وقت الظهر من يوم الخميس خامس محرم سنه احدى وتسعين وثمانمائة انبتهٗ الله

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (خرد نامہ سکندری): ۹۱۹ / صاحبزادہ ضیاء الدین یوسف ۲۵ رشوال (۹۱۹ھ / ۱۵۱۳ء) کو فوت ہوئے۔
ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) ۱:۲۸۵!

Marfat.com

نباتاً حسناً رزقه سعادة الدارين محمدا وآله الطيبين الطاهرين"[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس لڑکے کی تاریخ ولادت و وفات پر دو قطعات تحریر فرمائے۔ ملاحظہ کیجیے:

قطعات:

قطعہ ۱:

شعر نمبر ۱:

فرزند ظہیر الدین . پنجم ز محرم
در منصف ظہر شد آرام دل ما

ترجمہ: "فرزند ظہیر الدین ۵ رمحرم بوقت ظہر ہمارے قلب کے سکون کا باعث ہوا۔"

شعر نمبر ۲:

جز ذلک عیسٰی نشر از غیب اشارت
جستیم چونامش ز رقم نامہ اسما

ترجمہ: "ماسوا اس کے اے عیسٰی (مولانا جامی رحمہ اللہ کے چوتھے بیٹے) آپ کا غیب سے کوئی اشارہ نہ ہوا کہ جب ہم نے اس کے نام کو تلاش کیا کہ ہم اس کے نام کو تحریر کریں (تو عیسٰی نام ہوا!)"

شعر نمبر ۳:

ملفوظ ز عیسٰی چو شمارند نہ مکتوب
تاریخ ولادت بودش ذلک عیسٰی

ترجمہ: "انہوں نے لفظ عیسٰی میں (نام کو) شمار کیا نہ کہ لکھنے میں! کہ اس کی تاریخ ولادت "وہ عیسٰی علیہ السلام" ہوئی۔"

۲۔اشعار

شعر نمبر ۱:

نور دیدہ ظہیر الدین کہ فتاد
دادن و بردنش بہم نزدیک

[1] ظہر، جمعرات کا دن، ۵ رمحرم (۸۹۱ھ/۱۴۸۶ء) تقریباً چالیس روز کی عمر پاکر یہ لڑکا بھی وفات پا گیا۔

Marfat.com

ترجمہ: ''فرزند ارجمند ''ظہیر الدین'' کیسے گر پڑا (یعنی مر گیا)؟ اور اس کا چلے جانا کس قدر نزدیک تھا؟ (یعنی جلد ہوا)؟''

اعزا و اقارب:

ا۔ بھائی:

یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایک بھائی ''مولانا محمد'' نام کے تھے کہ جن کے احوال وآثار، (مجالس النفائس) میں مندرج ہیں۔

بظاہر وہ بھی ارباب علم وفضل میں تھے، اور علوم ظاہریہ میں وقت کے احوال وظروف کے مطابق مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ راگوں اور علم موسیقی میں بھی انہیں مہارت تھی۔ چنانچہ جناب میر علی شیر نے ان سے یہ رباعی منسوب کی ہے:

اشعار: شعر نمبر ا:

این بادہ کہ من بے تو بلب می آرم
نے از پے شادی و طرب می آرم

ترجمہ: ''اے محبوب یہ بادہ جو کہ ہم آپ کے بغیر نوش کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ جام مَیں خوشی ومسرت کے سبب لبوں سے نہیں لگاتا چلا جاتا ہوں۔''

شعر نمبر ۲:

زلف سیہ تو روز من کردہ سیاہ
روز سیہ خویش بشب می آرم

ترجمہ: ''اے محبوب! کہ آپ کی سیاہ زلف نے ہمارے روز کو (غم کے باوصف) سیاہ کر ڈالا ہے کہ ہم اپنے روزِ سیاہ سے شب کو مبدل کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے بھائی ''مولانا محمد'' کی وفات حسرت آیات پر ایک مرثیہ بھی تحریر کیا ہے جس میں ان کی غزل پر تضمین بھی کی ہے۔

❁ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا انتقال بسال (۸۷۷ھ/ ۳۔۱۴۷۲ء) میں ہوا۔ ان کی قبر حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ کے مزار (ہرات) کے سامنے ہے۔ ①

① ملاحظہ کیجیے: ''مزارات ہرات'': برصفحہ ۱۱۰ متن اور ۵۵۔۵۶ (تعلیقات)

Marfat.com

۲۔ بہن:

حضرت مولانا عبداللہ ہاتفی جامی رحمۃ اللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے بھانجے لگتے تھے جس سے کہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کوئی بہن بھی تھیں۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

ہم انہیں سطور پر باب ۷ کو ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب:۸

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اسفار کا مختصر جائزہ

مثل مشہور ہے ''سفر وسیلہ ظفر''۔ اسفار کا سلسلہ قدیم ادوار سے چلا آتا ہے۔ مختلف اقوام وملل کے مابین اسفار کے روابط باہمی تاریخی وجغرافیائی۔ نیز علمی وثقافتی اقدار کو اجاگر کرنے میں مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ ایک سیاح اپنے اسفار کے دوران مختلف اقوام وملل کے ساتھ روابط کے دوران جو کچھ احوال و آثار کا مشاہدہ کرتا ہے وہ ان کا نہایت گہرا اثر لیتا ہے۔ چاہے کہ وہ اثر مثبت ہو یا منفی۔

قدیم اسلامی تاریخ کے ادوار میں ہم ابن جبیر اندلسی اور ابن بطوطہ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ کے اسفار کی روئیدادوں کو بہترین مذہبی، دینی، علمی وادبی وثقافتی اور تاریخی وجغرافیائی معلومات کا مخزن پاتے ہیں۔

دنیا میں بے شمار سفرنامے چھپتے چلے جاتے ہیں اور ان کی روئیدادوں سے معلومات افزا حالات و واقعات سے روشناس کا پہلو نکلتا چلا جاتا ہے۔

چنانچہ علمی وادبی روابط کا بہترین سلسلہ ہمیں اسلامی تاریخ کے قدیم ادوار سے لے کر آج بھی نہایت وسیع طور پر نظر آتا ہے۔ مسلم قوم نے طالب علم کے اسفار کے سلسلہ میں بہترین نظائر وامثلہ پیش کی ہیں۔

مختصر یہ کہ ہمارے صاحب سوانح حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے حالات زندگی میں بھی اسفار کا ایک قابل لحاظ سلسلہ نظر آتا ہے۔

یہ وہ اسفار ہیں کہ موقع کی مناسبت سے ہم یہاں پر ان کا ذکر کرنا مناسب جانتے ہیں تا کہ قارئین کرام کو اس بات کا بخوبی طور پر علم ہو سکے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی زندگی بھی کامل طور پر جدوجہد وسعی وعمل سے عبارت تھی۔

اور ایک عبقری (ذہین وفطین) انسان ہونے کے باعث آپ رحمۃ اللہ نے علمی وادبی ومذہبی وثقافتی طور پر اسفار کے یہ مراحل سرانجام دیئے اور پھر ان اسفار کے دوران آپ رحمۃ اللہ کے ساتھ کیسے کیسے حالات وواقعات پیش آتے چلے گئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ نے ان حالات وواقعات سے کیا کیا تجربات اخذ کیے!

تو ان اسفار کے حالات وواقعات کا مطالعہ قارئین کرام کے لیے یقیناً خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے!

Marfat.com

تذکرے اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اسفار کے احوال وآثار:

ہم یہاں پر تذکروں کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اسفار کو درج ذیل تاریخی ترتیب سے بدیں طور پر پیش کر سکتے ہیں:

① آپ رحمہ اللہ کا بچپن کے زمانے میں اپنے والد محترم احمد بن محمد دشتی رحمہ اللہ کے ہمراہ جام سے ہرات آنا ہوا اور آپ حضرت خواجہ علی سمرقندی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔

② عالم جوانی میں بعہد شاہ رخ (۸۱۷-۸۵۰) آپ کا ہرات سے سمرقند جانا ہوا۔

③ سمرقند سے ہرات میں آپ کا واپس چلے آنا، اور حضرت علاء الدین قوشجی رحمہ اللہ سے آپ کی ملاقات اور آپ کا اکتساب علم۔ چنانچہ آپ اسی سفر میں حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ کے معتقد ہوئے۔

④ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کی زیارت وملاقات کی خاطر آپ کا ہرات سے مرو تک کا سفر فرمانا۔

⑤ بسال (۸۷۰ھ/ ۱۴۶۵ء) حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ سے زیارت وملاقات کی خاطر آپ کا دوبارہ سمرقند جانا۔

⑥ بسال (۸۷۷۔۷۸ھ/ ۷۲۔۱۴۷۴ء) آپ کا خراسان سے حجاز تک کا سفر نیز دوران سفر راستے میں ہمدان، کردستان، بغداد، کربلا، نجف، مدینہ، مکہ، دمشق، حلب اور تبریز سے گزرتے ہوئے براستہ خراسان واپسی۔[1]

حاشیہ بتفصیل ذیل:

☆ ہرات سے روانگی ..... ۱۶ ربیع الاول بسال (۸۷۷ھ/ ۲۱ اگست ۱۴۷۳ء)

☆ بغداد میں آمد..... اواسط جمادی الآخر

☆ دجلہ کا نظارہ..... نصف شوال

☆ دجلہ سے قافلہ کی روانگی ..... ۲۰ شوال

☆ نجف سے روانگی ..... ۱ رذیقعدہ

☆ مدینہ منورہ میں آمد..... ۲۲ ر..... ۳۰ رذی قعدہ

☆ مکہ مکرمہ میں آمد..... ۶ رذی الحجہ

☆ شام کا سفر..... ۱۵ رذی الحجہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) : ۲۶۴!

Marfat.com

☆ دوبارہ مدینہ منورہ میں آمد..... ۲۵ر ذی الحجہ

☆ مدینہ منورہ سے روانگی..... ۲۷ر ذی الحجہ

☆ دمشق میں آمد..... محرم کے آخری عشرہ کے وسط میں بسال (۸۷۸ھ)

☆ دمشق سے خراسان روانگی..... ۴ر ربیع الاول

☆ حلب میں آمد..... ۱۲ر ربیع الاول

☆ حلب سے قلعہ بیر روانگی..... ۲۰ر ربیع الثانی

☆ تبریز میں آمد..... ۲۴ر جمادی الاول

☆ خراسان کو روانگی..... ۶ر جمادی الثانی

☆ ورامین سے ایک منزل پہلے..... رجب ر کا چاند نظر آنا۔

☆ واپس ہرات پہنچنا..... جمعہ ۱۸ر شعبان ۸۷۸ھ (۳ر جنوری ر ۱۴۷۴ء)

حضرت مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے سفر حجاز کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

> درآخرین اوقات ایشان را جذبہ ای روی نمودہ است و کیفیت رسیدہ اند آنجا ایشاں را اقامتی شدہ و دغدغہ صحبت حضرت مخدوم (سعد الدین) وشوق دیدار مبارک حضرت ایشان غالب گشتہ، عنان عزیمت یافتہ اندو بصحبت آن حضرت شتافتہ[1]

ترجمہ: ''آخری اوقات میں آپ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) کو اس (سفر حجاز) کا جذبہ نمودار ہوا، اور ایک عظیم دل گرفتگی کی کیفیت سی طاری ہوگئی۔ تو آپ نے توجہ کو کعبہ و قبلہ کی جانب مبذول فرمایا۔ حتی کہ آپ ''کوسو'' تک پہنچ گئے۔ آپ وہاں پر اقامت پذیر ہوئے ہی تھے کہ آپ کو حضرت مخدوم (سعد الدین رحمۃ اللہ) کی صحبت کے لیے تشویش خاطر لاحق ہوگئی، اور حضرت ایشان کے دیدار مبارک کا شوق دامن گیر ہوا۔ (چنانچہ) عزم بالجزم ہوگیا، اور آن حضرت کی صحبت کے لیے دوڑ پڑے (یعنی مستعد ہوگئے)!''

⑦ بسال: (۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ء) میں فاراب، تاشقند میں حضرت خواجہ عبید اللہ کی ملاقات اور صحبت کی خاطر تیسرا سفر۔

---

① تکملہ حواشی نفحات الانس۔ از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمۃ اللہ صفحہ ۱۴!

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا مذکورہ بالا چھٹا سفر سب سے اہم اور طویل سفر تھا۔ چنانچہ اس طویل سفر میں آپ کو کئی حوادثات اور واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ اس سفر کی روئیداد کو جناب فخر الدین علی رحمۃ اللہ نے (رشحات عین الحیات) میں درج ذیل طور پر بیان کیا ہے کہ

روداد سفر:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ماہ ربیع الاول کے وسط سن (۸۷۸ھ) میں حجاز کے سفر مقدس پر نکلے، جب وہ اس سفر کی تیاری میں مصروف تھے تو (بدیں حال) خراسان کے احباب نے آپ سے یہ سفر منسوخ کرنے کی درخواست کی اور یوں کہنے لگے کہ

"روزانہ آپ رحمۃ اللہ کی بدولت غریبوں کے کئی کام سنورتے ہیں اور جو مشکلات شاہی دربار میں آپ کی سفارش سے حل ہوتی ہیں، خود اس کا ثواب ایک پیدل حج سے کم نہیں ہے۔"

اس پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے خوش طبعی سے جواب دیا کہ

"ہم پیدل حج کرتے کرتے تھک چکے ہیں۔ اب ایک حج مع سواری بھی ہو جائے۔ چنانچہ آپ ہرات سے نکلے اور نیشاپور ہیز دار بسطام، دافعان، سمنان اور قزوین سے ہوتے ہوئے ہمدان پہنچ گئے۔"

چنانچہ ہمدان کے حاکم شاہ منو چہر نے آپ رحمۃ اللہ کے استقبال میں نہایت درجہ خلوص اور نیاز مندی کا مظاہرہ کیا۔

اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو ان کے قافلے سمیت تین شب اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کے اعزاز میں شاہی ضیافتیں منعقد کیں۔

اپنے ملازمین متعلقین کی ایک کثیر جماعت ان کے ہمراہ روانہ کی۔ ان لوگوں نے مولانا جامی رحمۃ اللہ کا قافلہ بحفاظت کردستان سے گزار کر بغداد کی سرحد تک پہنچایا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ یکم جمادی الآخر کو بغداد میں داخل ہوئے، اور چند دنوں بعد امیر المؤمنین امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی غرض سے حلہ روانہ ہو گئے۔

چنانچہ جب آپ کربلائے معلیٰ پہنچے تو یہ غزل تحریر فرمائی:

کر دم زدیدۂ پائے سوئے مشہدِ حسین رضی اللہ عنہ
ہست ایں سفر بمذہب عشاق فرضِ عین

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم نے مشہد حسین رضی اللہ عنہ کی جانب اپنی دیدہ کو فرش راہ کر دیا ہے کہ یہ سفر عشاق کے مذہب میں فرض عین ہے۔''[1]

افسوسناک واقعہ:

ان دنوں میں جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ روافض کی شورش تھی کہ انہیں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' کے بعض اشعار پر اعتراض تھا۔

ہوا یوں کہ جام کا ''فتمی'' نامی ایک شخص جو محض پڑھنے کی سدھ بدھ رکھتا تھا، اور سالہا سال سے آستانہ حضرت مخدوم (مولانا جامی رحمہ اللہ) کا خادم چلا آتا تھا اس سفر میں[2] حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ہمراہ تھا۔ ایک دن (محض) کچھ نفسیاتی خواہشات کی بناء پر اس کی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایک خادم سے تلخ کلامی ہوگئی اور بات بڑھتے بڑھتے ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ فتمی اپنی نہایت گندی طبیعت اور کثیف فطرت کے سبب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت سے الگ ہو کر اپنے ہم جنس اور ہم ذوق روافض سے جا ملا اور اپنا بوریا بستر بھی وہیں لے گیا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''سلسلۃ الذہب'' کے دفتر اول میں قاضی عضدر رحمہ اللہ کی بعض کتب سے ایک تمثیل نقل کی ہے کہ

اکثر لوگ عبادت کے وقت (خدا کی بجائے) کسی موہوم شے کے خیال میں گرفتار ہوتے ہیں۔

فتمی نے اس تمثیل کے ابتدائی اور آخری اشعار چھوڑ کر درمیان سے چند ایسے اشعار لے لیے جو اس فرقہ کے عقائد کا ماحصل ہیں؛ اور پھر روافض کو دکھائے۔

چنانچہ، ایک بے حد متعصب رافضی نے اس فتنہ کو ہوا دینے کے لیے چند اشعار از خود بنا کر ان کے ساتھ لگا دیئے۔ اس طرح قرب وجوار کے غالی اور جاہل رافضیوں کو ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا، اور وہ اشاروں اور کنایوں سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے قافلہ کے لوگوں کو شر انگیز باتوں سے چھیڑنے لگے۔

آخر کار ایک روز بغداد کے وسیع مدرسے میں ایک عظیم مجلس منعقد ہوئی کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے شرکت کی۔ حنفی اور شافعی ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ مدمقابل ''حسن بیگ'' کا بھتیجا مقصود بیگ اور ''حسن بیگ'' کا سالہ خلیل بیگ، جو کبھی بغداد کے حکمران رہے تھے، ترکمان امرا کے پہلو میں براجمان ہوئے۔ بغداد کے عوام مدرسہ کی چھت پر چڑھ گئے۔

---

[1] رشحات عین الحیات ۱:۲۵۵ .....۲۵۶ میں مکمل غزل کا اندراج کیا گیا ہے۔ ازاں بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی دوبارہ بغداد چلے آئے۔

[2] فرض عین جیسے نماز، روضہ اور فرض کفایہ جیسے نماز جنازہ یا کنواں مدرسہ بنانا۔

Marfat.com

کتاب ''سلسلۃ الذہب'' سامنے لائی گئی، اور سب کے سامنے ''سیاق وسباق'' کے ساتھ حکایت کا مضمون پڑھا گیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے خوشی سے فرمایا کہ جب ہم نے ''سلسلۃ الذہب'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادِ بزرگوار رضی اللہ عنہم کی تعریف کی تو ہم خراسان کے سنیوں سے خوفزدہ تھے۔ مبادا وہ ہمیں رافضی خیال کریں۔

لیکن ہمیں کیا علم تھا کہ ہم بغداد میں رافضیوں کی ایذا کا شکار ہو جائیں گے۔

جب حاضرینِ مجلس حکایت کے مضمون سے کماحقہ آگاہ ہوئے تو انگشت بدنداں رہ گئے اور یک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ اس امت میں سے ہرگز کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف اس خوبی سے بیان نہیں کیے اور ان کے مناقب میں ایسا مبالغہ نہیں کیا۔

پھر حنفی رحمۃ اللہ اور شافعی رحمۃ اللہ قاضی القضاۃ نے وہاں موجود دیگر اکابر سمیت اس حکایت کی صحت پر صاد کیا۔ اس کے بعد انہی قاضیوں اور اکابر کے روبرو ''روافض'' کے سرغنہ نعمت حیدری سے پوچھا گیا کہ تم شرعی نقطہ نظر سے بات چیت کرنا چاہتے ہو یا طریقت کی بنیاد پر؟ وہ بولا: دونوں طرح سے!

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے فرمایا پہلے اٹھو اور شرعی حکم کے مطابق مونچھوں کے بڑھے ہوئے وہ بال درست کرو جو مدت سے تم نے نہیں کٹوائے۔

ادھر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یہ بات کہی ادھر ''شیروان'' کے بعض لوگ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی حمایت کے لیے اس مجلس میں آئے بیٹھے تھے۔ لپکے اور نعمت حیدری کو گھیر لیا، اور قینچی پہنچتے پہنچتے اس کی آدھی مونچھیں عصا پر رکھ کر چھری سے کاٹ ڈالیں اور باقی قینچی سے کاٹ ڈالیں جب اس کی مونچھیں تمام کٹ چکیں تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے فرمایا:

''چونکہ یہ کام تو نے اپنے ہاتھوں سے (اپنی مرضی سے) انجام نہیں دیا ہے۔ بدیں سبب تو اہل طریقت کی نظر میں از روئے طریقت مردود ہے، اور لباس فقیر تم پر حرام ہے۔ لہٰذا اب تمہیں ضرورت کے مطابق شیخ وقت کے پاس جانا چاہیے تاکہ وہ تیرے حق میں فاتحہ وتکبیر پڑھے۔ (کیا تم جانتے ہو کہ) اہل طریقت کے قاعدے کے مطابق اس شیخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کچھ مدت کربلا میں رہ کر سادات سے تکبیر کا اذن لے کر واپس مجادلہ پر آئے۔''

پھر نعمت حیدری کو سامنے لایا گیا۔ جس نے ''سلسلۃ الذہب'' پر بعض لغو اشعار کا الحاق کیا تھا اور دشمنی اور تعصب میں پیش کیا تھا؛ اسے برا بھلا کہا گیا۔

Marfat.com

حکام نے بھی اسے ملامت کی۔ پھر اسی مجلس میں اسے ٹوپی پہنا کر بطور سزا و تشہیر گدھے پر الٹا سوار کر کے عوام وخواص کے سامنے بغداد کے بازار میں اور شہر کے اردگرد گھمایا پھرایا گیا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ان واقعات اور اہل بغداد کی اس اذیت رسانی پر یہ غزل تحریر کی:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بکشای ساقیا بلب شط سر سبوی
وز خاطرم کدورت بغداد یان بشوی

ترجمہ: ''اے ساقی! سبو کے منہ کو ذرا لب کے ساتھ کھینچ کر لگا دے کہ آپ ہماری خاطر اہل بغداد کی کدورت مٹا ڈالیے۔''

شعر نمبر ۲:

مہرم بلب نہ از قدح می کہ ہیچکس
ز زنہای این دیار ز نیرزد بگفتگوی

ترجمہ: ''ہم مہر بلب (خاموش) ہیں۔ جام مے کے لیے نہیں! کہ اس دیار کے لوگوں میں سے کوئی بھی ہم سے گفتگو کی سکت نہیں رکھتا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

از ناکساں وفا و مروت طمع مدار
وز طبع دیو خاصیت آدمی مجوی

ترجمہ: ''آپ ہر کس وناکس سے وفا ومروت کی خواہش نہ رکھیے اور شیطان کی طبیعت سے آدمی کی خاصیت (خصلت) نہ ڈھونڈیے۔''

شعر نمبر ۴:

در راہ عشق زہد و سلامت نمی خرند
خوش آنکہ با جفا و ملامت گرفت خوی

ترجمہ: ''عشق کی راہ میں زہد وسلامت نہیں خریدا کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جفا اور ملامت کے سبب سے آپ یہ عادت اختیار کیجیے۔''

Marfat.com

شعرنمبر۵:

عاشق کہ نقب زد پنہاں خانہ وصال
دارد فراغتی زنفیر سگاں کوی

ترجمہ: ''ایک عاشق (محبوب کے) خانہ وصال میں پوشیدگی میں نقب زنی کرتا ہے کہ جب وہ گلی (کوچہ) کے کتوں کے غل غپاڑے سے فراغت رکھتا ہے۔''

شعرنمبر۶:

بیرنگی است و بی صفتی وصفِ عاشقاں
ایں شیوہ کم طلب ز اسیرانِ رنگ و بوی

ترجمہ: ''اہلِ عشق میں بے رنگی اور بے صفتی (یعنی بے نفسی) ہوا کرتی ہے کہ آپ ابنائے زمانہ سے یہ دستور مت طلب کیجیے۔''

شعرنمبر۷:

جامی! مقام راست روان نیست این زمین
برخیز! تانہیم بخاک حجاز روی

ترجمہ: ''اے جامی! یہ سرزمین (یعنی بغداد) راست بازوں کی نہیں ہے آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ اپنے چہرہ کو خاکِ حجاز میں رکھ دیجئے۔''[1]

سُوئے حجاز:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ چار ماہ کی مدت تک بغداد اقامت پذیر رہے، اور اسی سال میں عیدالفطر کے بعد حجاز کو روانہ ہو گئے۔

دیارِ حبیب ﷺ میں:

پھر آپ نے مدینۃ النبی ﷺ کا رخ کیا اور آنحضرت ﷺ کی نعت میں ایک ''ترکیب بند'' تحریر کیا جس کا مطلع یہ ہے:

شعرنمبر۱:

محمل رحلت مبند! ای ساربان کز شوق یاد
میکشد ہر دم برویم قطرۂ ہای خون قطار

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) (پژمان): ۸۰-۲۷۹۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے ساربان! سفر کے محمل کو باندھ دیجئے! کہ یار (محبوب سے ملاقات کا) شوق ہر لمحہ ہمیں کھینچے لیے چلا جاتا ہے۔ اس حال میں کہ ہم زار وقطار اشک خون (قطرہ ہائے خون) مسلسل بہائے چلے جاتے ہیں۔''[1]

شہر نجف میں:

شوال کے آخر میں قبلہ عزت وشرف، حریم حرمت شہر نجف پہنچے، اور اس متبرک ومبارک مقام پر یہ غزل تحریر فرمائی۔

شعر نمبر ۱:

قد بدأَ مَشْهَدَ مَوْلَایَ اَیْنِخُوَ اَجملی
که مشاہد شد ازآن مشهدم انوار جلی

ترجمہ: ''ہمارے آقا (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا مشہد حسب دلخواہ ان تمام خوبیوں کے ظاہر ہو چکا ہے کہ اس (دیار) میں ہمارے مشاہدہ میں انوارِ جلی (ظاہری انوار) آچکے ہیں۔''[2]

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی منقبت میں قصیدہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو چکے تو آپ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ایک قصیدہ تحریر فرمایا، جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

أَصْبَحْتُ زَائِراً لَّكَ يَا شَحْنَةَ النَّجَفِ
بهر نثار مرقد تو نقد جاں بکف

ترجمہ: ''اے شحنۃ النجف! (شاہ نجف) ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مرقد (مزار) پر نثار کرنے کے لیے جان کی پونجی ہتھیلی پر رکھ کر لایا ہوں۔''[3]

حضرت سید شرف الدین محمد لیث نقیب رحمہ اللہ کی جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا استقبال:

تاریخ حبیب السیر میں جناب اخوند میر تحریر کرتے ہیں کہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش): ۷۲!

[2] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب صفی الدین علی صاحب رحمہ اللہ بر صفحات: ۲۵۹ ـ ۲۶۰! میں یہ غزل بتمام وکمال موجود ہے۔ نیز ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش): ۱۰۹۔

[3] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش): ۱۸!

Marfat.com

''سید شرف الدین محمد لیث نقیب رحمۃ اللہ نے جو اس وقت اس علاقے کے سید السادات اور نقیب النقباء تھے۔ اپنی اولاد و احفاد[1] اور دوسرے اکابر سمیت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا استقبال کیا، اور آدابِ تعظیم و توقیر بجا لائے، تین دن اور تین رات ان کی شاندار مہمانداری کی اور ان کی شایانِ شان خاطر مدارت بجالاتے رہے۔

ذیقعدہ ر کا چاند نظر آیا تو حضرت مخدوم (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) اپنے قافلے سمیت صحرا میں داخل ہوئے اور مدینۃ النبی کا رخ کیا۔ راستے میں معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ایک قصیدہ تحریر فرمایا کہ جس کا پہلا شعر درج ذیل ہے:

بانگِ رَحیل از قافلہ برخاست خیز ای سارِبان
رَختم بنہ بر راحلہ آہنگ رحلت کن رَوان

ترجمہ: ''اے ساربان! آپ اٹھ کھڑے ہوجایئے کہ قافلے کی روانگی کی صدائے جرس[2] آنے لگی ہے کہ آپ ہمارے رخت سفر کو سواری پر رکھ دیجئے، اور ارادۂ سفر کر لیجئے گا۔''

جبکہ اس قصیدہ کا دوسرا مطلع درج ذیل ہے:

یارب! مدینہ است این حرم کز خاکش آید بوی جان
یا ساحتِ باغ ارم یا عرصہ روض الجنان!

ترجمہ: ''اے رب! مدینۃ النبی وہ حرم ہے کہ اس کی خاک سے جان کی خوشبو (یعنی محبت کی خوشبو) آتی ہے کہ یا تو باغ جنت کا میدان ہے؟ یا پھر روضۃ الجنان کا صحن ہے؟''

بائیس روز کے بعد یہ قافلہ مدینہ پہنچا اور آنحضرت ﷺ کے روضہ مقدسہ کی زیارت سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ دس روز کے سفر کے بعد ماہ ذی الحجہ ر کے اوائل میں یہ لوگ مکہ پہنچ گئے۔

چنانچہ حرم میں پندرہ روز قیام کیا۔ مناسکِ حج ادا کیے اور پھر دوبارہ مدینہ چلے گئے۔ روضہ نبوی ﷺ کی دوبارہ زیارت کی اور اس وقت یہ غزل تحریر کی:

بکعبہ رفتم وز آنجا ہوای کوی تو کر دم
جمال کعبہ تماشا بیاد روی تو کردم

ترجمہ: ''ہم کعبہ چلے گئے اور اس جگہ ہم نے آپ ﷺ کے کوچہ کی رہ نوردی کی تمنا کی کہ جمال کعبہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کے نظارہ کی یادیں تازہ کر دیں۔''

---

[1] احفاد = حفد کی جمع ہے، یعنی پوتے نواسے وغیرہ۔
[2] جرس = عربی لفظ بمعنی گھنٹی

Marfat.com

شام کا سفر:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ روضہ نبوی ﷺ کی زیارت سے شادکام ہو چکنے کے بعد شام روانہ ہو گئے، اور دمشق میں پینتالیس روز قیام کیا۔ وہاں قاضی محمد خیضری رحمہ اللہ سے ملاقاتیں رہیں کہ جو اس علاقہ کے قاضی القضاۃ اور مُحَدِّثِ روزگار تھے۔

سماعت حدیث وسند حدیث اور زعما سے ملاقاتیں:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ان (قاضی محمد خیضری رحمہ اللہ) سے احادیث کی سماعت کی اور سند حدیث حاصل کی۔ جتنے روز جامی رحمہ اللہ وہاں مقیم رہے۔ جناب قاضی صاحب رحمہ اللہ نے وہ مہمان نوازی کی کہ باید وشاید کسی نے کی ہو۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ حلب میں:

ازاں بعد! حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ حلب روانہ ہو گئے۔ حلب پہنچنے پر سادات ائمۃ اور قضاۃ نے مختلف اقسام کے تحائف وہدایا پیش کیے۔

قیصر روم کی جانب سے ہدیہ اور روم آنے کی دعوت:

ادھر قیصر روم کو بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ خراسان سے حجاز آئے ہوئے ہیں۔ اس نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دیرینہ خادم (خواجہ عطاء اللہ قرامانی رحمہ اللہ) کو اپنے خواص اور پانچ ہزار اشرفی نقد اور ایک لاکھ اشرفی موعود سمیت جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا، اور ان سے بڑی نیاز مندی سے التماس کی کہ

''آں جناب چند روز مملکتِ روم پر بھی اپنا سایہ التفات ڈالیں اور اہل روم کو اپنے قدوم شریف سے نوازیں۔''

اتفاق یہ ہوا کہ اس سے قبل کہ قیصر روم کے نمائندے دمشق پہنچ پاتے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بحکم خداوندی، دمشق سے حلب جا چکے تھے۔ جب شاہی نمائندے دمشق پہنچے تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو نہ پا کر بے حد مایوس ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ابھی حلب ہی میں مقیم تھے کہ دمشق سے خبر پہنچی کہ قیصر کے آدمی انہیں لینے آئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اس خیال سے کہ کہیں وہ لوگ حلب پہنچ کر اور منت وزاری کر کے انہیں ساتھ نہ لے جائیں۔ حلب میں مزید رُکے بغیر تبریز چلے گئے۔

---

① جن کا تشریف آوری پر وعدہ کیا گیا تھا۔

Marfat.com

راستے میں چونکہ رومی اور آذربائیجانی فوجوں کی لڑائی کے سبب انقلاب واضطراب کی کیفیت تھی۔ اس لیے حلب کے ترکمان حکمران محمد بیگ نے جس کو حسن بیگ سے بھی قرابت داری تھی؛ اس حسن عقیدت اور کمال خلوص کی بنا پر جو اسے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے تھا۔ تین سو سواروں کا دستہ اپنے اقربا اور درباریوں سمیت ان کے قافلے کے ساتھ روانہ کیا کہ جو انہیں کردستان اور دیگر خطرناک مقامات سے بحفاظت گزار کر تبریز پہنچا آیا۔

تبریز میں آپ رحمہ اللہ کا استقبال:

جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تبریز پہنچے تو حسن بیگ کے قریبی ندما (ندیم کی جمع، بمعنی دوست) قاضی حسن، مولانا ابوبکر تہرانی رحمہ اللہ اور درویش قاسم شغادل نے شہر کے دوسرے امرا اور عمائدین کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ مختلف خوبصورت مقامات سے گزار کر شہر لائے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے حسن بیگ سے ملاقات کی۔ وہ بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ساتھ بڑے ادب کے ساتھ پیش آیا، اور ازاں بعد شاہی تحائف نذر کیے۔ اس نے بڑی نیاز مندی کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے مزید قیام کی درخواست کی۔ مگر آپ رحمہ اللہ اپنی معمر والدہ کی خدمت کا بہانہ بنا کر خراسان روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہرات میں:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ جب ہرات پہنچے تو مرزا سلطان حسین مرو میں تھا۔ جب اسے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی واپسی کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے اپنے چند خاص معتمدین کو تحائف دے کر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا، اور ساتھ ہی ایک مکتوب بھی دیا کہ جس سے شاہ کا وافر اخلاص و نیاز ٹپکتا ہے۔

اس نے اپنا مذکورہ بالا مکتوب درج ذیل شعر سے شروع کیا۔

شعر نمبر ۱:

اَهْلًا بِمَقْدَمِكَ الشَّرِيفِ فَاِنَّهٗ
فَرْحُ الْقُلُوْبِ وَنُزْهَةُ الْاَفْكَارِ

ترجمہ: ''آپ کے قدوم میمنت لزوم فرمانے پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، پس بیشک آپ کے قدوم میمنت لزوم فرمانے پر قلوب کی فرحت اور افکار کی دعوت ہے۔''

Marfat.com

جناب میر علی شیر صاحب نے خمسۃ المتحیرین میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی واپسی اور سلطان اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مابین ہونے والی رباعی کے تبادلے کا بدیں الفاظ ذکر کیا ہے۔

جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سفر مکہ سے واپس آئے تو سلطان بلخ میں تھا۔ اس نے تہنیت نامہ دے کر ایک قاصد ان کی خدمت میں روانہ کیا۔ تاکہ ان کی سلامتی کی خبر لائے، اور ساتھ یہ رباعی تحریر کر کے دی:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

انصاف بدہ! ای فلک مینا قام
تاز این دو کدام خوب تر کرد خرام

ترجمہ: ''اے نیلگوں آسمان! انصاف کیجیے۔ اس وقت کہ ہم دولھوں کے لیے چہل قدمی کر سکیں۔''

شعر نمبر ۲:

خورشیدِ جہانتاب تو از جانبِ صبح
یا ماہِ جہاں گرد دفن از جانبِ شام

ترجمہ: ''اے آفتاب جہان کو روشن کرنے والے! کہ آپ طلوع ہوا چاہتے ہیں یا پھر جہاں کے گرد رواں دواں ماہتاب ہیں، اور ہم تو غروب کے قریب ہیں۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس مذکورہ بالا رقعہ کے جواب میں ایک تفصیلی خط تحریر کیا کہ جس میں درج ذیل جوابی رباعی تحریر فرمائی۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

باکلک تو گفت نامہ کای گاہِ خرام
ضد تحفہ خوش بردم آوردہ ز شام

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) ۱: ۲۶۳! میں یہ رباعی، جناب میر علی شیر صاحب رحمہ اللہ کی جانب منسوب ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ رحمہ اللہ نے قلم کے نیزہ سے نامہ (خط) تحریر فرمایا ہے کہ آپ کبھی قدم رنجہ فرمائی کیجیے! کہ ہم صد تحفہ لیے آتے ہیں کہ جو آپ کے لیے خوش کن ہیں، اور ہم یعنی شام سے تیار بیٹھے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

گر پای تو درمیان بنا شد، نرسد
مہجو ران راز جانب دوست پیام

ترجمہ: ''اگر آپ کی خاطر شاملِ حال نہ ہوتی! تو پھر غم زدوں کو دوست کی جانب سے پیام نہ ملتا۔''

❁ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''سفر حجاز'' سے واپسی پر ایک غزل تحریر فرمائی کہ جس کے درج ذیل اشعار سے آپ کے دلی جذبات کا بخوبی طور پر اندازہ ہوسکتا ہے:

شعر نمبر ۱:

لِلّٰہ الحمد! کہ بعد از سفر دور و دراز
میکنم بارِ دگر دیدہ بدید از تو باز

ترجمہ: ''شکر بخدا! کہ دور و دراز سفر (یعنی بعد مسافت) کے بعد! کہ ہم از سر نو آپ کے دیدار کے لیے آنکھوں کو وا کرتے ہیں۔''[1]

ہم انہیں سطور پر باب ۸ کو ختم کرتے ہیں۔

حاشیہ متعلقہ باب ۸:

اس باب ۸ کے گزشتہ صفحات میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے استاد حدیث ''حضرت مولانا قطب الدین محمد بن محمد خیضری رحمہ اللہ'' کا ذکر آیا ہے تو ملاحظہ ہو کہ

''حضرت قطب الدین محمد بن محمد خیضری رحمہ اللہ (۸۲۱ھ - ۸۹۴ھ / ۱۴۱۸ء - ۱۴۸۹)
محدث، حافظ، اصولی، فقیہہ، مؤرخ اور ماہر انساب تھے، اور ان موضوعات پر ان سے کئی کتابیں یادگار ہیں۔''[2]

ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) گنج بخش ۱۱: ۳۰۱۔
[1] ملاحظہ کیجیے: (معجم المؤلفین) ۱۱: ۲۳۷ - ۱۲۳۸

Marfat.com

حصہ دوم

Marfat.com

باب:۹

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا عہد اور سیاسی ماحول

ہلاکو خان اور چنگیز خان کے فتنہ ''تاتار'' کے بارے میں جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

''منگولیا کے وسیع جنگل اور میدان جو عام طور پر چینی ترکستان کہلاتے ہیں اور جو فرغانہ کی مشرقی حدود سے دریائے آمور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں آج کی طرح اس زمانے میں بھی خانہ بدوش وحشی قبائل رہتے تھے۔ ان کے نام اگرچہ مختلف تھے مگر وہ تھے ایک ہی نسل کے۔''

عبداللطیف کہ جس نے مہذب دنیا میں ان وحشیوں کی لوٹ مار اور قتل وغارت کو بچشم خود دیکھا ہے۔ لکھتا ہے کہ

''ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح لڑتی ہیں۔ ان کا مقبول ہتھیار تیر اور مرغوب کھانا گوشت ہے۔ ان کے ظلم کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں۔ مشکوں پر یا گھوڑوں کی دم پکڑ کر تیرتے ہوئے دریاؤں کو عبور کر جاتے ہیں۔ تکان کو وہ جانتے ہی نہیں ہیں نہ موت سے ڈرتے ہیں اور نہ کسی پر رحم کرتے ہیں۔''[1]

منگولیا کے ان وحشی قبائل میں سیاسی اتھل پتھل کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی کا دور ہے کہ یہ وحشی قبائل، چنگیز خان کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔

چنانچہ آیندہ چل کر بلخ وبخارا، بغداد، شام اور مصر وایران کے وسیع علاقے ''مغولان چنگیزی'' کی چیرہ دستیوں کی زد میں بری طرح آگئے اور اس کے سبب سے ان علاقوں میں قدیم مقتدر حیثیات تہہ وبالا ہو کر رہ گئیں۔ بہرکیف اسلامی دور کی تاریخ کا یہ عہد انتہائی المناک اور افسوس ناک ہے اور اس سیاسی ہولناک تباہی نے اسلامی تہذیب وتمدن، علم وادب اور ثقافت وکلچر کو کافی حد تک تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ اسلام) از جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ عباسی خلیفہ مستنصر باللہ زمانہ خلافت کے حالات بسال (۶۲۳ھ - ۶۴۰ھ سے ۱۲۲۶ء - ۱۲۴۳ء تک) برصفحہ ۳۵۷ / ۳۵۸ وغیرہ۔

Marfat.com

جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''مغلوں کے حملوں نے وسط ایشیا کی علمی زندگی کا بالکل استیصال کر دیا۔ ایران ومغربی ایشیا اگرچہ بتدریج اس مصیبت وتباہی کی گھٹا سے نکل آئے۔ مگر بخارا اور سمرقند کبھی سنبھل نہ سکے۔ وسط ایشیا اور ایران کو تباہ و برباد کر کے چنگیز خان اپنے جنگلوں کی طرف چلا گیا جہاں بعد ازاں وہ آخرت کو چل بسا۔''①

آیندہ چل کر تاتاری ''دین اسلام'' کی جانب جب مائل ہو گئے تو پھر ان شاہی خاندانوں کی نسلیں سرزمین ایران وغیرہ پر حکمران ہوتی چلی گئیں تفصیلات کے لیے متعلقہ کتب تواریخ کو ملاحظہ کیجیے۔

❁ نویں صدی ہجری/ پندرہویں صدیں عیسوی کے آخری دور میں جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ہرات میں ایام حیات کو بسر کر رہے تھے تو ان احوال وظروف کے باوصف کہ جو اس دور کا طرہ امتیاز تھا۔ ایران کی سرزمین سیاسی طور پر دو حصوں میں منقسم ہو کر رہ گئی تھی، اور پھر ان ہر دو حصوں پر دو مختلف ''شاہی خاندان'' حکمران تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تیموری سلاطین میں سے سلطان شاہرخ (۸۰۷ھ - ۸۵۰ھ) بمطابق (۱۴۰۵ء - ۱۴۴۶ء) کا کچھ زمانہ پایا ہے۔

ازاں بعد! مرزا ابوالقاسم بابر زمانہ (۸۵۶ھ - ۸۶۰ھ) بمطابق (۱۴۵۲ء - ۱۴۵۶ء) اور مرزا ابو سعید گورگان رحمۃ اللہ (۸۶۰ھ - ۸۷۳ھ) بمطابق (۱۴۵۶ء - ۱۴۷۹ء) کا عہد حکومت وسلطنت مکمل طور پر دیکھا۔

سلطان حسین بایقرا (۸۷۳ھ - ۹۱۱ھ/ ۱۴۶۹ء - ۱۵۰۶ء) کا بھی تقریباً سارا دور حکومت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ایام حیات میں گزرا۔

چنانچہ اسی طرح ایران کے مغرب اور جنوب میں اول اول تو ''قراقوینلو'' ترکمان حکمران رہے۔ ازاں بعد آق قراقوینلو ترکمان برسر اقتدار آ گئے۔

❁ ہر دو حکومتوں کا دارالحکومت تبریز تھا۔ ان حکمرانوں میں سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ درج ذیل سلاطین کے ہم عصر تھے۔

① جہان شاہ قراقوینلو، زمانہ حکومت (۸۴۱ھ - ۸۷۲ھ/ ۳۸ - ۱۴۳۷ء - ۶۷ - ۱۴۶۸ء)

② حسن بیگ یا اوزن حسن آل قراقوینلو، زمانہ حکومت (۸۷۲ھ - ۸۸۲ھ) (۶۷ - ۱۴۶۸ء - ۷۷ - ۱۴۷۷ء) اور اُس کے فرزند

---

①(ملخصا) ملاحظہ کیجیے: (تاریخ اسلام) از جناب جسٹس سید امیر علی رحمۃ اللہ۔ عباسی خلیفہ مستنصر باللہ رحمۃ اللہ کے زمانہ خلافت کے حالات کے تحت ملاحظہ کیجیے برصفحات ۳۵۷ تا ۳۶۸۔

Marfat.com

④ یعقوب بیگ (۸۸۴ھ۔۸۹۶ھ) بمطابق (۱۴۷۹ء۔۱۴۹۱ء)

❁ یہ کہ نویں صدی ہجری کے بالخصوص سیاسی اتھل پتھل کی تاریخ مختصراً کچھ اس طرح ہے کہ اول اول تو امن وسکون کا ایک طویل دور بیت گیا۔

لیکن ازاں بعد سیاسی حالات نے انگڑائی لی اور کچھ مدت تک سیاسی حالات دگرگوں اور سخت پر آشوب رہے۔

چنانچہ ایک سلطان کی مقتدرانہ حیثیت کے تحت چند سال تو بڑے سکون کے ساتھ گزر جاتے لیکن جیسے ہی کوئی سلطان انتقال کر جاتا تو پھر تمام ملک معاصر سلاطین اور مرحوم سلطان کے خاندان کے شاہزادوں کے درمیان میدان کارزار بن جاتا، شاہرخ، ابولقاسم بابر اور ابوسعید کی وفات کے بعد کے واقعات کی مثالیں ہمارے پیش نظر ہیں۔

بدیں صورت ایران سیاسی اتھل وپتھل کے سبب سے جنگ آزمائی اقتدار کے لیے جدوجہد وسعی اور پھر قتل وغارت کا محور ومرکز بن کر رہ گیا تھا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سیاسی انقلاب کے یہ ہر سہ ادوار دیکھے تھے۔

❁ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خوش بختی کہیے کہ (۸۷۳ھ/ ۱۴۶۹ء) میں ایران کی مشرقی سلطنت کی عنانِ اقتدار، سلطان حسین بایقرا کے ہاتھ میں چلی آئی، اور بدیں صورت، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دم واپسیں بسال: (۸۹۸ھ/ ۱۴۹۲ء) تک خراسان اور ماوراء النہر میں مکمل طور پر امن وامان برقرار ہو گیا۔ چنانچہ پچیس (۲۵) برس کا یہی عرصہ ہے کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے پرسکون ماحول میں اپنی نادر روزگار کتب نثر ونظم کو باکمال طور پر ترتیب وتصنیف کیا۔

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے عہد کے مذہبی رجحانات:

فتنہ تاتار نے جہاں مسلم مقتدرانہ حیثیت یعنی سیاسی حالت کو پامال کیا تھا، اور ان کے تہذیبی وتمدنی وثقافتی مراکز کو منتشر کر کے رکھ دیا تھا۔ سیاسی طور پر شیرازہ منتشر ہو جانے پر تہذیب وثقافت اور علم وادب کے مراکز کا دھارا اپنے اصل مرکز سے کہیں دور ہو کر بہنے لگا۔

بالخصوص اس وقت کے تہذیب وتمدن اور اسلامی کلچر وثقافت وہ دینی علم وادب کے مشہور مراکز بلخ، بخارا اور سمرقند تاتاری حادثہ کا نہایت بری طرح شکار ہو چکے تھے مگر مغربی ایشیا نے ان کی نمایندہ حیثیات کسی قدر مستعار لے لی تھیں۔

Marfat.com

غرضیکہ، نئے حالات کے پیش نظر احوال وظروف نے سیاسی حالات کے ساتھ ساتھ تہذیب وتمدن وثقافت اور کلچر نیز دینی وعلمی حیثیات ورجحانات کے تحت متنوع طور پر پلٹا کھایا، اور بالآخر احوال وظروف کے مطابق نئی سے نئی اقدار نے جنم لیا۔

مذہبی اور اجتماعی احوال وظروف کا پس منظر:

نویں صدی ہجری میں (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کی وفات حسرت آیات سے کچھ بعد کے زمانہ تک میں اصولِ دین (اسلام) اور علم الکلام کے قواعد وضوابط اہل سنت والجماعت کے فرقہ اشعریہ کے مطابق تھے۔

مشرقی ایران میں علم الکلام کی جو بنیادیں قاضی عضد ایجی رحمہ اللہ، علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ اور مولانا سید میر شریف جرجانی رحمہ اللہ اور اس عہد کے دیگر متکلمین رحمہ اللہ نے اٹھائی تھیں ان پر یہ دین بے حد مضبوط اور مستحکم طور پر قائم تھا۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ بادشاہ وقت اور شاہی دربار کا سرکاری مذہب بھی تھا۔

اس کے برعکس، مذہب شیعہ امامیہ، کہ جس کے اصول وضوابط کی بنیادیں خواجہ طوسی، علامہ حلی، اور شہید اول مضبوط کر چکے تھے۔ آذربائیجان میں بیشتر اور خراسان میں نسبتاً کم مروج تھا۔

سلاطین قراقوینلو کی رغبت شیعی مذہب کے عقائد کی طرف تھی۔ بعینہٖ، تبریز اور عراق میں مذہب شیعہ اپنے عروج پر تھا۔ اسی طور پر خراسان کے بعض علاقوں میں بھی شیعی عقائد مغربی ایران سے کم تر رواج پذیر نہ تھے۔ چنانچہ، یہاں کے بعض شہر مثلاً: سبز وار، مشہد اور غور مذہب شیعہ کے اہم مراکز میں شمار ہوتے تھے۔

چنانچہ، ہم مختصراً ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ نویں صدی ہجری ایران کی مذہبی ودینی، تہذیبی وتمدنی اور علمی وادبی اور ثقافتی تاریخ شیعہ وسنی مناقشات وتنازعات کے احوال وظروف کی تاریخ تھی۔

چنانچہ اس صدی (نویں ہجری) کے اختتام تک ان مذکورہ بالا اختلافات کی انتہا ہو کر رہ گئی۔ ''نوبت باینجا رسید'' کے مصداق صفوی خاندان کے شاہ اسمٰعیل صفوی اول زمانہ (۹۰۷ھ۔ ۹۳۰ھ) بمطابق (۱۵۰۲ء۔ ۱۵۲۴ء) نے اپنے غلو اور مذہبی جنون کے باوصف رہی سہی کسر بھی پوری کر دی کہ جب اس کا خراسان پر قبضہ ہو گیا تو فرقہ وارانہ فسادات کی جنگ شیعوں کے حق میں ان کی واضح کامیابی پر منتج ہو کر رہ گئی۔ [1]

---

[1] (۹۱۶ھ میں اس شیعہ حکمران نے خراسان اور ہرات کو فتح کیا تو عناد کی وجہ سے مقبرہ تخت مزار کو پیوند خاک کیا، یہاں تک کہ مولانا جامی رحمہ اللہ کی قبر تک کھود ڈالی اور جامی کی بجائے خامی لکھا گیا۔ بعد ازاں شاہ احمد ابدالی جب برسر اقتدار آیا تو مزار کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا گیا۔

Marfat.com

چنانچہ یہی سبب ہے کہ ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مذہبی ودینی اور علمی وادبی بالفاظ دیگر واقعاتی زندگی اور تصانیف اور تالیفات بصورت نثر ونظم سے یہی فرقہ وارانہ گروہی اختلاف نمایاں طور پر نظر آتا ہے اور اس زمانہ کے احوال بھی کچھ یہی تھے۔

اگرچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ مذہب اہل سنت والجماعت کے معتبر علما اور اکابرین میں سے تھے۔ مگر آپ رحمہ اللہ وسیع النظر ف ہونے کی بنا پر مخالف اثناء عشری ''مبادیات'' کا بھی احترام فرماتے تھے۔

حواشی متعلقہ باب ۹:

اشعری مذہب، حضرت الامام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ زمانہ (۲۶۰ھ ۔ تقریبا ۳۳۰ھ/ بمطابق ۸۷۴ء۔ ۹۴۲ء) سے چلا۔ (اشعری مذہب کے مطابق۔)

قرآن حکیم کی جن آیات سے تشبیہ (خدا کے مشابہ مخلوقات ہونے پر) کا وہم پڑتا ہے، امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ ان سے احتجاج کرتے ہیں اور انہیں موجب تشبیہ قرار دیتے ہیں۔

بعینہٖ، امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے مذہب میں عقائد کے مسائل میں احادیث سے احتجاج کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ، اسی بنا پر حنبلی رحمہ اللہ اور اشعری نظریات وافکار وعقائد میں یگانگت دیکھنے میں نظر آتی ہے۔[1]

قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن ایجی شافعی رحمہ اللہ زمانہ (۷۰۸ھ ۔ ۷۵۶ھ) بمطابق (۱۳۰۸ء ۔ ۱۳۵۵ء) آپ دینی علوم کے علاوہ علوم عقلیہ کے مشہور ومعتبر عالم تھے۔[2]

علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی رحمہ اللہ زمانہ (۷۱۲ھ ۔ ۷۹۱ھ) بمطابق (۱۳۱۲ء ۔ ۱۳۸۹ء)، آپ صرف ونحو، فقہ اور منطق وغیرہ کے مشہور اور بلند پایہ معتبر عالم تھے۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ گزشتہ سے پیوستہ:

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ ''معجم المؤلفین'': ۱۲: ۲۲۸ ۔ ۲۲۹

۲۔ ''تذکرۂ مصنفین درس نظامی رحمہ اللہ'' ۱۰۲ ۔ ۱۰۷

---

① ملاحظہ کیجیے: (اسلامی مذاہب) از جناب پروفیسر ڈاکٹر ابوزہرہ مصری رحمہ اللہ اردو ترجمہ از جناب پروفیسر غلام احمد حریری صاحب ابر صفحات: ۲۲۰ ۔ ۲۳۷۔

② تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے۔ ''معجم المؤلفین'': ۵: ۱۱۹ ۔ ۱۲۰۔

۲۔ ''تذکرۂ مصنفین درس نظامی'' از جناب اختر راہی صاحب ابر صفحات: ۱۶۸ ۔ ۱۷۰ مطبوعہ لاہور

Marfat.com

۴۔ علامہ سید میر شریف جرجانی رحمہ اللہ زمانہ (۷۴۰ھ ۔ ۸۱۶ھ) بمطابق (۱۳۳۹ء۔ ۱۴۱۳ء) آپ علوم صرف ونحو اور فلسفہ وکلام کے مشہور ومعتبر عالم تھے۔

۱۔ ''معجم المؤلفین'': ۷:۲۱۶

۲۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی رحمہ اللہ: ۱۰۸۔۱۱۵

۵۔ خواجہ نصیر الدین محمد طوسی رحمہ اللہ: زمانہ (۵۹۷ھ ۔ ۶۷۲ھ) بمطابق (۱۲۰۱ء۔ ۱۲۷۴ء)، آپ نے علوم ریاضی، فلسفہ، منطق پر کافی کتب تحریر کیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ ''معجم المؤلفین'': ۱۱: ۲۰۷۔۲۰۸

۲۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی رحمہ اللہ: ۲۵۳۔۲۶۱

۳۔ یادنامہ ''خواجہ نصیر الدین طوسی رحمہ اللہ'' تہران: ۱۹۵۷ء

۶۔ ''ابو منصور شیخ حسن بن سعید الدین یوسف علامہ حلی رحمہ اللہ''! زمانہ: (۶۴۸ھ ۔ ۷۲۶ھ) بمطابق (۱۲۵۰ء ۔ ۱۳۲۵ء) آپ شیعہ مذہب کے مروج کرنے والے اور علوم فقہ و اصول وغیرہ میں کتب کے مصنف ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

مؤلفین کتب چاپی، فارسی وعربی: از خانبا بامشار! ۲:۶۶۹ ۔ ۶۷۷

۷۔ ''شیخ محمد بن مکی رحمہ اللہ'' (شہید اول) زمانہ (۷۳۴ھ ۔ ۷۸۶ھ) بمطابق (۱۳۳۴۔۳۴ء۔ ۱۳۸۴ء) آپ مذہب امامیہ کے اکابر علما میں سے تھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:

☆ ''مؤلفین کتب چاپی، فارسی وعربی'' از خانبا بامشار! ۵: ۸۳۵۔۸۳۹

☆ یہ کہ نویں صدی ہجری اور دسویں صدی ہجری کے آغاز میں تیموریوں کی سیاسی اور مذہبی پالیسی اور ازاں بعد ایران میں سرکاری مذہب تشیع قرار پانے کی تفصیلات کے لیے آپ ملاحظہ کیجیے:

☆ تاریخ ادبیات درایران: جلد: ۴/ ۴۳۔۶۱! از ذبیح صفا

ہم انہیں سطور پر باب ۹ کو ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:۱۰

نویں صدی میں ایران میں تصوف کے رجحانات

گزشتہ باب۹ میں ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عہد اور سیاسی ماحول کی مختصراً توضیح کی ہے، اور پھر اسی عنوان کے پس منظر میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عہد کے مذہبی رجحانات نیز مذہبی اور اجتماعی احوال وظروف کا پس منظر کے عناوین کے تحت ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عہد کے احوال وظروف وآثار کا مختصر جائزہ لیا ہے جو قارئین کرام کی نظر سے گزر چکا ہے۔

اب ہم یہاں پر نویں صدی ہجری میں ایران میں تصوف کے رجحانات کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں ہمارا موجودہ باب۱۰ بھی گزشتہ باب۹ کے سلسلہ کی ایک آیندہ کڑی ہے۔

ایران میں تصوف کے رجحانات کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اس سلسلہ میں نویں صدی ہجری کے ایران کی اہم خصوصیات میں سے ہمارے مشاہدہ میں تصوف کا فروغ اور صوفیانہ افکار وآرا واشارات ونظریات کی نشر واشاعت بھی زیر بحث آجاتی ہے۔

تو ہم یوں کہیں گے کہ نویں صدی ہجری کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت علم تصوف وسلوک کا فروغ اور پھر صوفیانہ افکار ونظریات نیز اشارات وآرا کی نشر واشاعت بھی ہے۔

اس وقت تمام اسلامی ممالک میں یہ افکار وآرا رواج پذیر ہو چکے تھے اور یہ کہ امیر تیمور گورگان (لنگ) زمانہ (۷۳۶ھ۔۸۰۷ھ) بمطابق (۱۳۳۵ء۔۱۴۰۵ء) حضرت مشائخ کرام رحمہم اللہ اور صوفیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا جس طور پر احترام روا رکھتا تھا اس کو بالتفصیل کتب تواریخ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے! چنانچہ، اس سلسلہ میں کتاب ''ظفر نامہ تیموری رحمہ اللہ'' کا نام بآسانی لیا جاسکتا ہے۔

❋ یہ کہ ''ظفر نامہ تیموری'' کے مصنف شرف الدین علی یزدی زمانہ (م۸۵۸ھ/ ۱۴۵۴ء) نے بسال (۸۲۵ھ) میں ترتیب دیا ہے، چنانچہ یہ مطبوعہ کتاب ''امیر تیمور کے مفصل حالات وآثار'' پر نہایت اہم ماخذ ہے۔[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات در ایران) از ڈاکٹر ذبیح صفا جلد/ ۴: ۲۹۹۔۳۰۹ نیز ص: ۴۸۳۔۴۸۶۔

Marfat.com

❁ ''ظفر نامہ تیموری'' از یزدی بتصحیح واہتمام محمد عباسی رحمہ اللہ / در دو جلد، تہران: ۱۳۳۶ء شمسی سلطان تیمور کے مذہبی عقائد ونظریات کی ایک روش یہ بھی تھی کہ جب وہ کسی شہر یا بستی کو فتح کر لیتا تو سب سے اول وہاں کے بقیدِ حیات حضرات مشائخ کرام اور متوفی حضرات اولیائے کرام کے مقابر کی زیارت کے لیے بذات خود حاضر ہوا کرتا تھا، اور ان حضرات اولیائے کرام کے آستانوں کی دریوزہ گری کے باوصف نہایت عاجزی اور انکساری کا اظہار کر کے اور اظہار عقیدت کے بعد ان سے استمداد کرتا تھا۔

چنانچہ، اس کا عقیدہ تھا کہ ''بابا سنگو'' سے ملاقات کے بعد اس پر فتوحات کا دروازہ وَا ہو چکا ہے۔

❁ ''بابا سنگو'' ایک مجذوب بزرگ درویش تھے۔ چنانچہ، بسال (۷۸۲ھ/ ۱۳۸۰ء) میں جب امیر تیمور نے خراسان کی فتح کا ارادہ کیا اور دریائے آموتہ کو عبور کیا تو مقام ''قصبہ اندخود'' میں بابا سنگو سے ملاقات کی۔ تو ''بابا سنگو'' نے از راہِ جذبہ سینے کا گوشت امیر تیمور کی جانب پھینک دیا۔ امیر تیمور نے اس واقعہ اور اشارہ سے یہ اخذ کیا کہ خدا نے زمین خراسان کا سینہ ہم پر فراخ کر دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ''بابا سنگو'' کی وفات قصبہ ''اندخود'' نزد ''شبورقان'' (شمالی افغانستان) میں واقع ہوئی اور پھر وہیں تدفین عمل میں آئی۔ ①

❁ شیخ زین الدین ابوبکر تائبادی رحمہ اللہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۳۸ء) سے بھی ''امیر تیمور'' مستفیض ہوا۔

❁ حضرت مولانا شیخ زین الدین ابوبکر تائبادی رحمہ اللہ جامع کمالات صوری ومعنوی تھے آپ رحمہ اللہ نے علوم ظاہری کی تحصیل حضرت مولانا نظام الدین ہروی رحمہ اللہ سے کی۔

جب امیر تیمور نے ہرات فتح کیا، تو تائباد (شمال مشرقی ایران) میں حضرت مولانا شیخ ابوبکر تائبادی رحمہ اللہ سے ملاقات کی۔ ②

چنانچہ آیندہ ادوار میں آلِ تیمور اِن حضرت صوفیائے کرام، خرقہ پوشوں اور سجادہ نشینوں پر اعتقادات کے باوصف اپنے باپ تیمور پر بھی سبقت لے گئے۔

درباری امرا اور شاہزادگان میں زیادہ تر حضرات صوفیائے کرام سے متاثر تھے۔ بہر کیف آل تیمور کے متصوفانہ اور متوسلانہ رجحانات کے باوصف ان کے زیرنگین علاقوں میں فقر وتصوف کے فروغ کو مہمیز مل گئی۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخوند میر رحمہ اللہ (زمانہ تالیف در ۹۳۰ھ)

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخوند میر رحمہ اللہ جلد ۳/ ۴۵۳ ''روضات الجنات'' جلد ۲/ ۳۷!

Marfat.com

بدیں صورت حضرات صوفیائے کرام اور تصوف وسلوک و روحانی اشارات وتوسل اس وقت کے معاشرے کے تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر وعلم وادب کے لیے جز ولاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے۔

مگر وقت کے احوال وظروف یہی کچھ تھے۔ چنانچہ عقائد اور روحانی مزاج کے اعتبار سے اس وقت حضرات صوفیائے کرام کے کئی مختلف اور متنوع سلاسل متعارف تھے۔

مثلاً: حروفیہ ''سلسلہ تصوف وسلوک'' کہا جاتا ہے کہ اس فرقہ تصوف میں اشارات میں اس قدر افراط وتفریط سے کام لیا گیا کہ ان کے عقائد ونظریات اور اشاراتی کفر والحاد وزندیقیت کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

- ''حروفیہ'' ''سلسلہ تصوف وسلوک'' کا بانی فضل اللہ نصیحی استر آبادی رحمہ اللہ: (۷۴۰ھ۔ ۷۹۶ھ یا ۸۰۰ھ۔ ۸۰۴ھ) ہے۔ ان کی تعلیمات پر مبنی مشہور کتاب ''جاویدان کبیر'' ہے۔ ①

بعینہٖ اِسی دور میں مشہور ''فرقہ نوربخشیہ'' میں ''مہدویت'' کا ادعا ملتا ہے۔ (یعنی ظہورِ امام مہدی کا دعویٰ)

- فرقہ نوربخشیہ کے بانی مبانی سید محمد نوربخش قائنی خراسانی (م۸۶۹ھ/ ۶۵۔ ۱۴۷۴ء) تھے۔ فرقہ نوربخشیہ کے عقائد ونظریات نیز احوال وآثار پر تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے گا۔ ②

تاہم ترکستان کے علاقہ ماوراء النہر میں مسلک ومذہب اہل سنت والجماعت کے حضرت صوفیائے کرام کی ایک ایسی پاکیزہ جماعت بھی موجود تھی کہ جو اپنے مذہبی عقائد ونظریات، روحانی اشارات، اکتشافات اور متصوفانہ رجحانات میں اعتدال پسند تھی۔

درحقیقت، اہل سنت والجماعت کے حضرات صوفیائے کرام میں صحت ایمان واعتقاد پر نہایت زور دیا جاتا تھا، اور وہ صحت ایمان واعتقادات میں سرمو فرق نہ آنے دیتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے متصوفانہ رجحانات، کشف واشارات صحت ایمان اور اعتدال پر مبنی تھے۔

چنانچہ اس دور میں سلسلہ نقشبندیہ ہمیں واضح اور نمایاں حیثیت کا حامل نظر آتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی اور مجدد، حضرت خواجہ بہاء الدین عمر بخاری رحمہ اللہ (م۷۹۱ھ) ہیں۔

- حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمہ اللہ (۷۱۸ھ۔ ۷۹۱ھ) بمطابق (۱۳۱۸ء۔ ۱۳۸۹ء)

اس سلسلہ میں جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب معینیان! (رشحات عین الحیات) از علی کاشفی رحمہ اللہ کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ

---

① تفصیل کے لیے مراجعت فرمایئے گا۔ (تاریخ ادبیات در ایران) از جناب ڈاکٹر ذبیح صفا جلد/ ۴: ۶۱۔ ۶۶)۔

② (مقالات مولوی محمد شفیع) مرتب جناب احمد ربانی صاحب ایم۔ اے۔ جلد/ ۲: ۱۔ ۴۷۱ مطبوعہ: مجلس ترقی ادب۔ لاہور ایز ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات در ایران) از جناب ڈاکٹر ذبیح صفا صاحب جلد/ ۴: ۵۸۔ ۶۰۔

Marfat.com

''اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ خواجہ نقشبند رحمہ اللہ کے نام سے معروف اور موسوم ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سلسلہ کا سنگ بنیاد حضرت خواجہ سے تین صدیاں قبل تین بزرگوں کے ہاتھوں رکھا جا چکا تھا، اور اس کی بنیاد بتدریج مضبوط ہوتی چلی گئی۔ وہ تین بزرگ ہیں:

① حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی رحمہ اللہ۔

② حضرت شیخ خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمہ اللہ۔ (م ۵۳۵ھ)

③ حضرت شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ۔ (م ۵۷۵ھ)۔[1]

مختصر یہ کہ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر میں سلسلہ نقشبندیہ کو اہل سنت والجماعت کے دیگر سلاسل تصوف وسلوک کی بہ نسبت غیر معمولی شہرت اور وسعت حاصل ہوتی چلی گئی۔

چنانچہ، سلسلہ نقشبندیہ ے ترکستان کے علاقوں بخارا، سمرقند اور پھر خراسان کی حدود سے وسعت پذیر ہوتا ہوا بالآخر پاک و ہند میں آن پہنچا۔

یہی سبب ہے کہ اہل سنت والجماعت کے اس مشہور سلسلہ تصوف وسلوک کی ہمہ گیریت، استناد، ایمان واعتقادات اور روحانی کشف واشارات کی صحت کی بنا پر سلطان تیمور کے آیندہ جانشین مثلاً:

① شاہرخ رحمہ اللہ

② مرزا ابوسعید رحمہ اللہ

③ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ وغیرھم۔

یہ تمام سلاطین آل تیموریہ حضرات خواجگان نقشبند رحمہ اللہ کے آستانوں کی دریوزہ گری کو اپنے لیے باعث صد افتخار جانتے تھے، اور پھر ان بزرگان نقشبند کی ارواح مقدسہ کے توسل سے ہر دو جہانوں کی فوز وفلاح طلب کرتے تھے۔

چنانچہ، وہ سلاطین اپنے دنیا وآخرت کے مہمات مسائل میں نصرت وفوز وفلاح کی خاطر ان بزرگانِ نقشبند سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

چنانچہ سلاطین آل تیموریہ کے یہی مذہبی ودینی اور متصوفانہ رجحانات تھے کہ سلطان ''شاہرخ'' کی ساری حدود مملکت میں اس دور میں متعدد مشائخ کرام پیدا ہوئے اور بے شمار لنگر خانے کھل گئے۔

حضرات صوفیائے نقشبند رحمہ اللہ کی خانقاہیں کھل گئیں۔ چنانچہ، اس شہرت وتاثر کی بنا پر تمام ملک کے گوشے گوشے سے عقیدت مندان طرح طرح کے قیمتی تحائف اور نذرانے وہدایا لے کر ان حضرات صوفیائے کرام رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور روحانی فیوض وبرکات سے ہمکنار ہو کر چلے جاتے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (مقدمہ رشحات عین الحیات) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ (ص: ۳۹۔۵۰)۔

Marfat.com

درحقیقت، صحت ایمان واعتقادات پر مبنی حضرات صوفیائے کرام کی وہ عظیم روش ہے کہ جو اسلامی تاریخ کے ہر دور میں نہایت جانفشانی سے مگر پر خلوص متانت اور سنجیدگی کے باوصف نہایت خامشی کے ساتھ اپنا تجدید واحیائے دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیتی اور اہم کردار ادا کرتی چلی گئی! لِلّٰہِ الحمد والمنته علی کلِّ حالٍ ومقالٍ کہ نوبت باینجا رسید کے مصداق ''تجدید واحیائے دین'' کا یہ مبارک ومقدس سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ تا یوم قیامت جاری وساری رہے گا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

چنانچہ جب ہم صاحب سوانح (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کے حالات زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم بخوبی طور پر یہ جانتے ہیں کہ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم ہرات اور سمرقند میں حاصل کی تھی۔ بدیں سبب آپ وہیں پر نوجوانی کے ایام میں جو کہ روحانی تکمیل اور باطنی تربیت کا دور ہوا کرتا ہے، حضرات صوفیائے نقشبند سے بدرجہ اتم طور پر مانوس ہو گئے تھے۔

اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے انہی حضرات صوفیائے نقشبند کے صحت ایمان اور اعتقادات پر مبنی عقائد ونظریات کے زیر اثر پرورش وتربیت پائی۔

بالآخر، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سلسلہ نقشبندیہ کے اس وقت کے روحانی پیشوا اور مقتدا حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ (م ۸۶۰ھ) سے اپنا روحانی رشتہ قائم کیا کہ جو آگے چل کر ان کے ساتھ آپ کے سماجی رشتے میں تبدیل ہو گیا۔ یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، مولانا کاشغری رحمہ اللہ کے قرابت دار بھی بن گئے۔ ہم گزشتہ صفحات میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے رشتہ ازدواج کے سلسلہ میں اس رشتہ قرابت کا ذکر کر چکے ہیں۔ قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ، حضرت مولانا کاشغری رحمہ اللہ کے انتقال پر ملال پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ رحمہ اللہ ملقب بہ خواجہ احرار (م ۸۹۵ھ) کی بیعت کی۔[1]

سلطان وقت مرزا ابوسعید گورگان اور اس کی اولاد نے حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ کی جو عزت افزائی اور پذیرائی کی وہ دوسرے حضرات مشائخ کرام کے حصے میں کم آئی ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے خواجہ احرار کی عظمت کا اعتراف بجا طور پر اپنی مؤقر کتب میں کیا ہے کہ جس سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے قلب میں خواجہ احرار رحمہ اللہ کی عقیدت وعظمت کا بجا طور پر احساس سا اجاگر ہونے لگتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: خواجہ احرار رحمہ اللہ (م ۸۹۵ھ/ ۱۴۹۰ء) کے حالات واحوال وآثار کے لیے: (رشحات عین الحیات) کی جلد دوم ''حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ'' کے حالات واحوال وآثار کے لیے مخصوص ہے۔

Marfat.com

چنانچہ کتاب روضات الجنات فی اوصاف شہرِ ہرات سے ہمیں یہ بخوبی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین وقت، حضرت مشائخ نقشبند کی کس قدر تعظیم وتکریم بجا لاتے تھے اور پھر ان حضرات مشائخ کرام کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلی ہوئی بات کس درجہ تک مؤثر ہوا کرتی تھی۔

چنانچہ، سلطان ابوسعید رحمہ اللہ نے کس طرح خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ موصوف کے اشارے پر سمرقند وبخارا میں چنگیزی دور سے رائج چنگیزی محصول مکمل طور پر منسوخ اور کالعدم قرار دے دیا۔

چنانچہ، ہم کتاب (روضات الجنات) سے اس سلسلہ میں ایک اقتباس یہاں پر نقل کرتے ہیں:

''جناب ولایت پناہ، بخارا سے عازم خراسان ہو کر ۲۳ رصفر ۸۶۵ھ کو دراراالسلطنت ہرات تشریف فرما ہوئے۔ سلطان سعید نے ان کی تعظیم وتکریم اور استقبال میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ دوسرے دن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے مقابر اولیاء اللہ کی زیارت کی۔ خراسان کے سبھی اکابر نے ان کا قدم، مبارک اور غنیمت جانا۔ سلطان ابوسعید تو کئی بار حضرت خواجہ کی زیارت کے لیے آیا۔ حضرت ارشاد پناہ نے جس پسندیدہ رائے کا بھی اظہار کیا وہ مان لی گئی۔ (ان کے کہنے پر) سمرقند وبخارا میں نافذ وہ چنگیزی محصول قطعی طور پر ختم کر دیا گیا۔ جس سے (حکومت کو) خطیر آمدنی ہوا کرتی تھی۔ حضرت خواجہ ۱۱ ربیع الاول کو واپس ماوراء النہر تشریف لے گئے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے کتاب ''تحفۃ الاحرار'' میں نہایت واضح طور پر سلسلہ نقشبندیہ سے اپنی گہری ودلی عقیدت ووابستگی کا اظہار فرمایا ہے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی اس مثنوی مبنی ''تحفۃ الاحرار'' کا پرخلوص انتساب بھی حضرت خواجہ عبید اللہ الاحرار رحمہ اللہ'' کے نام کیا ہے۔[2]

بہرکیف، ہم کچھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تعلیم وتربیت اور نشوونما یقیناً ایسے ماحول اور احوال وظروف میں ہوئی کہ جہاں ہر طرف حضرات صوفیائے نقشبند رحمہ اللہ اور پیران طریقت کی خوشبو رچی بسی تھی۔

اور پھر سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مولانا جامی رحمہ اللہ بذات خود بھی سلسلہ نقشبندیہ کے ایک نامور اور ممتاز شیخ تصوف وطریقت بن گئے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) جلد/۲: ۲۴۹ ـ ۲۵۰۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! برصفحات: ۳۸۳ ـ ۳۸۴!

Marfat.com

بلاشبہ، یہی سبب ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اپنی تصانیف اور تالیفات ''تصوف وسلوک'' کی نقشبندی علم وادب میں نہایت بلند مقام رکھتی ہیں، اور آپ کو نقشبندی ''سلسلہ تصوف وسلوک'' کا بہترین اور ممتاز شارح جانا جاتا ہے، اور آپ کو اس سلسلہ میں نمایندہ حیثیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

آپ رحمہ اللہ نے سلسلہ نقشبندیہ کی صحت ایمان واعتقادات کے باوصف سلوک وطریقت میں کشف وروحانی اشارات اور اکتسابات درجات علیا کا جو روحانی مقام بہم پہنچایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آپ رحمہ اللہ کی کتب نظم ونثر کا شمار ''سلسلہ نقشبندیہ'' کی بہترین کتب میں ہوتا چلا آتا ہے۔

''سلسلہ نقشبندیہ'' اگرچہ سرزمین ایران کی شیعہ آبادی والے علاقوں میں کماحقہٗ فروغ تو نہ پاسکا مگر سرزمین پاک وہند اور ترکی میں آج بھی آب وتاب کے ساتھ قائم ودائم چلا آتا ہے۔

اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہاں کے لوگ تصوف وسلوک کے علم وادب کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کو نہایت شغف کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں اور ان کی کتب کو یہاں کے لوگ اپنے عظیم اکابرین تصوف وسلوک کے مقدس آثار کے برابر جانتے ہیں۔

ہم انہیں سطور پر باب ۱۰ کو ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:۱۱

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا نظریۂ تصوف وسلوک

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا نظریہ تصوف وسلوک دیگر عنادین کتاب کی بہ نسبت ایک مشکل موضوع ہے کہ آپ کو علم تصوف وسلوک میں جو مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی وہ اظہر من الشمس ہے آپ رحمۃ اللہ نے اپنی کتب نظم ونثر میں جہاں تک علم تصوف وسلوک ہر خامہ فرسائی کی ہے وہ آپ کے روحانی کشف واکتشافات وباطنی اشارات وغیرہ کی بنا پر خاص اہمیت کی حامل ہے اور پھر آپ کا انداز بو قلموں اور متنوع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ کا مقام مجتہدانہ ہے مبتدعیانہ نہیں ہے۔

اس کا نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تصوف وسلوک میں مجتہدانہ بصیرت کے پیش نظر ان بدیع (انوکھے) اسالیب کو اختیار کیا ہے کہ جو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ نے وضع کیے تھے۔

❁ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ (۵۹۷ھ ۔ ۶۳۸ھ) کثیر التصانیف عالم، مفکر اور صوفی وحکیم کی شہرت کے حامل ہیں۔ آپ نے ۲۵۱ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

''وحدۃ الوجود'' کے فلسفہ کی وجہ سے حضرت شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ) کی شخصیت ہر دور میں متنازعہ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ کی دو کتابوں

① فتوحات مکیہ

② فصوص الحکم

نے مسلمانوں کے فکر وذہن پر وقت کے اتار چڑھاؤ کے مطابق نہایت دُوررس اثرات مرتب کیے ہیں۔

❁ شیخ اکبر رحمۃ اللہ کے فلسفہ وحدت الوجود کے مقابلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا جو اس سلسلہ میں کامل حزم واحتیاط پر مبنی تھا مگر علمائے تصوف میں وحدت الوجود کے نظریہ کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے شیخ اکبر اور آپ کے پیروکاران کی تشریحاتی کتب اور افکار

Marfat.com

ونظریات اوراشارات باطنی پرتشریحاتی تحریر فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی درج ذیل مشہور ومؤقر کتابیں:

① ''نقد الفصوص'' درشرح فصوص

② ''اشعۃ اللمعات'' درشرح لمعات

اسی سلسلہ کی زریں کڑی ہیں۔

حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور فلسفہ وحدت الوجود:

ارباب علم وفضل اور مابعد حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے فلسفہ وحدت الوجود اوراس کی تشریحات اورتوضیحات پر اپنی عمریں صرف کردی ہیں، اور حضرت امام ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ جو کہ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کے ایک نامور معاصر تھے، نے اس موضوع پر اول اول حضرت ابن عربی پر نقد وتبصرہ فرمایا۔ ازاں بعد صدی درصدی یہ مباحث وآرا اپنے اپنے وقت کے اصحاب علم وفضل وفکر ودانش کے ہاں مؤثر طور پر زیر بحث اور مابہ النزاع چلا آتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں ''فلسفہ وحدت الوجود'' پر سخت نقد وتبصرہ فرمایا ''فلسفہ وحدت الوجود'' کی بجائے ''فلسفہ وحدت الشہود'' کے نظریہ کو اس نکتہ کی درست صورت قرار دیا ہے۔

مگر الامام المحدث الصوفی الحکیم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب الدہلوی رحمہ اللہ نے ''فلسفہ وحدت الوجود'' اور ''فلسفہ وحدت الشہود'' کو محض لفظی یا اصطلاحی اختلاف قرار دیتے ہوئے ان ہر دو مصطلحات میں تطبیق فرماتے ہوئے ان کو اصل نکتہ کی باہم مترادف، اصطلاحات قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک محض لفظی نزاع کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

ازاں بعد! آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث الدہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''دفع الباطل'' میں ''فلسفہ وحدت الشہود'' کے بارے میں مزید خامہ فرسائی کی ہے۔

❁ حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے صوفیانہ افکار وآرا اور روحانی وباطنی اشارات میں سب سے اہم نظریہ ''وحدت الوجود'' کا نظریہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتب نثر ونظم میں نثر اور نظم کا لبادہ پہنا دیا ہے۔

اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی آثار کا بخوبی اور بغور مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے علمی ودینی افکار وآرا اور نظریات نیز روحانی اشارات پر نہایت گہری نگاہ تھی۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے حضرت

Marfat.com

امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو بالوضاحت اور بلا کسی ابہام کے دوسرے ارباب علم وفضل تک پہنچایا ہے۔

تو یہی سبب ہے کہ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کے ''فلسفہ وحدت الوجود'' اور دیگر نظریات کی افہام وتفہیم کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کے توضیحاتی اشارات کے باوصف بہترین کلید کی حیثیت قرار دیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اگر ہم یہ بات کہہ دیں تو وہ یقینا بجا ہوگی کہ

جو شخص بھی حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے افکار ونظریات کو سمجھنے کے لیے اگر سیدھے راستے کا متلاشی ہو تو اسے اس سلسلے میں اول اول حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شرح فصوص اور لوائح جامی کا ضرور بالضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ، ''نظریہ (فلسفہ) وحدت الوجود'' کے موضوع پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے ہم نوا ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے علم تصوف وسلوک میں اپنے تبحر علمی اور غزارت فکری (وسعت نظری) کا اظہار اس طور پر کیا ہے کہ ان کا نام حضرت ابن عربی رحمہ اللہ المعروف بہ (الشیخ الاکبر) کے ساتھ ساتھ آتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں جناب ملا عبدالنبی قزوینی رحمہ اللہ اپنے ''تذکرۂ میخانہ'' میں بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں کہ

> ''بالخصوص، علم تصوف میں صاحب نظر لوگ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نظیر خیال کرتے ہیں بلکہ ماوراء النہر کے علماء انہیں اس علم میں شیخ سے بہتر جانتے ہیں''۔ ①

چنانچہ اسی سلسلہ میں جناب محمد اسماعیل مبلغ کے درج ذیل مقالات بھی ملاحظہ کیجیے:

مجلہ آریانا: کابل۔ جلد: ۲۲۔ شمارہ: ۳۔ ۴! نقد فلسفہ از جامی رحمہ اللہ!

آریانا: جلد/ ۲۴۔ شمارہ: ۳۔ ۱۰! ''آفرینش نو از نگاہِ جامی رحمہ اللہ!

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ بحیثیت شارح الشیخ الاکبر رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے لمعات کی شرح وتوضیح کرتے وقت ہر مقام پر شیخ اکبر رحمہ اللہ کے ''فصوص الحکم'' یا ''فتوحات المکیہ'' میں مندرج افکار وآرا نظریات واشارات سے ثبوت پیش کیے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے: از کتاب جامی وابن عربی! تالیف محمد اسماعیل مبلغ مقدمہ صفحہ (ج۔د) مطبوعہ: افغانستان، ۱۳۴۳ شمسی!

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا نظریہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا نظریہ تشریحاتی اور توضیحاتی طور پر یہ ہے کہ عشق حقیقی سے انسان کو سرمدی (ابدی) سعادت حاصل ہوتی ہے اور یہی عشق (سلطان) ہے جو عالم وجود کے مظاہر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

① عاشق

② معشوق اور

③ عشق

سب ایک وجود مطلق کے مظاہر ومجازی ہیں، اور معشوق ومحبوب بلکہ عاشق اور محب، حضرت حق کے تمام مراتب میں ہے، اور اختلافات، ظہور محبوب کے فرق اور اس کی شہودی تجلیات میں ہیں۔

محبوب اور محب دونوں ایک دوسرے کا آئینہ ہیں، عشق مطلق تمام مظاہر میں ظاہر ہوا، اور ہر عقل وشعور پر آشکار ہوا۔

لیکن ارباب سلوک پر یہ مختلف تجلیات میں متجلی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ''صوری تجلیات'' جو سب موجودات کی صورت میں ہوتی ہیں، اور ذوقی تجلیات جو علوم اذواق اور معارف میں ہوتی ہیں۔ یا تجلیات ذاتی جو صرف ارباب نہایات کے لیے مخصوص ہیں۔

❁ ''چنانچہ، حق کا بندے میں ظہور ایسا ہی ہے کہ جیسا شیشے میں کسی مرئی صورت کا عکس۔''

تاہم، اس میں حلول واتحاد اور زندقہ والحاد کا ذرا سا بھی شائبہ تک نہیں ہوتا ہے۔ (یہ کہہ) تمام سالکان حق کا سفر ''سیر الی اللہ'' سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد ''سیر فی اللہ'' کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

❁ اس سیر وسلوک میں کئی نورانی اور ظلماتی پردے ہیں اور یہ ''سفر'' دراصل الٰہی پردوں کو درمیان سے اٹھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اس سفر میں دو قوس ہیں، قوس وجوب اور قوس امکان۔ ''مقام قاب قوسین او ادنی۔'' اسی کی طرف اشارہ ہے۔

❁ یہ کہ محبت کے افعال کی نسبت، محبوب سے ہوتی ہے، اور عاشق کی ہر شے کا تعلق معشوق سے ہوتا ہے۔ مختلف اشکال کی کثرت واحد حقیقی کی وحدت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور عین کثرت میں بھی واحد اپنی اسی حقیقی وحدت میں موجود رہتا ہے۔

معشوق کئی صورتوں میں متجلی ہوتا ہے، اور عاشق کو بھی گونا گوں استعدادات حاصل ہوتی ہیں۔ عاشق

Marfat.com

(معشوق) کی الٰہی متنوع، تجلیات کے مطابق ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

❁ (جاننا چاہیے کہ) ''سیر فی اللہ'' کا راستہ متناہی ہے، اور عاشق کی طلب، ترقی اور سفر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق کہ

''عاشق'' کو تعین سے پاک قلب ملا ہے۔ جو اوج وعزت کے گنبدوں کی جگہ اور ''بحر غیب وشہود'' (ظاہر) کا مجتمع اور اس دل کو وہ ہمت واستعداد حاصل ہے کہ

شعر نمبر ۱:

اگر بساغر دریا ہزار بادہ کشند
ہنوز ہمت او ساغر دگر خواہد

ترجمہ: ''اگر ایک ساغر کو ہزار بار بھی دریا میں ڈالا جائے تو ابھی وہ ساغر ایک نئی ہمت رکھے گا۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

اس صورت حال کی ایک تمثیل کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے برف سے جو منجمد پانی کی ایک صورت ہے، کوزہ بنایا اور اسے پانی سے بھر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ کوزہ انجماد کی صفت اور کوزے کی صورت میں تو پانی سے جدا ہے۔

لیکن جب سورج چمکا تو کوزہ پگھلنے لگا اور کوزہ پانی سے مل گیا۔ اسی طرح جب حقیقت مطلقہ تعینات کی صورت میں ظاہر ہے اور اس کے سامنے کئی مظاہر آتے ہیں، اور اچانک صاحب دولت کے دل پر احدیت کا سورج چمکنے لگتا ہے۔ جو صور تعینات کو اس کی ظاہری نظروں سے محو کر دیتا ہے اور وہ سب کو ایک ہی دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے۔ لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرَہٗ دَیَّارٌ۔

شعر نمبر ۱:

صیاد ہم اُو ، صید ہم اُوْ ، دانہ ہم اُو
ساقی و حریف ومی پیمانہ ہم اُو

ترجمہ: ''شکاری بھی وہی، شکار بھی وہی اور پھندہ بھی وہی ہے۔ ساقی اور رقیب بھی وہی جام (وسبو) بھی وہی ہے۔''

صفات:

صفات دو طرح کی ہوا کرتی ہے۔

Marfat.com

① وجودی

② عدمی

(تو جان لیجئے کہ) ''وجودی صفات''، معشوق کی ہوتی ہیں اور ''عدمی صفات''، عاشق سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس، غنی ہونا معشوق کی صفت ہے اور غربت، عاشق کی غربت کے بھی کئی فضائل اور مراحل ہیں۔

عاشق کو غرض سے پاک ہونا چاہیے اور اپنی طلب اور ارادت کو ختم کر کے صرف معشوق کی خواہش کو مقدم رکھے اور اس کی پسند اور ناپسند کا فرق سمجھے۔ یہی سبب ہے کہ ایک عاشق سالک مکلف ہے کہ وہ صوری و معنوی مجاہدات میں مشغول رہے۔

عاشق کی وجودی صفات درحقیقت معشوق ہی کی صفات ہیں جو عاشق کے پاس بطور امانت پڑی ہیں۔

وصل کے ہر سہ مراحل:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مطابق عاشق کے معشوق سے وصل کے تین مرتبے ہیں:

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

مثال:

اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ

ایک شخص آنکھیں بند کر لے، اور آگ کی موجودگی کا احساس اس کی حرارت سے کرے۔ یہ ''علم الیقین'' ہے، اور جب آنکھ کھول کر آگ دیکھ لے تو یہ ''عین الیقین'' ہے۔

لیکن جب آگ میں کود جائے اور بھسم ہو جائے تو اس سے آگ کی خصوصیات ظاہر ہونے لگیں۔ یعنی وہ جلائے، اور اس سے روشنی بھی ظاہر ہو تو وہ ''حق الیقین'' کا درجہ ہے۔

خواہش و ضرورت کا تعلق ورشتہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مطابق:

''محب اور محبوب کے مابین خواہش اور ضرورت کا رشتہ و تعلق ہے۔ عاشق جب تجرید و تفرید کے کمال پر پہنچا تو اس کا سب سے، حتیٰ کہ معشوق سے بھی رشتہ و تعلق ٹوٹ گیا۔''

❁ تو پھر بدیں صورت، اس مقام پر عشق کی ''وحدت ذاتی'' کا حصول ہو جاتا ہے، اور پھر اس پر سے

Marfat.com

''کثرت'' کا لبادہ اتر جاتا ہے۔ یعنی وہ محبوب رہتا ہے۔ نہ کہ محب بلکہ ایک شاہد، عین مشہود بن جاتا ہے۔

چنانچہ، اس کی عاشقی کی صفات بقا بعد الفناء میں تبدیل ہو جاتی ہیں، اور اسے ''فرق بعد الجمع'' کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، اور وہ ''تکمیل وارشاد'' کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

(تو پھر) وہ جب خود کو دیکھتا ہے تو تمام تر اسی کو پاتا ہے، اور پکار اٹھتا ہے۔

اَنَا مَنْ اُھْوٰی وَمَنْ اَھْوٰی اَنَا .

ترجمہ: ''یعنی یہ کہ میں وہ ہوں کہ جس سے محبت کی اور جس کو میں نے چاہا وہ تو میں خود ہی ہوں''۔

شعر نمبر ا:

جانا زمیانِ مَا منی رفت و تُوئی
چوں مَن تُو شُدم تُو مَن ، مکن ذکرِ دُوئی

ترجمہ: ''اے محبوب ہمارے اور آپ کے مابین من وتو ختم ہو گئے کہ جب میں آپ کا ہو گیا اور آپ میرے ہو گئے۔ (تو پھر) کسی دیگر کا ذکر مت کیجیے گا۔''

مقامِ عینیت، تجلی:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مطابق:

''وہ جس شے پر نظر ڈالتا ہے تو وہاں پر اپنے محبوب دوست کا چہرہ اسے دکھائی دیتا ہے۔ تو پھر بدیں صورت اسے بخوبی طور پر یہ علم ہو جاتا ہے کہ ''کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَهٗ'' (یہ کہ) ماسوا اس (اللہ تعالیٰ) کی صورت کے ہر شے مٹ جانے والی ہے! کی کیا توجیہہ ہے؟ اور یہ کیونکر نہیں ہو سکتا کہ اگر مفسرین نے وجہہ کی نسبت حق کی طرف دی ہے۔ تو وہ شے پر عائد ہو یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی وجہ (صورت) کے کہ وہ اس کی حقیقت اور عین وجود ہے۔ یہ ہے خلاصہ تصوف کے ان چند بنیادی اصولوں کا کہ جو مولانا جامی رحمۃ اللہ نے اپنی تصوف کی کتب نثر ونظم میں موقع کے مطابق جابجا بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف پیرایوں میں بیان فرمائے ہیں۔

کتاب ''لوائح جامی رحمۃ اللہ'':

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب لوائح کے جو لوائح جامی رحمۃ اللہ کے نام سے ارباب

Marfat.com

علم وفضل کے ہاں مشہور ومعروف ومقبول ہے، کے آغاز میں جومناجات تحریر فرمائی ہیں، وہ ''سیر وسلوک'' کے مراحل میں ان کی خواہشات کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔

سیر وسلوک کے مراحل:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ مناجات میں دعا مانگتے ہیں کہ

''اے اللہ! مجھے برے افعال واعمال سے بچانا اور ان میں مشغولیت سے محفوظ رکھنا، اور اشیا کے حقائق اس طرح دکھلا دیجئے کہ جیسے وہ ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں سے غفلت کا حجاب اٹھا دیجئے، اور ہر شے کو کہ جیسے اس کی اصلیت ہے بعینہٖ ہمیں دکھلا دیجئے۔''

(الٰہی) تو عدم کو وجود کی صورت میں ظاہر نہ کیجیے گا اور جمال ہستی پر نیستی کا پردہ مت ڈالیے! ان خیال پیکروں کو حجاب اور دوری کی علت وسبب نہ بنا دیجئے۔

بلکہ انہیں اپنے جمال کی تجلیات کا آئینہ عطا فرمایئے کہ وہم وگمان کی ان تصاویر کو ہماری نادانی (جہالت) اور نابینائی کا ذریعہ نہ بنا ڈالیے۔

بلکہ عقل ودانش اور بینائی کا سرمایہ بنا دیجئے کہ ہماری مجبوریاں اور محرومیاں ہم ہی سے ہیں۔ آپ ہمیں ہمارے حال پر (یوں ہی) مت چھوڑ دیجئے۔ بلکہ ہم سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیجئے:''

شعر نمبر ۱:

یا رَب! دِلِ پاک و جان آگاہم دِہ
آہِ شب و گریہ سحر گاہم دِہ

ترجمہ: ''اے رب! آپ ہمیں پاک دل اور ہمیں حق آگاہ دل دیجئے! کہ آپ ہمیں آہ وزاری شب اور (آداب) سحر گاہی کا گریہ عطا فرما دیجئے!''

شعر نمبر ۲:

دَر راہِ خُود اول زخودم بیخود کُن
آنگہ بیخود ، بسوی خود را ہم دِہ

ترجمہ: ''اے رب خودی کی راہ میں آپ اول ہمیں بے خود فرما دیجئے! (اور پھر) بے خود ہو جانے کے بعد ہمیں اپنی جانب کا راستہ دکھلا دیجئے!''[1]

[1] ملاحظہ کیجیے: (لوائح جامی) از مطبوعات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان واسلام بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۸ء (۳۔۴)

Marfat.com

تصوف کے نظریہ کی فوقیت:

یہ کہ حکما فلاسفہ نیز متکلمین کے اصول ومبادیات پر تصوف کے نظریہ کی فوقیت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ہاں مسلمہ امر ہے۔

ابھی ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کا وہ رسالہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے کہ جس میں آپ رحمۃ اللہ نے متکلم، صوفی اور حکیم کا محاکمہ کیا ہے۔

تاہم مثنوی ''سبحۃ الابرار'' میں آپ رحمۃ اللہ کی ایک نظم موجود ہے کہ جس میں آپ رحمۃ اللہ نے تصوف کو کہ جو اہل جذب وحال کا طریقہ ہے، اہل کلام کے مذہب پر کہ وہ لوگ قیل وقال کے پابند ہیں، ترجیح دی ہے۔

چنانچہ آپ وہ دلچسپ نظم اور اس کا موثر پیرایہ بیان ملاحظہ فرمایئے۔

نظم

شعر نمبر ۱:

فاضلی! وادی برھان پیای

دَر بیابانِ جَدل ، جان فرسای

ترجمہ: ''اے فاضل (دوست) کہ آپ نے (دلائل) وبرہان کی وادی کی پیائش (چہل قدمی) فرمائی ہے کہ آپ نے جدل (ومناظرہ) کے بیابان میں اپنی جان کو فرسودہ کیا (گھسایا) ہے۔''

شعر نمبر ۲:

عُمر دَر بحث و جَدل طی کردۂ

پای یکران اکل پی کردہ

ترجمہ: ''آپ نے اپنی عمر کو بحث وجدل میں بسر کر دیا ہے کہ آپ نے اس کے لیے ایک پاؤں (ٹانگ) پر آرزو کو منحصر کیا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

نہ دِلش را ز طریقت نوری

نہ سرش را ز حقیقت شوری

ترجمہ: ''اس کے قلب میں طریقت کا نور نہیں ہے۔ (اور) نہ ہی اس کے سر میں حقیقت کا

Marfat.com

شور وشغب ہے۔"

شعر نمبر ۴:

صوفی دِید ز آلائش پاک
زَدہ در چہرہ آسائش خاک

ترجمہ: "نہ وہ ایسا صوفی (بن سکا) کہ جس کی نگاہیں آلائش سے پاک ہوں کہ اس نے اپنے چہرہ پر آرام کی خاک کو ڈال لیا ہے۔"

شعر نمبر ۵:

از ریاضت شدہ چون موی تنش
سَرِ موئی نہ سرِ خویشتن

ترجمہ: "ریاضت (مجاہدات) کے سبب سے (وہ صوفی) اپنے جسم کے بالوں کی طرح مہین (پتلا) پڑ گیا ہے۔ اپنے بالوں کے سر کی مانند نہ کہ اپنے سر کی مانند۔"

شعر نمبر ۶:

شد بجنگ آوریش شیر مصاف
زخم زن گشت بشمشیر خلاف

ترجمہ: "وہ صوفی (جدل ومناظرہ میں) جنگ کا دوست شیر ہے کہ وہ خلاف (اختلاف) کی شمشیر سے زخم لگانے والا ہے۔"

شعر نمبر ۷:

گفت کای روی تُو چون خُوی درشت
کردہ بر صحبت دانایانِ پُشت

ترجمہ: "اس نے کہا کہ آپ نے کس سبب سے اپنے چہرہ کو درشت بنا لیا ہے کہ آپ نے دانایاں (دانشوران) کی صحبت سے چہرہ کو پھیر لیا ہے؟"

شعر نمبر ۸:

با شناسائی خُود ساختہ
گو خدا را بچہ بشناختہ

ترجمہ: "اس نے کہا کہ آپ نے اپنی شناسائی کے سبب سے خود کو ایسا بنا لیا ہے! آپ کہہ

Marfat.com

دیجئے کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچان لیا ہے؟''

شعر نمبر ۹:

گفت از آن فیض کہ ہر لحظہ زغیب
ریز دم بر دل و جان پاک زعیب

ترجمہ: ''اس نے کہا اس فیض کے سبب سے کہ جو ہر لحہ غیب سے آتا ہے کہ میں دل اور جان پاک کے عیب پر (اس فیض کو) ڈالتا ہوں۔''

شعر نمبر ۱۰:

فاضلش گفت بدیں کشف نہاں
چون شوی قائدِ کورانِ جہان

ترجمہ: ''اس فاضل نے کہا کہ اس پوشیدہ انکشاف کے سبب ہے کہ جب آپ جہان کے نابیناؤں کے قائد (سردار) ہو جاتے ہیں۔''

شعر نمبر ۱۱:

گفت من غرقِ شناسا و ریم
نیست کا ری بشنا سا گریم

ترجمہ: ''ہم نے یوں کہا: کہ ہم شناساؤں میں مستغرق ہیں کہ ہمارا کام ماسوا شناسائی اور کچھ بھی تو نہیں ہے۔''

شعر نمبر ۱۲:

ہر کہ پی بر پی من بشتابد
ہر چہ من یا یافتم او ہم یا بد

ترجمہ: ''جو شخص پے در پے (کھوج لگانے میں) سرگرم رہتا ہے کہ جو کچھ ہم پاتے ہیں؛ وہ بھی پالیتا ہے۔''

شعر نمبر ۱۳:

کارِ من نیست کہ کس را بجدال
رونما یم بخدای متعال

ترجمہ: ''ہمارا کام کسی کے ساتھ جنگ وجدل نہیں ہے۔ (ماسوا اس کے) کہ ہم خدا تعالیٰ کی

Marfat.com

تجلی کو مشاہدہ کرتے اور مشاہدہ کرواتے ہیں۔"[1]

چنانچہ مذکورہ بالا نقطۂ نگاہ کے پیش نظر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ

مولانا جامی رحمہ اللہ کے علمی، دینی و روحانی "کشف و اکتشافات" کے باوصف فلاسفہ کے نظریات اور ان کی بوقلموں موشگافیوں کا حضرات متکلمین کے اصول ومبادیات اور حضرات صوفیہ رحمہ اللہ کی تعلیمات کے سامنے کچھ بھی وزن نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نقطہ نگاہ کے مطابق فلاسفہ کا گروہ شریعت مطہرہ کے صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔ بدیں سبب وہ اصحاب تصوف وطریقت کے ذوق وجدان وادارک و حال وروحانی اشارات سے بے خبر اور بھٹکا ہوا ہے۔ یہی سب سے بڑا سبب ہے کہ دین وشریعت مطہرہ کی اصل حقیقت سے بے بہرہ ہیں، اور اس کے پاکیزہ ثمرات اور عمدہ سرمدی وابدی نتائج سے محروم ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نقطہ نگاہ سے نور حقیقت کو دین وشریعت مطہرہ سے حقیقی ربط وتعلق کے سوا اور کہیں نہیں پایا جا سکتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ "وصول الی اللہ" کا صحیح ودرست راستہ شرع ومنہاج یہی تو ہے۔

اور شرع ومنہاج سے تمسک کے بغیر قانون فلسفہ کی نہ تو کچھ اہمیت ہے اور نہ ہی اسے کچھ بھی افادیت حاصل ہے۔

مثنوی لیلیٰ ومجنون:

مثنوی "لیلیٰ ومجنون" میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ آخر میں اپنے صاحبزادے ضیاء الدین یوسف کو فلاسفہ کی پیروی کرنے سے منع فرماتے ہوئے حضرات علمائے دین کی تقلید کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں اور پھر بدیں الفاظ پیرایہ نظم وشعر میں یوں فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

چون فلسفیان دین بر انداز
از فلسفہ کارِ دین مکن ساز

ترجمہ: "جب فلاسفہ نے دین سے بے اعتنائی روا رکھی (ہے) تو پھر امور دین میں (آپ) فلسفہ کے ساتھ سروکار نہ رکھیے گا۔"

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سبحۃ الابرار) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص..... ۴۷۰/۱۴۷۱

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

پیشِ تُمو رموزِ آسمانی
افسونِ زمینیان چہ خوانی؟

ترجمہ: یہ کہ (اے فرزند ارجمند! کہ جب آپ ﷺ کے سامنے رموز آسمانی (قرآن) ہے تو پھر آپ ﷺ کو اہل زمین کے افسون (منتر، جادو یا وہَ گوئی) سے کای کام ہے؟"

شعر نمبر ۳:

"یثرب" اینما مشوجودوں نان!
اکسیر طلب زخاکِ یُونان

ترجمہ: "یہ کہ اے فرزند ارجمند! یثرب (مدینہ) تو یہاں ہے کہ آپ ان کمینوں کی مانند نہ ہو جایئے! کہ جنہوں نے خاکِ یونان سے اکسیر (علاج ودَوَا) طلب کی۔"

شعر نمبر ۴:

گر حرف شناس دین زبون نیست!
از سود مدینہ دین برو نیست

ترجمہ: "یہ کہ اے فرزند ارجمند! اگر آپ دین کے حرف شناس ہیں تو یہ بیوقوفی کی بات نہیں ہے! اور کہ دین مدینہ کی فصیل سے باہر نہیں ہے۔"

شعر نمبر ۵:

رَہ نیست جُز آنکہ مصطفیٰ رفت!
تامقعد قس راست پارفت!

ترجمہ: "یہ کہ اے فرزند ارجمند! مصطفیٰ ﷺ کی راہ ہدایت کے سوا کوئی راہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ مقعد قدس (حضرات القدس) میں سیدھے راستے پر تشریف فرما ہو گئے۔"

شعر نمبر ۶:

لیکن بربش نگاہ ولی رَوا!
می بین قی اُو براہ دمی رَوا!

ترجمہ: "اے فرزند ارجمند! لیکن آپ ﷺ کی راہ (ہدایت) پر نگاہ رکھیے اور اس (راہ ہدایت) پر گامزن ہو جایئے! آپ اس (راہ ہدایت) کی کھوج لگایئے اور پھر اس راہ پر

Marfat.com

گامزن ہو جایئے۔"

شعر نمبر ۷:

ز آن رہ کہ زپای او نشان نیست
بر گرد، کہ جز ہلاک جان نیست

ترجمہ: "اے فرزند ارجمند! وہ راستہ کہ جس پر ان کا نقش پا نہیں ہے۔ (تو) اس (راستہ) سے پھر جایئے کہ ماسوا جان کی ہلاکت کے اور کچھ بھی تو نہیں ہے۔"[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ گہری وابستگی:

ہم گزشتہ ابواب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بارے میں نہایت صاف اور واضح طور پر یہ تحریر کر چکے ہیں کہ دینی، مذہبی وعلمی وادبی اور روحانی حیثیات کے باوصف آپ رحمہ اللہ بالکلیہ اہل سنت والجماعت اور سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ ربط وارتباط اور مناسبت رکھتے تھے۔ چنانچہ بدیں سبب حقائق کی روشنی میں آپ رحمہ اللہ کے اہل سنت والجماعت اور سلسلہ نقشبندیہ کے گل سرسبد ہونے سے اب مطلق انکار یا شکوک وشبہات کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ وابستگی اور تعلق کی توثیق آپ رحمہ اللہ کی مؤقر تالیف موسومہ "نفحات الانس" سے بھی ہو جاتی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے کتاب "نفحات الانس" میں اکثر حضرات مشائخ نقشبندیہ مثلاً:

① حضرت خواجہ بہاء الدین عمر بخاری رحمہ اللہ
② حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمہ اللہ
③ حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری رحمہ اللہ!
④ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ

کا بالتفصیل ذکر کیا ہے، اور ان بزرگ حضرات کے احوال وآثار کے تحریر کرنے میں نہایت محبت وخلوص اور مروت اور دلبستگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ آپ کے مذہبی، دینی، علمی وروحانی رجحانات ونظریات کا اظہر من الشمس ثبوت ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی اکثر وبیشتر مثنویات میں ان حضرات صوفیائے کرام نقشبندیہ کی مدحت طرازی فرمائی ہے، اور ان حضرات کی ارواح مبارک سے فیضان طلب کیے ہیں۔

ملاحظہ کیجیے: (لیلیٰ ومجنون) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص..... ۹۰۷..... ۱۹۰۸ ملخصاً۔

Marfat.com

بہر کیف، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تمام صوفیانہ رسائل وکتب پر ''سلسلہ نقشبندیہ'' کے اعتقادات ونظریات کی نہایت گہری چھاپ ہمیں نظر آتی ہے۔

چنانچہ، اپنی موقر کتاب ''نفحات الانس'' میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے اختتام پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا یہ بیان لائق توجہ ہے:

''خواجگانِ نقشبندیہ رحمۃ اللہ بالخصوص، خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ کے احوال وآثار (ملفوظات) اور طریقہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات پر عمل پیرا تھے اور ان کا طریقہ سنت نبوی ﷺ کا اتباع، احکام شریعت کی اطاعت اور دائمی بندگی ہے جس سے ہماری مراد کسی غیر وجود کے شعور کی مزاحمت کے بغیر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا دائمی عرفان ہے۔''

پس جو لوگ ان بزرگوں (اصحاب تصوف وسلوک) کو نہیں مانتے، اس کی وجہ ان کے ظاہر وباطن پر چھائی ہوئی ہوس اور بدعت کی ظلمت ہے، اور حسد وتعصب نے انہیں اندھا کر رکھا ہے کہ جس کے سبب سے وہ لوگ وہ انوارِ ہدایت اور آثارِ ہدایت نہیں دیکھ پاتے اور مشرق تا مغرب پھیلے ہوئے انوار وآثار سے منکر ہیں۔ افسوس صد افسوس!

اشعار:

شعر نمبر ۱:

نقشبندیہ رحمۃ اللہ عجب قافلہ سالار افند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: ''حضرات مشائخ نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار ہیں کہ وہ قافلہ حرم سے پوشیدہ راہ کو منکشف کر دینے والے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

از دلِ سالک رہِ جاذبۂ صحبتشان
می برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

ترجمہ: ''ان حضرات نقشبندیہ کی صحبت سالک راہ طریقت سے جذب کر لینے والی ہے، کہ ان کا چلہ (دل کے) وسوسہ خلوت اور فکر کو مٹا دینے والا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

قاصری گر زند این طائفہ را طعن قصور
حاشا للہ کہ برآ رم بزبان این گلہ را

Marfat.com

ترجمہ: ''اگر کوئی قصور کرنے والا اس (پاکیزہ جماعت) پر غلطی سے زبان طعن دراز کردے (تو پھر) اللہ تعالیٰ کے لیے تنزیہہ ہے کہ ہم زبان پر یہ (طعنہ زنی) شکوہ لائیں۔''

شعر نمبر ۴:

ہمہ شیران جہان بستہ ایں سلسلہ اند
رو بہ از حیلہ چسان بگسلد ایں سلسلہ را؟

ترجمہ: ''تمام جہان کے شیر (یعنی صوفیاء) اس سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ حیلہ کرنے والوں کے ساتھ چلے جایئے اور اس سلسلہ نقشبندیہ کو توڑ کر دکھلا دیجئے؟''①

مولانا جامی رحمہ اللہ تصوف وسلوک میں حقیقت پسند تھے:

یہاں پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ طریقہ تصوف کے مجازی طور پر یعنی حضرات صوفیہ کے ظاہری آداب ورسوم کے محض مقلد ہی تھے۔

بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہمیشہ حقیقت پسندانہ رویہ پر کاربند رہے، اور اپنی توجیہات کو تصوف وسلوک کے باطنی اور حقیقی مقاصد کی جانب مرکوز اور مبذول رکھا۔

چنانچہ، آپ نے اپنے عہد کے ان خود ساختہ پیروں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے کہ جنہوں نے خانقاہوں اور سجادہ نشینی کو تصوف کے ذریعے سے ذریعۂ معاش بنا ڈالا تھا۔ آپ ان خود ساختہ پیروں کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دیتے ہوئے زبان شعر سے یوں گویا ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

میزند شیخ ماز شور و شغب
صیحہ صبح گاہ وہی ہی شب

ترجمہ: ''ہم سے شیخ (خانقاہ) شور وشغب کرتے ہیں کہ وقت سحر گاہی کی فریاد اور بوقت شب کیا ہی افسوسناک ہے۔''

شعر نمبر ۲:

سر پُر از کبر و دل پُر از اعجاب
رُوی در خلق و پشت بر محراب

① ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص..... ۴۱۳۔

Marfat.com

ترجمہ: ''ان شیوخ خانقاہ کے دماغ تکبر سے پر ہیں اور قلوب پر از غرور ہیں کہ ان کے چہرے مخلوق کی جانب ہیں اور پشت محراب کی جانب ہے۔''

شعر نمبر ۳:

صف زدہ گردش از خران گلہ
در فگندہ بشہر ولولہ

ترجمہ: یہ شیخ (خانقاہ) خروں کے گلہ کے ساتھ صف باندھے محو گردش ہیں کہ جو شہر میں شور و شغب ڈالے ہوئے ہیں۔

شعر نمبر ۴:

چیست این شیخ ذکر میگوید
لوث غفلت بذکر می شوید

ترجمہ: ''یہ شیخ (خانقاہ) کیا ذکر کرتے ہیں؟ کہ وہ اپنے ذکر سے غفلت کی آلودگی کی صاف کرنا چاہتے ہیں۔''

شعر نمبر ۵:

ناگہان مرد کی دَویدِ از دَر
کرد در گوشِ شیخ و یاران سِرّ

ترجمہ: ''اچانک ایک آدمی دروازے سے دوڑا چلا آیا کہ اس نے شیخ (خانقاہ) اور شیخ کے محرمان راز کے کان میں سرگوشی کی۔''

شعر نمبر ۶:

کہ فلاں خواجہ یا امیر رسید
حضرت شیخ را مُحب و مرید

ترجمہ: ''کہ فلاں خواجہ یا امیر، ان تک پہنچے ہیں کہ وہ حضرت شیخ کے محب اور مرید ہیں۔''

شعر نمبر ۷:

شیخ و اصحاب او ز دست شدند
وز شرابِ غرور مست شُدند

ترجمہ: ''بدیں صورت شیخ (خانقاہ) اور ان کے اصحاب مغلوب الغضب ہو گئے، اور نشہ غرور

Marfat.com

میں بدمست تھے۔"

شعرنمبر۸:

ذِکر راشد چناں بلند آہنگ
کہ از آن مردم آمد ند بتنگ

ترجمہ:"آواز ذکر اس طرح پر بلند شور سے شروع ہوگئی کہ اس (آواز) سے لوگ تنگ آگئے۔"

شعرنمبر۹:

گشت خشک از فغان سقف شگاف
ذاکرآن را درون زلب تا ناف

ترجمہ:"ان کی آہ وفغان (کے شور وشغب کے سبب) سے حلق خشک پڑ گئے۔ جب کہ چھت میں شگاف پڑ گیا۔ ذکر کرنے والوں کے لب سے لے کر ناف تک کچھ یہی حال تھا۔"

شعرنمبر۱۰:

آن یکی بر دھان کف آور دہ
وز کف خود طمانچہ ہا خور دہ

ترجمہ:"ان میں سے ایک کے منہ سے جھاگ بہہ نکلی اور اس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے طمانچے رسید کیے۔"

شعرنمبر۱۱:

وآن دِگر جَیب خِرقۂ "چاک زدہ"
دمبدم آہ دردناک زدہ

ترجمہ:"ایک دوسرے نے اپنے خرقہ (لبادہ) کا دامن چاک کر ڈالا، اور منہ زبانی آہ درد ناک نکالنے لگ پڑا۔"

شعرنمبر۱۲:

خنکی چند کرد خود را گرم
نہ از خالق نہ از خلایق شرم

Marfat.com

ترجمہ: ''انہوں نے کسی قدر اپنی سرد مزاجی کو گرمی میں تبدیل کر دیا کہ نہ تو انہوں نے خالق (خدا) سے شرم کی اور نہ ہی مخلوق سے شرم روا رکھی۔''

شعر نمبر ۱۳:

شیخ چون ذکر را فرود آورد
رو بمیدانِ گفتگو آورد

ترجمہ: ''شیخ (خانقاہ) نے جب ذکر کو ختم کر دیا، اور چہرہ کو گفتگو کے میدان کی جانب متوجہ کر دیا۔''

شعر نمبر ۱۴:

سخن از کشف داند وز الہام
فرق گوید میان حال و مقام

ترجمہ: ''وہ شیخ ''کشف والہام'' کی (بڑھ) ہانکنے لگا اور الہام سے وہ حال و مقام کے مابین فرق و امتیاز روا رکھتا چلا گیا۔''

شعر نمبر ۱۵:

اوز تحقیق دم زند اَنا
رسمِ تقلید سازدش رسوا

ترجمہ: ''اس شیخ نے اپنی (خود ساختہ) تحقیق سے وہ دعویٰ کیا کہ اس نے رسم تقلید کو بھی رسوا کر ڈالا۔''[1]

نفحات الانس:

نفحات الانس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے ذیل میں نہایت لطیف اور معقول پیرایۂ بیان میں ان کے مریدوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ مولانا تحریر کرتے ہیں۔

میر سید قاسم انوار تبریزی رحمۃ اللہ:

یہ کہ! ان (سید قاسم انوارِ تبریزی رحمۃ اللہ) کے اکثر مریدین حلقہ اسلام سے خارج تھے، اور سب کچھ مباح جانتے تھے، اور شریعت وسنت کی حیثیت کے قائل نہیں تھے۔[2]

---

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) جلد/۱: ص: ۲۲۔ ۲۳۔

② ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۵۹۳!

Marfat.com

❁ ''امیر سید قاسم تبریزی رحمہ اللہ''! (م ۸۳۷ھ) آپ شیخ صدر الدین علی یمنی کے مرید تھے۔ ان کا دیوان ''حقائق واسرار'' سے خالی نہیں ہے۔ ①

چنانچہ، ازاں بعد، مولانا جامی رحمہ اللہ میر سید قاسم تبریزی رحمہ اللہ کے پیروکاران کی غیر معمولی مذہبی آزاد روی کا ذکر کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے کس طور پر اپنی خانقاہوں میں نفسانی مشتہیات ② اور جسمانی لذائذ کا دسترخوان بچھا رکھا تھا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''ان (سید قاسم رحمہ اللہ) کا لوگوں پر جو ذاتی طور پر لطف وکرم تھا اس کے سبب انہیں جو بھی نذر ونیاز آجاتی۔ وہ تمام طور پر لنگر پر صرف ہو جایا کرتی تھی، اور (اس طور پر) نفس وہوا (حرص وآز) کے مقلد مریدان کی (نفسانی) خواہشات کی تکمیل ہوتی رہتی تھی، اور پھر ان کے لیے کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی''۔

چنانچہ، وہاں پر حریص وطامع ③ لوگوں کا ہجوم مردان رہا کرتا تھا جو کہ اپنے مرشد (میر سید قاسم تبریزی رحمہ اللہ) کے علوم ومعارف وملفوظات تو سماعت کیا کرتے تھے۔ مگر وہ لوگ اپنے نفس وہوا کی خاطر ان میں ایسا تصرف کیا کرتے تھے کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور (انسانی) ضمیر کی مخالفت سے چشم پوشی کا جواز نکل آیا کرتا تھا۔

ان (لوگوں) کے لیے سب کچھ مباح تھا اور شرع شریف اور سنت مطہرہ کی ان لوگوں کے ہاں کوئی بھی حیثیت واہمیت نہیں تھی۔

البتہ، بذات خود میر سید قاسم تبریزی رحمہ اللہ ان تمام آلائشوں سے پاک تھے۔ ④

''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دفتر اول میں ایک مفصل نظم بعنوان ''صوفی نمایاں ظاہر آرای ومعنی گداز ان صورت پیرای'' ہے کہ جس کے مضمون میں اس قسم کے ظاہر و بین (واضح)، فرقہ سالوس (لبادۂ عیاری) کے حامل صوفیا کے لنگر خانوں میں ان کے مریدین کے فسق وفجور پر اعتراضات کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے گا:

ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص: ۵۹۲ ..... ۵۹۵۔

① مشتہیات بمعنی شدید خواہشات۔

② طامع یعنی لالچ وطمع رکھنے والے۔

③ ملاحظہ کیجیے: (نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ص: ۵۹۳!

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

حذَر از صوفیانِ شہر و دیار
ہمہ نامُردم اند و مردم خوار

ترجمہ:''آپ صوفیانِ شہر و دیار سے اجتناب کیجیے گا۔(یہ) تمام نامرد ہیں اور مردم خور (یعنی مفت بسر) ہیں۔''

شعرنمبر۲:

کارِ شان غیرِ خواب و خوردن نہ
ہیچ شان فکر روز مردن نہ

ترجمہ:''ان (جاہل صوفیاء) کا کام ماسوا کھانے پینے اور سونے کے کچھ بھی نہیں ہے کہ ان کے روز کے ذکر میں مرنے کا نام تک بھی نہیں ہے۔''

شعرنمبر۳:

ہر یکی کردہَ منزلی دِیگر
نامِ آن خانقاہ یا لنگر

ترجمہ:''ان میں سے ہر ایک نے علیحدہ منزل بنا رکھی ہے کہ ان کا نام خانقاہ یا لنگر رکھ دیا ہے۔''

شعرنمبر۴:

فرشہای لطیف افگندہ
ظرفہای نکو پراکندہ

ترجمہ:''انہوں نے نہایت عمدہ فروش (قالین) بچھا رکھے ہیں (اور پھر) نہایت عمدہ عمدہ قسم کے ظروف (برتن) سجا رکھے ہیں۔''[1]

اس مذکورہ بالا نظم کا اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے:

(ملخصاً) ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص ۱:۱۲۶۔۱۲۷)۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

ایں نہ صُوفی گری و آزاد یست
بلکہ کیدی گری و قواد یست

ترجمہ:''یہ نہ تو صوفی گری ہے۔ (یعنی یہ تصوف نہیں ہے۔) بلکہ آزاد روی ہے اور مکر وفریب و بے غیرتی ہے۔''

شعرنمبر۲:

شیخ و صُوفی کہ گفتمت صَد بار
میکنم از آن حدیثِ استغفار

ترجمہ:''ایسے شیخ وصوفی کے بارے میں ہم آپ سے صد بار کہہ چکے ہیں کہ ہم ان کے بارے میں حدیث استغفار کہتے ہیں۔''

شعرنمبر۳:

آن فرمایہ راچہ استحقاق؟
کاین آسامی بَر اُو شود اطلاق

ترجمہ:''وہ (شیخ وصوفی) گھٹیا ہیں انہیں اس کا کیسے حق پہنچتا ہے؟ کہ ان ناموں (یعنی گھٹیا ہونے کے نام) کا اس پر قرار واقعی اطلاق ہوتا ہے۔''

شعرنمبر۴:

لَقب و اسم پادشائی چند
حیف باشد بَر این دغائی چند

ترجمہ:''ان میں سے چند کے لقب و اسم بادشاہوں کے سے ہیں، ان چند دغا بازوں پر نہایت افسوس ہے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی روش:

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بارے میں تصوف وسلوک نیز روحانیت کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔تو اس سلسلہ میں ان کے حوالے سے ان کی سب سے نمایاں خوبی کا ذکر کر دینا بھی ضروری اور ناگزیر ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (۱:۱۲۹)۔

Marfat.com

وہ یہ کہ بذات خود آپ نے پیری ومریدی کا کوئی بھی مرکز اور خانقاہ قائم نہیں کیا۔ چنانچہ، وہ کرامات، مکاشفات اور خوارِق عادات کا اظہار نہ کرتے تھے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ انہیں مخفی رکھنے کے قائل تھے۔

آپ عام روش اور دستور کے مطابق کبھی بھی شیخ طریقت بن کر مسند نشین نہیں ہوئے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اپنی پیروی واطاعت وارادت کی دعوت دی۔

چنانچہ اس سلسلہ میں جناب علی شیر صاحب نے ''خمسۃ المتحیرین'' میں تحریر کیا ہے کہ

آپ رحمہ اللہ کا اخفا کا حکم منجانب اللہ تھا:

''انہیں (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو) حق تعالیٰ کی طرف سے خوارقِ عادت کے اظہار کا امر نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اپنی پاکیزہ کیفیات کو طریقہ ملامتیہ کی طرح اور شاعر وملا بن کر پوشیدہ رکھتے تھے۔''①

یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ''خوارقِ عادات'' اور ''کشف و اشارات باطن'' میں اخفا کے قائل تھے اور ایسا کرنا یعنی اخفا کی روش اختیار کرنا آپ کو منجانب اشارات باطن کی بنا پر تھا۔

چنانچہ (تکملہ، حواشی نفحات الانس) میں حضرت مولانا عبد الغفور لاری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں کہ

''وہ فرماتے تھے کہ کشف وکرامات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں کہ فقیر ایک دولت مند کی مجلس میں جائے اور اسے وہاں تاثیر وجذب حاصل ہو، اور وہ کچھ دیر اپنے آپ سے بے خبر رہے۔''

اشعار:

شعر نمبر ۱:

یاری کہ بدیدارِ وی از دست شوی
آن بہ کہ بزیرِ پای او پست شوی

ترجمہ: ''یار وہ ہے کہ جس کے دیدار سے آپ بے اختیار ہو جائیں۔ تو پھر یہ بہتر ہے کہ آپ اس کے پاؤں میں پڑ جائیں۔''

شعر نمبر ۲:

① ملاحظہ کیجیے: (خمسۃ المتحیرین) از جناب میر علی شیر صاحب رحمہ اللہ ص: ۱۵۶!

Marfat.com

گر می نخوری ز جام لعلش باری
از شیوہِ چشم مست اُو مَست شوی

ترجمہ: ''اگر آپ شغلِ مے نہ کریں تو پھر اس (محبوب) کے لب لعلیں (سرخ ہونٹوں) کا (ایک مرتبہ) بوسہ لے لیجئے کہ آپ دستور (عادت) کے مطابق اس (محبوب) کی مست آنکھ سے بے خود ہو جائے۔''①

مولانا جامی رحمہ اللہ کے احوال اور روحانی اشارات و مکاشفات:

حضرت مولانا عبد الغفور لاری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''احوال و آثار'' و مکاشفاتِ باطنی کے بارے میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

''وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی ہم خود کو مرتبہ اجمال میں پاتے ہیں۔ تو مغلوب (الحال) ہو جاتے ہیں، اور (اس غلبہ حال میں) ہم پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے (اور پھر) یوں لگتا ہے کہ ''ہم زمین سے جدا ہو گئے ہیں، اور ہمارا پاؤں زمین تک پہنچتا ہی نہیں ہے۔''②

''سلسلۂ ارادت'' کی جانب مولانا جامی رحمہ اللہ کی بے التفاتی کا سبب:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے روحانی و باطنی اشارات اور اکتشافات و مشاہدات کے احوال و آثار سے واقفیت کے بعد ہمیں اس بات پر انتہائی طور پر تعجب ہوتا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے اجلّہ حضرات صوفیائے کرام کے ساتھ سلسلہ ارادت اور محبت و مودت کے باوصف آپ کے قاری کے قلب میں بے ساختہ طور پر یقیناً یہ سوال ابھر آتا ہے کہ سلسلہ ارادت کی جانب آئندہ چل کر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے بذات خود بے التفاتی اور بے اعتنائی کیوں روا رکھی؟

تو آیئے ہم اس جانب ذرا قارئین کرام کی متلاشی توجہ کو مبذول کروا کے دعوت غور و فکر مہیا کر کے اطمینان کی روش پر چلتے ہوئے اصل حقیقت کو پا لینے کی جدوجہد و سعی بروئے کار لاتے ہیں۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبد الغفور لاری رحمہ اللہ نے آپ (مولانا جامی رحمہ اللہ) کی مذکورہ بالا روش پر بھی حقائق کے باوصف روشنی ڈالی ہے۔ آپ بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کسی کو اس طریقہ (سلسلہ نقشبندیہ کے طریقہ) کی تلقین نہیں فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ حضرت مخدوم (سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ) سے مجاز اور غیب (غیبی اشارات کے باوصف) اذن یافتہ تھے۔''

---

① ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ ص۔ ۱۱۵!
② ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ (ص:۱۶)۔

Marfat.com

ہاں! اگر اچانک کوئی فقیر منش شخص انہیں مل جاتا تو (پھر) خاموشی سے اسے طریقہ نقشبندیہ سے متعارف کروادیتے تھے۔ (مگر) مقصد نہایت لطافت ونزاکت پر مبنی ہوا کرتا تھا۔

وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ

''ہم اس طریقہ (طریقہ نقشبندیہ) میں شیخوخت کا بار نہیں اٹھا سکتے ہیں۔''

مگر آخری عمر میں وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) اہل طلب کی طلب میں رہنے لگے۔ وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) فرماتے کہ افسوس! اب (حقیقی) طالب (وسالک راہ) ناپید ہیں۔ یوں تو طالب بہت ہیں۔ مگر اپنی لذت وحظ کے:

شعر نمبر ۱:

قومی کہ کام دل طلبند از شکر لبان
شک نیست عاشقند ولی عاشق خودند

ترجمہ: ''بعض لوگ ہیں کہ وہ محبوبان سے دل دہی کے طالب رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ لوگ ''عاشق'' تو ہیں، لیکن وہ بذات خود اپنے ہی عاشق ہوا کرتے ہیں۔''[1]

حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ مزید رقمطراز ہیں کہ

''جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر توحید وفنا کی نسبت غالب ہوا کرتی تو وہ کسی کی صحبت سے خواہ وہ صالح ہوتا خواہ طالح، اجتناب نہ فرماتے بلکہ سلسلہ نقشبندیہ کے اصول تصوف، خلوت وانجمن کے مطابق وہ باطنی شغل کو ظاہر کے ساتھ ملائے رکھا کرتے تھے۔''[2]

خلوت در انجمن:

مذکورہ اقتباس میں (خلوت در انجمن) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ تو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سے کسی نے استفسار کیا کہ

''آپ رحمہ اللہ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے؟''

تو اس پر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ نے یوں فرمایا کہ (خلوت در انجمن) یعنی بظاہر خلق کے ساتھ اور بباطن حق سبحانہٗ کے ساتھ۔[3]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ ص: ۳۱!

[2] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ ص: ۳۶۔۳۷!

[3] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صفی بن حسین کاشفی رحمہ اللہ (ص: ۴۲)۔

Marfat.com

''رشحات عین الحیات'' از جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشغی رحمہ اللہ:

''رشحات عین الحیات'' میں جناب فخر الدین علی صیفی بن حسین کاشغی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے روحانی مرتبہ کمال اور مقامات رفعت ومنزلت کا ذکر کیا ہے۔

وہاں پر عوام الناس سے آپ کے روحانی ربط وتعلق اور معاشرے سے آمیزش کو آپ کی اخلاقی تربیت کا اصول اور روحانی اصول ومبادیات کی بہترین دلیل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ کاشغی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

''یہ کہ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے کسی سے استفسار کیا کہ ''کیا کام کرتے ہو''؟

اس نے کہا کہ

''مجھے حضوری ملی ہوئی ہے۔ عافیت کے دامن میں پاؤں لپیٹ کر فراغت کے گوشے میں اقامت اختیار کیے ہوئے ہوں۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پاؤں لپیٹ کر ایک گوشے میں مقیم ہو جانا، حضوری اور عافیت نہیں ہے۔ بلکہ عافیت یہ ہے کہ اپنی ذات سے نجات پائی جائے۔ پھر کسی گوشہ میں جا بیٹھو۔ چاہے لوگوں کے درمیان رہو۔''①

''رشحات عین الحیات'' کے مصنف جناب فخر الدین علی صیفی رحمہ اللہ اس بارے میں مزید رقمطراز ہیں کہ

''کسی (شخص) نے ان (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) سے استفسار کیا کہ ''حضرت! کیا سبب ہے کہ آپ تصوف پر کم گفتگو فرماتے ہیں؟''

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

''شاید اس لیے کہ ہم دونوں ایک وقت اکٹھے کھیلتے رہے ہیں۔''②

(یعنی آپ مجھے خوب پہنچانتے ہیں، اب میرے کسی دعویٰ کو آپ لاف وگزاف پر محمول کریں گے۔)

---

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیفی (۱: ص..... ۳۶۵)۔

② ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیفی صاحب رحمہ اللہ (۱: ص: ۲۶۶..... ۲۶۷)۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ''طریقۂ نقشبندیہ'' سے قلبی ارادت:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ''طریقۂ نقشبندیہ'' سے قلبی ارادت اور روحانی لگاؤ کے بارے میں (رشحات عین الحیات) کے مصنف جناب فخر الدین علی صیفی رحمۃ اللہ بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) فرمایا کرتے کہ ہم نے طریق خواجگان قدس سرہم میں کسی کو کم دیکھا ہے کہ اس میں ایک قسم کی چاشنی اور کشش نہ ہو۔''

اس سلسلے کی ابتدا دوسرے (سلاسل کے) مشائخ کی انتہا ہے کہ جس نے ایک بار اس سلسلے کو قبول کر لیا، شاذ و نادر ہی وہ اس سے الگ ہوتا ہے۔

اگر وہ غلبۂ نفس کے ہاتھوں اسے چھوڑ بھی دے تو اسے واپس لوٹا لیا جاتا ہے۔[1]

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کی قلب پر توجہ اور ذکر قلبی:

صاحب (رشحات عین الحیات) جناب فخر الدین علی صیفی رحمۃ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی قلب پر توجہ باطنی اور ذکر قلبی کے بارے میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''ایک روز کسی شخص نے ان (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) سے یوں درخواست کی کہ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرما دیجئے کہ باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہوں۔''

تو اس استفسار پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یوں فرمایا کہ

''کسی شخص نے کچھ یہی سوال حضرت مخدوم مولانا سعد الدین قدس سرہٗ سے بھی کیا تھا۔ تو انہوں نے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھ کر قلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ اس میں (قلب میں) مشغول رہو! یہی کام ہے یعنی وقوف قلبی لازم ہے''۔ اس مفہوم پر ان کی ایک رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ای خواجہ بکوی اہلِ دِل منزل کُن
دَر پہلوئِ اہلِ دِل دلی حاصل کُن

ترجمہ: ''اے بزرگ! آپ اہل دل کے کوچہ میں مقام اختیار کیجیے کہ آپ اہل دل کے پہلو میں دل (مقام) کو حاصل کیجیے۔''

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صیفی رحمۃ اللہ (۱: ص..... ۲۷۰)!

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

خواہی بینی جمالِ معشوقِ ازل
آئینہ تُو دِل است رُو دَر دِل کُن

ترجمہ: ''اے خواجہ! اگر آپ معشوق ازل (خدائے تعالیٰ) کے جمال کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ (تو پھر) آپ کا آئینہ قلب ہے۔ تو آپ قلب کی جانب نگاہ کیجیے۔''①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۱ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صفی رحمہ اللہ (۱: ص ..... ۲۷۱)

Marfat.com

باب نمبر:۱۲

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات وکرامات

یہ کہ تزکیہ نفوس و بواطن کے باوصف علم کے مراتب سہ گانہ:

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

کے حصول کے بغیر تصوف وسلوک میں وہ مقام حاصل نہیں ہو پاتا ہے کہ جس کے باوصف ''روحانی اکتشافات'' اور باطنی اشارات وکرامات کی مطلوبہ روش ایک طلب صدق کو حاصل ہو سکے، اور پھر ان روحانی اکتشافات اور باطنی اشارات وکرامات میں بھی ایک طالب صدق کی اپنی اپنی طلب کے مطابق مراتب اور مقامات ہیں، اور یہ بھی اپنی اپنی روحانی وقلبی وباطنی استعدادات پر مبنی ہیں۔

گزشتہ باب ۱۱ میں ہم نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا نظریہ تصوف وسلوک کے عنوان سے مختلف ذیلی عناوین کے تحت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے روحانی مقامات اور باطنی منازل کو قدرے تفصیل واجمال سے ہدیہ قارئین کیا ہے۔

چنانچہ باب ۱۱ میں مندرجہ تمام روایات وحکایات تصوف وسلوک کے مراحل میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مشرب ومسلک اور مذہب کی پاکیزہ روایات وحالات اعلیٰ وارفع مقام اور عظیم القدر روایات کی ترجمان ہیں۔

اور ان حالات وواقعات کی حیثیت ایک معنی کے مطابق اپنی جگہ اکتشافات وروحانی اشارات اور کرامات کی سی ہے۔

اور پھر ان مراتب عالیہ کی موجودگی میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مزید اکتشافات وکرامات کی بظاہر حاجت تو نہیں ہے مگر جو طبائع وامزجہ ان عناوین کے تحت حالات وواقعات کے تلاش وتفحص کی خوگر ہیں تو موجودہ باب ۱۲ میں یہ تمام کچھ ان حضرات کی محض ضیافت طبع کے لیے بطور ماحضر کے مہیا کر دیا گیا ہے کہ اس موضوع پر کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا ہی بہتر ہے۔

Marfat.com

تاہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے حضرات مریدین اور عقید تمندوں نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی جو کرامات تحریر کی ہیں۔ ہمارے نقطہ نگاہ سے ان حکایات کا موقع کی مناسبت سے احاطہ تحریر میں لے آنا درویشی اور وارستگی میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اعلیٰ مقام اور عظیم مرتبہ میں کچھ بھی کمی آنے نہیں دیتا ہے۔

بہر کیف، آپ کے ہم عصر اور مابعد کے سوانح نگاروں کی ان تحریرات اور بیانات کے باوصف اس امر کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ، آپ کی اس حیثیت کے کس درجہ تک قائل تھے۔

حکایات وکرامات:

ہم صاحب (رشحات عین الحیات) جناب فخر الدین علی صفی رحمۃ اللہ کے حوالے سے یہاں پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی چند حکایات وکرامات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ یہاں پر ان کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا! تو سیئے:

① صوبہ گیلان میں ایک شخص چند روز علیل رہ کر انتقال کر گیا۔ چنانچہ (اس کی موت پر) اس کی اولاد، دوست واحباب و اعزا واقارب سب ماتم کناں تھے۔ لیکن جب وہ لوگ اس شخص کی تجہیز وتکفین کرنے لگے تو دفعتاً اس شخص کی میت میں حرکت پیدا ہوئی، اور وہ فوت شدہ شخص آہستہ آہستہ بے ہوشی کی حالت میں افاقہ پا کر اسی دن صحیح سلامت بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ، جو لوگ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ سب حیران رہ گئے، اور کسی کو بھی حقیقت حال کا علم تک نہ ہو سکا۔

کچھ روز کے بعد اس شخص نے اپنے چند ہمراز دوستوں کو بتلایا کہ جب مرض کی شدت اور اضطراب کے بعد میری روح پرواز کرنے لگی تو دفعتاً مولانا جامی رحمۃ اللہ ظاہر ہو گئے، اور مجھ پر توجہ فرمائی تو اسی وقت میرا مرض جاتا رہا۔

❁ چنانچہ، اس واقعہ کے پیش آچکنے کے بعد اس گیلانی شخص نے بیس ہزار کپکی دینار اور پشم اور کتان کی نفیس اجناس حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی خدمت میں روانہ کیں اور نیاز مندی کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے سلسلہ میں داخل ہونے کی درخواست کی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ پر ایک مختصر مگر مفید رسالہ تحریر کر کے اس شخص کو بھیج دیا اور اس کے اختتام پر کہا کہ

"اگرچہ اس قسم کی باتیں کہنا اور لکھنا اس فقیر کا طریقہ نہیں لیکن آنجناب کی طرف سے اخلاص کی جو خوشبو ہمارے مشام جان کو پہنچی ہے تو وہ باعث تحریر بنی ہے۔"

Marfat.com

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بایں ہمہ بیحاصلی ویچ کسی
در ماندہ نارسائی وبو الہوسی

ترجمہ: ''اس تمام بے حاصلی اور درماندگی کے، ہیچ محض اور دیوانگی کے۔''

شعر نمبر ۲:

دادیم نشانِ گنج مقصود ترا
گرما نرسیدیم! تو شاید برسی

ترجمہ: ''ہم آپ کے گنج مقصود کا نشان آپ کو دیتے (بتلاتے) ہیں کہ اگر ہم (اس گنج مقصود تک) نہیں پہنچ پائے ہیں۔ تو شاید آپ رحمہ اللہ اس تک پہنچ پائیں۔''[1]

② ایک روز حضرت مولانا سیف الدین احمد شیخ الاسلام رحمہ اللہ، ہرات میں اپنے دوسرے تدریس پیشہ احباب کے ہمراہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے۔

تو انہوں نے ضیافت کے بعد گویوں اور سازندوں کو محفل میں غزلیں پڑھنے راگ گانے اور ساز بجانے کے لیے کہا:

اتفاق سے اس واقعہ کے دو تین روز کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ چہل قدمی فرماتے ہوئے زیارت گاہ کی طرف نکل گئے، اور وہاں پر شیخ شاہ رحمہ اللہ سے جو متقی مشائخ میں سے تھے، ملاقات کی۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کو پیشتر ازیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ، ہرات کی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ملاقات اور ''محفل سماع'' منعقد ہونے کی اطلاع مل چکی تھی۔

چنانچہ انہوں نے دوران گفتگو مولانا جامی رحمہ اللہ سے یوں کہا کہ

''حضرت آپ تو علمائے عالم کے مقتدا اور عرفائے عرب وعجم کے پیشوا ہیں۔ پھر آپ کی بابرکت محفل میں گانا، بجانا اور (صوفیانہ رقص) کیسا؟''

جب شاہ صاحب رحمہ اللہ یہ اعتراض کر چکے تو مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنا منہ ان کے کانوں قریب تک لے گئے، اور پھر خاموشی سے کوئی بات (ان سے) کہہ دی کہ جس کا حاضرین مجلس کو پتہ نہ چل سکا۔

دفعتاً، شاہ صاحب رحمہ اللہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر بعد ہوش میں آئے۔

اب انہوں نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں بے حد نیاز مندی کا اظہار کیا، اور پھر کبھی اس قسم کی بات منہ سے نہ نکالی۔[2]

---

① ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صفی رحمہ اللہ (۱: ص: ۲۷۴۔۲۷۵)!

② ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب فخر الدین علی صفی رحمہ اللہ! (۱: ص: ۲۷۸)۔

Marfat.com

''خمسۃ المتحیرین'' از جناب میر علی شیر نوائی رحمہ اللہ:

اس بارے میں حکایات مندرج ہیں کہ جن کے حوالے سے تاریخی معلومات بھی قارئین کو دستیاب ہوتی ہیں۔ (کرامات) ملاحظہ کیجیے:

① سید یم عراقی نام ایک نوجوان کہ جو ''مظفر برلاس'' کا ملازم اور دیوان خانے کا داروغہ تھا، اور وہ اپنی کم عقلی کی بنا پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے روحانی مقام اور مرتبہ کا منکر تھا۔ ایک روز اس نے اپنی اسی فرومائیگی کے ہاتھوں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا دیوان پھاڑ کر جلا دیا۔ انہیں ایام میں اس (ملازم) کے جسم کا کوئی عضو پھٹ گیا۔ زخم متورم ہو کر اس میں پیپ پڑ گئی کہ جو بالآخر جذام کی صورت اختیار کر گیا، اور اس شخص کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

❁ ''امیر مظفر برلاس''، سلطان حسین بایقرا کے امرا میں سے تھا۔

② جب سلطان حسین بایقرا کا وزیر مجد الدین محمد خوافی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی سفارش سے سلطان کی جانب سے سنائی جانے والی سزائے قید اور شکنجہ سے بچ نکلا، اور اس کے میر علی شیر کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے تو:

''مجد الدین محمد'' جو اپنی شہرت کے باعث محتاج تعارف نہیں۔ کسی غلطی کی بنا بادشاہ نے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا، اور قید کی سزا سنائی۔ چنانچہ جب رہائی کے لیے اس سے ضامن مانگا گیا۔ تو اس نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے اپنی ضمانت کی درخواست کی جو انہوں نے کمال ترحم وشفقت سے قبول فرما لی۔ (اور ضمانت دے دی) لیکن وہ بے انصاف (مجد الدین محمد) قید سے چھوٹتے ہی مغرور ہو گیا۔ لیکن دس، پندرہ روز بھی نہ گزر پائے تھے کہ وہ دوبارہ گرفتار کر لیا گیا، اور اس کی پیشی ہوئی۔ اس بار اسے جرمانہ ادا کرنے ساتھ ساتھ شکنجے میں ڈال دیئے جانے کا حکم بھی دیا گیا۔

بلکہ مامورین دیوان نے اس کی تمام جائیداد بھی ضبط کر لی۔

یہ کہ ''خمسۃ المتحیرین'' کے اختتام پر جناب میر علی شیر صاحب نے ان رسائل کی نشاندہی بھی کر دی ہے کہ جو معاصرین نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات وواقعات وکرامات پر قلمبند کیے ہیں، اور یوں تحریر کیا ہے کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کرامات پر دوسرے لوگوں مثلاً: مولانا عبد الواسع رحمہ اللہ اور مولانا حمد پیر شمس رحمہ اللہ کی کتب ورسائل بھی موجود ہیں۔ ''اعانۃ طالبین'' ان کتب ورسائل کی طرف رجوع کریں۔''[1]

ہم انہیں سطور پر باب ۱۲، نیز کتاب کے حصہ دوم کو ختم کرتے ہیں۔

---

① بحوالہ: (جامی رحمہ اللہ) ص: ۱۶۰!

Marfat.com

حصہ سوم

Marfat.com

باب نمبر: ۱۳

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے خصائل وفضائل اور کمالات

دین اسلام کے حوالے سے قرآن حکیم وسنت مطہرہ کی اخلاقی تعلیمات میں صحت ایمان واعتقاد اور فرائض وواجبات کی علمی وعملی تعلیمات کے بعد بحیثیت انسان کے خود اس کی اپنی شخصیت کے نوک وپلک کو درست کرنے یا یوں کہیے کہ اس کے پہلوؤں کو درست طور پر تراشنے کی جانب بھرپور کوشش فرمائی گئی ہے۔

جناب فخر موجودات رسالت مآب آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ، اخلاقی تعلیم پر زور دیتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

''بے شک میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کی خاطر مبعوث ہوا ہوں۔''①

دین اسلام نے جہاں اسلامی معاشرہ کی تشکیل پر نہایت عمدہ طور پر اسلامی نظام کو علمی وعملی طور پر پیش کیا ہے بعینہٖ، اسلامی معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہر انسان کی شخصیت کے آبدار پہلو کی تراش خراش کی جانب بھی خصوصی توجہ مبذول کی ہے۔

بلاشبہ، کسی شخصیت کے انفرادی فضائل وخصائل اسے معاشرہ کا ایک گوہر آبدار بنا دیتے اور اسے مجسمہ کمالات بنا دیتے ہیں کہ جو شخص اپنی شخصیت کے حوالے سے جس قدر عمدہ خصائل وفضائل اور کمالات کا مجموعہ ہوگا وہ معاشرہ کے دیگر افراد کے لیے عمدہ کردار کے باوصف ایک بہترین اور تابناک مثال ہوگا اور نشانِ راہ کا کام دے گا۔

تو اس سلسلہ میں ہمارے صاحب سوانح حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت علم وادب، کشف ورشد اور خصائل وفضائل وکمالات صوری ومعنوی کے باوصف اور اخلاقی محاسن ومحامد کے حوالے سے اعلیٰ صفات کی حامل شخصیت ہے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اپنی کتب ورسائل اور پھر آپ کے احوال وآثار پر دیگر مؤرخین کی مستند تحریرات کے مطالعہ سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے وہ اوصاف اور خصائل وفضائل نیز کمالات صوری ومعنوی قاری پر پُراثر طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔

---

① الحدیث۔

Marfat.com

تو اس پر مستزاد یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تحریرات فارسی ادب کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ ہیں، اور پھر ان کی نہایت عمدہ اور اعلیٰ صفات وکمالات کے فیوض و برکات کے باوصف آپ رحمہ اللہ کے نام کی شہرت شہرہ آفاق حیثیت کی حامل ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کے حوالے سے آپ رحمہ اللہ کے خصائل وفضائل نیز کمالات کو زیر بحث لانا درحقیقت آپ رحمہ اللہ کی اخلاقی وروحانی زندگی کی تاریخ تحریر کرنے کے مترادف ہے اور پھر درحقیقت درست بات تو یہ ہے کہ ایک فاضل محقق ایسی شخصی تاریخ وسوانح اور احوال وآثار کے روحانی واخلاقی پہلو کو مادی زندگی کی تاریخ ترتیب دینے پر ترجیح دیتا ہے۔

چنانچہ، بدیں صورت ہمیں اس سلسلہ میں صاحب سوانح کے احوال وآثار کی جانچ میں علم وعمل کے تمام گوشوں کو اپنے غور وخوض میں لے آنا چاہیے، اور پھر شخصیت کی ان صفات کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ جن صفات کی وہ شخصیت حامل سمجھی جاتی ہے، اور پھر ان صفات کی کھتونی اور تلاش وتفحص کرنی چاہیے کہ جو اس شخصیت کی ابدی کامیابی اور فوز وفلاح کا باعث بنی اور بہترین نتائج کی حامل ہوگئی۔

تو پھر آپ ملاحظہ کیجیے کہ کئی صدیاں پیشتر کے ایک معمر دانشور وصاحب خصائل وفضائل وکمالات (یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کے اخلاق حسنہ نے کیا عمدہ طور پر اپنا نہایت عمدہ اور خوش آئند تاثر چھوڑا۔ تو ہمیں بھی ایسی شخصیت اور اس کے خصائل وفضائل وکمالات کو اپنے لیے مشعل راہ بنا لینا چاہیے۔

کہ آپ ذرا غور وفکر سے کام تو لیجیے کہ خراسان کے ایک دور افتادہ گاؤں کا ایک گمنام فرزند ارجمند کیسے جدوجہد وسعی وعمل پیہم کی کٹھنائیوں میں سے گزر کر ایک بگولہ کی طرح شہرت کی بلندیوں کی جانب اٹھتا چلا گیا اور بالآخر وہ شہرہ آفاق شخصیت کا حامل ہوگیا!

''عادات واطوار'' تحقیقاتی نقطہ نگاہ سے:

یہاں پر ہمارا اصل موضوع حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے خصائل وفضائل وکمالات نیز عادات واطوار پر جانچ پرکھ اور تحقیقاتی نگاہ ڈالنا ہے کہ وہ عناصر وعوامل کیا تھے کہ جنہوں نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کے کردار کو عمدہ پیرائے میں لے جانے میں بنیادی محرکات کا کام کیا۔

اور پھر ان محرکات وعناصر وعوامل نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کو کیسے علو مرتبت اور رفعت کے مقام پر پہنچا دیا کہ آپ فائق الاقران (آس پاس کے لوگوں میں ممتاز) ہی نہ ہوئے بلکہ

Marfat.com

وقت کے عظیم المنزلت سلاطین بھی فرط عقیدت ومحبت سے آپ کے گرویدہ ہوئے اور آپ کے سامنے دوزانو ہوکر اکتساب فیوض وبرکات کے لیے مخلصانہ اور ممنونانہ ہاتھ پھیلاتے چلے گئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اخلاقی عادات واطوار خواہ ان کا تعلق آپ کے اکتسابی کمالات سے ہو یا کہ فطری کمالات سے! بہر حال حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مؤقر کتب ورسائل وتحریرات میں ان عادات واطوار کی نہایت گہری چھاپ ہمیں نظر آتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ مصداق

عیاں را چہ بیان

تحصیل علم کا خصوصی ملکہ

ہم کتاب کے ابتدائی حصہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تحصیل علم وادب کے حالات وواقعات قدرے تفصیل واجمال سے ہدیہ قارئین کر چکے ہیں کہ قدرت نے آپ میں اکتساب علم وادب کی خصوصیات کہاں تک ودیعت فرمائی تھیں اور ان کے سبب سے آپ کی سیماب صفت طبیعت کس قدر بے چین واقع ہوئی تھی کہ آپ نے اکتساب علم وادب کی تسکین کے لیے بخارا وسمرقند کے کٹھن سفر کیے، اور پھر کیسے فیاض ازل کی ودیعت کردہ فطری ذہانت سے آپ نے علم وادب کے بلند مراتب ومقامات کا اکتساب کیا!

یقیناً، آپ میں علم ودانش کا ذوق فطری جذبہ پر مبنی تھا کہ جو بچپن ہی سے آپ کی گھٹی میں پڑا تھا، اور پھر آپ کی شخصیت کے بناؤ سنگھار میں آپ کے خاندان کے ماحول کا نہایت گہرا تعلق بھی ہے۔

چنانچہ آپ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ہمیشہ اکتساب علم وادب اور کمالات کی تحصیل میں مصروف ومشغول رہے، اور پھر حیرت استعجاب کی بات تو یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی اپنے قلب میں غرور کا شائبہ تک نہ آنے دیا۔ یہی وہ سبب ہے کہ آپ تا دم زیست علم وادب وروحانی کمالات کے بامِ عروج کی منازل ومقامات کو طے کرتے چلے گئے۔

❁ ہم یہاں پر مثال کے طور پر ایک مختصر واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اکسٹھ برس کی عمر میں دمشق پہنچے اور مزید دینی علوم کی طلب میں وہاں پر حضرت محمد خیضری رحمہ اللہ سے احادیث سماعت کیں، اور پھر ان سے سند حدیث اور اجازت حاصل کی۔''

ہم گزشتہ ابواب میں یہ واقعہ میں تحریر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت ایسے طالبان علم وحکمت کے لیے یقیناً نمونہ تقلید ہے

Marfat.com

جوعلم ومعرفت کے حصول واکتساب کے لیے علم وعمل کے میدان میں اپنے سعی وعمل وجدوجہد کے قدم رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ذاتی استعدادات:

جب ہم اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اکتساب کے طویل درطویل اسفار پر نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ کی ذاتی استعدادات، غیر معمولی قوت اخذ وحفظ، عدیم النظیر ذہانت وفطانت اور ذکاوت کے اوصاف علمی وعملی طور پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے جلو میں نظر آتے ہیں۔

چنانچہ یہی وہ استعدادات تھیں کہ جوعلوم ومعارف وفضائل وکمالات کی تمام منازل اور مقامات طے کرنے میں آپ کی معاون واقع ہوئیں۔

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ، صاحب قدسی نفس تھے:

علاوہ ازیں، جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے شاگردوں اور ارادتمندوں کا آپ کے فضائل وکمالات اور محامد ومحاسن کی بدولت آپ کی نسبت یہ عقیدہ پاتے ہیں کہ وہ (حضرت جامی رحمہ اللہ) صاحب نفس قدسی ہیں۔

درحقیقت اکتساب علم وادب میں ثبات اور پابندی اور تنظیم بنیادی شرائط ہوا کرتی ہیں، اور یہ ضوابط حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اپنے عقیدت مند اور شاگرد مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ اپنے استادگرامی قدر کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ شورش عشق اور شعر وشاعری سے شغل کے دوران میں بھی علم ومعارف کا اکتساب کرتے رہے ہیں۔ (چنانچہ) مطالعہ کی عادت، قوت مباحثہ اور اپنے ہم سبقوں اور ہم درسوں بلکہ اساتذہ کرام پر بھی ان کی سبقت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

ان کی چھٹیاں بڑی آسودگی سے گزرتیں، وہ نت نئے افکار میں ڈوبے رہتے۔''

وہ فرماتے:

''کہ ہم جس حال میں بھی ہوتے ہیں کچھ نہ کچھ غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ البتہ پڑھائی کے دنوں میں ان کی تمام تر توجہ اپنے سبق پر ہوتی۔

اکثر ایسا ہوا کرتا کہ کسی ہم سبق سے کتاب لے کر مطالعہ کرلیا اور درس میں جا پہنچے، اور آپ ہی سب پر غالب رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

گو ان کی تحصیل علم کی مجموعی مدت بہت کم رہی ہے۔ لیکن ان کی دانشمندی اور اصول وفروع کی حقیقی درسی علوم میں ان کا تبحر علمی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔

عمر کے آخر تیس برس آپ تارک (الدنیا) رہے۔ لیکن علمی وادبی موضوعات پر جب بھی کوئی بات چل نکلتی تو آپ پہلے ہی سے اس کے لیے تیار ہوا کرتے تھے اور پھر اس طور پر تشریح وتوضیح فرماتے کہ (کچھ یوں) گمان ہوتا کہ یہ مرتبہ انسانی کے بس سے باہر ہے۔

چنانچہ، ماوراء النہر کے ایک عالم کو علم ہیئت میں کوئی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ درپیش تھا۔ (اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ) اس (عالم) کی شہرت خود اس علم میں تھی، اور وہ اس میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ لیکن مدتوں اس گتھی کو سلجھا نہ سکا۔

اتفاق سے اس کی ملاقات، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ہوگئی۔ ان سے استفسار کیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے چھٹ اس کا شبہ رفع کر دیا۔

وہ بزرگ کہتا ہے کہ

''اس روز مجھے معلوم ہوا کہ ان میں ''نفس قدسی'' موجود ہے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ مزید رقمطراز ہیں کہ

حضرت نے جس کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا صرف اسی کی طرف رجوع کرتے اور بحکم:

اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ كَثَّرَهَا الْجَاهِلُوْنَ.

''علم صرف ایک نقطہ ہے جاہلوں نے اسے زیادہ کیا ہے''

پہلے حقیقی مقصود کو دوسرے کے ذہن میں منتقل کرتے۔ انہیں جو مسئلہ بھی پیش آتا جب تک اس کی پوری تحقیق نہ کر لیتے اور اطمینان نہ ہو جاتا کسی دوسرے مسئلے کو ہاتھ نہ لگاتے۔

وہ فرمایا کرتے تھے کہ

''جب تک ایک بات قطعی نہیں ہو جاتی ہم اسے آگے نقل نہیں کرتے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سلسلۃ الذہب'' دفتر اول میں اس نکتہ پر نہایت عمدہ طور پر بحث کی ہے۔[2]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو مطالعہ وتحقیقات کا بے پناہ ذوق وشوق تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی مثنویات اور منظومات میں اپنے فرزند ارجمند اور قارئین کو بھی مفید کتب کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ کی درج ذیل رباعی اس نقطۂ نگاہ کا بیّن ثبوت ہے:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: ۹.....۱۰)

[2] ملاحظہ کیجیے (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: ۱۱)۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

خوشتر ز کتاب در جہانِ یاری نیست
در غمکدۂ زمانہ غمخواری نیست

ترجمہ:''جہان میں کتاب سے بڑھ کر کوئی بھی عزیز دوست نہیں ہے کہ دنیا کے غمکدہ میں (کتاب سے بڑھ کر) کوئی بھی غم خوار نہیں ہے۔''

شعرنمبر۲:

ہر لحظہ ازو بگوشہ تنہائی
صد راحتی است و ہر گز آزاری نیست

ترجمہ:''یہ ایسا عزیز دوست ہے کہ گوشہ تنہائی میں اس کی مصاحبت میں صد راحتیں وابستہ ہیں، (اور پھر) اس دوست سے کچھ بھی آزار نہیں۔''

مثنوی یوسف علیہ السلام و زلیخا:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ مثنوی یوسف علیہ السلام زلیخا میں یوں فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعرنمبر۱:

بکن زین کارخانہ در کتب روی
خیالِ خویش را دِہ با کتب خوی

ترجمہ:''آپ اس کارِ خانہ (یعنی دنیا) میں کتب (کے مطالعہ) کو اپنا مشغلہ بنا لیجئے کہ آپ کتب کے ساتھ مناسبت کے خیال کو اپنا شیوہ بنا لیجئے۔''

شعرنمبر۲:

ز دَانایان بود این نکتۂ مشہور
کہ دانش ور کتب داناست درگور

ترجمہ:''دانشوران کی جانب سے یہ نکتہ مشہور ہے کہ کتب کا مطالعہ کرنا (انسان) کو قبر میں بھی دانشور بنا دیتا ہے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۳:

انیسِ کنجِ تنہائی کتاب ست
فروغِ صبحِ دانائی کتاب ست

ترجمہ: ''گوشہ تنہائی میں کتاب ایک گہرا دوست ہے کہ دانش کی صبح کی روشنی کتاب ہے۔''

شعر نمبر ۴:

بود بی مزد و منت اوستادی
ز دانش بخشدت ہر دم گشادی

ترجمہ: ''کتاب بغیر اجرت اور احسان کے ایک استاد ہے کہ دانش کے سبب سے یہ ہر لمحہ آپ (کے ذہن) کو کشادگی عطا کرتی ہے۔''

شعر نمبر ۵:

ندیمی، مغز داری، پوشت پوشی
بسرّ کار گویای خموشی

ترجمہ: ''کتاب ایک ایسا ہم مجلس دوست ہے کہ اگر آپ اس پر دماغ صرف کرتے ہیں۔ تو یہ اس پر آپ کو صیغۂ راز میں رکھتی ہے کہ آپ کے کام کے راز کو گفتگو سے خاموشی میں تبدیل کر دیتی ہے۔''

شعر نمبر ۶:

درونش ہچو غنچہ از ورق پُر
بقیمت ، ہر ورق زان یک طبق دُر

ترجمہ: ''کتاب (کے اوراق) ورق کتاب پر غنچہ کی طرح ہیں کہ ہر ورق کی قیمت مروارید کی ایک طشتری ہے۔''

شعر نمبر ۷:

عماری کردہ ازرنگ ادیم است
دو صد گل پیرہنی در وَی مقیم است

ترجمہ: ''اس (کتاب) نے چمڑے پر ہودج (عماری) کر رکھی ہے کہ اس کے پیرہن پر دو صد پھولوں نے اقامت اختیار کر رکھی ہے۔''

Marfat.com

شعرنمبر۸:

ہمہ مشکین عذاران توی بہ توی
از بس وقت نہادہِ روی بر روی

ترجمہ:''یہ تمام پھول تہ بہ تہ خوبصورت دلکش چہرے والے ہیں کہ صرف صفحات کتاب کی رقت ونرمی پر اپنے چہرے کو رکھے ہوئے ہیں۔''

شعرنمبر۹:

زیکرنگی ہمہ ہم روی و ہم پشت
گر ایشان رازند کس بر لَبِ انگشت؟

ترجمہ:''صفحات کتاب (مفہوم ومطالب میں) یک رنگ ہیں اور مربوط ہیں کہ اگر یہ محرم اسرار ہیں تو پھر کس کے لب پر (تعجب کی) انگلی آسکتی ہے۔''

شعرنمبر۱۰:

بتقریر لطائف لبِ گشایند
ہزاران گوہرِ معنی نمایند

ترجمہ:''یہ صفحات (یا مضامین کتاب) اپنی لطافت (پاکیزگی) کے لب کشا کیے ہوئے ہیں کہ وہ (مضامین خیال) کے ہزاروں موتی دکھلاتے چلے جاتے ہیں۔''

شعرنمبر۱۱:

گہی اسرارِ قرآن بازِ گویند
گہ از قولِ پیمبر رازِ گویند

ترجمہ:''یہ (اوراق کتاب کبھی تو) قرآن (حکیم) کے اسرار (ورموز) کو کھول کر بیان کرتے ہیں (اور) کبھی پیغمبر ﷺ کے احوال کو بطور راز کے بیان کرتے ہیں۔''

شعرنمبر۱۲:

گہی باشند چون صافی دردِ نان
بانوارِ حقائقِ رہنمویان

ترجمہ:''یہ (اوراق کتاب) کبھی تو (انسان کے سینہ) کو مصفا کردینے والے ہوتے ہیں اور ہدایت کے متلاشیوں کے لیے حقائق کے انوار (وتجلیات) بن جاتے ہیں۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۱۳:

گہی آرند در طیِ عبارات
بحکمتہای یونانیِ اشارات

ترجمہ: ''کبھی تو یہ (اوراقِ کتاب) مضامینِ عبادات میں حکم کے یونانی اشارات لانے والے ہو جاتے ہیں۔''

شعر نمبر ۱۴:

گہی از رفتگان تاریخ خوانند
گہ از آیندہ اخبارات رسانند

ترجمہ: ''یہ (صفحاتِ کتاب) کبھی تو گزری ہوئی تاریخ کے ایام کو دہرائے دیتے ہیں۔ کبھی وہ آنے والے حالات کی ہمیں خبر دیتے ہیں۔''

شعر نمبر ۱۵:

گہی ریزندت از دریای اشعار
بجیب عقل گوہر ہای اسرار

ترجمہ: ''یہ اوراق (کتاب) کبھی تو دریائے اشعار سے عقل و دانش کے کیسہ (تھیلی) میں اسرار و رموز کے مروارید گراتے چلے جاتے ہیں۔''

شعر نمبر ۱۶:

بر یک زین مقاصدِ چون نہی گوش
مکن از مقصد اصلی فراموش

ترجمہ: ''اگر آپ ان میں سے ہر ایک مقصد پر کان دھر لیں گے (تو پھر) آپ اصلی مقصد کو (ہرگز) فراموش نہ کیجیے گا۔''[1]

مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' میں تحصیل علم کی فضیلت کو پیرایہ نظم میں بدیں الفاظ بیان فرماتے ہیں کہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (یوسف و زلیخا) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (ص: ۷۴۲ ..... ۷۴۳)۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

تاجِ سَرِ جَملہ ہنرہاست علم
قفل گشای ہمہ در ہاست علم

ترجمہ:''علم تمام ہنروں کے سر کا تاج ہے کہ تمام دریچوں کے قفل کو کھول دینے والا علم ہی تو ہے۔''

شعرنمبر۲:

دَر طَلب علم کمر چست کن
دَست زَاشغال دگر سُست کن

ترجمہ:''آپ طلب علم میں کمر ہمت کو باندھ لیجئے کہ آپ دیگر اشغال (کاموں) سے اپنے ہاتھوں کو روک دیجئے۔''

شعرنمبر۳:

یا تُو پس از علم چگویم سخن
علم چو آید بتُو گویدچہ کُن

ترجمہ:''اس کے بعد ہم آپ سے علم کے بارے میں کیا گفتگو کر سکتے ہیں کہ جب آپ علم سے آراستہ پیراستہ ہو جائیں تو آپ جو چاہیے وہ کیجیے۔''

شعرنمبر۴:

علم کثیر آمد و عُمرت قصیر
آنچہ ضرور یست بدان شغل گیر

ترجمہ:''علم تو کثرت سے ہے، اور عمر کم ہے کہ جو ضروری (علم) ہے۔ آپ اس کو مشغلہ بنا لیجئے۔''

شعرنمبر۵:

ہرچہ ضرور یست چو حاصل کنی
بہ کہ عمارت گری دل کنی

Marfat.com

ترجمہ: ''جب آپ ضرورت کے مطابق (علم کی) تحصیل کر لیتے ہیں وہ بہتر ہے کہ آپ دل کو عمارت گری (معماری) میں لگالیں۔''①

ہم انہیں سطور پر باب ۱۳ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی تحفۃ الاحرار) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ (ص:۴۴۱)۔

Marfat.com

باب نمبر: ۱۴

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی دنیوی امور میں لاتعلقی اور تجرد[1]

دنیا میں رہتے ہوئے دنیوی امور سے لاتعلق رہنا اور تجرد اختیار کر لینا بڑا اہم اور کٹھن مرحلہ ہے۔ جب تک تصوف وسلوک کے عظیم مراحل نہ طے کیے جائیں دنیوی امور سے وارستگی (فارغ البالی) اور تجرد اختیار کر لینا ممکن نہیں ہے کہ یہ وہ مرحلہ ہے کہ بڑے عزم وہمت کے مجسمے کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

دنیوی امور سے وارستگی اور تجرد اختیار کر لینا بے نفسی کی جانب ایک ناگزیر اور اہم قدم ہے فقر اور تجرد اختیار کرنا تصوف وسلوک کے باوصف ایک اہم اور ناگزیر مرحلہ ہے۔

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار پر دقت نظری سے نگاہ کرتے ہیں تو ہمیں اس امر کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اس مادی دنیا یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ ''دنیاوی مادیات'' سے یکسر وارستگی اور لاتعلقی کی روش اختیار کیے ہوئے تھے۔

وقت کے عظیم سلاطین کے ساتھ آپ کو معاصرانہ مصاحبت ومجالست حاصل تھی، اور باہم مخلصانہ و مربیانہ روابط اختیار کیے ہوئے تھے مگر طلب و تقاضا کے مطابق آپ سلاطین کے ساتھ مصاحبت ومجالست اختیار کیا کرتے تھے۔ وگرنہ آپ کی جانب سے اس بارے میں کچھ بھی طلب وتقاضا نہ ہوا کرتا تھا۔ گزشتہ ابواب میں موقع کی مناسبت سے ہم نے ان حالات وواقعات کو تحریر کر دیا ہے۔

قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرمائیں!

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تصوف وسلوک کے تمام عناوین کے علمی وعملی طور پر شناور تھے۔ آپ تصوف وسلوک کے مراتب ومدارج میں مستجمع الصفات تھے، اور آپ علم وعمل میں فخر روزگار تھے۔

چنانچہ، ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تصوف وسلوک کے باوصف درویشی کی جو بھی جامع تعریف کی جا سکتی ہو تو وہ اپنے تمام تر مفاہیم ومطالب کے باوصف بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی فطرت میں موجود تھی۔

---

[1] تجرد بمعنی تنہائی اور ترک دنیا۔

Marfat.com

چنانچہ عناوین تصوف وسلوک میں سے:

① تواضع

② فروتنی وانکساری وعاجزی

③ ترک دنیا وظاہر داری

④ مذمت نفس (یعنی بے نفسی)

⑤ خلوص عقیدت کے باوصف تعلق مع اللہ! وغیرہ کے.....

انمول جواہر آپ کی فطرت میں موجود تھے۔

چنانچہ، خلوص عقیدت کی بنا پر تعلق مع اللہ کی بنا پر آپ کی حرکات وسکنات اور اقوال وافعال اور جلوت وخلوت کے کردار میں ہمیں عظیم منزلت مشاہدہ میں آتی ہے۔ یہ کہ آپ ایک عظیم القدر صوفی وصافی تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے کبھی بھی پیر ومرشد ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔

آپ صاحب تصوف وسلوک اور صاحب کشف وارشاد نیز صاحب قال وحال ہونے کی بنا پر ہمیشہ ذکر واذکار وریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مگر یہ مشغولیت اور بے نفسی آپ کو دنیا کے ناگزیر اور ضروری امور ومعاملات سے کبھی بھی غافل نہ ہونے دیا کرتی تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور شریعت وطریقت میں اتصال کا نمایاں پہلو:

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار کا بخوبی طور پر عمیق نگاہ سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کچھ یوں لگتا ہے کہ

شریعت کے تقاضوں کو آپ کامل وثوق کے ساتھ پورا فرمایا کرتے تھے۔ آپ شریعت وسنت مطہرہ کے عاشق صادق تھے۔ آپ میں وہ صفات بدرجہ اتم پنہاں تھیں کہ جن کی تلقین حضرات مشائخ سلسلہ نقشبندیہ اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی ریا کارانہ رویہ اختیار نہ فرمایا۔ آپ بے لاگ صوفی وصافی تھے۔ آپ کی کتب ورسائل نثر ونظم ہماری اس بات کا نہایت واضح اور کامل ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ، آپ کے ایک مشہور شاگرد حضرت مولانا عبدالغفور لاری، آپ کے فضائل واوصاف کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا کوئی لمحہ بھی باطنی اشغال سے خالی نہ گزرتا اور

Marfat.com

آپ.....

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: ''ایسے لوگ جنہیں نہ تو تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے روکتی ہے۔''[1]

کی مجسم تصویر تھے۔ آپ کا ظاہر خلق حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ رہتا تھا۔ یہ کہ حوادثات روزگار آپ پر اثر انداز نہ ہوا کرتے تھے۔

مخالف (مزاج اور طبع کے) لوگ آپ کی مجلس شریف میں فتنہ انگیز گفتگو کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ انہیں کبھی بھی درخور اعتنا نہ سمجھا کرتے تھے، اور اگر کبھی آپ نے انہیں درخور اعتنا جانا بھی تو وہ پا درِ ہوا ہو کر رہ جاتیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''طریقۂ خواجگان رحمہ اللہ'' کا حسن یہ ہے کہ ہر مقام پر ہر کسی کے ساتھ برتاؤ کیا جا سکتا ہے۔

شعر نمبر ۱:

سَر رشتۂ دَولت ای برادر بکف آر
وین عُمر گرامی بخسارت مگذار

ترجمہ: ''اے بھائی! آپ تعلقات کو ملا کر رکھیے، اور اس عمر عزیز کو خسارے میں مت بسر کیجیے۔''

شعر نمبر ۲:

دائم ہمہ جا باہمہ کس درہمہ کار
میدار نہفتہ چشم دِل جانب یار

ترجمہ: ''اے بھائی! آپ ہمیشہ ہر جگہ ہر کسی کے ساتھ، ہر کام میں تعلق خاطر رکھیے (مگر) چشم دل کو یار کی جانب مبذول رکھیے گا۔''

چنانچہ آپ نے حضرات مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کے تصوف وسلوک کے عظیم القدر مراتب ومنازل کے ساتھ ساتھ عظیم المثال اخلاق کو بھی علمی اور عملی طور پر پیش نظر رکھا۔

آپ مشتبہات اشیا اور امور سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] سورۃ نور: ۳۷۔

Marfat.com

یہی سبب ہے کہ اگر آپ معاصر سلاطین وحکام کے دستر خوان پر بھی کوئی مشکوک شے کو دیکھ لیتے تو اکثر اوقات آپ کے لیے دوسرا کھانا منگوالیا جاتا تھا وگرنہ آپ بقدر ضرورت کھانا تناول فرما کر ہاتھ کھینچ لیا کرتے تھے، اور پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا کرتے تھے کہ

''جب کبھی ایسا امر واقع ہوتا ہے۔ تو طبیعت چند روز تک مکدر رہا کرتی ہے۔ ان کی اپنی مجلس میں بھی ایسی ہی ہوتا کہ اگر کوئی چیز اس نوعیت کی ہوتی تو اکثر اوقات خود ان کے لیے دوسرا کھانا لایا جاتا مگر اس طرح کہ اہل مجلس کو پتہ نہ چلتا اور وہ بدگمان نہ ہوتے..... آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد وہ ایک ساعت، جماعت کے ساتھ بیٹھتے۔ جب مجلس سے اٹھتے تو ایک ساعت سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف رہا کرتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ استراحت سے قبل یہ اشغال بہت اہم ہیں۔ تاکہ ان کی برکت تمام شب رہے۔ آپ اشغال واوراد سے فارغ ہوتے تو استراحت فرماتے۔''

ذکر ومراقبہ:

شروع شروع میں آپ استراحت کم کیا کرتے تھے۔ بلکہ صبح تک بیدار رہ کر نماز اور مراقبہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔

لیکن آخری عمر میں شب کے تیسرے پہر ضرور بیدار ہو جایا کرتے اور پھر نماز ومراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ صبح کا اذکار واشغال کی برکت سارا دن رہتی ہے۔

نماز فجر کے لیے دوبارہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر مراقبے میں چلے جاتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ تک آجاتا۔ دن کے باقی اوقات وہ مراقبہ، تصنیف وتالیف اور مطالعہ میں بسر فرماتے۔

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے مراقبہ، اشغال اور اوراد کا طریقہ:

حضرت الشیخ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تشہد کی صورت میں نشست فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ وسبحانہٗ اور مخلوق کی تعظیم کے لیے ان کی کوشش ہوتی کہ قبلہ رو ہو کر نشست فرمائیں۔

زیادہ تر آپ زمین پر نشست فرمایا کرتے تھے، اور کھلے بازوؤں والی قبا پہنا کرتے تھے۔ لباس کی زیبائش میں منفرد ہوا کرتے تھے۔ مگر لباس جس وضع کا پہنا کرتے تھے وہ دلکش ہی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ، آپ کبھی قبا پہنتے کبھی جبہ، کبھی سر پر عمامہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں.....!

آپ رحمہ اللہ کی صحبت کی خاصیت:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی صحبت کی ایک خاصیت یہ تھی کہ جو بھی ان کی صحبت میں جاتا

Marfat.com

اسے خواہ کس قدر انقباض و ملال (دل گرفتگی اور رنج) ہوتا وہاں پہنچ کر رفع ہو جاتا اور وہ شخص وہاں سے انبساط اور خوشی کی حالت میں واپس لوٹتا۔

جو کوئی بھی آپ کی خدمت میں آتا ادنیٰ ہوتا خواہ اعلیٰ، آپ بیٹھے رہتے اور اس بات کا انتظار کرتے کہ پہلے وہ شخص اٹھے (پھر آپ خود اٹھتے)۔ اس عادت پر قائم رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بعض امراض کا شکار ہو گئے۔

عادات واطوار:

آپ کی کوشش کچھ یوں ہوا کرتی تھی کہ مجلس میں نیچے بیٹھیں اور جہاں تک ممکن ہوتا آستانے پر نشست فرمائے رہتے، اور کھانے میں ادنیٰ ترین لوگوں کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کھانے پینے میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہ برتتے تھے بلکہ تکلفات سے بالا کھانوں سے رغبت رکھتے تھے۔

ریاکارانہ روش سے اجتناب:

جس کام میں ریا کا شائبہ ہوتا وہ حضرت سے سرزد نہ ہوا کرتا۔ اگر کسی شخص کو دنیوی امور میں حاجت مند دیکھتے۔ البتہ، ایسی حاجت جو محض ہوائے نفس کی بنا پر نہ ہو تو آپ خاموشی سے اسے پورا فرما دیا کرتے تھے۔

لیکن اگر وہ ضرورتِ نفسانی ہوتی تو آپ قطعی توجہ نہ دیا کرتے تھے۔ آپ ریا کو اپنے قریب بھٹکنے بھی نہ دیا کرتے تھے۔

لوگ آپ کے معتقد ہوں یا کہ منکر، آپ کو اس سے قطعاً غرض نہ ہوا کرتی تھی، اور نہ ہی لوگوں کی محض توجہ حاصل کرنے کے لیے ریا کی اجازت دیتے۔

رفاہ عامہ کے کام:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے زیر کفالت افراد کی دنیوی ضروریات سے جو کچھ بچ جایا کرتا تھا، آپ اسے بھلائی کے کاموں پر خرچ کر دیتے تھے۔

انہوں نے ہرات میں اندرونِ شہر ایک مدرسہ تعمیر کرایا۔ خیابان میں مدرسہ اور خانقاہ، اور جام میں ایک جامع مسجد تعمیر کروائی ''مدرسہ خیابان'' جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مزار کے قریب ہی واقع ہے، اکثر املاک اس کے لیے وقف ہیں۔

طبیعت ومزاج:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ محافل میں بہت کم باتیں کرتے تھے۔ بلکہ آپ فرماتے؛ دوستو!

Marfat.com

تم ہی بات کرو! از خود ہمارے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ، دوست واحباب باتیں شروع کرتے تب حضرت بھی بیچ میں کوئی بات کہہ دیتے۔ کبھی کبھار خوش طبعی بھی فرماتے۔

ایک شب فرمانے لگے کہ جو دوست واحباب بھی مل بیٹھتے ہیں انہیں آپس میں گھل مل جانا چاہیے اور اپنی خوشی اور لذت کو کم بانٹنا چاہیے.....![1]

جلوت وخلوت:

خلوت میں آپ رحمۃ اللہ کی زبان پر سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر اور حقائق ومعارف جاری رہا کرتے۔ ایسے لوگ جو سلسلہ نقشبندیہ سے باہر ہوتے ہر چند وہ صاحب فضل وکمال ہوتے مگر ان کے سامنے اس قسم کی باتیں زبان پر نہ لاتے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

جامی رحمۃ اللہ غمِ دوست را بعالم ندہی
باہر کہ نہ اُوست شرحِ این غَم ندہی

ترجمہ: ''اے جامی! آپ دنیا کو دوست کا غم نہ دینا! کہ وہ شخص کہ جسے اس غم کا حال معلوم نہیں ہے، اسے یہ غم نہ دینا۔''

شعر نمبر ۲:

مُرغِ غم اُو بحیلہ شد با رَام
خاموش کہ مُرغ رام را دم ندہی

ترجمہ: ''اس (دوست) کے مرغ غم کو ہم نے بحیلہ رام کیا کہ خاموش رہیے کہ مرغ رام کو آپ چارہ کار نہ دیجئے۔''

ہم انہیں سطور پر باب ۱۴ کو ختم کرتے ہیں۔

---

[1] تکملہ حواشی نفحات الانس از جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ بر صفحات: ۱۵۔۱۶! وغیرہ ''خیابان'' ہرات کے قریب واقع ایک علاقہ ہے۔ اس کی تاریخ کے لیے ملاحظہ کیجیے: (خیابان) از لکری مسلجوقی رحمۃ اللہ مطبوعہ: کابل: ۱۳۴۳ شمسی۔

Marfat.com

باب نمبر:۱۵

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ہاں عزّتِ نفس کا مقام اور استغنا و بے نفسی

عموماً مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اس حیات دنیوی میں اگر کوئی انسان وقت کے ساتھ ساتھ کوئی جاہ ومنصب یا کروفر حاصل کر لیتا ہے۔تو دنیوی معاملات میں وہ اپنے ابنائے جنس سے بے راہ روی برتنے لگتا ہے، اور وہ حرص وآز کے ناخن تیز کر لیتا ہے، اور پھر دنیوی اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے اپنے ابنائے جنس پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا چلا جاتا ہے، اور اپنی حرص وآز کو پورا کرنے کی خاطر اپنے دست ظلم کو انتہائی حد تک دراز کرتا چلا جاتا ہے، اور یوں فرعون بے سامان بن کر دنیائے فانی سے رہگز رائے عالم عاقبت ہو جاتا ہے، اور یوں اپنی عاقبت کو ہمیشہ کے لیے قعر مذلّت میں گرا دیتا ہے۔

فیاللعجب! یہ دنیائے دولت پرست اور حقیر ہے۔ یہ ہر لحہ ایک نیا شکار ڈھونڈتی چلی جاتی ہے، اور جاہ ومنصب اور کروفر کی حرص ہر آنے والے انسان کو عالم عاقبت میں پھینکتی چلی جاتی ہے مگر بے سود۔

دین اسلام نے دنیائے انسانیت کے سامنے نظام ونظریہ خلافت الٰہیہ جو پیش فرمایا تو اس کی اعلیٰ و پاکیزہ تعلیمات کے علمی وعملی پہلو نے انسانیت کی اخلاقی اصلاح میں نہایت عمدہ کردار ادا کیا ہے۔اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ جب تک کوئی انسانی معاشرہ بہترین اخلاقی بنیادوں پر استوار نہ ہوتو اس معاشرہ کی کوئی قدر بھی درست صورت نہیں اختیار کر پاتی۔ اور پھر اس معاشرہ کا ایک فرد بھی یقیناً بہترین اخلاقی انسان نہیں بن پاتا ہے۔

اخلاق کے علمی وعملی پہلوؤں کو اختیار کیے بغیر انسانی معاشرہ کا روحانی پہلو فوت ہو جاتا ہے، اور انسانی معاشرہ سانپوں اور بچھوؤں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔کہ جہاں پر اور تو تمام کچھ نظر آتا ہے مگر ایک حقیقی انسان از روئے اخلاق ڈھونڈنے سے بھی نظر نہ آتا ہے۔

یاد رکھیے کہ عمدہ اخلاق کے لیے عزت نفس واستغنا و بے نفسی کے مراتب سہ گانہ کا حصول نہایت ضروری ہے ان کے سوا کوئی بھی چارہ کار نہ ہے۔

چنانچہ، ہم صاحب سوانح حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت میں ان مذکورہ بالا صفات کو

Marfat.com

بدرجہ اتم پاتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی دیگر اہم صفات میں ہم درج ذیل عناوین کو عملاً پاتے ہیں۔

① عزت نفس

② استغنا یعنی بے نفسی

③ حرص وطمع سے اجتناب

سب سے اول بات تو آپ رحمہ اللہ کی شخصیت کے لیے باعث صد افتخار تو یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے خود کو کبھی معاشرے کے دوسرے افراد کا محتاج نہیں بنایا، اور نہ ہی جاہل اور حریص صوفیا کی طرح دوسروں کے سامنے کبھی دست سوال دراز کیا۔

بلاشک وشبہ، آپ رحمہ اللہ گفتار وکردار کے صوفی تھے۔ چنانچہ، نہ صرف آپ رحمہ اللہ کے اشعار و گفتار سے آپ رحمہ اللہ کے اس انداز وروش کی نہایت واضح طور پر غمازی ہوتی ہے۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں نے بھی آپ رحمہ اللہ کے اس انداز وروش کی نہایت واضح طور پر غمازی کی ہے۔

عزت نفس:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عزت نفس کے مقام کا درج ذیل واقعہ واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ، جناب علی بن حسین کاشفی رحمہ اللہ اپنی مؤقر کتاب موسومہ (رشحات عین الحیات) میں تحریر کرتے ہیں کہ

''اوائل زندگی میں ایک دن مولانا شیخ حسین رحمہ اللہ، مولانا داؤد رحمہ اللہ اور مولانا معین رحمہ اللہ کہ جو باہم بیٹھ کر علمی بحث کیا کرتے تھے، وظیفہ حاصل کرنے کے لیے اکٹھے شاہرخ کے بعض امرا کے ہاں گئے۔ وہ لوگ انہیں (جامی رحمہ اللہ) بھی بازو سے پکڑ کر زبردستی ہمراہ لے گئے۔امیر کے دروازے پر کچھ دیر انتظار کیا (پھر کہیں شرف باریابی ملا) ملاقات کے بعد جب یہ لوگ باہر نکلے تو آپ نے بزرگوں کا ایک قول فرمایا کہ اچھا امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازے پر آئے، اور برا فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازے پر جائے۔''

چنانچہ اس کے بعد آپ کبھی بھی ارباب جاہ ودنیا کے دروازے پر نہیں گئے۔

فقر وفاقہ اور صبر وقناعت:

ہمیشہ فقر وفاقہ میں بھی صبر اور قناعت سے کام لیا۔ حضرت شیخ نظامی رحمہ اللہ کے درج ذیل اشعار آپ پر کس قدر صادق آتے ہیں۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبرا:

چون بعہد جوانی از بر تو
بدر کس نرفتم از در تو

ترجمہ:''اے محبوب! ہم عہد جوانی میں بھی آپ کے در کو چھوڑ کر کسی کے در پر نہیں گئے ہیں۔''

شعرنمبر۲:

ہمہ را بر وَرم فرستادی
مَن نمی خواستم تو میدادی

ترجمہ:''اے محبوب! کہ آپ نے تمام کو میرے در (دروازے) پر بھیج دیا ہے کہ ہم تو آپ کی داد و دہش کے طلب گار نہیں ہیں۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جوانی میں کبھی خود کو ذلیل وخوار نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ ہرات اور سمرقند کے اکثر فضلا وعلما، قاضی روم رحمۃ اللہ اور مولانا خواجہ علی سمرقندی رحمۃ اللہ کے ہمرکاب پیدل چلتے۔

ہم نے کبھی ایسے لوگوں سے تعاون نہیں کیا، اور نہ مدرسین کی عادت کے مطابق ہمیں ان کی ملازمت سے کوئی دلچسپی ہے۔ اسی لیے ہمارے وظیفہ کے وصول میں مشکلات پائی جاتی تھیں۔

حواشی:

شرافتِ نفس:

چنانچہ، ہم یہاں پر قارئین کی معلومات کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے کلام منظوم میں سے چند اشعار نقل کرتے ہیں کہ جو آپ کی شرافت نفس اور خودداری واستغنا کا پتہ دیتے ہیں۔

خردنامہ اسکندری از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ :

اشعار:

شعرنمبرا:

طلب را نمی گویم انکار کن
طلب کن و لیکن بہنجار کن

---

①ملاحظہ کیجیے:(رشحات عین الحیات) از جناب علی بن حسین کاشفی رحمۃ اللہ (ج۱ص.....۴۳۸)۔ ا۔ غالباً مولانا کمال الدین شیخ حسین رحمۃ اللہ (م۸۸۸ھ/ ۱۴۸۳ء) مراد ہیں۔ آپ نہ صرف ایک عظیم القدر عالم دین تھے۔ بلکہ سلطان ابوسعید نے آپ کو ہرات میں مالی امور کا بھی محتسب مقرر کر رکھا تھا۔ ملاحظہ کیجیے:(حبیب السیر)! (۴:۱۰۸) ۲۔ غالباً، مولانا عصام الدین داؤد خوامی رحمۃ اللہ مراد ہیں۔ آپ کو سلطان ابوسعید رحمۃ اللہ نے شہزادہ سلطان محمود مرزا رحمۃ اللہ کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ''حاشیہ شرح شمسیہ'' آپ کی تصنیف ہے۔ ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) (۴:۱۰۶ ..... ۱۰۷)!رک: معین تونی: صفحہ: ۱۴۲۔

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم آپ سے کچھ بھی طلب نہیں کرتے ہیں۔ انکار چہ معنی دارد؟ آپ طلب فرمایئے مگر! دستور کے مطابق۔''

شعر نمبر ۲:

بمر دار جوئی چوکر کس مباش
گرفتار ہر ناکس وکس مباش

ترجمہ: ''آپ مردار ڈھونڈھنے میں کرگس (گدھ) کی طرح نہ ہو جایئے کہ آپ ہر خاص وعام کی محبت وچاہت میں گرفتار نہ ہو جایئے۔''

شعر نمبر ۳:

پی لقمہ چون سگ تملق مکن
بفتراک دو نان تعلق مکن

ترجمہ: ''یہ کہ آپ لقمہ کے لیے کتے کی مانند عادت نہ اختیار کیجیے گا کہ شکار بند (فتراک) میں دو نان پر انحصار نہ کیجیے گا۔''

شعر نمبر ۴:

رہان گردن از باغل طمع
فشان دامن از خار ذل طمع

ترجمہ: ''آپ (اپنی) گردن کو طمع کے طوق سے رہا کرا دیجیے کہ آپ اپنے دامن سے طمع کی ذلت کے خار کو چھاڑ دیجیے۔''[1]

مثنوی ''سبحۃ الابرار'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

ایک انسان کی طبعی وفطری شرافت نفس اور پھر اس کے مقام ومرتبہ کی عظمت وجلالت پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنی مثنوی ''سبحۃ الابرار'' میں انسان کو مخاطب کرتے ہوں لسان شعر میں نصیحت فرمائی ہے کہ

[1] ملاحظہ کیجیے: (فردنامہ اسکندری) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ (ص ..... ۹۴۲)۔

Marfat.com

شعرنمبر۱:

ای گلِ تازۂ کہ از باغِ الست
بجہان آمدہِ ای دَستِ بدست

ترجمہ:''اے انسان (گل تازہ) کہ آپ باغ الست (گلستانِ جنت) سے جہانِ دنیا میں ہاتھوں ہاتھ چلے آئے ہو۔''

شعرنمبر۲:

پردہ سبز فلک غنچہ تست
باشد اَین جامہ بقدس زِ تُو چست

ترجمہ:''پردہ سبز میں (نیلگوں آسمان) آپ کے لیے غنچہ امید ہے کہ یہ لبادہ آپ کے قد کے لیے موزوں ہوگا۔''

شعرنمبر۳:

باغبان گرچہ کند غنچہ ہوس
قصد اُو جلوہِ گلِ باشد و بس

ترجمہ:''باغبان گرچہ غنچہ کی جس قدر بھی ہوس کرے تو پھر بھی اس کا قصد وارادہ صرف غنچہ کے حسن کو اجاگر کرنا ہے۔''

شعرنمبر۴:

گلِ تُوئی زین چمن وغیرِ تو خار
شیوۂ خار پرستی بگزار

ترجمہ:''آپ (اس جہان دنیا) کے گلستان میں پھول کی مانند ہیں، اور آپ کے ماسوا کانٹا ہے کہ آپ خار پرستی (یعنی جہان دنیا) کی چاہت کو چھوڑ دیجئے۔''

شعرنمبر۵:

گلبن اندر وہت از خارِ درشت
کہ بکف زر کشدو گاہِ بمشت

ترجمہ:''گل سرخ کی شاخ (گلاب کے پھول کی شاخ) آپ کے راستہ میں ہے۔ خاردار (کانٹے) کے ساتھ کہ کبھی تو وہ ہتھیلی میں چبھ جاتی ہے (یا آجاتی ہے) اور کبھی مٹھی میں۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۶:

غنچہ مشتی است ز زِر گل چوکفی
پی ایثار تو ازہر طرفی

ترجمہ: ''غنچہ آپ کی مشت میں ہے کہ جیسے پھول کی پتّیاں آپ کی کف دست پر کہ آپ کو ہر طرف سے اپنی جانب مائل کرنے کے لیے ہیں۔''

شعر نمبر ۷:

چشم نرگسِ بتماشای تُو باز
نای بلبل ز نوای تُو بساز

ترجمہ: ''نرگس کے پھول کی آنکھ (یعنی کھلنا) آپ کی دید کے لیے وا ہے کہ بلبل کا چہچہانا آپ کی ہمنوائی کی خاطر ہے۔''

شعر نمبر ۸:

یاسُخن بزم ز الخلخلہ سای
نارون فِرق ترا چترِ گشای

ترجمہ: ''چنبیلی (یاسمین) کے پھول نے آپ کی بزم میں پازیب بن کر بوسہ دیا ہے کہ بلبلوں کی خوشنوائی نے گویا کہ چہچہے سے آپ کے سر پر چتر شاہی کو پھیلا دیا ہے۔''

شعر نمبر ۹:

سبزہ دَر آرزوی مفرشیت
باد فرسند بہ محملِ کشیت

ترجمہ: ''سبزہ آپ کی آرزو میں آپ کا فرش راہ ہے کہ ہوا خوشی کے ساتھ آپ کے لیے محمل کی طرح بچھی جاتی ہے۔''

شعر نمبر ۱۰:

محملت راست بہر پیش و پسی
لالہ از بانگ فتادہ جرسی

ترجمہ: ''سبزہ کی محمل آپ کے آگے اور پیچھے بچھی ہوئی ہے۔ جبکہ لالہ کے پھول کھل کر بآواز بلند آپ کے لیے صدائے جرس دے رہے ہیں۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۱۱:

آئینہ روی ترا آب زلال
شانہ کش موی ترا بادشمال

ترجمہ: ''آپ کے چہرے کی چمک صاف وشفاف پانی کی طرح ہے کہ بادشمال آپ کے بالوں کے لٹوں کو شانہ پر بکھیرنے والی ہے۔''

شعر نمبر ۱۲:

طرفہ حالی کہ زخیل تو ہمہ
وندریں بزم طفیل تو ہمہ

ترجمہ: ''عجیب حال تو یہ ہے کہ یہ تمام کچھ گروہ آپ ہی کے ساتھ وابستہ ہے، اور پھر اس بزم میں جو کچھ بھی ہے وہ آپ ہی کے توسط سے ہے۔''

شعر نمبر ۱۳:

تُو ز حال ہمہ پُوشیدہ نظر
گشتہ مشفوف دو سہ خردہِ زر

ترجمہ: ''آپ تمام کے پوشیدہ احوال پر نظر رکھتے ہیں کہ ان (لوگوں کو دو تین زر کے ریزوں (سکوں) نے شغف میں ڈال رکھا ہے۔''

شعر نمبر ۱۴:

می زند بر ممکِ آگہیت
گونہ زَرد زر دہدیت

ترجمہ: ''آپ کے ساتھ آگہی (تعلق خاطر) سر بہ سر آزمائش ہے کہ دستور کے مطابق آپ زَرد، زَر (یعنی سونا) ہدیہ عنایت کرتے ہیں۔''

شعر نمبر ۱۵:

بس بود وجہِ تُو ایں زردیِ ردی
سرخ روی ز زرِ خواجہ مجوی

ترجمہ: ''آپ کے چہرہ کی یہ زردی ختم ہوتی چلی جاتی ہے کہ خواجہ (بزرگ) کے زر (سونے) کی سُرخ روی کی آپ مت خواہش کیجیے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۱۶:

چون بنفشہ قد خود ساختہ خم
گر سر افگندۂ نشینی ودژم

ترجمہ: ''بنفشہ کی مانند آپ کا قد خمیدہ ہو چکا ہے کہ اگر سر جھکائے بیٹھے ہیں یوں افسردہ خاطر۔''

شعر نمبر ۱۷:

بہ کہ افتی چوگل از خندہ پشت
غافل از سرزنش خار درشت

ترجمہ: ''بہتر ہے کہ آپ اس طرح (لوٹ پوٹ ہو کر) گر پڑیں کہ جیسے پھول مسکراہٹ کے سبب سے پشت کے بل گر پڑتا ہے کہ وہ سخت (کھردرے) کانٹے کی سرزنش سے غافل ہو کر ایسا کرتا ہے۔''

شعر نمبر ۱۸:

دستِ خالی زدرم یا دینار
گر سر افراز شوی ہمچو چنار

ترجمہ: ''آپ کا ہاتھ درم یا دینار ہو جاتا ہے۔ اگر آپ چنار کے درخت کی مانند سر افراز ہونے کے خواہش مند ہیں۔''

شعر نمبر ۱۹:

یہ کہ با خار و خس آئی ہمسر
مشت چوں غنچہ پُر از خردہ زر

ترجمہ: ''بہتر ہے کہ کانٹے اور گھاس آپ کے ہمنوا ہو جائیں! مشت بھر تھوڑے سے سونے کے سکوں کی تھیلی کے۔''[1]

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے ہاں ناممکنات اور استغنا:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے ایک قطعہ بند میں ناممکنات کا ذکر فرماتے ہوئے استغنا کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سبحۃ الابرار) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ۴۹۰ (مقدمہ یازدہم)) وہاں پر مذکورہ بالا آخری چھے عدد اشعار موجود نہیں ہیں۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

بد ندان رخنہ در پولاد کردن

بناخن را در خار آ بریدن

ترجمہ:''دانتوں کے ساتھ فولاد کو کاٹنا ہے کہ ناخن کے ساتھ کانٹوں کو کاٹنا ہے۔''

شعرنمبر۲:

فرو رفتن بآتش دان نگو نساز

بپلک دیدہ آتشپارہ چیدن

ترجمہ:''آتش دان کے ساتھ خمیدہ کمر ہو کر جھک جانا ہے کہ آنکھ کی پلک سے انگارہ کو چننا ہے۔''

شعرنمبر۳:

بفرقِ سر نہادن صد شتر بار

زمشرق جانب، مغرب دویدن

ترجمہ:''سر پر سو اونٹوں کا بوجھ اٹھانا ہے۔ مشرق سے مغرب کی جانب دوڑ پڑنا ہے۔''

شعرنمبر۴:

بسی بر جامی آسان تر نماید

کہ بار منت دو نان کشیدن

ترجمہ:''جامی پر بہت کچھ آسان تر لگتا ہے۔ اس سے آپ دو نان کے لیے احسان اٹھایئے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے ایک قصیدہ میں استغنا اور علو ہمتی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

اشعار:

شعرنمبر۱:

لَب نیا لایند اہلِ ہمت از خوان خسان

در خور دندان انجم گروہ ماہ وخوراست

[1] ملاحظہ کیجیے:(دیوان جامی)(گنج بخش):ص:۵۳۵!

Marfat.com

ترجمہ: ''اہل عزم وہمت اپنے لب کو ذلت کے دستر خوان سے لتھڑا کرتے ہیں کہ بے اعتنائی روا رکھنے والے ماہتاب کے ستاروں اور خورشید کی محفل کو نہیں جانتے۔''

شعر نمبر ۲:

طامعان از بہر طمعہ پیش ہر خس سر نہند
قانعانرا خندہ برشاہ و وزیرِ کشور است

ترجمہ: ''طامع (حریص) لوگ لقمہ کے لیے ہر ذلیل کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں کہ قانع (صاحب قناعت) بادشاہ اور وزیر سلطنت پر مسکراتے ہیں۔''

شعر نمبر ۳:

ماکیاں از بہرِ دانہ می برد سر زیر کاہ
قہقہہ برکوہ بر در شیوہ کبک و راست

ترجمہ: ''مرغیاں دانہ کی خاطر اپنا سر گھاس کے نیچے لے جاتی ہیں کہ چکور کا پہاڑ پر قہقہہ لگانا راست ہے اور یہ اس کا شیوہ ہے۔''[1]

لیکن باوجود ان تمام مذکورہ بالا اشعار اور مضامین خیال کے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی ان تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں کے نیز شرافت نفس اور استغنا کے باوجود سلاطین وقت کی مدح وستائش میں اپنا قلم کیوں آلودہ کیا؟ اور پھر قصیدہ گو شعرا کی طرح کہ جن کا مقصد اعلیٰ، صلہ میں سیم وزر، اور چند سکے حاصل کرنا ہوتا ہے، آپ نے مدحیہ قصائد کیوں ترتیب دیئے۔

تو پھر اس اعتراض کے جواب میں پروفیسر ''آگسٹ بریکٹو'' استاد دانشگاہ یژرا کے اس نظیر کو دہرائیں گے کہ جو انہیں نے مثنوی ''سلامان وابسال'' کے فرانسیسی مقدمہ (مطبوعہ پریس ۱۹۱۱ء) میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب مذکور تحریر کرتے ہیں کہ

''اپنے ممدوحین کی شان میں بڑی آب وتاب سے قصائد ترتیب دینے پر جو لوگ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ پر اعتراض اٹھاتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔ انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس قسم کے اشعار میں شاعر کو محض شعری فن وصنعت پیش کرنا مقصود رہا ہے۔

دراصل مشرق کے شاعروں کا یہ المیہ رہا ہے کہ وہ یورپ کے ادبا کی طرح شروع سے لے کر آج تک قلم کی کمائی جسے اب قانونی نام ''رائلٹی'' دے دیا گیا ہے، سے اپنے اقتصادی مسائل حل نہیں کر سکے۔

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (گنج بخش) ص: ۱۲۷

Marfat.com

لہٰذا اِس عہد کے لکھنے والوں کے لیے ناگزیر تھا کہ وہ اپنی تحریروں میں امرا اور سلاطین کا نام عزت واحترام سے لیں تا کہ ان کے خوانِ کرم سے کچھ صلہ پاسکیں۔ ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جابر بادشاہوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کے لیے اپنے قلم سے مدد لیں۔

چنانچہ، اس کے نتیجے میں وہ عہد حاضر کے لکھنے والوں کی نسبت زیادہ آسودہ حال تھے۔ کیونکہ انہیں تو اپنے مدح سرا قلم سے ایک ایسے ''اہرمن'' کو متوجہ کرنا ہوتا ہے کہ جس کے سو سر ہیں۔ پھر بھی اسے عوام کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قدیم شعرا وادبا صرف ایک بادشاہ کی خدمت میں قصیدہ پیش کر کے اتنا کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ بقیہ عمر میں نہایت فراغت اور آزادی کے ساتھ اپنے لطیف افکار اپنی دیگر تصانیف میں سمو سکتے تھے۔''

دیوان جامی رحمۃ اللہ از حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ:

چنانچہ نقادوں کی اس نکتہ چینی پر مبنی اعتراض کا مسکت جواب بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے بھی اپنے تیسرے دیوان کے ایک قطعہ بند میں ان اشعار کی صورت میں دیا ہے کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہست دیوانِ شعر من اکثر
غزلِ عاشقانِ شیدائی

ترجمہ: ''ہمارا دیوانِ شعرا کثر عاشقان شیدائی کی غزل پر (مشتمل) ہے۔''

شعر نمبر ۲:

بافنون نصائح است وحکم
مشیغث از شعور دانائی

ترجمہ: ''یہ دیوان (علم کی شاخ) نصائح اور حکم پر مشتمل ہے کہ یہ دانائی کے شعور کو ابھار دینے والا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

ذکر دو نان نیابی اندر وَی
کآن بود نقد عمر فرسائی

Marfat.com

ترجمہ: ''اس (دیوان) میں آپ دونان (یعنی دریوزہ گری کے لیے) ذکر نہ پائیں گے کہ (علم وحکمت کی) کان (معدن) ہے کہ یہ ہماری عمر بھر کی پونجی ہے۔''

شعر نمبر ۴:

مدح شاہانِ در اُو باستدعا ست
نہ ز خوش خاطری و خود رائی

ترجمہ: ''اس دیوان میں بادشاہوں کی مدح بطور درخواست کے ہے نہ کہ مدح سرائی اور خود نمائی کے لیے!''

شعر نمبر ۵:

امتحان را اگر ز سرتا پاش
بر روی صد رہ و فرود آئی

ترجمہ: ''اگر امتحان سرتا پا مقصود ہو تو (پھر) صد طرح سے باندھتے ہیں۔''

شعر نمبر ۶:

زان مداتح بخاطرت نرسد
معنیٰ حرص و آز پیمائی

ترجمہ: ''اس دیوان کا مقصد آپ کی حسب خاطر مدحت طرازی نہیں ہے۔ (اس دیوان سے مقصود) لالچ وحرص نہیں ہے۔''

شعر نمبر ۷:

ہیچ جانبود آن مداتح را
در عقب قطعۂ تقاضائی

ترجمہ: ''اس دیوان میں ان مدحت طرازی سخن کے لیے کچھ بھی جگہ نہ ہے کہ آپ قطعہ بند کے آخر میں جس کا تقاضا کرتے ہیں۔''[1]

ہم انہیں سطور پر باب ۱۵ کو ختم کرتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (گنج بخش) برص: ۵۶۔

Marfat.com

باب نمبر:۱۶

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ہاں سادگی اور درویشی

تصوف وسلوک اور حقیقت ومعرفت ربانی مسند فقر کی شرع ومنہاج ہے۔صوفی وہ ہے کہ جس میں عناوین تصوف وسلوک کے علمی وعملی پہلو پر یکساں عبور ہو اور پھر کشف ورُشد اور اشارات باطنی میں اسے بے نفسی کی بنا پر ملکہ تامہ حاصل ہوا۔

اگر کوئی صوفی ظواہر شریعت ونسبت مطہرہ کا جس حد احترام بجا لائے گا، اسی قدر اس کے کشف ورشد اور روحانی وباطنی اشارات میں انوار وتجلیات الٰہی کے اتھاہ فیضان کی آمد آمد ہوگی۔

جب تک بے نفسی کے ساتھ ساتھ سادگی اور درویشی کے مراتب نہ ہوں اور ایک متصوف کے ظاہری وباطنی حواس خمسہ فنا نہ ہو جائیں اسے علمی حقیقی کے درج ذیل مراتب سہ گانہ حاصل نہیں ہو پاتے۔

① علم الیقین

② عین الیقین

③ حق الیقین

تو یہ صوفی کی شرع اور منہاج میں ''حق الیقین'' یہی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''احوال وآثار'' کا بخوبی جائزہ لینے کے بعد ہم کو یہ علم ہوتا ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنے تمام تر ظاہری وباطنی جاہ وجلال کے باوصف اور پھر معاصر سلاطین واکابر کی جانب سے قابل احترام شخصیت ہونے کے باوجود بے حد سادہ اور بے تکلف درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

چنانچہ، ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ آپ کا مادی وجود درویشی اور فقر میں بے نفسی کی بنا پر فنا ہو چکا تھا۔

اور

مُوْتُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا

''یعنی تم مرنے سے قبل مر جاؤ''

Marfat.com

کے ''احوال وآثار سے کلی طور پر ذوق آشنا ہو چکے تھے، اور آپ کی ہستی حقائق واسرار اور محامد ومحاسن کے فضائل میں محو اور مستغرق ہو چکی تھی۔

پھر آپ کو اس حیات دنیوی کی مادی لذتیں محسوس کرنے اور عیش کوشی کی کبھی بھی فرصت نہ تھی۔

آپ رحمہ اللہ کی روزمرہ کی زندگی کے مشاغل:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بارے میں آپ کے مشہور ومعروف شاگرد رشید، جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ نے ایک الگ باب تحریر کیا ہے کہ جس میں وہ آپ کے عام چال چلن کا بطور اجمال ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ اس باب کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنی روزمرہ کی زندگی کا بیشتر وقت مفید کاموں، ذکر واذکار، توجہ اور تہذیب نفس وتزکیہ باطن کے لیے حضرات صوفیائے کرام کے طریقے کے مطابق مراقبے میں گزارتے تھے۔

عوام کی تربیت اور خدمت خلق:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے اوقات کا ایک حصہ عوام کی تعلیم وتربیت اور اصلاح نفوس وباطن اور خدمت خلق پر صرف فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایسی زندگی طالب اور سالک طریقت کے لیے بلاشبہ مکمل نمونہ ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ

> ''زیادہ تر وہ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) زمین پر بیٹھتے اور کھلے بازوؤں والی قبا پہنتے؛ لباس کی زیبائش میں آپ منفرد تھے؛ لباس جیسا بھی ہوتا، دلکش ہوتا۔ کبھی قبا پہنتے، کبھی جبہ، کبھی سر پر عمامہ رکھتے، اور کبھی نہیں۔ ان (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کی تمام حرکات وسکنات پسندیدہ اور خوش آیند ہوا کرتی تھیں۔ ان کی گفتگو میں ملاحت کا عنصر غالب ہوتا۔ ان کی زیادہ تر باتیں پرلطف اور ولولہ انگیز ہوتیں اور اکثر خوش طبعیاں فرماتے۔''[1]

''خمسۃ المتحیرین'' از جناب میر علی شیر نوائی رحمہ اللہ:

''جناب میر علی شیر نوائی رحمہ اللہ صاحب'' اپنی تصنیف (خمسۃ المتحیرین) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عاجزی وانکساری وتواضع نیز سادگی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ

---

(1) ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: 19)۔ خوش طبعی کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں نے اپنا دیوان حجر اسود سے مس کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ آب زم زم میں غوطہ دیتے تو زیادہ بہتر تھا!

Marfat.com

''علوم ظاہری اور شاعری خود پسندی کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ یہ اوصاف رکھنے کے باوجود رکھنے اپنے حلقہ اصحاب میں اس طرح نشست وبرخاست کرتے، کہتے، سنتے، کھاتے پیتے، لباس پہنتے کہ جولوگ ان کی شہرت سن کر ان کی زیارت کے لیے آتے وہ احباب کے مجمع میں آپ رحمۃ اللہ کو اس وقت تک نہ پہچان سکتے کہ جب تک ان کا تعارف نہ کروا دیا جاتا۔''

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ان مذکورہ بالا صفات کی تائید اور تصدیق خود آپ کی اپنی تحریرات سے بھی ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنے قلم سے زہد، تواضع، فقر اور درویشی کی جو دعوت دی ہے وہ قلوب کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ جب تک کہنے والے کی سچائی و راستی کی گرمی، بات میں حرارت نہ پیدا کر دے تو وہ سامعین اور مخاطبین کے قلوب میں جوش و ولولہ پیدا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپ اس مقصد کے پیش نظر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا درج ذیل رقعہ ملاحظہ کیجیے جو کہ آپ نے ایک درویش کو تحریر فرمایا ہے۔ اس رقعہ کے اختصار و ایجاز سے بھی آپ کی بے حد تواضع وانکساری، مہربانی وتلطف اور ترک نفس کا مرتبہ نمایاں ہوتا چلا جاتا ہے۔

رقعہ:

سلام اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ علیکم بحیات مبارکات ودعوات طیبات منبعث از کمالِ اخلاص وغایت اختصاص مطالعہ نمودہ وغرام بہ تقبیلِ انامل شریفہ کہ اشرف مطالب است تصور فرمودہ نیاز مندی این کمینہ را بسائر عزیزان بتخصیص فلاں، فلان برسانند وچون این فقیر از آن حقیر است کہ نامش درآنحضرت بردہ آید یا از سلک ملازمان شمردہ شود!

نگویمت کہ سلامت بآنجناب رسان
نیازِ ذرہ مسکین بآفتابِ رسان
ولی درود دو چشم رمد رسیدہ من
بخاک مقدم آن شاہ کامیاب رسان

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت اور اس کی برکات کے آپ مستوجب ہوں! مبارکباد کے سلام اور پاکیزہ دعائیں پر جوش طور پر کمال اخلاص اور انتہائی خصوصیت کے باوصف

Marfat.com

مطالعہ سے گزرا، شوق وپشیمانی کے ہاتھوں قبول ہوا کہ آپ کا (والا نامہ) مطالب کے باوصف بلند مقاصد کا حامل ہے۔آپ کی نیاز مندی کا تصور ہوا۔

سلام نیاز مندی اس بندۂ حقیر کی جانب سے تمام عزیزان بہ تخصیص فلاں وفلاں کو پہنچا دیجئے گا کہ جب یہ فقیر بے نوا باوجودیکہ اس قدر ناچیز ہے کہ پھر بھی اس کے نام کا ذکر بھی آنحضرت ﷺ کے حضور میں مذکور ہوا کہ اسے بھی حلقہ ملازمان (متوسلان) میں شمار کیا جاتا ہے۔

شعر نمبر ۱:

ہم آپ سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارا سلام (محبت) آنجناب کے (حضور) میں پہنچا دیجئے کہ اس ذرہ بے مقدار کا سلام نیاز (بندگی) اس آفتاب کے حضور میں پہنچا دیجئے۔

شعر نمبر ۲:

ہماری دو سفید چشم کا تحفہ (سلام نیاز) ہماری جناب سے قبول ہو کہ ہم اس شاہِ کامیاب (وکامران) کے قدموں کی خاک ہوں۔[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی): ص:۱۵!

Marfat.com

باب نمبر:۱۷

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور خیر خواہی نیز نیکو کاری کا فطری جذبہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے شمائل، خصائل اور فضائل کا ذکر ہم قدرے اجمال سے گزشتہ ابواب میں ہدیہ قارئین کر چکے ہیں۔ دنیائے انسانی میں خیر خواہی اور نیکو کاری کا جذبہ ناگزیر اور اہم ہے۔کوئی بھی انسانی معاشرہ اس وقت تک مہذب وعمدہ اخلاقی محاسن ومحامد سے آراستہ وپیراستہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ جب تک اس معاشرہ کے افراد میں باہمی خیر خواہی اور نیکو کاری کا فطری یا اکتسابی جذبہ بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔

بقول شاعر:

آدمیت احترامِ آدمی
باخبر شو از مقامِ آدمی

جب ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''احوال وآثار'' پر نہایت غور سے نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت میں خیر خواہی اور نیکو کاری کا جذبہ انتہاہ طور پر موجزن تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن وسنت میں بھی خیر خواہی اور نیکو کاری وبھلائی کی جانب بدرجہ اتم توجہ دلائی گئی ہے۔

چنانچہ اس جذبہ خیر خواہی اور نیکو کاری کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت میں خیرات وفیوض و برکات کی صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ گویا کہ آپ منبع خیرات وبرکات تھے۔ آپ ہمیشہ معاشرہ کے کمزور اور بے سہارا افراد کا ہاتھ تھام لیا کرتے تھے۔

مظلوموں کی حمایت اور عاجزوں کی امداد فرماتے تھے۔ چنانچہ، نیکو کاری، محبت وایثار پیشگی، محکوموں پر رحم، اور پھر گم کردہ راہ کی تعلیم نہ صرف آپ کی تحریرات میں ہمیں نظر آتی ہے بلکہ آپ بذات خود بھی ان تمام صفات میں سب کے لیے بدرجہ اتم نمونہ عمل تھے۔ آپ کے نامور شاگرد جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں کہ

''اگر کسی کو دنیوی امور میں حاجت مند پاتے، ایسی حاجت جو کہ محض ہوائے نفس کی وجہ

Marfat.com

سے نہ ہوتو اسے خامشی سے پورا کر دیتے تھے۔ لیکن اگر وہ ضرورت نفسانی ہوتی تو بالکل توجہ نہ دیتے۔ ریا ان کے قریب بھی نہ گزرا تھا۔ لوگ آپ کے معتقد ہوں یا کہ منکر آپ کو اس سے قطعی غرض نہ تھی اور نہ ہی محض لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے وہ ریا کرتے۔ حضرت کے زیر کفالت افراد کی دنیاوی ضروریات سے جو بچ جاتا اسے بھلائی کے کاموں پر صرف کر دیتے تھے۔ انہوں نے ہرات میں اندرون شہر ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ خیابان میں ایک مدرسہ اور خانقاہ اور جام میں جامع مسجد تعمیر کروائی۔ مدرسہ خیابان جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مزار کے قریب ہی واقع ہے۔ اکثر املاک اس کے لیے وقف ہیں۔ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص کہہ رہا تھا کہ میں نے فلاں کام خالصاً للہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا؛ غالباً وہ شخص اخلاص کا مفہوم نہیں سمجھتا۔''[1]

حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ کے خطبات اور رقعات:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے وہ مکتوبات اور رقعات جو کہ آپ نے سلاطین وقت، وزرا اور ارکانِ حکومت کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان مکتوبات اور رقعات سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ انہیں خلق خدا پر رحم وشفقت، مدد کرنے نیز ان پر دست ظلم وستم کو دراز کرنے کو ترک کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

مثلاً: ایک وزیر کے نام حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا رقعہ ملاحظہ کیجیے کہ جس سے آپ کے لہجے کی صداقت اور حسن نیت عیاں ہوتی ہے۔

رقعہ:

بعد از عرض اخلاص بلسان محبت واختصاص، معروض آنکه قرب سلطانِ صاحب قدرت ومجال قبول سخن در آنحضرت نعمتی بزرگ است۔ وشکر آن نعمت صرف اوقات وانفاس است، بمصالح مسلمانان ورفع مفاسد ظالمان وعوانان۔

اگر ناگاه عیاذاً باللّٰه طبع لطیف را از مر آن شغل گرانی حاصل آید وخاطر شریف را پریشانی روی نماید تحمل آن گرانی را در کفه

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ (ص: ۲۰)۔

Marfat.com

حسنات وزنی عظیم خواهد بود ومصابرت برآن پریشانی را در جمعیت اسباب سعادت دخلی تمام"

شعرنمبر۱:

راحت و رَنج چون بود گزران
رنج کش بہرِ راحتِ دِگران

شعرنمبر۲:

زَآنکه باشد بمزرعِ اُمید
رنجِ تُو تخمِ راحتِ جاوید

حق سبحانهٗ وتعالیٰ توفیق دستگیری از پای افتاد گان وپایمردی عنان از دست داد گان زیارت گردانادـ والسلام والاکرام

ترجمہ:"بعداز پرخلوص گزارش، کہ جو بزبان محبت واخلاص ہے۔عرض احوال یہ کہ صاحب قدرت بادشاہ کا قرب حاصل کرنا اور قبول گزارش کی جرات کے پیش نظر کہ آنحضرت کی نعمت بزرگ حاصل ہے، اور اس (نعمت) کا شکر ادا کرنے کی خاطر اوقات وانفاس چاہیے۔

مسلمان کے مصالح امور (نیکوخواہی) اور ظالموں اور دشمنوں کے مفاسد کو (دور کرنا ہے)۔اگرنعوذ باللہ! اچانک (آپ رحمۃ اللہ) کی طبع نازک پراس شغل کا تسلسل گرانی طبع پر مبنی ہے، اورمزاج مبارک کے لیے موجب پریشانِ خاطر ہے کہ اس گرانی طبع پرتحمل کر لینا ہاتھ کی ہتھیلی پر باوزن عظیم حسنات کے مترادف ہوگا، اور (پھر) اس پریشان خاطر پرصبر کر لینا اسباب سعادت کی جمعیت کے لیے دخل تمام رکھتا ہے۔

ترجمہ شعرنمبر۱:

"راحت ورنج کا جب اس طرح سے گزر ہو جائے۔(تو پھر) آپ دوسروں کی راحت (وآرام) کی خاطر رنج (تکلیف) برداشت کر لیجئے گا۔"

ترجمہ شعرنمبر۲:

"یہ کہ اس وقت وہ امید کی کھیتی بن جائے گی کہ آپ کا رنج اٹھالینا آپ کی ہمیشہ کی راحت کا تخم ہو جائے گا۔"

Marfat.com

حق سبحانہٗ وتعالیٰ (آپ کو) قدم بوسی کرنے والوں کی دستگیری اور مدد گاری بتوسط امرا (حاملانِ رقعہ) کوشرف حضوری سے رازفرمایا جائے۔''والسلام والاکرام''![1]

نیز درج ذیل چند اشعار جو کہ آپ (مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) سلاطین وقت کومخاطب ہوکرتحریر فرمائے ہیں، آپ کی فطری نیک خواہی کا بدرجہ اتم ثبوت ہیں۔

اشعار:

شعرنمبر۱:

ای کہ دَر تاج ونگیں دادیِ رَوی
تا بکی تاجِ ونگین خَواہدِ ماند؟

ترجمہ:''اے تاج ونگین (سر پر رکھنے والے) شہر یار! کب تک آپ تاج ونگین کوسر پر رکھے رہیں گے؟''

شعرنمبر۲:

ملک ہستی ہمہِ طیی خواہد شُد
نہ زمان و نہ زَمین خواہدَ مَاند

ترجمہ:''آپ کا ملک ہستی تمام طور پر لپیٹ دیا جائے گا۔ (تو پھر) نہ تو زمانہ رہے گا اور نہ ہی زمین (یعنی سلطنت) باقی رہ جائے گی۔''

شعرنمبر۳:

تاتوانی بجہان نیکی کن
کن جہان با تُو ہمیں خواہد ماند

ترجمہ:''جہان تک آپ کی استطاعت ہے جہان (دنیا) میں نیکی کر لیجئے گا! کہ جہان سے آپ کے ساتھ یہ نیکی ہی باقی رہ جائے گی۔''[2]

ہم انہیں سطور پر باب ۱۷ اور حصہ سوم کوختم کرتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ)! (ص:۲۹)!

[2] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) ص:۱۰۲!

Marfat.com

حصہ چہارم

Marfat.com

سخن ہائے گفتنی

خاتم الشعرا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ ۔ ۸۹۸ھ) بمطابق (۱۴۱۴ء ۔ ۱۴۹۲ء) کا دور نہایت نازک دور تھا یعنی نویں صدی ہجری/ پندرہویں صدی عیسوی کے اواخر میں جب کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ شہر ہرات میں ایام حیات بسر کر رہے تھے تو بالخصوص سرزمین ایران دو حصوں میں منقسم ہو چکی تھی اور ان ہر دو حصوں پر دو مختلف شاہی خاندان حکمران تھے۔

① ایران کے مشرق میں تیموری سلاطین کی حکومت تھی کہ جن کا دارالحکومت سمرقند اور ہرات تھے۔

② ایران کے مغرب اور جنوب میں پہلے تو قراقوینلو ترکمان حکمران تھے۔ پھر آل قراقوینلو ترکمان برسر اقتدار آ گئے۔ ہر دو حکومتوں کا دارالحکومت تبریز تھا۔

مختصر یہ کہ ایران کی مشرقی حکومتوں اور ایران کی مغربی حکومتوں کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مخلصانہ معاصرانہ روابط تھے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ اس دور میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شہرت کا آفتاب نصف النہار تک پہنچ چکا تھا اسلامی علم وادب وثقافت وکلچر کی نمائندہ شخصیت ہونے کے باوصف آپ کی شہرت بخارا سمرقند سلطنت روم اور حجاز وعراق نیز ہندوستان کے اصحاب علم وفن تک پہنچ چکی تھی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ہندوستان کے ساتھ معاصرانہ علمی وادبی روابط وغیرہ قائم تھے۔

چنانچہ ''انشائے جامی رحمہ اللہ'' میں بعض ایسے مکتوبات ہمیں ملتے ہیں کہ جن کا ایک ہندوستانی مکتوب الیہ ملک التجار ہے کہ اس ضمن میں اکثر وبیشتر مکتوبات ان خطوط کے جواب میں ہیں کہ جو ''ملک التجار'' یا اس کے بیٹے خواجہ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو تحریر کیے تھے۔

ان مذکورہ بالا خطوط سے ہمیں اس بات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ ''ملک التجار'' یا (اس کا بیٹا خواجہ) کوئی نمایاں طور پر قابل احترام اور ممتاز شخص تھا۔

''ملک التجار'' کو تصوف وعرفان سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ غالباً یہی وہ مؤثر سبب ہے کہ وہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو نہایت ذوق وشوق سے مفصل خطوط تحریر کیا کرتا تھا۔ چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بھی ان علمی وروحانی تعلق خاطر اور روابط کی بنا پر جواباً، تصوف کے باریک نکات

Marfat.com

سے بھرپور اور عربی و فارسی اشعار سے مزین طویل مکتوبات ارسال فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ، اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اسے جلال الدین غیاث الاسلام رحمۃ اللہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے بہرکیف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ہندوستان کے اصحاب علم وادب وغیرہ کے ساتھ نہایت گہرے علمی، ادبی اور روحانی روابط قائم تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں درج ذیل عناوین پاکستان وہندوستان کے ساتھ روابط کے حوالے سے زیر بحث آجاتے ہیں:

① علمائے پاکستان وہندوستان کے ساتھ علمی وادبی نیز تصوف وسلوک کے مباحث پر مبنی مکاتبت!

اس سلسلے میں درج ذیل عناوین قابل غور ہیں:

الف: ''ملک التجار'' ملقب بہ ''جلال الدین غیاث الاسلام رحمۃ اللہ'' دکن رسالہ سوال جواب ہندوستان!

ب: خواجہ علی رحمۃ اللہ بن ملک التجار رحمۃ اللہ

ج: سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ ۔ اُچ

② حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کتب نظم ونثر کا پاکستان وہندوستان میں پہنچ کر شائع وضائع ہوتے چلے جانا اور مقبولیت حاصل کرنا۔

نفوز:

الف: نفحات الانس

ب: رسالہ درحقائقِ دین

ج: رسالۂ سوال وجواب ہندوستان

د: اشعار جامی رحمۃ اللہ

مقبولیت

③ ہندوستان کے حضرات علما وشعرا سے ملاقاتیں

شیخ جمال دہلوی رحمۃ اللہ

برصغیر پاک وہند میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے شاگرد، مثلاً:

الف: امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ

ب: امیر خسرو رحمۃ اللہ کے تاثر سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا ظاہری طور پر تقلید کرنا۔

ج: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا امیر خسرو رحمۃ اللہ کی معنوی تقلید کرنا۔

د: امیر خسرو رحمۃ اللہ کے اشعار کی شرح۔

Marfat.com

❁ حضرت سید محمد غوث قادری اچی رحمۃ اللہ۔

مذکورہ بالا عناوین کے حوالے سے اس ''حصہ چہارم'' میں مختصر تعارف حوالہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

موجودہ کتاب کے گزشتہ حصص میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے عہد کے سیاسی حالات، مذہب رجحانات اور تصوف کے رجحانات کا قدرے تفصیل واجمال سے جائزہ لیا جا چکا ہے۔ قارئین کرام وہاں پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

موجودہ ''حصہ چہارم'' میں ہمارے موضوعات درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہیں:

① ہرات

② سلطنت تیموریہ

③ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور سلاطین (معاصرانہ تعلقات وروابط)

④ عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین (معاصرانہ تعلقات وروابط)

⑤ عثمانی سلاطین (معاصرانہ تعلقات وروابط)

⑥ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور صفوی سلاطین وغیرہ۔

ان مذکورہ بالا موضوعات اور عناوین کے تحت ہم بالا جمال تعارف وتذکرہ حوالہ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:۱۸

''ہرات'' حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے حوالے سے

زمانہ: (۸۱۷ھ۔ ۸۹۸ھ) بمطابق: (۱۴۱۴ء۔ ۱۴۹۲ء)

موجودہ کتاب کے آغاز میں ہم شہر ہرات کے حالات کسی قدر ہدیہ قارئین کر چکے ہیں۔ اب ہم مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے حوالے سے شہر ہرات کا بالا جمال جائزہ لیتے ہیں۔

شہر ہرات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا مسکن اور مدفن بھی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس شہر ہرات میں بسر فرمایا تھا۔

نویں صدی ہجری میں شہر ہرات کو نہایت عظمت اور شہرت اور علمی وادبی اور تہذیبی وثقافتی طور پر اہم مرکزیت حاصل تھی۔ چنانچہ خوشگوار آب وہوا، زرعی پیداوار میں کثرت وفراوانی اور پھر ترقی کی رفتار حیرت انگیز حد تک تھی۔

اپنے دور کے احوال وظروف کے باوصف شہر ہرات نے ترقی کرنے کی استعداد اور امکانات کے سبب سے وہ اہم مقام حاصل کرلیا کہ جو ایک دارالحکومت کے شایانِ شان اور لائق ہوا کرتا ہے۔

سلطان شاہرخ کے عہد میں عظیم شہر ہرات، ایران، ترکستان، ماوراء النہر افغانستان اور مغربی ہندوستان کا دارالحکومت قرار پایا۔ بہرکیف، یہ ایک عظیم تیموری سلطنت تھی کہ جس کا دارالحکومت، شہر ہرات تھا۔

اگرچہ کہ یہ بات درست ہے کہ ایران میں صفوی سلاطین اور ہندوستان میں مغولان کے برسر اقتدار آنے کے بعد شہر ہرات کی عظمت وشان، اصفہان اور دہلی میں منتقل ہوکر رہ گئی کہ جو ان ہر دو حکومتوں کے دارالسلطنت تھے۔

لیکن نویں صدی ہجری میں شہر ہرات کا شمار وسطی ایشیا کے عظیم ترین شہروں میں ہوتا تھا۔

چنانچہ خود حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ایام حیات میں شہر ہرات کے ''احوال وآثار'' اور نقشہ کیا تھا؟ تو اس سلسلے میں اسی صدی کے ایک مصنف اور مورخ جناب معین الدین محمد زمچی اسفزاری (روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات) زمانہ (۷۹۷ھ۔ ۸۹۹ھ) شہر ہرات کا ذکر کرتے ہوئے بالفاظ ذیل خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ

Marfat.com

تاریخی وسعت:

''شہر (ہرات) کی فصیل کے اندر چار بازار ہیں، اور ہر دروازے سے چاروں سمت ایک ایک بازار کھلتا ہے کہ جس کا نام اسی دروازے کے نام پر رکھا گیا ہے..... ہر دروازے کے باہر بھی ایک بازار ہے جو وہاں تک چلا گیا ہے کہ جہاں تک شہر کی آبادی ہے، اور یہ آبادی کوئی ایک فرسنگ تک پھیلی ہوگی۔

میں جب یہ کتاب تحریر کرنے بیٹھا تو اپنے چند شاگردوں کو شہر کی فصیل کا حصار ماپنے اور برجوں کی تعداد اور قطر معلوم کرنے کی خاطر روانہ کیا۔ تو انہوں نے مجھے یوں حساب لگا کر دیا کہ

فصیل کا کل حصار سات ہزار تین سو قدم، برجوں کی مجموعی تعداد ایک سو انتالیس اور شہر کا قطر ملک دروازہ سے لے کر فیروز آباد تک، اور خوش دروازہ سے لے کر عراق دروازہ تک ایک ہزار نو سو قدم ہے۔[1]

جناب اسفزاری رحمہ اللہ مزید رقمطراز ہیں کہ

''اب شہر سلطان معز الدین کرت رحمہ اللہ کے دور کی بہ نسبت، زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب یہ عرض میں درہ دو برادران سے پل مالان تک دو فرلانگ کے رقبے پر پھیل چکا ہے، اور یہاں پر عمارات تعمیر ہو چکی ہیں۔ بلکہ درہ مذکور سے ''کوہ اسکلجہ'' اور ''گل برخان'' تک کا جو چار فرسنگ کا فاصلہ ہے، اور وہاں سے ''اوبہ'' سے ''کوسیہ'' تک کے تیس فرسنگ رقبے پر ایک دوسرے سے متصل ہرات کی عمارات باغات، دیہات اور قصبات واقع ہیں۔''[2]

آبادی:

جس دور کے حالات ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس دور میں شہر ہرات آبادی کے لحاظ سے ایک عظیم شہر تھا کہ جس کا ثبوت ہمیں وہاں ۸۳۸ھ میں طاعون کی وبا سے ہونے والی انسانی ہلاکتوں کے اعداد وشمار سے ملتا ہے۔

وبا چار ماہ، آٹھ روز تک رہی، اور اس دوران میں دیہات وقصبات کے ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔

مورخ اسفزاری رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

''محاسبوں سے ہمارے ہاتھ لگنے والے اعداد وشمار کے مطابق ہرات شہر میں ان ہلاک شدگان کی تعداد چھے ہزار تک ہے کہ جنہیں گور وکفن نصیب ہوا، اور جو گڑھوں یا گھروں کے اندر دبا دیئے گئے۔ ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا سکتا۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین محمد زمچی اسفزاری رحمہ اللہ (۱: ص: ۷۸)۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب معین الدین محمد زمچی اسفزاری رحمہ اللہ (۱: ص: ۸۲)۔

Marfat.com

میرے والد نے اس المیے پر ایک نظم تحریر کی کہ جس کے دو شعر درج ذیل ہیں:

اشعار:

ششصد ہزار در قلم آمد کہ رفتہ اند
ز آنہا کہ یافت گور وکفن مردم خیار
باقی زبیکسی ہمہ در خانہ ماندہ اند
خور دند جسمشان ہمہ در خانہ مور و مار

ترجمہ:

شعرنمبر۱:

''اس وبا میں شمار کے مطابق چھے ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ مردِ خیر ہیں کہ جنہیں گوروکفن نصیب ہوئے۔''

شعرنمبر۲:

''باقی ماندہ (افراد) حالت بے کسی میں اپنے گھروں میں ہی پڑے رہ گئے کہ جن کے جسموں کو (اپنے) گھروں ہی میں چیونٹیوں اور سانپوں نے کھالیا۔ (یعنی وہ گھروں ہی میں چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بن گئے۔''[1]

لیکن اس دور کے ''احوال وآثار'' کے پیش نظر ہمارے پاس کوئی ایسا ثبوت موجود نہیں ہے کہ جس کے حوالے سے یہ ثابت ہو سکے کہ اتنے بڑے پیمانے پر انسانی ہلاکتوں کے بعد ہرات اپنی پہلی رونق وعظمت وشان کو کھو بیٹھا ہو۔ یا پھر اس مذکورہ بالا حادثہ کی المناکی نے اس کے شان وشوکت کو موثر حد تک نقصان پہنچا دیا ہو۔

ہرات: ''علم وادب'' و''اسلامی ثقافت'' کا عظیم شہر:

یہ ہرات اسلامی علم وادب واسلامی ثقافت وکلچر کا عظیم شہر تھا۔ ہرات اپنی آبادی کی کثرت اور سلطان شاہرخ اور سلطان بایقرا رحمہ اللہ کی علم پروری کی بدولت ان کے پچاس سالہ عہد حکومت میں اسلامی علم وادب اور تہذیب وتمدن نیز ثقافت وکلچر کا اہم اور عظیم الشان مرکز بنا رہا۔ چنانچہ، بنا برایں سبب، دنیا کے گوشے گوشے سے علما، فضلا، حکما اور شعرا ہرات میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) اجلد دوم! برص: ۹۴۔

Marfat.com

سلاطین کی علم پروری:

مذکورہ بالا سلاطین کے بعد سلطان مرزا ابوسعید رحمۃ اللہ کے دس سالہ عہد حکومت میں بھی ہرات کی سیاسی، اقتصادی اور پھر علمی مرکزیت میں کچھ بھی فرق نہ آیا گویا کہ سلطان مرزا ابوسعید رحمۃ اللہ کی روش بھی یہی کچھ تھی۔

''سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے پینتیس سالہ عہد حکومت کی عظمت وجلالت کے باوصف شہر ہرات کی رونق ہر طور پر دوبالا ہو کر رہ گئی۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ''سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی علم دوستی، ہنر پروری اور دانش پروری، نیز اس کے دربار کے مدبّر امرا نے ہرات کی اہمیت اور عظمت وشان کو افزوں تر کر دیا۔''

چنانچہ ہرات میں اطراف وجوانب کے ممتاز دانشور اکٹھے ہو چکے تھے۔

ان علمی وادبی وشعری محافل کے سرخیل حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی عظیم علمی وادبی شخصیت تھی۔ چنانچہ آپ کی علمی وروحانی جلالت قدر کی بناء پر شہر ہرات ''تاریخ ادبیات'' کے حوالے سے شہرہ آفاق اور زندہ جاوید حیثیت اختیار کر گیا۔

تیموری سلاطین:

سلاطین تیموریہ نے اپنے عہود میں شہر ہرات میں عظیم الشان محلات، پرشکوہ عمارات اور خوبصورت باغات تعمیر کروائے۔ چنانچہ، وہاں پر وہ سلاطین سر عام اپنے دربار سجاتے، سفید باغ، زاغان باغ اور جہان آرا باغ ایک مدت مدید تک شعرا کے موضوع سخن کا باعث بنے رہے۔

چنانچہ، دیوان جامی رحمۃ اللہ میں ان شاہی عمارات کی تعریف وتوصیف میں نو عدد قصائد ملتے ہیں کہ جو بظاہر اس عہد سے مخصوص خوبصورت خطوط میں ان عمارات پر بھی لکھوائے گئے، اور یہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے بہترین علمی وادبی شعور کا بین ثبوت ہے کہ آپ کے کلام کو یہاں تک پذیرائی نصیب ہوئی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ایک ایسے ہی قصیدے کا مطلع درج ذیل ہے:

حبّذا قصری کہ ایوانش زکیوان بَر تراست

قبہ والای او بالای چرخ اخضر است

ترجمہ: ''ایسے قصر (محل) کے کیا کہنے ہیں؟ کہ جس کا ایوان، کیوان (زحل کا ایک ستارہ یا فلک ہفتم) سے بھی بڑھ کر ہے کہ اس کا قبہ بلند مرتبہ (عظیم الشان) ہے۔ وہ نیلے آسمان

Marfat.com

سے بھی بلند رتبہ ہے۔"[1]

ہرات کی تاریخ وجغرافیہ، محاسن اور محامد اور وہاں مدفون حضرات اکابر کی تفصیل کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائی جائیں:

① "ابدات نفسیہ ہرات"! تالیف: جناب سرور گویا اعتمادی۔[2]

② "برخی از کتیبہ ہاوسنگ" بنشتہ ہای ہرات از جناب رضا مایل کابل: ۱۳۵۵ شمسی۔

③ "رسالہ مزارات ہرات" ترتیب وتعلیقات، فکری سلجوق کابل: ۱۹۶۷ء

④ "روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ الہرات" تالیف جناب معین الدین محمد زمچی اسفزاری رحمہ اللہ تاتصحیح وتعلیقات سید محمد کاظم امام رحمہ اللہ۔ تہران (۱۹۵۹ء۔ ۱۹۶۰ء)

ہم انہی سطور پر باب ۱۸ کو ختم کرتے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی) (گنج بخش)! ص:۴۹!

② مطبوعہ: (انجمن جامی/ افغانستان/ ۱۳۴۳ شمسی!

Marfat.com

باب نمبر:۱۹

''سلطنتِ تیموریہ'' اور ''تیموری سلاطین''

آپ ایران کی نویں صدی ہجری (۸۰۷ھ۔۹۱۱ھ) بمطابق: (۱۴۰۵ء۔۱۵۰۶) کی تاریخ پر نگاہ کیجیے۔

جب کہ مشرقی ایران پر حکمران تیموری سلاطین نے نویں صدی ہجری میں علم وادب، تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر کا ایک عظیم الشان فکری حلقہ قائم کر دیا تھا اور نامور تیموری سلاطین، امرا اور وزرا پیدا ہوئے۔ ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی کہ جس کے دو دارالحکومت تھے۔

① ہرات

② سمرقند

چنانچہ ان تیموری سلاطین کے زیر اثر مذہبی ودینی علوم، ادب وحکمت، علم کلام، فلسفہ، علم فقہ، اصول، تصوف وسلوک، شعر نثر اور فنون نقاشی، معماری اور کاشی کاری کو نہایت وقیع حد تک ترقی حاصل ہوئی۔

بدیں سبب، تیموری سلاطین کا یہ عہد تاریخ ایران کا عظیم الشان اور زریں دور کہلانے کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔

ایران کی سیاسی تاریخ کے دو رخ:

چنانچہ، اس نویں صدی ہجری کی سیاسی تاریخ کو ہم یکسانیت کے پیش نظر دو حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں کہ جن کی حد فاصل سلطان شاہرخ کی موت بسال (۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء) ہے۔

سلطان شاہرخ اول اول اپنے نامور باپ امیر تیمور کی نیابت میں ساٹھ برس تک خراسان پر حکمران رہا۔ ازاں بعد اس کے اپنے تینتالیس سالہ دور حکومت میں بھی خراسان، بدستور سلطنت ایران کا مرکز بنا رہا۔

سلطان امیر تیمور کے مفتوحہ علاقوں میں سے عظیم خراسان کی کامیاب ایڈمنسٹریشن کا راز سلطان شاہرخ کا حسن سلوک، رواداری اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اصول شرع اسلامی پر عمل درآمد تھا سلطان شاہرخ کا ایک خصوصی اقدام چنگیز خان کے دور کے ظالمانہ قوانین اور رسوم ورواج کا مکمل

Marfat.com

طور پر خاتمہ تھا۔

چنانچہ، سلطان شاہرخ نے ان جاہلانہ قوانین اور رسوم ورواج کی جگہ اپنی عظیم الشان سلطنت کو اسلامی تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر کی عظیم الشان اورزریں بنیادوں پر استوار کیا۔ ①

سلطان شاہرخ کے جاری کردہ وہ ''نصیحت نامے'' کہ جو اس نے ''بادشاہ خطا'' کو انتظامی امور کے پیش نظر بھیجے تھے۔

بدیں سبب، خاندان تیموریہ اسلام تاریخ بالخصوص ملک ایران کی اسلامی تاریخ میں ایک مؤقر حکمران خاندان کی حیثیت سے متعارف ہوا۔ اس خاندان تیموریہ کے سلاطین کو علمائے اسلام، صوفیائے عظام اور مسلمان رعایا کے ہاں قابل قدر پذیرائی حاصل ہوئی۔

❁ نویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عظیم الشان سلطنت تیموریہ کا استحکام مضمحل ہو کر رہ گیا اور اس کے قویٰ کمزور پڑ گئے۔ چنانچہ، اس خاندان کے بیرونی دشمن اوزبک جو کہ خود کو جوجی خان کی اولاد اور چنگیز خان کا حقیقی وارث سمجھتے تھے۔ بحر خزر کے شمال سے اور ترکمان، ایران کے مغرب سے سلطنت تیموری کو مسلسل کمزور کرتے چلے گئے اور تیزی سے اثر ونفوذ قائم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہو گئے۔

❁ ادھر داخلی طور پر ''سلطنت تیموریہ'' کے تخت وتاج کے حصول کے لیے جو کشمکش شروع ہو چکی تھی؛ وہ ایک علیحدہ داستان ہے۔

چنانچہ تخت حکومت وسلطنت تو ایک تھا۔ شاہزادے ہزار تھے۔ یعنی ایک انار اور صد بیمار کی مثال صادق آنے لگی تھی۔ آنکھوں پر حرص وآز کی پٹی سی بندھ چکی تھی۔

باپ بیٹا ہر دو ایک دوسرے کو تخت وتاج کی خاطر اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے اقدام قتل سے بھی گریزاں نہ تھے۔ اس طرح بھائیوں اور چچا زادوں کے مابین علیحدہ میدان کارزار گرم ہو چکا تھا۔ یہی اندرونی اسباب تھے کہ عظیم سلطنت تیموریہ کے نہایت سرعت سے حصے بخرے ہونے لگے تھے۔

سلطان شاہرخ کے دربار میں اس اندرونی خلفشار کے سبب سے اب وہ پہلی سی رونق نہ رہی تھی۔

مگر سلطنت تیموریہ جن ذیلی شاخوں میں بٹ چکی تھی وہاں پر بھی علم وادب کی محافل جمنے لگی تھیں۔

چنانچہ اس زوال پذیر عہد نے بھی کئی نامور شعرا اور ادبا کو جنم دیا۔

چنانچہ درج ذیل چار حکمرانوں کا نام بطور یادگار رہے گا کہ جنہوں نے ایران کی سیاسی تاریخ کے ساتھ ساتھ ایران کی علمی تاریخ میں بھی اپنے نام یادگار چھوڑ دیئے۔ مثلاً

① ملاحظہ کیجیے: (مطلع سعدین ومجمع بحرین) وقائع سال (۸۱۵ھ) جلد دوم، جزو اوّل! (ص: ۱۳۱ ـ ۱۳۴)!

Marfat.com

① مرزا اُلغ بیگ رحمۃ اللہ (سمرقند)

② مرزا ابوسعید رحمۃ اللہ (ہرات)

③ سلطان ابوالغازی حسین رحمۃ اللہ بایقرا (ہرات)

④ سلطان ظہیر الدین بابر (دہلی)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ :

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا کوئی بھی براہ راست تعلق سلطان ظہیر الدین بابر (دہلی) سے نہ تھا۔

البتہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے معاصرانہ روابط مرزا ابوالقاسم بابر کے ساتھ تھے۔ یہ امیر ہرات تھا۔ یہ بات یاد رہے کہ یہی امیر ہرات مرزا ابوالقاسم بابر، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اولین ممدوح تھا۔ مگر مرزا ابوالقاسم بابر کا دور حکمرانی نہایت مختصر تھا۔ ابھی وہ علما وفضلا کی خاطر خواہ سرپرستی بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس کا مختصر دور حکومت اختتام پذیر ہو گیا۔ مگر اسی صدی ہجری میں حضرات علما وشعرا اور ادبا کی کثرت ہونا ان مذکورہ بالا سلاطین کی علمی سرپرستی کی دلیل ہے۔

چنانچہ، صاحب ''حبیب السیر'' نے ایسے دو صد مشاہیر کے اسما کا ذکر کیا ہے کہ جن میں سے بائیس علما، شعراء و اوبا کا تعلق بذات خود سلطان امیر تیمور کے عہد حکومت وسلطنت سے تھا، اور باقی ایک صد ستاسی شعرا دیگر تیموری سلاطین کے معاصر تھے۔ ①

جناب ڈاکٹر ایف۔ آر۔ مارٹن صاحب آنجہانی نے اپنی کتاب میں تیموری سلاطین کی دانش پروری اور فن کی قدر دانی کے موضوع پر جو مقالہ تحریر کیا ہے اس کا ملخصاً یہاں پر پیش کیا جاتا ہے:

> ''تیمور بادشاہ نے متعدد جنگوں کے بعد دولت کا جو انبار لگایا تھا۔ اس کے جانشینوں نے اس سے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر جس قدر جلدی ممکن ہو سکا اس کثیر دولت کو خرچ کر دیا۔ تاریخ جو ہمیشہ خود کو دہراتی ہے۔ یہاں ہمیں کئی امرا کی یاد دلاتی ہے کہ جن کا ذکر کئی اشعار میں موجود ہے۔ ان امرا نے بھی نہایت قلیل مدت میں ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر دی تھی۔ لیکن ابھی زیادہ دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ وہ بلندیوں سے پستیوں پر آ رہے۔ تیموری سلاطین کو تاریخ ایران کے بہترین ہنر ور امرا کہنا چاہیے۔ اگر ایک طرف

---

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۳:۵۱۔۵۴۲! (عہد امیر تیمور کے لیے) نیز یہ کہ مجموعی طور پر اس عہد کی علمی وادبی تاریخ جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے ا۔ ''تاریخ ادبیات در ایران'' از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمۃ اللہ جلد چہارم/ مطبوعہ طہران، ۱۹۷۷ء

2: F.R.MARTIN: "THE MINATURE PAINTING AND PAINTERS OF PERSIA, INDIA AND TURKEY"

Marfat.com

تیمور کے لشکروں نے روئے زمین پر ضلع آثار کو تباہ و برباد کر دیا تو دوسری طرف اس کے جانشینان نے اپنی زیر سرپرستی نئے ہنرور لوگ جنم دے کر (اس نقصان کی) تلافی کر دی۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر وہ سلاطین نہ ہوتے تو یہ (نئے) ہنرور بھی جنم نہ لیتے ..... تیمور اور اس کے جانشینان نے ملک ایران میں فنون لطیفہ کو اس قدر ترقی دے دی کہ باید وشاید کہ ان شاہزادوں کو وحشی یا جنگی نہ سمجھ لیا جائے۔

بلکہ یہ شہر کے رہنے والے وہ صاحب ذوق لطیف اور متلاشی علم ودانش تھے۔ جو کہ ''فنون لطیفہ'' کو نمائش کے طور پر یا تفاخر کے طور پر نہیں، بلکہ اس کی ترقی اور فروغ کی خاطر پسند کرتے تھے۔ چنانچہ، جنگوں کے دوران انہیں جو وقت میسر آجاتا اس وقت میں وہ کتب خانوں کی تشکیل و تکمیل میں مصروف ہو جاتے، اور شعرا کے اشعار کو ترتیب دیتے اور وہ خود بھی شعر کہتے کہ جنہیں درباری شعرا کے اشعار پر ترجیح دی جاتی۔

سلطان حسین بایقرا کوئی معمولی درجہ کا شاعر نہ تھا۔ ان کی ترکی (زبان) کی غزلوں کو مشہور شعرا کی کئی غزلوں پر ترجیح حاصل ہے۔''[1]

اپنی عربی اور فارسی شاعری میں تو وہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو اپنا رقیب جانتا تھا۔

تیموری سلاطین کا بے حد مہذب اور لطیف طرز زندگی کئی طرح سے ہماری توجہ اپنے ان ہم عصر یورپی شہزادوں کی جانب مبذول کراتا ہے کہ جو اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر تک ''فرانس'' میں موجود تھے۔

البتہ یہ تیموری سلاطین علم پروری میں ان شہزادوں سے کہیں آگے تھے۔ شاہرخ، بایسنقر، الغ بیگ اور سلطان حسین بایقرا، کتاب دوستی میں اپنے معاصرین بورگنی ''ڈوک اور'' سے ہمیشہ پیش رہے۔ بلکہ سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کے فرانسیسی اور اطالوی کتاب دوست بھی ان تک نہ پہنچ سکے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی نظر آتی ہے کہ تیموری سلاطین صرف کتابیں جمع ہی نہ کرتے بلکہ تخلیق بھی کرتے، بایسنقر اور سلطان حسین مرزا کو ایران میں وہی مقام حاصل ہے جو کہ برطانیہ میں ولیم مورس کو ملا ہے۔ ان شہزادوں نے کتاب نویسی کے ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی جو اشراقیت کے نزدیک ہونے کے باوجود پختہ اور لطیف تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یورپ کے خوبصورت ترین مخطوطات بھی، باستثنائے چند مشرق کی کتابوں کا ہنر کی لطافت اور خوبصورتی میں مقابلہ نہیں کر سکتے۔

---

[1] بحوالہ: (از سعد رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ) ا ص: ۵۵۳۔ ۵۵۵!

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور تیموری سلاطین:

ہماری یہ تمام کچھ روئیداد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور تیموری سلاطین کے معاصرانہ علمی وادبی و روحانی روابط سے وابستہ ہے۔ ہم یہاں پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ان معاصر تیموری سلاطین کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی جامی رحمہ اللہ کے وطن خراسان اور دیگر اسلامی ممالک پر حکومت تھی۔

یہاں پر ہمارے پیش نظر یہ نکتہ ہے کہ ہم اس بات کا بخوبی جائزہ لیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا فطری جوہر اور ذاتی کمال نکھارنے میں ان سلاطین کا کیا اور کس قدر حصہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ادبی تخلیقات کا دور:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی اور نظم ونثر کی تخلیقات کا آغاز ''مرزا ابوالقاسم بابر'' کے زمانہ حکومت وسلطنت میں ہوا۔ ہمارے یہ کہنے کا سبب کچھ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کے سلاطین تیموریہ مثلاً: سلطان شاہرخ کے عہد حکومت وسلطنت میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کسی بھی علمی وادبی نگارشات کا ہمیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہی سراغ ملتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ان ایام میں سمرقند میں زیر تعلیم تھے بدیں سبب آپ کو کسب کمالات اور حصول علوم سے فرصت نہ ملتی تھی کہ آپ سلاطین کے دربار کے ساتھ کوئی رسمی روابط قائم رکھ سکتے، اور پھر دربار کے علما، شعرا اور ادبا میں کوئی مقام پاسکتے۔

چنانچہ، ابھی وہ لوگ یعنی امرا، شعرا وادبا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی جوہر سے بالکل ناآشنا کہیں تو بجا ہوگا۔

صاحب ''حبیب السیر'' نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصنیف وتالیف کے دور کا ذکر درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

> ''مرزا ابوالقاسم بابر کے عہد میں اس کے نام پر فن معما میں ایک رسالہ موسوم بہ'' حلیہ حلل'' تحریر کیا۔ سلطان سعید کے عہد میں اپنا پہلا دیوان ترتیب دیا، اور تصوف کے بعض رسائل تصنیف کیے۔ جب کہ دیگر کتابیں، خاقان منصور (حسین بایقرا) کے عہد میں تحریر کیں۔''[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ص: ۱۳۳۸

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ممدوح سلاطین ''سلسلہ تیموریہ'' میں سے:

اب ہم یہاں پر ان سلاطین تیموریہ کا مختصراً ذکر کرتے ہیں کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ممدوحین میں سے تھے۔

ا۔ سلطان مرزا ابوالقاسم بابر:

زمانہ حکومت: (۸۵۶ھ۔ ۸۶۰ھ) بمطابق: (۱۴۵۲ء۔ ۱۴۵۷)

سلطان مرزا ابوالقاسم بابر، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ممدوح سلاطین میں سے سب سے اول آتا ہے۔ سلطان مرزا ابوالقاسم بابر، سلطان بایسنقر بن شاہرخ کا فرزند ارجمند تھا۔ اس نے اول اول ''استرآباد'' اور ''خراسان'' میں اپنے دادا سلطان شاہرخ کی نیابت میں حکومت حاصل کی تو افغانستان، عراق فارس اور خراسان اس کے زیرنگین آگئے۔ ۲۵ر ربیع الثانی ۸۶۰ھ کو وفات پائی۔ سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کو نظم حکومت وسلطنت کی خدمات کے لیے نہایت کم عرصہ ملا۔

صاحب (مجالس النفائس) امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ، سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار بدیں الفاظ کرتے ہیں:

> ''وہ ایک درویش صفت اور کریم الطبع بادشاہ تھا۔ حالیہ صدیوں میں کوئی بادشاہ سخاوت میں اس کا ہم پلہ نہیں گزرا۔ کہتے ہیں اس کے سامنے حاتم طائی کا ذکر کیا گیا کہ اس کے گھر کے چالیس دروازے تھے اور اگر کوئی سائل ہر دروازہ سے آتا تو حاتم ہر بار اسے عطا کرتا۔''

بابر نے یہ سنا تو کہا:

> ''حاتم ایک دروازے سے ہی اتنا کیوں نہ دیا کرتا کہ سائل کو دوسرے دروازے پر آنے کی حاجت نہ رہتی۔''

اسے تصوف کے رسائل لمعات اور گلشن راز سے شغف تھا۔ وہ شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتا تھا۔ یہ رباعی اسی کی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ا:

چوں بادہ و جام بہم پیوستی
می دان بیقین کہ رِند بالادستی

ترجمہ: ''جب شغل جام وسبو بہم پہنچ جائے۔ (تو پھر یقینا) جان لیجئے کہ رند بادہ خوار

Marfat.com

بدمست ہو چکا ہے۔"

شعر نمبر ۲:

جام است شریعت و حقیقت بادہ
چون جام شکستی بیقین بد مستی

ترجمہ: "شریعت جام ہے۔ جب کہ حقیقت بادہ ہے کہ جب آپ نے جام کو توڑ دیا تو پھر وہ یقینا بدمست ہے۔"

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ۸۵۶ھ میں فن معما پر ایک رسالہ "حلیہ حلل"، مرزا ابو القاسم بابر کے نام پر تحریر کیا۔

کتاب کے مقدمہ اور متن میں کئی مقامات پر شاہ مذکور کا نام بطور "تعمیہ" موجود ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلطان مرزا ابوالقاسم بابر کی مدح میں ایک غزل بھی کہی کہ جس کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بیا اے ساقی! مہوش بدہ جام ے رخشاں
بروَے شاہ ابو القاسم معز الدولہ بابر خان

ترجمہ: "اے ساقی چاند کی مانند روشن شراب لے آیئے، اور چمکدار شراب کا جام دے دیجئے کہ جو شاہ ابوالقاسم معز الدولہ بابر خان کے نام پر ہوا۔"

شعر نمبر ۲:

زنظم دلکش جامی رحمہ اللہ سرود بزم اُو بادا
برائے عشرت ساقی نوید عیش جاوداں

ترجمہ: "دلکش نظم کے ساتھ جامی رحمہ اللہ اس کی بزم (عیش وطرب) میں ہمیشہ نغمہ سرا ہے۔ ساقی کی عشرت کی خاطر اس کی عیش جاودانی کی خاطر۔"[1]

---

① ملاحظہ کیجیے: ☆ ....."لمعات" شیخ فخر الدین ابراہیم رحمہ اللہ: (م ۶۸۸ھ/ ۱۲۸۹ء) کی تصنیف ہے! ملاحظہ کیجیے: "تاریخ ادبیات در ایران" از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمہ اللہ ☆ ....."گلشن راز"، از شیخ محمود شبستری رحمہ اللہ (م ۷۲۰ھ/ ۱۳۲۰ء) کی تصوف کے موضوع پر مثنوی ہے۔ ملاحظہ کیجیے: "تاریخ ادبیات در ایران" از جناب ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمہ اللہ (جلد/ ۳: ص: ۷۶۴۔۷۶۶)۔

Marfat.com

۲۔ سلطان مرزا ابوسعید گورگان رحمۃ اللہ:

زمانہ حکومت (۸۶۰ھ۔ ۸۷۳ھ) بمطابق: (۱۴۵۶ء۔ ۱۴۶۹ء)

سلطان مرزا شاہرخ کے بعد علاقہ ماوراء النہر کا اقتدار مرزا ابوسعید گوگان نے سنبھال لیا۔ سلطان کو ملک گیری کا خیال سمایا رہتا تھا۔ چنانچہ وہ ہر وقت خراسان کی فتح کے خواب دیکھا کرتا تھا۔

چنانچہ، سلطان مرزا ابو القاسم بابر کے انتقال بسال ۸۶۰ھ پر اس نے خراسان پر حملہ کر دیا اور پھر ۸۶۳ھ/ ۱۴۵۹ء میں اس نے خراسان کو مکمل طور پر مفتوح کر لیا، اور اس طرح اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی، اور مسلسل بارہ سال تک، ماوراء النہر، افغانستان اور خراسان پر اس نے حکومت کی۔

بالآخر، رجب/ ۸۷۳ھ میں آذربائیجان میں اوزن حسن ترکمان نے اسے قتل کروا دیا۔ چنانچہ، صاحب (روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات) بسال ۸۷۰ھ کے واقعات کا اندراج کرتے ہوئے سلطان مرزا ابوسعید گورگانی رحمۃ اللہ کی شان وشوکت کا تذکرہ بدیں الفاظ کرتا ہے کہ

> ''۸۷۰ھ تک امور سلطنت میں کوئی بدنظمی باقی نہ رہی۔ شاہ کے انصاف اور شفقت کی برکت سے ظلم وستم اور شروفساد کی جڑیں کٹ گئیں۔ چین کی سرحد اور قلحاق کے صحرا سے لے کر حدود خوارزم واراق تک اور مازندران کی آخری حد سے لے کر مغولستان تک اور ترکستان سے ہندوستان کے آخری گوشے تک سارا علاقہ سلطان ابوسعید ے کے زیر فرمان آ گیا۔
>
> یہاں کے سارے سرکشوں نے اس اس کی اطاعت قبول کر لی۔ شاہ کے عدل وسخاوت کی اطراف واکناف عالم میں وہ دھوم مچی کہ لوگ اپنے قدیم مسکن ومکان چھوڑ کر اس کے سایہ عاطفت میں آ رہے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مشہور ومعروف دیوان یعنی دیوان جامی رحمۃ اللہ کی پہلی مرتبہ ترتیب کا دور، سلطان مرزا ابوسعید گورگان کا عہد حکومت وسلطنت ہے۔ مگر اس کا نام ''دیوان'' میں نہایت کم آیا ہے۔

چنانچہ، ہماری نگاہ سے ایک مثنوی نما نظم گزری ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

دوش چون بُرد سرز گردش مہر
ظلِ مخروطی زمین بسپہر

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) جلد/ ۲: ص۔ ۲۶۷!

Marfat.com

ترجمہ: ''جب گزری ہوئی شب گزری ہوئی شب گردش ماہتاب سے راز (محبت) کو لے گئی۔ تو حسین (پرنزاکت چہرہ) زمین سے آسمان کی جانب چلا گیا۔''[1]

مذکورہ بالا مثنوی میں چند اشعار ''سلطان مرزا ابوسعید'' کی مدح میں بھی ملتے ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ایک غزل میں بھی سلطان مرزا ابوسعید'' کی مدح کی گئی ہے، اور قیافہ سے کچھ یوں لگتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا غزل اس وقت ترتیب دی ہو کہ جب سلطان ابوسعید ابھی سمرقند ہی میں قیام پذیر ہو اور اس وقت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بذات خود بھی سمرقند میں گئے ہوئے ہوں گے![2]

چنانچہ مذکورہ بالا غزل کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

ساقی بشکل جام زر آمد ہلالِ عید
مے دِہ بغر دَولت سلطان ابُو سعید رحمہ اللہ

ترجمہ: ''اے ساقی! جام زر کی صورت میں دیئے گا کہ ہلال عید آچکا ہے کہ (ہمیں) سلطان ابوسعید رحمہ اللہ کی شان وشوکت (کا جام) دیجئے۔''[3]

ایک بات قارئین کے نہاں خانہ قلب ودماغ میں جاگزیں رہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اپنی تصانیف میں سے ہمیں کسی ایسی کتاب کا نام نہیں ملتا ہے کہ جس کا انتساب، سلطان مرزا ابوسعید کے نام ہو۔

چنانچہ، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو ابھی سلطان مرزا ابوسعید کے ہاں ابھی تک وہ روشناسی نہ ہوسکی تھی اور نہ ہی اس کے دربار تک باقاعدہ طور پر رسائی ہوسکی تھی، اور ابھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ساتھ سلطان مرزا ابوسعید رحمہ اللہ کی جان پہچان بھی نہ ہوسکی تھی۔

❁ لیکن حیرت واستعجاب کی بات تو کچھ یہ ہے کہ جب ۸۷۳ھ میں سلطان مرزا ابوسعید قتل ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عمر اس وقت چھپن برس کی تھی۔ تو اس قدر عمر پا چکنے پر بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا سلطان مرزا ابوسعید کے ساتھ متعارف نہ ہونا ہمیں بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے![4]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) گنج بخش ا ص: ۱۹۷

[2] برزمانہ: (۸۵۵۔۸۶۰ھ)

[3] دیوان جامی رحمہ اللہ (پرشان) ص: ۱۰۰۔

[4] مؤلف کتاب!

Marfat.com

۳۔ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ:

زمانہ حکومت: (۸۷۳ھ۔۹۱۱ھ) بمطابق: (۱۴۶۹ء۔۱۵۰۶ء)

سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب امیر زادہ عمر شیخ رحمہ اللہ کے توسط سے سلطان امیر تیمور گورگان سے جا ملتا ہے۔ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ خاندانِ تیموری کا آخری حکمران بادشاہ تھا کہ جس نے کامل خود مختاری سے اڑتیس برس تک مشرقی ایران پر حکمرانی کی۔

چنانچہ، اس کے عہد حکومت وسلطنت میں خراسان نہایت آباد ہو گیا اور اسے بے حد رونق وشان و شوکت میسر آ گئی۔

سلطان حسین بایقرا کی علم و ہنر پروری کی بناء پر ہرات سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ ۳۸۸ھ۔۴۲۱ھ بمطابق ۹۹۸ء۔۱۰۳۰ء) کا غزنی بن کر رہ گیا۔ اطراف وکناف عالم سے حضرت علماء، فضلا وشعرا نیز اہل فن وہاں پر اکٹھے ہو چکے تھے۔

چنانچہ، سلطان حسین بایقرا کا معاصر مورخ جناب اخوند میر اپنی کتاب ''حبیب السیر'' میں سلطان حسین بایقرا کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

> ''سادات عظام، علمائے اسلام، فضلائے روزگار اور شعرائے بلاغت شعار سے نیک برتاؤ میں سلطان نے کبھی تغافل نہ برتا۔ وہ ان کی درخواستیں قبول کرنے اور انہیں اجناس و انعامات بھیجنے میں بڑی سنجیدگی سے احکام صادر کرتا۔ ہفتے میں دو روز یعنی پیر اور جمعرت کو قُضات اور عُلما اس کے دربار میں مدعو ہوا کرتے، اور پھر سلطان کو جو بھی مسئلہ درپیش ہوا کرتا۔ اس کا ائمہ دین کے فتوے کے مطابق فیصلہ کیا کرتا تھا۔ درویشوں اور گوشہ نشینوں کی صحبت میں بھی (سلطان) اکثر وبیشتر آیا جایا کرتا تھا۔ وہ (سلطان) مجالس وعظ میں شریک ہوا کرتا تھا۔ (حضرات) مشائخ عظام اور شیریں بیان واعظوں کا احترام لازم اور واجب خیال کیا کرتا تھا۔ وہ (سلطان) رفاہی ادارے قائم کرنے، مساجد، مدارس، خانقاہیں اور سرائیں تعمیر کروانے میں نہایت درجہ دلچسپی لیتا تھا۔ (چنانچہ) وہ اپنی گرہ سے آباد قصبات اور مرغوب الطبع اجناس خرید کر کے ان کے لیے وقف کیا کرتا تھا۔ سلطان ے نے خوبصورت محلات اور خوش منظر عمارات تعمیر کروائیں۔ باغات کے نقشے اور ان میں درخت لگانے میں اس نے ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔''[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) از جناب اخوند میر! (۴:۱۱۱)۔

Marfat.com

ہرات کی شان وشوکت:

سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کے عہد حکومت وسلطنت میں مملکت خراسان اور خاص طور پر دارالحکومت ہرات کی آبادی نہایت گنجان ہو چکی تھی۔

چنانچہ، مورخ اسفزاری رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

''ویران اور پتھریلی جگہوں میں سے کوئی جگہ ایسی باقی نہ بچی تھی کہ جو کھیت یا باغ نہ بن گئی ہو۔ وادیوں اور صحراؤں میں جتنی خشک اور بنجر زمینیں تھیں۔ انہیں نہریں اور کنویں کھدوا کر آباد کر دیا گیا تھا۔ مثلاً: مرغاب سے مرو شاہ جہان تک کا تقریباً تیس فرسخ اور سرخیں سے مرد تک کا پچیس فرسخ کا غیر آباد اور بنجر علاقہ انہیں مبارک ایام میں سرسبز اور آباد ہو کر ایک دوسرے سے متصل ہو گیا''۔ ①

سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد محمد خان شیبانی اور ازبکوں کے شدید حملوں کی بناء پر دارالحکومت کی عظمت وشان خان میں مل کر رہ گئی۔

سام مرزا:

سام مرزا، ہرات کی فتح اور ازبکوں کی شکست کے بعد اپنے باپ شاہ اسمعیل صفوی کی نیابت میں (۹۲۸ھ تا ۹۳۶ھ) بمطابق: (۱۵۲۲ء۔ ۱۵۳۰ء) ہرات اور خراسان پر حکمران رہا۔

وہ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کا بجا طور پر جانشین ثابت ہوا۔ چنانچہ، اس نے اپنی کتاب ''تحفہ سامی'' میں سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کے عہد حکومت وسلطنت کا نہایت عمدہ طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ بدیں الفاظ رقمطراز ہے کہ

''سلطان حسین مرزا، ایک عادل اور رعایا پرور بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کے ایام موسم بہار کے دنوں کی طرح خوش وخرم گزر گئے۔ جو کامیابی وکامرانی اسے حاصل ہوئی وہ کسی دوسرے بادشاہ کے حصے میں کم آئی ہے۔ رفاہی ادارے بنانے، اور علما وطلبا کو سہولتیں فراہم کرنے میں وہ پیش پیش تھا۔ اس کے زمانے میں بارہ ہزار علماء وظیفہ پاتے تھے۔ اس سے ملک کی آبادکاری، رفاہ عامہ اور اہل ہنر وشعر کی سرپرستی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس بادشاہ کو امیر علی شیر ایسا وزیر اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ایسا مداح مل جائے، وہ باقی مداحوں کی مدح وستائش سے بے نیاز ہے۔'' ②

---

① ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از جناب اسفزاری رحمہ اللہ (۲: ۳۷۴۔ ۳۷۵)۔

② ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا صاحب (ص: ۱۴)۔

Marfat.com

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی علمی حیثیات اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ باوجود ایک جلیل القدر حکمران ہونے کے اور رعب وجلال کے باوصف ذاتی طور پر علم وادب، تہذیب وتمدن اور ثقافت وکلچر کا ذوق آشنا تھا۔ وہ بذات خود فارسی اور ترکی زبانوں کا نہایت عمدہ شاعر اور انشا پرداز تھا۔

اس کے بے شمار فارسی اور ترکی زبانوں کے نہایت عمدہ اشعار موجود ہیں۔ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ، فارسی نظم میں حسین مخلص کرتا تھا۔

نثری تالیفات میں اس کے تذکرہ ''مجلس العشاق'' کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

استاد جامی رحمۃ اللہ:

تو پھر آپ ذرا قیاس کیجیے گا کہ ایسے نیک سیرت اور علم و ہنر پرور بادشاہ کے عہد حکومت وسلطنت میں استاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا علم وادب وشعر میں فطری جوہر کا کھل جانا اور پھر اس ساز گار، مناسب وموزوں ماحول میں اپنی نہایت عمدہ وموقر کتب نظم ونثر کا تحریر کرنا کوئی حیرت واستعجاب کا مقام نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی اس جامعیت کی بنا پر سلطان حسین بایقرا کے ہاں اس قدر تقرب حاصل تھا کہ اکثر وزراء، امرا اور دیگر عوامی افراد اپنے کام نکلوانے کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے سفارش کروایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنی درویش صفت طبیعت کی بنا پر بھی ان افراد کی سلطان کے ہاں مدد وسفارش کرنے سے دریغ نہ کیا کرتے تھے۔

اگر کوئی درباری، سلطان کا معتوب ہو جاتا تو وہ درباری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے اس بارے میں مدد طلب کر لیتا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ پہلے ہی اس کی سفارش کرنے کے لیے تیار ہوتے۔

صاحب (تاریخ حبیب السیر) اس سلسلے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ

''جب خواجہ مجد الدین محمد خافی وزیر، سلطان کے زیر عتاب آ گیا، اور وہ سلطان کے ڈر اور جان ومال چلے جانے کے خوف سے گھر سے باہر نہ نکلتا تھا۔ تو ناچار اسے بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا دامن تھام لینا پڑا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے سلطان سے ملاقات کو بڑے موزوں پیرائے میں عرض کیا کہ ملک کی آبادکاری اور فوج اور عوام کی خوشحالی کے لیے خواجہ مجد الدین محمد کا سرکاری مہمات میں عمل ودخل ناگزیر ہے۔ بجائے اس

Marfat.com

کے کہ اس کے متعلق مفاد پرستوں کی باتوں پر کان دھرتے جائیں۔ اس کی اصلاح فرمائی جائے۔ جناب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جو کچھ کہا، سلطان نے سنا اور بات مان گیا اور خواجہ مجد الدین کو (معافی کا) کا پیغام بھیج دیا۔ ادھر خواجہ کو بھی سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ چنانچہ اگلے روز اس نے ''جہاں آرا باغ'' میں جا کر برلاس امرا کی وساطت سے بیس ہزار کپکی دینار شاہ کو پیش کیے۔''[1]

- یہ کہ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کا ترکی دیوان، جناب محمد یعقوب واحدی جوز جامی رحمہ اللہ صاحب نے فارسی مقدمے کے ساتھ کابل سے ۱۳۴۶ء میں شائع کروا دیا ہے۔
- جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ فارسی میں حیات جامی رحمہ اللہ کے مصنف اور مشہور ایرانی دانشور کتاب ''مجالس العشاق'' کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ امیر کمال الدین حسین بن شہاب الدین طبسی گازرگاہی رحمہ اللہ کی تالیف ہے کہ جو اس نے ۹۰۸ھ میں سلطان حسین بایقرا کے لیے تحریر کی تھی۔[2]

منشآتِ جامی رحمہ اللہ:

منشاتِ جامی کے مطالعہ سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ ''منشاتِ جامی'' میں اکیس مراسلات ورقعات ایسے بھی دستیاب ہوتے ہیں کہ جو ملازمانِ حضرت خلافت پناہی یعنی سلطان حسین بایقرا کو تحریر کیے گئے ہیں۔

ان میں سے اکثر خطوط ان مکتوبات کے جواب میں تحریر کیے گئے ہیں کہ جو سلطان حسین بایقرا نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو تحریر کیے تھے۔

چنانچہ، ان مکاتیب سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ سلطان حسین بایقرا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا حد درجہ احترام کیا کرتا تھا۔

ایسا بھی ہوا کرتا کہ جب سلطان رحمہ اللہ کو کوئی جنگی مہم درپیش آ گئی یا صلح کی پیش کش ہوئی تو وہ جہاں جس حال میں بھی ہوا کرتا۔ قاصد کو ایک خط دے کر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں ہرات روانہ کرتا۔

چنانچہ ایسے ہی ایک خط میں سلطان حسین بایقرا نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے استفسار کیا ہے کہ ہرات میں داخل ہونے کے لیے کون سی گھڑی مبارک رہے گی؟ اور یہ کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے سعد ونحس کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۴:۱۹۶۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ تذکرہ ہائے فارسی) ۲:۷۵۷۔

Marfat.com

ایسے مراسلات سے سلطان اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مابین معنوی تعلقات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی اکثر کتب کی تالیفات کا دور:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی اکثر شہرہ آفاق فارسی کتب نثر ونظم سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے عہد حکومت وسلطنت ہی میں تالیف ہوئیں۔مثلا درج ذیل کتب:

① بہارستان

② رسالہ صغیر درمعما

③ سلسلۃ الذہب

④ سبحۃ الابرار

⑤ یوسف علیہ السلام وزلیخا

⑥ لیلیٰ ومجنون

اورآخری مثنوی

⑦ خردنامہ اسکندری کا انتساب بھی سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے نام ہے۔

دیوان جامی رحمۃ اللہ میں بھی بعض ایسے قصائد بھی موجود ہیں کہ جن کی ابتدا شاہی محلات وعمارات کی تعریف وتوصیف سے اورانتہا سلطان حسین بایقرا کی مدح پر ہوتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا انتقال سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی وفات سے تیرہ برس قبل یعنی ۸۹۸ھ میں ہوا۔ یہ وہ ایام تھے کہ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی حکومت وسلطنت کا ستارہ عروج پر تھا۔

مگر سلطان نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے جنازہ اٹھانے کی رسوم اور مجالس تعزیت منعقد کرنے میں حد درجہ عقیدت مندی کا اظہار کیا۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے لیے عزاداری اور تجلیل (مدح کرنے/تعریف کرنے) کی تفصیلات ''خمسۃ المتحیرین'' تالیف امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ اور روضات الجنات فی اوصاف مدینۃ ہرات تالیف اسفزاری رحمۃ اللہ میں موجود ہیں۔

ہم یہاں پر امیر علی شیرنوائی رحمۃ اللہ کی تالیف ''خمسۃ المتحیرین'' سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:

''جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے انتقال کی خبر شہر میں پھیلی تو ہر طرف سے امرا واکابر جمع ہو گئے۔سب نے ماتمی لباس پہن رکھا تھا۔حضرت سلطان صاحبقران (حسین

Marfat.com

بایقرا رحمہ اللہ) بھی تشریف لائے اور دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ پھر فرط شفقت سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے صاحبزادے (مولانا ضیا الدین یوسف) کو آغوش میں بھینچ لیا اور دیگر احباب سے بھی تعزیت کا اظہار فرمایا۔ مجھے (امیر علی شیر) عزادار سمجھتے ہوئے میرے حال پر ہمدردی کا اظہار کیا۔ وہ مجھے صبر کی تلقین کر رہے تھے لیکن خود ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ چونکہ ان کے مزاج مبارک میں ضعف تھا۔ اس لیے وہ واپس شاہی محل کو تشریف لے گئے۔ لیکن تمام شہزادوں اور نمائندگانِ حکومت کو حکم دیا کہ وہ مرحوم کے جنازے میں شریک ہوں۔ چنانچہ سلطان احمد مرزا، مظفر حسین مرزا اور دوسرے شہزادے، تابوت کو کندھا دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے تھے۔ جنازہ گاہ پہنچنے تک یہی حال رہا۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا طرز عمل:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس خلوص و محبت کی بنا پر کہ جو آپ کو سلطان حسین بایقرا کے فرزندوں اور بعض شہزادوں سے تھی اپنی کتب میں مدح و توصیف بیان کی ہے۔

مثلاً: مثنوی ''یوسف زلیخا'' کے مقدمہ میں سلطان حسین بایقرا کے چہیتے فرزند سلطان مظفر حسین مرزا کی مدح و توصیف موجود ہے۔ سلطان مظفر ہمیشہ ہرات میں اپنے باپ سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کا مقرب اور منظور نظر رہا۔

مثنوی لیلیٰ و مجنون از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

مثنوی ''لیلیٰ و مجنون'' کے مقدمے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلاطین سلف کا ذکر کیا ہے۔ وہاں پر چنگیز خان کی کہ جس سے تیموریوں کو نفرت تھی۔ مذمت کی ہے، اور سلطان تیمور اور سلطان مرزا شاہرخ کا نہایت درجہ ادب و احترام سے ذکر کیا ہے۔

چنانچہ، درج ذیل قطعے کا اختتام سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کی مدح و توصیف پر ہوتا ہے۔ قطعے کا مطلع درجہ ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

ساقی بدہ آن مے چو خورشید
در جامِ جہان تمای جمشید

---

① ملاحظہ کیجیے: (خمسۃ المتحیرین) از جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ (ص: ۲۸) بعنوان: جامی رحمہ اللہ!
۲۔ ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: ۴۳)۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے ساقی (ہمیں) آپ ایسی مے دیجئے کہ (چمک میں) وہ آفتاب کی مانند ہو کہ وہ مے آپ ہمیں جمشید (شہنشاہ) کے جام جہان نما میں دیجئے۔''①

جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ صاحب ہراتی:

زمانہ (۸۴۴ھ۔۹۰۶ھ) بمطابق (۱۴۴۰ء۔۱۵۰۱ء)

ہم یہاں پر خراسان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے معاصر تیموری سلاطین کا ذکر کر رہے ہیں۔ تو بدیں سبب اس عہد کے ایک عظیم امیر (یعنی امیر علی شیر نوائی صاحب) کا ذکر بھی ناگزیر اور اہم ہے۔

کہ جس نے نویں صدی ہجری میں علم وادب اور ثقافت وکلچر میں نہایت گہرا اور موثر حصہ لیا اور بالخصوص، آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی احوال وآثار کی تخلیق وتدوین میں مخلصانہ طور پر نہایت عمدہ کردار ادا کیا۔

نویں صدی ہجری میں جب خراسان اور دارالحکومت ہرات میں علم و ادب اور ثقافت و کلچر منہاج کمال پر پہنچ چکے تھے، اور سلاطین تیموریہ کے علمی وادبی ذوق وہنر پروری کے باوصف علم وادب وثقافت وکلچر کا بازار گرم تھا، اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا تخلیقی ادب اور تحریرات آسمان علم وادب وشعر وحکمت پر مہ وپروین کے ستاروں کی مانند اپنی چمک ودمک دکھلا رہے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ان علمی وادبی تخلیقات میں جناب امیر علی شیر نوائی صاحب جیسے امیر کا موثر ہاتھ ہے۔ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ بذات خود علم وادب کے گہرے شناور، صاحب ذوق اور علمی تبحر کے حامل تھے۔ آپ کو انہیں خصوصیات کی بنا پر سلطان حسین بایقرا کے دربار میں کافی اثر ورسوخ حاصل تھا۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ ذاتی طور پر بھی صاحب دولت وثروت تھے، اور پھر شان و شوکت میں بھی چندے آفتاب وچندے ماہتاب تھے۔

آپ رحمہ اللہ کی ہر دلعزیزی اور شہرت:

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کو علم وادب کے ساتھ جو تعلق خاطر اور شیفتگی تھی اس کا تقاضا کچھ یہ تھا کہ اطراف واکناف سے علما وفضلا، شعرا، ادبا کی ایک جماعت نے آپ سے دلی طور پر اعتنا برتنا شروع کر دیا۔ چنانچہ، آپ کو بھی علما، ادبا اور شعرا وغیرہ کے ساتھ گہری محبت وعقیدت وابستہ تھی۔

① ملاحظہ کیجیے: (لیلیٰ ومجنون) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (ص: ۷۶۲)۔

Marfat.com

مشہور انگریز مستشرق جناب جی۔ایچ۔براؤن نے آپ کو (Maceenas E Cilinius) سے تشبیہ دی ہے۔[1]

جناب امیر علی شیرنوائی صاحب! بذات خود حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی اور روحانی حیثیت کے قائل تھے، اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اس حیثیت کا اعتراف کیا کرتے تھے اور سر جھکاتے تھے۔

باوجود اس قدر ومنزلت کے جناب امیر علی شیرانوئی صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دوست ہی نہ تھے بلکہ شاگردِ رشید بھی تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اکثر علمی وادبی کاوشات کے پس پردہ محرک جناب امیر شیرنوائی صاحب ہی کی شخصیت تھی، اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وتصنیفی کاوشات کے پس پردہ جناب امیر علی شیرنوائی صاحب کی خواہش اور حوصلہ کارفرما رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنی تمام ایسی کتب میں جناب امیر علی شیرنوائی صاحب کا ذکر نہایت ادب واحترام سے کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے کچھ ایسے منثور مراسلات ومنظوم وقطعات وغزلیات موجود ہیں کہ جو جناب امیر علی شیرنوائی صاحب کے لیے تحریر کیے گئے یا پھر اس کے جواب میں لکھے یا کہے گئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اکثر وبیشتر کتب کی تصنیف وتالیف کا دور اور آپ رحمہ اللہ کی عمر:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اکثر وبیشتر کتب کی تصنیف وتالیف کا دور آپ رحمہ اللہ کی عمر کی آخری چوتھائی یعنی (۸۷۵ ہجری اور ۸۹۸ ہجری) کے درمیان معلوم ہوتا ہے کہ جو جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کی تحریک اور تشویق کے موثر دلائل میں سے ایک ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے انتقال پرملال پر جناب امیر علی شیرنوائی صاحب نے ستر اشعار پر مشتمل ایک طویل اور پرسوز مرثیہ ترتیب دیا کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (ماسیناس: ۸۔ ۷۳) قبل مسیح اکابر روم میں سے تھے۔آپ کو ادب سے نہایت درجہ لگاؤ تھا۔مشہور شاعر (ہراس) ان کے دوست تھے۔(از سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ) ص: ۷۳۸!

Marfat.com

شعر نمبر ا:

ہر دم از انجمن چرخ جفای دگر است
ہریک از انجم او داغ بلای دگر است

ترجمہ: ''ہر لمحہ انجمن سے آسمان ایک الگ جفا رکھتا ہے کہ انجم میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے داغ بلا ہے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی یادآوری کے طور پر جناب امیر علی شیر نوائی صاحب نے ان کے حالات وآثار پر ایک کتاب ''خمسۃ المتحیرین'' تالیف فرمائی جس میں مولانا جامی رحمۃ اللہ کے انتقالِ پُرملال پر خود کو ''عزادار'' ظاہر کیا ہے۔

احوال وآثار:

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب بسال ۸۴۴ ہجری میں بمقام ہرات متولد ہوئے، اور پھر وہیں ۹۰۶ ہجری میں انتقال فرما گئے۔ امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ بچپن کے دور سے بھی سلطان حسین بایقرا کے دوست چلے آتے تھے۔ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب، سلطان حسین بایقرا کے مخلص دوست اور اس کے درباری امراء میں سے ایک تھے۔ سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ جب تخت پر متمکن ہوا تو امیر شیر علی نوائی صاحب رحمۃ اللہ کو سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی خصوصی توجہ ونوازشات حاصل رہیں۔

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے عہد حکومت وسلطنت میں شاہی فرامین پر مہر ثبت کرنے کا منصب جناب امیر علی شیر نوائی صاحب کو تفویض ہوا، اور یہی آپ رحمۃ اللہ کی علمی وادبی اور سیاسی خدمات کی بھر پور دلیل ہے۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی سخاوت و دریا دلی، استغنا اور دنیوی جاہ وجلال سے بے زاری نیز سرکاری مشاغل سے اعراض اور بے غرضی سے جلد ہی سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ اور شاہزادوں کا اعتماد حاصل کر لیا۔ چنانچہ وہ تمام طور پر آپ رحمۃ اللہ کا بے حد احترام واکرام کرنے لگ پڑتے۔

سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ نے جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمۃ اللہ کو درج ذیل خطابات اور القابات سے نوازا:

① رُکن السلطنۃ
② اعتماد الملک والدولۃ
③ مقرب الحضرت السلطانی

چنانچہ اکثر وبیشتر حکومت کی عظیم خدمات آپ کے سپرد کی گئیں۔ مثلاً:

❁ صوبہ استر آباد کا انتظام: کہ جو اس وقت سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کی عظیم الشان مملکت کا ایک وسیع

Marfat.com

وعریض اور گنجان آباد علاقہ تھا۔ آپ کے زیر انتظام سونپ دیا گیا مگر کچھ روز کے بعد آپ نے اس عہدہ سے استعفیٰ دے کر گوشہ فراغت اور اطمینان خاطر کو ترجیح دے دی اور پھر علمی وادبی سرگرمیوں کو اختیار کر لیا، اور اس کے لیے دنیوی جاہ وجلال کو ٹھوکر مار دی اور ہمیشہ کے لیے سرخروئی اختیار کر لی۔

- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مخلصانہ مشورے پر آپ نے حضرات صوفیائے نقشبندیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ تصوف وسلوک سے تعلّقِ خاطر پیدا کر لیا۔

چنانچہ یہیں سے آپ نے وادی تصوف وسلوک میں قدم رکھا۔

- جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ ایک پر خلوص، نیک دل، امیر تھے۔ آپ میں نیک کاموں کے سرانجام دینے سے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ مثلا:

- آپ نے تین سو ستر مساجد، مدارس، مقابر اور مزارات کی بنیادیں رکھیں یا پھر ان کی تعمیر ومرمت کروائی۔

- مشہور زمانہ مصور استاد بہزاد اور شاہ مظفر، موسیقار قول محمد، شیخ نائی رحمہ اللہ اور حسین عودی رحمہ اللہ کا عروج، امیر علی شیر نوائی صاحب کی ہی سرپرستی کا نتیجہ تھا۔

اس پر مستزاد یہ کہ امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ بذات خود بھی ایک ماہر موسیقار، سازندہ اور نہایت عمدہ مصور بھی تھے۔

آپ رحمہ اللہ کی علمی وادبی حیثیات:

ترکی شاعری میں امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کی نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ، ترکی زبان میں جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کی بیش قیمت غزلیات کے چار دیوان ہیں۔

''خمسۃ نظامی'' کے جواب میں آپ نے پانچ طویل مثنویات اور عطار کی مثنوی منطق الطیر کی پیروی میں آپ نے ''لسان الطیر'' ترتیب دی جو کہ موجود ہے۔ چنانچہ، ترکی نظم میں آپ ''نوائی'' تخلص کرتے ہیں۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کی شہرت بحیثیت شاعر ترکی شاعری ہی کے سبب سے ہے۔ زبان فارسی میں آپ ''فانی'' تخلص سے اشعار کہتے تھے۔ مگر بات یہ ہے کہ آپ نے ترکی زبان میں جو ادبی سرمایہ بہم پہنچایا ہے، اس قدر وقیع سرمایہ وہ زبان فارسی کو نہ بہم پہنچا سکے۔

آپ کی ہر دو زبانوں (ترکی وفارسی) میں شاعری کی بنا پر آپ کو ''ذو اللسانین'' (دو زبانوں والا) کا

Marfat.com

لقب دیا گیا ہے۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کی ترکی اور فارسی زبانوں میں کتابوں کی مجموعی تعداد تیس کے قریب قریب ہے کہ جن میں سے چند کتب کے نام درج ذیل ہیں: مثلاً:

- غزلیات کے چار عدد دیوان!
  - غرائب الصغر
  - نوادرالشباب
  - بدائع الوسط
  - فوائدالکبر
- خمسہ! یہ پانچ عدد مثنویات ہیں: مثلاً:
  - تحفۃ الابرار
  - فرہاد وشیریں
  - لیلیٰ ومجنون
  - سدسکندری
  - سبع سیارہ
- لسان الطیر
- مجالس النفائس یہ امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ کے معاصر شعرا کا مختصر تذکرہ ہے۔

چنانچہ، دسویں صدی ہجری میں اس کتاب کا دو مرتبہ فارسی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے کہ جو غالباً (ہنوز غیر مطبوعہ) ہے۔

- سراج المسلمین
- اربعین منظوم
- نظم الجواہر
- محبوب القلوب
- تاریخ انبیاء
- تاریخ ملوک العجم
- نسائم المحبۃ

Marfat.com

- رسالہ عروضیہ
- خمسۃ المتحیرین
- محاکمۃ اللغتین اس کتاب میں امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ نے ترکی زبان کی فارسی زبان پر فوقیت وبرتری ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب بسال ۹۰۵ھ میں تحریر کی گئی ہے۔
- حالات پہلوان اسد
- حالات سید حسن اردشیر
- مفردات۔ یہ کتاب فن معما میں تحریر کی گئی ہے۔
- قصہ شیخ صنعان
- مناجات نامہ
- منشآت ترکی
- دیوان فارسی
- منشاتِ فارسی
- میزان الاوزان
- یہ کہ مذکورہ بالا کتب ورسائل میں سے صرف مثنویات اور غزلیات موجود ہیں جبکہ بقیہ کتب ورسائل نادر اور کمیاب ہیں۔

جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کے مفصل احوال وآثار ملاحظہ کیجیے: ①

چنانچہ، صاحب حبیب السیر جو کہ جناب امیر علی شیر نوائی صاحب رحمہ اللہ کے معاصر اور پروردہ بھی ہیں، ۹۰۶ھ کے واقعات وحادثات کے ذیل میں امیر علی شیر نوائی صاحب کے انتقال پر ملال کا المناک واقعہ بدیں الفاظ بیان کرتے ہیں کہ

''اتوار، ۱۲ر جمادی الآخر کی صبح امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ کی روح قفس عنصری کی گھٹن سے نکل کر ریاض جاودانی کی پہنائیوں کی طرف پرواز کر گئی۔ علی الصبح، جب یہ خبر وحشت اثر دارالحکومت ہرات میں پھیلی تو ہر خاص وعام پر حزن وملال کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیا فقیر کیا وزیر، کیا بوڑھے کیا بچے، سب آہ وبکا کر رہے تھے۔ علما کے سروں سے دستار فضیلت گر

① ''امیر علی شیر نوائی فانی رحمہ اللہ'' شرح زندگانی، آثار عمرانی، مولفات ومصونہ نظم ونثر او تالیف محمد یعقوب واحدی جوزجانی رحمہ اللہ انجمن تاریخ افغانستان، کابل ۱۳۴۶ شمسی ۲۔ ''زندگانی سیاسی امیر علی شیر نوائی''۔ تالیف برتولد: ترجمہ جناب میر حسین شاہ۔ انجمن تاریخ افغانستان، کابل: ۱۳۴۶ شمسی!

Marfat.com

پڑی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب انہیں کون نوازے گا۔ واجب الاحترام فضلا کی شکیبائی کا دامن تار تار ہو گیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اس کے بعد کس کی مجلس کا رخ کریں۔"[1]

چنانچہ صاحب (حبیب السیر) نے جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ صاحب کے اخلاق وآداب اور فطری خصائص اور کمالات علمی وادبی، اشعار اور تالیفات کی تفصیلات پر ایک علیحدہ رسالہ موسوم بہ مکارم الاخلاق بھی تحریر کیا ہے۔[2]

ہم انہیں سطور پر باب ۱۹ کو ختم کرتے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر)! (۴:۲۵۵)۔

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر)! ۴:۲۵۶۔

Marfat.com

باب نمبر:۲۰

عراق اور آذربائیجان کے ترکمان سلاطین

جس زمانے میں ایران کے مشرقی حصے میں تیموری سلاطین زمام اقتدار کو سنبھالے ہوئے تھے، جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب ۱۹ میں تیموری سلاطین کے بارے میں کسی قدر تفصیل واجمال سے کام لیتے ہوئے بیان کیا ہے، سلطان ابوسعید مرزا رحمۃ اللہ اور سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ نے بالخصوص اپنی سلطنت کو علم وادب وتہذیب وتمدن وثقافت وکلچر اور خوشحالی کے دور سے ہمکنار کیا ہے۔ وہ مشرقی ایران کے تیموری سلاطین کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔

چنانچہ، ان تیموری سلاطین کے عہد زریں میں ایران کے مغربی حصہ میں ترکمان سلاطین مثلاً: بادشاہ، جہان شاہ قراقوینلو اوزن حسن آق قوینلو اور اس کا بیٹا یعقوب نہایت عظمت وشان سے زمام اقتدار کو سنبھالے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مراسم:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے دور کے ان ترکمان سلاطین کے ساتھ بھی نہایت درجہ گہرے مراسم وتعلقات استوار تھے۔

مگر بات تو کچھ یہ ہے کہ یہ ترکمان سلاطین بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا جس قدر اعزاز واکرام کیا کرتے تھے۔ اس کا کچھ اندازہ کتب تاریخ وسیر کے مطالعہ سے بخوبی طور پر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی اپنی تحریروں سے بھی ان حقائق کا بخوبی طور پر انکشاف ہوتا ہے ہم یہاں پر ان ترکمان سلاطین کا قدرے تفصیل واجمال سے جائزہ لیتے ہیں کہ جن کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مخلصانہ روابط استوار تھے۔

۱۔ سلطان جہان شاہ قراقوینلو:

یہ بات یاد رہے کہ مغربی ایران کے یہ ترکمان سلاطین، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ممدوح تیموری سلاطین کے خونی دشمن تھے۔ چنانچہ، انہیں ایام میں ''اوزن حسن ترکمان'' نے سلطان جہان شاہ ''ترکمان'' کو قتل کر کے قراقوینلو خاندان کے سلسلہ بادشاہت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔

Marfat.com

بدیں سبب، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف وتالیفات میں ''قراقوینلو'' سلاطین کا کم تذکرہ کیا ہے۔

''انشائے جامی رحمہ اللہ میں سلطان جہان شاہ کو تحریر کیا گیا ایک منظوم مکتوب ہمیں ملتا ہے کہ جس کے مندرجات سے ہمیں یہ بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ ''سلطان جہان شاہ'' شعر موزون کرلیا کرتا تھا، اور اسے شعر وشاعری کے فن کے ساتھ مناسبت اور تعلق خاطر ضرور تھا۔[1]

- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے سوانح نگار جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب ''جامی رحمہ اللہ'' (ص: ۳۵۔۳۶) پر اس منظوم خط کا متن شائع کیا ہے۔
- اوراق تاریخ سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ قراقوینلو خاندان تشیع سے وابستہ تھے، اور حضرات اہل بیت علیہم الرضوان کے فضائل میں ان کا غلو مشہور ہے۔

سلطان ''جہان شاہ'' کا دیوان:

سلطان، جہان شاہ قراقوینلو کے بارے میں اس کی علمی وادبی سرگرمیوں کا ہمیں اس وقت بخوبی علم ہو جاتا ہے کہ جب اس کے دیوان شعر کا ہمیں ذکر ملتا ہے کہ سلطان جہان شاہ، علم وادب ونثر ونظم میں طبع موزوں رکھتا تھا۔ اس کا تخلص حقیقی تھا، اور اسے تصوف سے بھی کافی حد تک لگاؤ تھا۔

چنانچہ سلطان جہان شاہ نے جب اپنا دیوان حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس پر جواباً ایک طویل قطعہ تحریر کر کے بھیج دیا کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

بدہ ساقی آن جامِ گیتی نمای
کہ ہستی ربایست و مستی جواباً

ترجمہ: ''اے ساقی! آپ ہمیں وہ جام مے دیجئے کہ جو عالم نما ہو کہ (اس محبوب کی) ہستی موہ لینے والی ہے، اور (محبت والفت کی) مستی کو افزوں کر دینے والی ہے۔''[2]

- چنانچہ سلطان جہان شاہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے باہمی روابط اور مراسم کی ایک دوسری سند حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا وہ مراسلہ (مکتوب) ہے کہ جو آپ رحمہ اللہ نے بظاہر آذربائیجان کے بنے ہوئے ان یشمینی ملبوسات کے ملنے پر تحریر کیا ہے کہ جو سلطان، جہان شاہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ): ۷۰۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (ص: ۷۰)۔

Marfat.com

نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو بطور تحفہ ارسال کیے تھے۔ ①

مشہور ایرانی سوانح نگار، جناب علی اصغر حکمت نے بھی اپنی کتاب ''جامی رحمہ اللہ'' (ص:۳۶) پر بھی اس خط کا متن دے دیا ہے۔

۲۔ سلطان، اوزن حسن آق قوینلو:

زمانہ: (۸۷۲ھ۔ ۸۸۲ھ) بمطابق: (۱۴۶۷ء۔ ۱۴۷۷ء)

یہ کہ سلطان جہان شاہ قراقوینلو کے قتل کے بعد ''اوزن حسن آق قوینلو'' نے عنانِ حکومت وسلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

تبریز میں امیر حسن بیگ کی حکومت کا اقتدار مستحکم ہو چکنے کے بعد ۸۷۸ھ/ ۷۴۔ ۱۴۷۳ء میں سفر حجاز سے واپسی پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تبریز میں امیر حسن بیگ سے قبل ازیں ملاقات ہو چکی تھی۔

''یعقوب بیگ'' اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

اوراق تاریخ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن بیگ کا بیٹا یعقوب بیگ جب تخت حکومت وسلطنت پر ممکن ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اس سے بھی مقتدارانہ حیثیت کے باوصف تعلقات وروابط استوار ہو گئے۔ چنانچہ آذربائیجان کے اس دربارِ حکومت وسلطنت سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے یہ گہرے روابط اور مراسم امیر یعقوب بیگ کی حکومت کے آخری ایام تک قائم رہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے منظوم ومنثور آثار:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور امیر یعقوب بیگ کے باہمی علمی وادبی روابط اور مراسم کا سراغ ہمیں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی منظوم ومنثور آثار سے بھی بخوبی طور پر ملتا ہے۔

منشآت جامی رحمہ اللہ:

منشات جامی رحمہ اللہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ایک طویل اور مفصل، مراسلہ (مکتوب) موجود ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اوزن حسن کے اس خط کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ جس میں حجاز کے راستے کے محفوظ ہونے اور جنگ کرغستان کے بارے میں اطلاع فراہم کی گئی تھی۔ ②

---

① ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) ا ص:۱۰۲۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی): ص: ۴۲۔ ۴۳۔ ۲۔ ''جامی رحمہ اللہ'' از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص:۳۶۔ ۳۷۔

Marfat.com

جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ کا بیان:

مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ نے ''رشحات عین الحیات'' میں مولانا جامی رحمہ اللہ اور حسن بیگ کی مذکورہ بالا ملاقات کا ذکر کیا ہے جو کہ جمادی الآخر ۸۷۸ھ/ ۱۴۷۳ء میں ہوئی۔

چنانچہ، مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ صاحب بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

''جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، تبریز پہنچے تو حسن بیگ کے قریبی ندما، قاضی حسن، مولانا ابوبکر تہرانی رحمہ اللہ اور درویش قواسم شغاول نے شہر کے دوسرے امرا اور عمائدین کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اور انہیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ مختلف خوبصورت مقامات سے گزار کر شہر لائے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے حسن بیگ سے ملاقات کی۔ وہ بھی بڑے ادب و اکرام سے پیش آیا، اور شاہی تحائف نذر کیے۔ اس (حسن بیگ) نے بڑی نیاز مندی سے (مزید) قیام کی درخواست کی۔ مگر وہ اپنی معمر والدہ کی خدمت کا بہانہ بنا کر خراسان روانہ ہو گئے۔''[1]

۳۔ سلطان یعقوب بیگ:

زمانہ: (۸۸۴ھ۔۸۹۶ھ) بمطابق: (۱۴۷۹ء۔۱۴۹۱ء)

ہم اوپر سلطان ''اوزن حسن آق قوینلو'' کے حالات وآثار میں امیر یعقوب بیگ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے روابط ومراسم اور ملاقات کا ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مثنویات اور منشآت:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی کاوشات یعنی مثنویات اور منشآت کے حوالے سے سلطان یعقوب بیگ سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مخلصانہ روابط ومراسم اور وسیع تعلقات کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں (دیوانِ جامی رحمہ اللہ) میں ہمیں ایک نصیحت آمیز قصیدہ ملتا ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلطان کے ایک مکتوب کے جواب میں تحریر کیا۔ قصیدہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

قاصد رسید و ساخت معطر مشامِ من
در چین نامہ داشت ، مگر نامہ ختن

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (رشحات عین الحیات) از جناب علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہ اللہ (۱: ص: ۲۶۳)!

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ کا قاصد پہنچا، کہ جس نے ہمیں مشام جان کو معطر کر دیا۔ یعنی جس سے ہماری جان کو راحت نصیب ہوئی کہ آپ کے مکتوب میں چین نامہ تو تھا مگر نامہ ختن کہاں؟''

سلسلۃ الذہب:

سلسلۃ الذہب ''از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ'' کے دفتر سوم میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ''یعقوب آق قوینلو'' کی وفات کے بعد اس کے حسن سیاست، مظلوم کے ساتھ رحم وشفقت اور حمایت اور ظالموں کی مخالفت کا ذکر کیا ہے اور اس کی موت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایک قطعہ تحریر کیا جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ۱:

بود یعقوب بن حسن شاہی
آسمانِ جمال را ماہی

ترجمہ: ''یعقوب بن حسن شاہ آسمان جمال کا ماہتاب تھا۔''

مثنوی ''سلامان وابسال'':

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مثنوی ''سلامانِ وابسال'' کا انتساب اسی مذکورہ بالا سلطان یعقوب بیگ کے نام ہے۔ مثنوی، کی ابتدا اور اختتام پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے سلطان کا نام بڑے احترام سے لیا ہے۔ مثلا: کتاب کے آغاز میں تحریر کرتے ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

شاہ یعقوب آن جہانداری کہ ہست
باعلوش دزدہ افلاک پست

ترجمہ: ''شاہ یعقوب وہ جہاندار ہے کہ اس کی علو مرتبت کے سامنے آسمانوں کے کنگرے بھی پست ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

والدش مرکب بدار الخلد راند
ازوے این خلق حسن میراث ماند

ترجمہ: ''ان کے والد سواری کو ہانکتے ہوئے ہوئے دارالخلد (جنت) کو روانہ ہو گئے کہ ان

Marfat.com

سے ان حسن (عمدہ اخلاق والے) نے میراث کو پالیا۔"①

چنانچہ، اسی مثنوی کے مقدمے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلطان یعقوب کے بھائی یوسف بیگ کی بھی تعریف کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

وای مصر جلال و احتشام
بود از آنز و یوسفش کر دند نام

ترجمہ: "آپ صاحب جلال واحتشام مصر کے بادشاہ (تھے) کہ اس حوالہ سے (لوگوں) نے آپ کا نام یوسف رکھا۔"②

"سلامان وابسال" از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ میں جو بات ہماری توجہات کو اپنی جانب مبذول کیے دیتی ہے؛ وہ یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مثنوی "سلامانِ وابسال" میں اپنے ایک خواب کا ذکر ہے کہ وہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ عالم رؤیا (خواب) میں "سلطان حسن بیگ" کو دیکھتے ہیں، اور اس سے گفت وشنید کرتے ہیں کہ سلطان حسن بیگ آگے بڑھ کر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے کہ جس کی تعبیر وہ (یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) یہ لیتے ہیں کہ ان کو مذکورہ مثنوی "سلامانِ وابسال" کو شرف قبولیت مل گیا ہے۔

چنانچہ اس خواب کا ذکر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ مثنوی (سلامانِ وابسال) کے درج ذیل شعر سے کرتے ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

چون رسیدم شب بدینجا زیں خطاب
درمیان فکر تم بربود خواب

شعر نمبر ۲:

گفت این لطف و رضا جوئی زشاہ
بر قبول نظم تو آمد گواہ

---

① ملاحظہ کیجیے: (دیوانِ جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش)! ص: ۲۱۵۷۔ ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ دفتر سوم: ص ۲۹۴! حکایت سیاست یعقوب سلطان "آن عوان شیرازی را" جامی رحمہ اللہ: ص: ۳۸۔ ۳۹! میں بھی اس قصیدہ کا متن! ملاحظہ کیجیے: "سلامان وابسال" از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! ص: ۳۱۵۔

②ملاحظہ کیجیے: (سلامانِ وابسال) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! ص: ۳۱۷۔

Marfat.com

ترجمہ: ''جب ہمیں آپ کے ساتھ اس جگہ مخاطبت کا موقع نصیب ہوا جو کہ آپ کی فکر میں ہم نے خواب میں اچک لی ہے۔''

ترجمہ: ''ہم نے شعر عرض کیا کہ (یہ خواب) شاہ کی جانب سے لطف اور رضا جوئی پر مشتمل ہے کہ آپ ہماری نظم کی قبولیت پر گواہ ہیں۔''①

دیوانِ ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

دیوانِ ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا تیسرا دیوان ہے میں بھی چند قصائد یعقوب بیگ کی مدح میں موجود ہیں۔ ایک قصیدے میں آپ تبریز میں سلطان کے تعمیر کردہ محل ''ہشت بہشت'' کی مدح وتوصیف کرتے ہیں۔ بظاہر یہ عمارت اپنے وقت میں خوبصورت اور لائق دید تھی۔ کیونکہ سیاحوں اور اطالوی سفرا نے اپنے سفر ناموں میں اس عمل کے شان وشکوہ اور ندرت وخوبصورتی کی بے حد مدح وتوصیف کی ہے۔②

نے بھی ان شاہی محلات عمارات کی مدح وتوصیف میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے چند اشعار بطور نمونہ کے نقل کیے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ سلطان یعقوب کے درباری امرا ووزرا سے بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے پرخلوص روابط اور مراسم قائم تھے اور علمی وادبی روابط وابستہ تھے۔

چنانچہ اس ضمن میں سلطان یعقوب کے وزیر اعظم قاضی عیسیٰ ساوَبی کا نام قابل ذکر ہے کہ جو علمی وادبی ذوق کا حامل شخص تھا۔ جناب میر علی شیر نوائی صاحب اس کا ذکر بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ

> ''سلطان یعقوب نے ان (قاضی ساوَبی رحمۃ اللہ) کو ایسا نوازا اور ادب ملحوظ رکھا کہ اس وقت اہل عراق میں سے کسی بادشاہ نے کسی کو کم نوازا ہوگا..... کہ شاعری سے ان کا شغف ایسا تھا کہ روزانہ دس غزلیں کہہ لیتے تھے۔

چنانچہ درج ذیل شعر انہیں کا ہے:

ہر کس بگشت گلشن وگلزار خویشتن
ما و دلی چوغنچہ گرفتار خویشتن

---

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی، سلامان وابسال) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۳۲۳۔ ۳۲۴

ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمۃ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ ص: ۴۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (سحائف الاخبار) از منجم باشی سفر نامہ تاجر اطالوی، بحوالہ: ''جامی رحمۃ اللہ'' از جناب علی اصغر حکمت رحمۃ اللہ ص: ۱۴۰

Marfat.com

ترجمہ: ''جو شخص اپنے گلشن وگلزار کی تعبیر کرے! (تو پھر) ہم اور ہمارا دل اس غنچہ کی مانند ہے کہ جیسے خود کا اس پر فریفتہ ہونا ہے۔''①

انشائے جامی رحمہ اللہ:

''انشائے جامی رحمہ اللہ'' میں ایک مفصل اور طویل مکتوب ملتا ہے کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے قاضی عیسیٰ (وزیر السلطنت) کے جواب میں تحریر کیا، اور پھر ان کی خاطر ''رسالہ تفسیر سورۃ اخلاص'' تالیف کر کے ارسال کیا۔②

صاحب (حبیب السیر) نے امیر کمال الدین حسین کے حالات وآثار میں ایک دلچسپ حکایت نقل کی ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ امیر کمال الدین حسین کو نمایندہ بنا کر ہرات سے سلطان یعقوب کے پاس تبریز بھیجا گیا، اور وزیر اعظم قاضی عیسیٰ کے لیے دیئے گئے تحائف میں ''کلیات جامی'' کا ایک نسخہ بھی رکھ دیا گیا۔

جب امیر کمال الدین کتاب دار سے کتابیں وصول کر رہا تھا تو ''فتوحات کلیہ'' کا ایک ویسا ہی نسخہ جو ضخامت اور حجم میں کلیات جامی رحمہ اللہ سے مشابہ تھا، لے لی اور بے خیالی میں اپنے سامان میں رکھ دیا۔

کتاب (حبیب السیر) کے مؤلف مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''امیر جب سلطان یعقوب کی خدمت میں پہنچے اور تحائف پیش کیے تو بادشاہ نے بڑے اخلاق کریمانہ سے استفسار کیا کہ

''اتنے لمبے سفر میں اکتا گئے ہوں گے؟'' امیر حسین نے جواب دیا: ''ایسی کوئی بات نہیں، دراصل میرا رفیق سفر ایسا تھا کہ اکتاہٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔''

سلطان یعقوب مرزا نے حقیقت حال دریافت کی تو جناب سیادت مآب نے فرمایا:

''ہرات سے چلتے وقت اعلیٰ حضرت بادشاہ نے جناب قاضی عیسیٰ کے لیے کلیات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ایک نسخہ دیا تھا۔ وہ میرے ہمراہ تھا۔ جب ذرا اکتاہٹ ہونے لگتی میں ایک نظر اس کتاب افادت مآب پر ڈال لیتا۔''

شاہ نے فرمایا:

''کلیات کا نسخہ لایا جائے ذرا ہم بھی تو دیکھیں''

---

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص: ۴۱۔

② ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص: ۷۸۔۸۱۔

ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص: ۴۱۔۴۲۔

Marfat.com

امیر حسین نے کسی کو بھجوا کر وہ مجلد کتاب دربار میں منگوائی۔ جب اسے کھولا گیا تو وہ ''فتوحات'' نکلی۔ ظاہر ہے کہ اس اتفاق سے جناب سیادت مآب بڑے شرمندہ ہوئے، اور نتیجتاً میر علی شیر کے منظورِ نظر نہ بن سکے۔''[1]

''امیر کمال الدین حسین ابیوردی رحمہ اللہ'' (م ۹۲۰ھ/ ۱۵۱۴ء) شروع میں آپ نے امیر علی شیر کی ملازمت کی۔ ۹۸۰ھ میں بلخ میں سلطان بدیع الزمان نے انہیں آستانہ عالیہ شاہیہ کا صدر بنا دیا۔[2]

''الفتوحات المکیہ فی معرفۃ اسرار المالکیہ والملکیۃ'' جناب شیخ ابن عربی رحمہ اللہ (م ۶۳۸ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔

''آذربائیجان'' کے دیگر امرا میں سے بادشاہ شیروان فرخ یسار شیروان شاہ سے بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مخلصانہ مراسم وروابط وابستہ تھے۔ یہ قدیم خاندان کسی زمانے میں ''شیروان'' کے علاقے پر حکومت کرتا تھا۔ فارسی شعرا کا ان کے دربار میں ہمیشہ ایک خاص مقام رہا۔ ایران کے دیگر علاقوں کے اساتذہ شعر سخن کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خط وکتابت بھی رہا کرتی تھی۔ چنانچہ، ''انشائے جامی رحمہ اللہ'' میں فرخ یسار کے خط کے جواب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ایک خط ملتا ہے۔[3]

ہم انہیں سطور پر باب ۲۰ کو ختم کرتے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) جلد/۴: ص: ۳۵۰۔۱۳۵۱

② ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) ۴: ص: ۳۵۰۔۳۵۱۔

③ (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص: ۱۴۳ پر اس خط کا مضمون موجود ہے!

Marfat.com

باب نمبر:۲۱

عثمانی سلاطین

نویں صدی ہجری کے دوسرے نصف کے ایام حیات میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی ولسانی نیز باطنی وروحانی کمالات کا اسلامی دنیا میں شہرہ آفاق چرچا اور دھوم تھی۔ ان ایام میں ایشیائے کوچک کے تمام ممالک اور جزیرۂ بلقان پر عثمانی سلاطین تخت حکومت وسلطنت کو سنبھالے ہوئے تھے۔

اس وقت عثمانی خاندان کے دو نامور سلاطین عنانِ حکومت کو سنبھالے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب میں ان ہر دو سلاطین کا ذکر ملتا ہے۔

ان دونوں سلاطین کے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ساتھ نہایت عمدہ طور پر علمی وادبی اقدار کے پیش نظر مخلصانہ روابط اور مراسم قائم تھے۔ وہ عثمانی سلاطین درج ذیل ہیں:

① سلطان محمد خان ملقب بہ فاتح (۸۵۵ھ۔۸۸۶ھ) بمطابق: (۱۴۵۱ء۔۱۴۸۱ء)

② سلطان بایزید خان دوم (۸۸۶ھ۔۹۱۸ھ) بمطابق: (۱۴۸۱ء۔۱۵۱۲ء)

مولانا جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار کی روشنی میں آپ کی علمی وادبی کاوشات نیز کمالات اور فضائل کی شہرت آپ کے ایام حیات ہی میں مشرقی ایران سے لے کر استنبول تک پہنچ چکی تھی۔ جو کہ اس وقت اسلامی تہذیب وتمدن، ثقافت وکلچر نیز فارسی زبان وادب، نثر ونظم میں طبع آزمائی اور دل بستگی کے اثرات کی آخری حد تھی۔

منشآت فریدون بیگ:

منشآت فریدون بیگ میں سلطان بایزید دوم کے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نام کے دو مراسلات (مکتوبات) اور ان کے جوابات شامل ہیں۔

منشآتِ فریدون بیگ (۱:۳۶۱) استنبول، بحوالہ جامی رحمہ اللہ از جناب علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ (ص: ۴۴۔۴۷)! جناب علی اصغر حکمت صاحب نے اس مذکورہ بالا ''مکاتبت'' کو شائع بھی کر دیا ہے۔ یہ کہ ان ہر دو ہر مکتوبات سے وہ احترام وتکریم مترشح ہوتا ہے کہ جو عثمانی سلطان، حضرت مولانا عبدالرحمٰن

Marfat.com

جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کے باوصف بجالاتا تھا۔ چنانچہ سلطان نے اپنے ہر مکتوب کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو مبلغ پانچ صد طلائی فلوری بھیجے۔ ''فلوری'' ایک طلائی سکہ کا نام ہے جو کہ اس دور میں یورپین ممالک میں رائج الوقت تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے عثمانی سلطان بایزید کو اپنے جوابی خط میں اس جانب اشارہ کیا ہے:

شعر نمبر ۱:

فرنگی اصل لیکن شاہ دیندار
رہانید ستتشان از دستِ کفار

ترجمہ: ''بادشاہ فرنگی الاصل ہے لیکن دیندار ہے کہ اس نے ستتشان کو کفار کے ہاتھوں سے آزاد کرادیا۔''①

دیوانِ جامی رحمہ اللہ:

دیوانِ جامی رحمہ اللہ میں ایک قطعہ موجود ہے کہ جو عثمانی سلطان محمد رحمہ اللہ، قیصر روم کو تحریر کیا گیا تھا۔ اس قطعہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلطان مذکور کو فتوحات کی جانب اشارہ کیا ہے چنانچہ اس قطعہ کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر:

طِابَ رِیَاکِ اَے نسیم شمال
قُم وسِرّ نَحْوَ قِبْلَةِ الْاَمَالِ

ترجمہ: ''اے شمال کی بادنسیم (بادصبا کے جھونکو) کہ تمہاری خوشبو کس قدر پاکیزہ ومعطر ہے؟ کہ اے نسیم شمال تو قائم ہو جا اور پھر امیدوں کے قبلہ (حاجات) کی جانب (چپکے سے) چلنے لگے پڑا۔''②

مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

اب ہم قارئین کی توجہات کو مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' کی جانب مبذول کرواتے ہیں کہ مثنوی ''سلسلۃ الذہب'' کا تیسرا دفتر جو کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سفر حجاز سے واپسی کے بعد تالیف کیا تھا۔

---

① بحوالہ: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص: ۴۱۰۔

② ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش) ۱۰۱۱ نیز (جامی رحمہ اللہ) از علی اصغر حکمت رحمہ اللہ (ص: ۴۸) میں یہ مکمل قطعہ موجود ہے۔

Marfat.com

آپ نے اس تیسرے دفتر کا انتساب سلطان بایزید عثمانی رحمہ اللہ کے نام کیا ہے۔[1]

مثنوی کے اختتام پر وہ سلطان کی بھیجی ہوئی اشرفیوں اور تحفے کا بطور تعمیہ (یعنی مطلب کو پوشیدہ رکھ کر) ذکر کرتے ہیں۔

دیوانِ ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تیسرے دیوان ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' میں بھی عثمانی سلطان بایزید خان کی مدح میں چند قصائد موجود ہیں۔ چنانچہ، ایک قصیدہ مشہور شاعر ''انوری'' کے مشہور و معروف ''قصیدے'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے قصیدے کا مطلع اور مقطع درج ذیل ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہر کرا در دَہاں زبان باشد
در ثنائے شہ جہان باشد

شعر نمبر ۲:

بایزید یلدرم کہ تاج سراں
بردرش خاک آستان باشد

ترجمہ: ''ہر وہ شخص کہ جو صاحب لسان ہو تو وہ شاہجہان کی تعریف میں منہمک ہوگا۔''

ترجمہ: ''سلطان بایزید یلدرم (دوم) کہ جو بادشاہوں کے سروں کے تاج ہیں۔ اس کی دَر کی خاک پر اس کا آستانہ ہوگا۔''[2]

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ایک ایسا منظوم قصیدہ موجود ہے کہ جو سلطان کے ایک ''نثری خط'' کے جواب میں بھیجا گیا تھا۔

اس قصیدے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، سلطان کے مکتوب اور تحائف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس ''قصیدے'' کا مطلع درج ذیل ہے۔

شعر نمبر ۱:

---

① ملاحظہ کیجیے: (سلسلۃ الذہب) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! (۳: ۲۶۳۔ ۳۶۵)!

② ملاحظہ کیجیے: (دیوانِ جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش) ص: ۸۳۹۔

Marfat.com

چودیدم آن نسق نظم ونثر دَانستم
کہ مشکل است شُدَن بر جواب آن ظافر

ترجمہ: ''جب ہم نے اس نظم ونثر کے انداز کو ملاحظہ کیا۔ تو ہم نے جان لیا کہ اس کامیاب و کامران کا جواب کہنا مشکل ہے۔''①

ہم انہیں سطور پر باب ۲۱ کو ختم کرتے ہیں۔

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ ص: ۱۵۰

Marfat.com

باب نمبر:۲۲

صفوی سلاطین

سلطان حسین مرزا بایقرا رحمۃ اللہ کی وفات (۹۱۱ ہجری) اور ازبکوں کی خراسان پر لشکر کشی کے سبب سے ایران میں تیموری سلطنت کا خاتمہ ہو کر رہ گیا۔ سلطان حسین کے بیٹے بدیع الزمان اور مظفر حسین اپنے نامور باپ کی وفات کے بعد مشرقی ایران میں تیموری اور شاہرخی تاج وتخت کی حفاظت نہ کر سکے۔ چنانچہ اسی دوران ایران کی مغربی سمت پر شاہ اسمٰعیل صفوی کے بخت واقبال کا ستارہ چمکا۔ ۹۱۶ھ/ ۱۵۱۰ء میں خراسان میں محمد خان شیبک ازبک کے ساتھ مشہور جنگ لڑنے اور مرو میں اسے سازش کے تحت ہلاک کر دینے کے بعد اب تمام خراسان خالی پڑا تھا۔

بسال: (۹۱۷ ہجری/ ۱۵۱۱ عیسوی) اور بسال: (۹۱۸ ہجری/ ۱۵۱۲ عیسوی) میں شاہ اسمٰعیل صفوی نے خراسان پر دوبارہ چڑھائی کر دی اور پھر وہیں پر ازبکوں کی بچی کھچی حکومت کو بھی ختم کر دیا۔

بدیں طور، سلطنت تیموریہ کی جگہ ''دولت صفویہ'' نے لے لی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور صفوی سلاطین:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور ''صفوی سلاطین''، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت کے حوالے سے ایک اہم موضوع ہے کہ جس کا یہاں پر اجمالاً ذکر ناگزیر ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا سن وفات ۸۹۸ھ سے ۹۱۶ھ تک ابھی بیس سال بھی نہیں گزرنے پائے تھے۔ بدیں سبب صفویوں کا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے بارے میں رویہ قابل توجہ ہی نہیں ہے بلکہ قابل ذکر بھی ہے۔

ہرات اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

شہر ہرات میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا شمار ممتاز علمائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ اور اس پر مستزاد جلیل القدر علمائے اہل سنت والجماعت میں ہوتا تھا، اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ متعصب رافضیوں پر طعن وتنقید کرنے کے سبب سے مشہور ومعروف تھے۔

Marfat.com

درحقیقت، بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے وقت کے احوال وظروف کے مطابق مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں نیز صحت ایمان واعتقاد کے شیوع میں نہایت عمدہ طور پر تجدید واحیائے دین کی سنہری اور درخشاں خدمات سرانجام دی تھیں۔ اس کی تصدیق آپ رحمہ اللہ کی کتب نظم ونثر سے بخوبی طور پر ہوتی ہے۔

اور آپ رحمہ اللہ کو اہل سنت وجماعت کے ہم عصر حضرات علمائے مجتہدین اور ''سلسلہ نقشبندیہ'' کے حضرات صوفیائے کرام میں بھی ایک نمایندہ حیثیت حاصل تھی اور ان میں بھی آپ رحمہ اللہ کی شخصیت اپنے ہم عصر اصحاب علم وفضل میں نمایاں وممتاز تھی۔

بدیں سبب، صفوی سلاطین کہ جو بذات خود متعصب شیعہ تھے، اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو پاک اعتقاد شیعہ نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ پر زبان طعن دراز کیا کرتے تھے اور دشنام طرازی بھی کرتے رہتے تھے۔

چنانچہ، کتاب ''الشقائق النعمانیہ فی احوال العلماء الدولۃ العثمانیہ'' کے ذیل میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال میں یوں رقمطراز ہے:

> ''کہتے ہیں، جب اردبیلیوں کا طاغوتی گروہ، خراسان پہنچا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بیٹے کی قبر کھود کر اس کی لاش کسی دوسرے علاقے میں دفن کر دی۔
> اور جب ایک دوسرا گروہ اردبیلیوں پر مسلط ہوا۔ تو انہوں نے بھی وہی کام کیا۔ لیکن قبر میں کچھ نہ پایا۔ البتہ جو چند خشک لکڑیاں وہاں سے ملیں انہیں جلا ڈالا۔''[1]

فارسی زبان کے مآخذات میں مندرجہ بالا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ مگر قرائن وقیاسات سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ میں کچھ نہ کچھ حقیقت کا عنصر ضرور ہے۔

چنانچہ یہ روایت بھی قابل ذکر ہے کہ جب شاہِ اسماعیل صفوی نے ہرات پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تو حکم دیا کہ جس کتاب میں بھی جامی رحمہ اللہ کا نام ہے۔ اس کی ''جیم'' کا نقطہ کھرچ کر اوپر ڈال دیا جائے۔ تاکہ ''خامی'' پڑھا جائے۔

بدیں صورت، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بھانجے، مولانا ہاتفی رحمہ اللہ اس تحریف پر بہت ملول اور متاثر ہوئے اور یہ قطعہ تحریر کیا۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (الشقائق النعمانیہ فی احوال العلماء الدولۃ العثمانیہ) از علامہ طاش کبریٰ زادہ ا برص: ۲۹۴ ابحوالہ: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت رحمہ اللہ برص: ۵۱۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

بس عجب دارم ز انصاف شہ کشور کشای
آنکہ عمری بردرش گردوں غلامی کردہ است

شعرنمبر۲:

کنر برای خاطر جمعی لوند ناتراش
نقطہ جامی رحمہ اللہ تراشیدہ است و خامی کردہ است

ترجمہ: ''پس ہمیں تو شاہ کشور کشا کے انصاف سے نہایت تعجب ہے وہ یہ کہ جس نے اس کے در کی ایک زمانہ تک دریوزہ گری کی ہے!''

ترجمہ: ''خاطر جمع کے پیش نظر بے ڈھب کے دوستوں نے، جامی رحمہ اللہ کے نقطے کو مٹا دیا، اسے خامی بنا ڈالا ہے۔''

دیوانِ ہاتفی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بھانجے، مولانا ہاتفی رحمہ اللہ بھی صاحب دیوان شاعر تھے، اور علم وادب وشعروسخن میں طبع موزون رکھتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا دیوان ہاتفی بھی مشہور ومعروف دیوان تھا۔

چنانچہ، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شاہِ اسمٰعیل صفوی، ''دیوانِ ہاتفی'' کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اتفاق سے اس نے مذکورہ بالا اشعار کا قطعہ پڑھا تو ہنس پڑا۔[1]

قاضی نوراللہ شوستری مصنف (مجالس المؤمنین):

''قاضی نوراللہ شوستری'' مصنف (مجالس المؤمنین) کی ہمیشہ یہی کوشش رہا کرتی تھی کہ وہ تمام اکابر شیوخ سلف کو شیعہ قرار دیں۔[2]

قاضی نوراللہ شوستری کی کتب، دسویں اور گیارہوں صدی ہجری کے مروجہ افکار کی آئینہ دار ہیں وہ بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے تشیع کے بارے میں خاموش ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا ذکر بحیثیت معاند اور مخالف ہی کیا ہے۔

---

①ملاحظہ کیجیے: (تذکرۂ حسین رحمہ اللہ) از میر حسین دوست سنبھلی رحمہ اللہ مطبوعہ لکھنو: ۶۹ ـ ۲۶۶! ملاحظہ کیجیے: مجمع الفصحاء تالیف رضا علی خان ہدایت! مطبوعہ: تہران/ جلد دوم/ حصہ اول: ص: ۱۷ـ۱۱۶! میر ہاتفی رحمہ اللہ، جامی رحمہ اللہ کے حالات میں مذکورہ بالا حکایت موجود ہے۔

②ملاحظہ کیجیے: ''قاضی نوراللہ شوستری'' (۱۵۴۹ء ـ ۱۶۱۰ء) کے حالات اور ''مجالس المؤمنین'' پر تبصرے کے لیے! ملاحظہ کیجیے: (رودکوثر) از جناب ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (ص: ۳۹۹ـ۴۰۵) لاہور! ۱۹۷۰ء۔

Marfat.com

سلاطین صفویہ اور علمائے شیعہ:

''سلاطین صفویہ'' اور ''علمائے شیعہ'' کی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بارے میں اس عدم توجہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار کو گزشتہ تین چار صدیوں تک خود ایران میں بھی وہ خاطر خواہ اہمیت، مقبولیت اور شہرت حاصل نہ ہو سکی جو کہ اس کے برعکس انہیں ہندوستان اور ماوراء النہر میں حاصل ہو چکی تھی۔

سام مرزا کی تحفہ سامی اور حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

باوجود اس مذہبی تعصب نظری کے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی، دینی ومذہبی، روحانی عظمت، فضیلت اور علمی علو مرتبت اس قدر قدر بلند وارفع تھی کہ صفوی سلاطین میں سے شاہ اسمٰعیل اول کے لڑکے اور خراسان کے فرمانروا (سام مرزا) نے جب تذکرہ ''تحفہ سامی'' تحریر کیا تو اپنے معاصر علما وشعرا کی فہرست میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا نام سب سے اوپر رکھا اور یوں تحریر کیا کہ

> ''یہ کہ جامی رحمہ اللہ اپنی نہایت پر جوش اور بلند طبع کے سبب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ کیونکہ ان کے فضائل کی شہرت پہلے ہی مشرق سے لے کر مغرب تک جا پہنچی ہے اور ان کے فضل کا خوان اس گوشے سے اس گوشے تک پھیلا ہوا ہے۔''

اشعار:

شعر نمبر ۱:

نہ دیوانِ شعراست ایں بلکہ جامی رحمہ اللہ
کشیدہ است خوانی برسمِ کریحان

ترجمہ: ''یہ دیوانِ شعر نہیں ہے، بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سخی بزرگوں کی رسم کے مطابق قارئین کے لیے ایک خوانِ (علم وادب) چن دیا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

ز انواعِ نعمت در اُو ہر چہ خواہی
بیابی مگر مدح و ذم لئیماں

ترجمہ: ''اس (دیوان) میں جیسی کہ آپ چاہیں انواع واقسام کی نعمتیں ہیں کہ آپ اس میں جو چاہیں وہ پالیں گے۔ مگر مدح ومذمت کے معاملے میں بخیلی اور کنجوس۔''[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا (ص: ۱۴۳)۔

Marfat.com

سام مرزا اور مولانا ہاتفی رحمہ اللہ:

سام مرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی نے اپنے تذکرہ (تحفہ سامی) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بھانجے مولانا ہاتفی رحمہ اللہ کے بھی مفصل ''احوال وآثار'' تحریر کیے ہیں۔

(۹۱۷ ہجری) میں ''خرجرد جام'' میں شاہِ اسمٰعیل کی مولانا ہاتفی رحمہ اللہ سے ملاقات کا حال مصنف سام مرزا نے نہایت سادگی سے اور بلا امتیاز تحریر کیا ہے۔

چنانچہ، سام مرزا تحریر کرتا ہے کہ

''شاہ نے انہیں (ہاتفی رحمہ اللہ) کو شاہی فتوحات منظوم کرنے پر مامور کیا کہ جسے مولانا ہاتفی رحمہ اللہ نے قبول کرلیا اور تقریباً ایک ہزار اشعار کہہ ڈالے۔ لیکن اس کام کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔''[1]

ہم انہیں سطور پر باب ۲۲ کو ختم کرتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) از سام مرزا! (ص: ۱۶۴)۔

Marfat.com

باب نمبر: ۲۳

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور پاک و ہند کے مشاہیرِ علم و ادب کے ساتھ علمی و ادبی مراسم

مذکورہ عنوان حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی و ادبی ''احوال و آثار'' کا ایک اہم پہلو ہے کہ جسے بہر طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے، اور پھر اپنے وقت کے ''احوال و ظروف'' کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی و ادبی آثار کا ایک نہایت دلچسپ پہلو و عنوان ہے۔

آپ رحمہ اللہ کی علمی و ادبی، دینی، مذہبی اور روحانی حیثیات دنیائے اسلام کے ممالک میں شہرہ آفاق تھیں۔ چنانچہ، اسی سلسلے میں پاک و ہند کے اصحاب علم و ادب کے ساتھ بھی آپ کے علمی و ادبی اور ذہنی روابط اور مراسم جزو لاینفک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تو آیئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی اس حوالے سے علمی و ادبی خدمات و روابط کا بالا جمال جائزہ لیے چلتے ہیں۔

انشائے جامی از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ''انشائے جامی رحمہ اللہ'' پر اس عنوان کے باوصف جائزہ لینے سے ہمیں بعض ایسے مکتوبات ملتے ہیں کہ جن کا مکتوب الیہ ایک ہندوستانی شخص ملک التجار نامی بھی ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں اکثر مکتوبات ان خطوط کے جوابات میں ہیں۔ ملک التجار، یا اس کے فرزند (خواجہ علی رحمہ اللہ) نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو تحریر کیے تھے۔

الف: ملک التجار:

ان مکاتیب کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ''ملک التجار'' کوئی قابل احترام اور نامور و ممتاز شخص تھا۔

خواجہ جہان عماد الدین محمود گیلانی المشہور ''محمود گاوان'' ۸۵۱ھ میں بغرض تجارت گیلان سے احمد آباد (بھارت) پہنچے، اور سلطان علاء الدین بہمنی (۸۳۸ھ - ۸۶۲ھ) کی نظر میں قدر و منزلت کا مقام پایا۔ چنانچہ سلطان علاء الدین بہمنی نے انہیں اپنے دربار میں جگہ دی۔

ہمایوں شاہ ظالم بہمنی: (۶۵ - ۸۶۲ھ) نے محمود گاوان کو ملک التجار کا لقب دیا، اور اپنی وفات:

Marfat.com

(۸۶۵ھ) سے قبل اپنے نابالغ بیٹے نظام شاہ بہمنی (۶۷ ـ ۸۶۸ھ) کا وزیر مقرر کیا۔

''محمود گاوان'' کی ترقی اور شہرت درحقیقت، سلطان محمود شاہ بہمنی (۸۷ ـ ۸۶۵ھ) کے زمانے میں ہوئی۔

محمود گاوان، صاحبِ علم وفن شخصیت:

محمود گاوان سیاسی اور تجارتی بصیرت کے علاوہ، علم وادب کے بھی والہ و شیدا تھے، اور انہیں علوم منقول ومعقول میں بھی کافی حد تک دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ بالخصوص، فارسی علم وادب وانشا نگاری میں استاد وقت تھے۔

علم مقام:

محمود گاوان (ملک التجار) ایک بہترین انشا پرداز اور مصنف ومولف بھی تھے۔ آپ کی درج ذیل کتب انشا معروف ومشہور ہیں:

① ''ریاض الانشاء''

② ''مناظر الانشاء

③ قواعد الانشاء وغیرہ، فن انشا نویسی میں مصنف کی ادب وانشا میں مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔[1]

مولانا جامی رحمہ اللہ کی انشائے جامی رحمہ اللہ اور محمود گاوان (ملک التجار) کی ریاض الانشاء کا مختصر جائزہ!

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مجموعہ رقعات (انشائے جامی) اور محمود گاوان کے مجموعہ مکاتیب ''ریاض الانشاء'' سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور محمود گاوان کی مکاتبت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ طرفین نے ایک دوسرے کو نہایت احترام سے مخاطب کیا۔ مثلا: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے خط میں محمود گاوان کے لیے درج ذیل القاب وآداب استعمال کیے ہیں۔

''القاب وآداب کے استعمال کا نمونہ:

بہ عالی جناب نقابت تبابایالت مخدومی اعظمی اکملی اکرمی الذی یقصر البیان من ان یحیط القابہ بل الالقاب مطروحۃ دون سد بابہ مد اللہ تعالی اظلال افضالہ غیاثا للدنیا والدین مغیثاً للاسلام والمسلمین[2]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات در ایران) از ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا رحمہ اللہ جلد/۳ (ص: ۴۹۹ ـ ۵۱۰)۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ)، ص: ۴۲۔

Marfat.com

مکاتیب کا موضوع:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ان مکاتیب میں مجموعی طور پر تصوف کے نکات بیان کیے ہیں اور حسب موقع ان کی تشریحات وتوضیحات بیان فرمائی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ''انشا'' فارسی اور عربی اشعار سے مزین ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو اس طور پر مرصع خطوط تحریر کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بذات خود محمود گاوان، بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو انشا سے مرصع اور آراستہ وپیراستہ مکاتیب تحریر کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا طرز عملی:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے علمی وادبی آثار سے ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ نے اپنے معاصر اکابر کی بہت کم مدح سرائی کی ہے۔

مگر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور (ملک التجار) محمود گاوان کے مابین جو علمی وادبی اور روحانی غائبانہ روابط اور مراسم قائم تھے وہ سراسر رشتہ مودت ومحبت پر مبنی تھے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ''محمود گاوان'' (ملک التجار) کو اپنے اشعار میں بھی جگہ دی ہے۔

چنانچہ ان کے ایک مکتوب کے جواب میں مفصل ''قصیدہ'' تحریر کیا ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے۔

شعرنمبر ۱:

مرحبا! اے قاصدِ مَلکِ معانی مرحبا
الصَّلا کز جان و دِل نذرِ تو کر دم الصَّلا

ترجمہ: ''خوش آمدید! اے معانی کے بادشاہ کے قاصد آپ کو خوش آمدید! کہ دعوت خاص ہے کہ ہم نے آپ کو جان ودل نظر کر دی ہے کہ دعوتِ (ضیافت) خاص ہے۔''

چنانچہ اس مفصل قصیدے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے متعدد اشعار میں محمود گاوان (ملک التجار) کا ماہرانہ اور استادانہ نثر نویسی اور پھر موزوں شعر گوئی کی تعریف کی ہے اور اس پر صاد کیا ہے۔

مختصر یہ کہ انشائے جامی رحمۃ اللہ اور ''ریاض الانشاء'' کے مندرجات کو اگر بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہر دو اساتذہ سخن کی علمی وادبی اور فنی وفکری اقدار نیز گہرے باہمی روابط اور مراسم کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔

مثلاً: ''محمود گاوان'' نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے نام ایک مکتوب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ ''محمود گاوان'' بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''اگر رباع وبقاع این مرز وبوم را بقدوم فیض موسوم منور سازند ودماغ جان وراغ جنانِ اہلِ این مکان را بہ نسیم ملاقات مضاہات معطر گرادنند از مکارم عرفان ولوازم احسان آن مطلع مہر ایقان عجیب وغریب نخواہد بود!''①

ترجمہ: ''اگر آپ اس نگر وخطہ کو کہ جو (ناچیز کی) جائے پیدائش (جنم) ہے اپنے قدوم فیض رساں سے منور فرمادیں، اور اس خطہ (سرزمین) کے لوگوں کی خاطر معطر اور جنت کے سبزہ زار (دامن کوہ) کے مقیم لوگوں کو اپنی خوش آیند ملاقات سے مستفید فرمادیں تو پھر مکارم اور احسان کے موجبات سے مستفید کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہ مطلع (اطلاع) مہر ومحبت کے باقی رہنے کے لیے بارِ خاطر نہ ہوگا۔''

مذکورہ بالا مکتوب کے اندراجات کے باوصف ''محمود گاوان'' کے اس قلبی خلوص ومحبت اور مہر ووفا کا ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ جو ''محمود گاوان'' کو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کے حوالے سے تھی۔

''محمود گاوان'' اپنی علمی وادبی، مذہبی ودینی اور روحانی تشنگی کو بجھانے نیز سرزمین دکن میں ایک بیش قیمت علمی وادبی حلقہ قائم کرنے کی خاطر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو دکن میں بلانے کے خواہش مند تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنی بے نفسی وقناعت نیز ضعیف العمری کی بنا پر دکن چلے آنے کی دعوت سے پرخلوص طور پر بدیں الفاظ معذرت کرلی:

> بواسطہ ترحّمِ علائق وتراکمِ عوائق کہ از آن جملہ مراقیب اوقات ترحّمِ سالی است شکستہ اموال کہ بحکم الجنۃ تحت اقدام الامہات ..... این نیت بعمل نرسید واین منیت محصل نگردید ..... باین امید چنانست کہ حضرت مسبب الاسباب جل شانہٗ سببی کہ متضمن این دولت ومتکفل این سعادت باشد مہیّا دارد وسیر گرداند۔②

---

①ملاحظہ کیجیے: (ریاض الانشا) از محمود گاوان مخطوطہ گنج بخش، اسلام آباد، نمبر ۳۹۱۲، ص: ۷۸۔

②ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، ص: ۴۶۔۴۷۔

Marfat.com

ترجمہ: ''تعلقات کے واسطہ سے مرحمت (خسروانہ) اور ہجوم موانع کے پیش نظر، کہ ان تمام کے ہجوم کے ساتھ کہن سالی کی عمر ہے۔ مالی دشواریاں (کمزوریاں) سد راہ ہیں۔ (نیز) بحکم کہ'' جنت ماؤں کے قدموں کے تلے ہے۔'' ..... (سفر کی) یہ نیت عملی جامہ نہیں پہن سکتی، اور یہ نیت انجام پذیر نظر نہیں آتی ہے۔ ..... ان موانعات کے پیش نظر امید یہ ہے کہ حضرت مسبب الاسباب (خدائے تعالیٰ) جل شانہٗ کوئی سبب اس دولت کے حصول کا اور اس دولت (کی سعادت) کے لیے ضامن ہوں گے، اور مہیا فرماتے ہوئے تشفی فرمائیں گے۔''

چنانچہ مذکورہ بالا جوابی مکتوب کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی پیرانہ سالی کا علم ہوتا ہے نیز مالی مشکلات اور بے حد مصروفیات کا بھی ہمیں بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ بالا جوابی مکتوب میں اپنی جس پیرانہ سالی کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تائید ''محمود گاوان'' کے نام، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایک دوسرے مراسلہ (مکتوب) سے بھی ہوتی ہے۔

این فقیری راسنین از ستین گزشته و بر حدود سبعین مشرف گشته[1]

ترجمہ: ''اس فقیر کی عمر ساٹھ برس سے متجاوز ہو چکی ہے، اور ستر برس کے قریب پہنچنے والی ہے۔''

چھان بین کے حوالے سے یہ بسال: (۸۷۷ھ) اور (۸۸۷ھ) کے درمیان کا زمانہ ٹھہرتا ہے۔

نفحات الانس:

اور پھر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے دوسرے مذکورہ بالا مکتوب کے ہمراہ ''محمود گاوان'' کو اپنے مشہور تذکرہ ''نفحات الانس'' (زمانہ تالیف: ۸۳۔ ۸۸۷ھ) کی جلد بھی ارسال فرمائی تھی۔

بدیں صورت یہ خط (۸۳۔ ۸۸۷ھ) کے درمیان تحریر کیا گیا تھا۔

کتاب الانوار (تذکرہ اولیاء) از حضرت مولانا عین الدین بیجاپوری رحمہ اللہ:

چنانچہ، معاصر مورخ، مورخ دکن سید محمد بیدری رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ ''محمود گاوان'' نے مولانا عین الدین بیجاپوری رحمہ اللہ کی تصنیف ''کتاب الانوار'' (تذکرہ اولیا) کو تصحیح اور نظر ثانی کے بعد، حضرت مولانا

[1] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ص: ۹۴۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے مزید حالات لکھنے کی فرمائش بھی کی۔

مدرسہ محمود گاوان بیدر (پمفلٹ) مکتبہ زبیر کراچی ۱۳۹۴ برص:۵۶۔۵۷ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''نفحات الانس'' کو ''محمود گاوان'' کی فرمائش پر تصنیف فرمایا تھا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب ڈاکٹر باقر صاحب کی توضیح:

جناب ڈاکٹر باقر صاحب (پنجاب یونیورسٹی شعبہ فارسی، لاہور) تحریر کرتے ہیں:

''انشائے جامی میں نو خطوط ایسے ملتے ہیں کہ ان کا مخاطب ایک شخص ملقب بہ جلال الحق والملت .....غیاث الاسلام والدین ومغیث المسلمین ہے۔

جو اس زمانے میں ہندو پاک کا ملک التجار تھا۔ بظاہر یہ ایک قابل احترام شخص اور رموز عرفان وتصوف سے واقف تھا۔ لیکن موجودہ وسائل کے پیش نظر اس شخص کے حالات (زندگی) معلوم نہیں ہیں۔ [1]

مندرج در تجلیل پنجصد وپنجاہمین سال تولد..... جامی رحمہ اللہ۔

مگر اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ مذکورہ ملک التجار ''محمود گاوان'' ہی تھا۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ ہمیں اس معاصر دور میں کسی دوسرے شخص کا نام نہیں ملتا کہ جو ''ملک التجار'' ''محمود گاوان'' کے نام سے موسوم ہوا۔

رسالہ ''سوال وجواب'' ہندوستان:

رسالہ ''سوال وجواب'' ہندوستان کا حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب تصانیف میں ذکر ملتا ہے۔ ہمیں اس ''رسالہ'' کا متن دستیاب نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس کے نام سے ظاہر ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ہندوستان سے کسی کی طرف سے کیے گئے سوال (یا سوالات) کا جواب دیا ہے۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ کہ ہندوستان میں چونکہ مسائل تصوف وسلوک اور دیگر علمی وادبی مسائل پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی (ملک التجار)، ''محمود گاوان'' ہی سے باقاعدہ خط وکتابت تھی۔ لہٰذا یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ یہ رسالہ ''سوال وجواب'' محمود گاوان ہی کے علمی استفسارات کے جواب میں تحریر کیا گیا ہوگا۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (مقالہ روابط ..... جامی رحمہ اللہ با ہندو پاکستان) ص: ۵۳۔۵۴!

Marfat.com

چنانچہ انشائے جامی رحمہ اللہ سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ ''ملک التجار'' (محمود گاوان) کو اپنے کسی ''رسالہ'' کے بعض ملخص مطالب بھی ارسال فرماتے تھے۔

رسالہ ''سوال وجواب'' ہندوستان۔ (بظاہر فارسی۔نثر)!

سام مرزا بن شاہ اسمٰعیل اول صفوی اور مولانا عبدالغفور لاری صاحب نے بھی اس رسالہ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ہندوستان میں ملک التجار (محمود گاوان) اور اس کے فرزند سے تصوف کے نکات ومسائل مہمہ پر خط وکتابت تھی۔ کیا ممکن ہے کہ یہ رسالہ ان مذکورہ بالا لوگوں کے استفسار میں جوابی طور پر تحریر کیا گیا ہو۔

ب: خواجہ علی بن ملک التجار:

انشاء جامی رحمہ اللہ میں ایک مراسلہ (مکتوب)، ملک التجار (محمود گاوان) کے فرزند (خواجہ علی رحمہ اللہ) کے نام سے بھی ملتا ہے کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس کے لیے بھی اپنی محبت اور مودت کے احساسات کا اظہار کیا ہے۔[1]

ج: جناب سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ .....اُچ (پاکستان):

جناب سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ .....اوچی (۸۰۳ھ یا ۸۳۳ھ۔ ۹۲۳ھ)

آپ حلب، شام میں پیدا ہوئے۔ ازاں بعد سفر کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ یہاں پر ہندوستان (پاک وہند) کے مختلف مقامات کی سیر وسیاحت کے بعد واپس حلب شام چلے گئے۔

مگر ہندوستان میں مستقل قیام پذیر ہونے کی خواہش کے پیش نظر آپ دوبارہ براستہ ملتان، رمضان میں اوچ (سرزمین پنجاب/ پاکستان) تشریف لائے، اور پھر وہیں پر اقامت اختیار فرمالی۔

اس خطہ پنجاب (پاکستان وہند) میں آپ نے سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا۔ آپ کے علمی آثار میں سے درج ذیل کتب مشہور ومعروف ہیں:

① مفتاح الاخلاص (بزبان فارسی)

② دیوان قادری (بزبان فارسی) موجود ہیں۔[2]

جناب سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ .....اوچ!

---

① ملاحظہ کیجیے: (مقالہ روابط .....جامی با ہندو پاکستان) از جناب ڈاکٹر محمد باقر ص:۵۵۔

② ملاحظہ کیجیے: (شریف التواریخ): ۱:۸۱۹۔ ۸۶۰۔

Marfat.com

آپ کو شعر گوئی سے بھی خاص رغبت تھی۔ آپ اکثر حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (م۵۶۱ھ) کے مناقب منظوم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی غزلیات و ترجیعات کا دیوان (دیوانِ قادری)[1] موجود ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی ''احوال وآثار'' سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جناب حضرت سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ اوچی کے علمی وروحانی، فضائل وکمالات کی بابت شہرہ سنا تو آپ بھی اپنے اشعار، حضرت سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال فرمانے لگے۔

ملاحظہ کیجیے: (خزینۃ الاصفیاء) از جناب مفتی غلام سرور لاہوری جلد/ ۱: ص: ۱۱۶! میں یوں رقمطراز ہیں کہ

''عارف نامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ باستماع خبر فضائل آنجناب (یعنی محمد غوث اوچی رحمہ اللہ تصنیف کردہ خود بجانب آنجناب می فرستد۔''

ترجمہ: ''مشہور عارف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ آنجناب (محمد غوث اوچی رحمہ اللہ) کے فضائل کی خبر سننے کے بعد اپنے تصنیف کردہ اشعار آنجناب کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔''

چنانچہ، (شریف التواریخ) جلد/ ۱: ص: ۸۲۴! میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

جناب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب نے ''اخبار الاخیار'': (دہلی ایڈیشن: ص: ۲۰۲) اور (دیوبند ایڈیشن: ص: ۲۰۸) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا یہ علمی، ادبی وروحانی ربط حضرت مخدوم محمد غوث قادری رحمہ اللہ اوچی کے صاحبزادے حضرت سید عبداللہ ؒ (م ۹۷۸ھ) سے ظاہر کیا ہے۔

جیسا کہ آپ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

> سید عبداللہ کہ در فضیلت ولطافتِ طبع وسلامت قریحہ در زمانِ خود نظیر نداشت، گویند حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ باستماع خبر فضائل او بجان او اشعارمی فرستادند۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (دیوانِ قادری رحمہ اللہ) از جناب سید محمد غوث۔ اوچی! کا ایک مخطوطہ بذیل شمارہ (۷۷۰۷) کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''سید عبداللہ، کہ فضیلت ولطافتِ طبع اور خوش طبعی میں اپنے زمانہ میں بے مثل تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ (آنجناب سید غوث قادری رحمۃ اللہ) کے فضائل کی خبر سن کر آپ رحمۃ اللہ کی جانب اپنے تصنیف کردہ اشعار ارسال کیا کرتے تھے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ ۔ ۹۸۹ھ) اور حضرت مخدوم (سید محمد غوث) (۸۳۳ھ ۔ ۹۲۳) کا عہد ایک ہی ہے۔ جب کہ سید عبداللہ (م ۹۷۸ھ) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے متاثر تھے۔

تو یہ وہ چند جہات تھیں کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اور پاک و ہند کے علمی و ادبی روابط اور تعلقات کو نمایاں کرتی رہیں گی۔

Marfat.com

باب نمبر:۲۴

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کتب (نثر ونظم) کا ہندو پاک میں شائع ہونا اور شہرت ومقبولیت پانا

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہمارے گزشتہ باب ۲۳ کی ضخامت زیادہ ہو چکی تھی اور ابھی مزید تشریحات وتوضیحات کا بیان رواں دواں چلا جاتا تھا۔ بدیں سبب ہم نے موجودہ باب ۲۴ کو بقیہ توضیحات کے لیے وقف کر دیا ہے۔

گزشتہ صفحات میں ''ملک التجار'' (محمود گاوان) کے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ساتھ علمی وادبی روابط ومراسم کا ذکر ہو رہا تھا کہ درمیان میں حضرت سید محمد غوث قادری رحمۃ اللہ اوچی (م ۹۲۳ھ) کا ذکر چل نکلا ہے۔

تو ذکر کچھ یہ ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ملک التجار (محمود گاوان) کو علمی وادبی روابط ومراسم کے باوصف جو کتب ورسائل روانہ فرمائے ان میں سے درج ذیل سہ کتب ورسائل کے اسما ہمیں کتب احوال وآثار میں ملتے ہیں۔

ا۔ نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار کے باوصف ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''نفحات الانس'' کا زمانہ تالیف: (۸۳۔۸۸۱ھ) ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، محمود گاوان کے نام ایک خط میں کہ جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنی عمر ستر سال کے قریب قریب بتلاتے ہیں۔ اسی مرقومہ خط کے ہمراہ ''نفحات الانس'' کا نسخہ، ہندوستان پہنچا۔

چنانچہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، محمود گاوان (ملک التجار) کو اپنی تصنیف ''نفحات الانس'' کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ

''مجموعہ مسمی بنفحات الانس من الحضرات القدس، از مقامات و حالات درویشان ومعارف ومقالاتِ ایشان جمع کردہ شدہ بود۔ تحفہ آن مجمع مکارم می گردد امیدواری چناں است کہ مواظبت ہر مطالعہ آن سخنان وتامل شافی در آن خاصیت دولت مصاحبتِ ایشان دہد

Marfat.com

وجمعیت تمام حاصل آید۔''①

ترجمہ: مجموعہ مسمّٰی نفحات الانس من الحضرات القدس میں (ہم نے) حضرات متصوفین کے مقامات وحالات ومعارف ومقالات کو جمع کیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ جو کہ مجموعہ مکارم ہیں؛ کی خدمت میں ہدیہ کیا ہے۔ (ہمیں) یہ امید ہے کہ ان نگارشات پر اور کافی حد تک توجہ کو مبذول کرنے میں پابندی کرنا (آپ رحمہ اللہ) کو اس (کتاب) کی مصاحبت خاص مقام کا حامل بنا دے گی، اور آپ رحمہ اللہ کو اس سے اطمینانِ کامل حاصل ہو جائے گا۔''

۲۔ ''رسالہ در حقائق دین''! از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے یہ ''رسالہ در حقائق دین'' کہ جس کا مذکورہ نام متن رسالہ میں سے اخذ کیا گیا ہے۔ بھی ملک التجار (محمود گاوان) کو ارسال فرمایا تھا۔ چنانچہ اپنے ایک منظوم خط میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بعد رفعِ سلام و شوق
در بیانِ کمال شوق و غرام

ترجمہ: ''بعد از سلام وشوق کہ کمال شوق اور عشق کے بیان میں۔''

شعر نمبر ۲:

می کند عرضہ با ہزار و نیاز
بندہ جامی رحمہ اللہ درین جریدۂ راز

ترجمہ: ''ہزار حاجات سے بیان کرتا ہے۔ ناچیز جامی رحمہ اللہ اس راز سربستہ کے دفتر میں۔''

شعر نمبر ۳:

نکتۂ چند از حقائقِ دین
وز مواجیدِ اہل کشف و یقین

ترجمہ: ''حقائق دین میں سے چند نکات اور اصحاب کشف و یقین کی بزرگیوں میں سے!''

---

① ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی) برصفحہ: ۹۴۔ ۱۹۵

Marfat.com

شعر نمبر ۴:

ہمہ مستنبط از حدیث و کتاب
ہمہ سنجیدہ اولو الالباب

ترجمہ: ''حقائق دین (اسی سے رسالہ مذکورہ بالا کو موسوم کیا گیا ہے) کو حدیث وقرآن سے استنباط (چنا) گیا ہے۔ وہ تمام کے تمام اصحاب عقل وخرد کے لیے باوزن ہیں۔''

شعر نمبر ۵:

معرفت بخش اہل علم و عمل
وحشت انگیز اہل رزق و حِیَل

ترجمہ: ''رسالہ اہل علم وعمل کے لیے معرفت عطا کرنے والا ہے۔ (کہ یہ رسالہ) فقرا اور حیلہ جولوگوں کے لیے باعث نفرت ہے۔''

شعر نمبر ۶:

گرچہ دور ست زآن نصاب ہنوز
کہ بختمش شود خرد فیروز

ترجمہ: ''اگرچہ کہ یہ (طبقہ) اس نصاب (پونجی) سے ابھی دور ہے کہ ہم نے اس کا اختتام ایسی عقل ودانش سے کیا ہے کہ جو کامیابی پر مبنی ہے۔''

شعر نمبر ۷:

کردم اندک نمونہ ارسال
سوی گنجور و گنج فضل و کمال

ترجمہ: ''ہم نے (اپنی فکر و دانش) کے تھوڑے سے نمونہ کو ارسال (خدمت) کر دیا ہے۔ (آپ رحمہ اللہ کی جانب) کہ آپ رحمہ اللہ جو کہ صاحب خزانہ اور فضل وکمال کے خزانہ ہیں۔''[1]

۲۔ ''رسالہ سوال وجواب ہندوستان''! از مولانا جامی رحمہ اللہ:

''رسالہ سوال وجواب ہندوستان از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' کی بابت گزشتہ باب ۲۳ میں ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور ملک التجار (محمود گاوان) کے علمی وادبی روابط اور مراسم کے حوالے سے بتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ قارئین تفصیل کے لیے باب ۲۳ ملاحظہ کیجیے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (انشائے جامی رحمہ اللہ) از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ! برص: ۱۰۶۔

Marfat.com

۴۔ ''اشعارِ جامی'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

اب یہ سوال یقیناً ذہن میں ابھر آتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی (نثر ونظم) وغیرہ میں تخلیقات کی عمومی مقبولیت کا راز کیا ہے؟

تو اس سلسلے میں آپ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کے ایک شاگرد رشید جناب مولانا عبد الغفور لاری رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تصوف پر ہم نے اس لیے لکھنا شروع کیا، کہ ابتدائے حال، میں جب ہم نے صوفیہ کے اقوال کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی عبارات سے ان کا مقصد سمجھنا ہمارے لیے بے حد دشوار تھا۔ ہم نے منت مانی کہ اگر ہم پر یہ دروازہ کھل جائے (یعنی ملفوظات ومفہوم واضح ہو جائے) تو ہم صوفیہ کے مقاصد اس طریقے سے بیان کریں گے کہ لوگ بآسان سمجھ پائیں گے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب تصوف وسلوک کا انداز وروش:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے تصوف وسلوک کے موضوعات پر اپنی تمام کتب اسی مقصد اور ارادہ ونیت کے پیش نظر ترتیب دیں۔

چنانچہ ان کتب تصوف وسلوک میں لسانی خوبیاں بجا طور پر آشکارا ہیں۔ مثلاً:

① تراکیب کی سلاست

② الفاظ وعبارات کی وضاحت

③ معانی ومقاصد کی تلخیص

④ حقائق ونکات کی آسانی

⑤ استار ورموز کی معنی خیز تشریح وتوضیح

ان اسالیب وبدیہیات کے پیش نظر اگر ہم یوں کہیں تو یقینا بجا ہو گا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ مابعد کے ادوار کے متصوفین نثر ونظم کے ادبا وشعرا کے پیش رو ہیں۔

آپ رحمہ اللہ کے دور میں کوئی صاحب علم وفن شخص اس فن میں آپ رحمہ اللہ کا شریک وہمسر نہ ہے اور میدان تصوف وسلوک کے باوصف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا صوفیائے مابعد پر احسان عظیم ہے۔

مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

Marfat.com

''.....صرف کتب تصوف ہی پر کیا موقوف ہے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے گہر بار قلم سے جو کچھ بھی نکلا اس کی (سلاست) کا یہی حال ہے۔''①

میر شیر علی خان لودی رحمہ اللہ کا بیان:

جناب میر شیر علی خان لودی رحمہ اللہ نے اپنے تذکرہ ''مرآت الخیال'' : (تالیف در ۱۱۰۲ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے احوال وآثار میں تحریر کیا ہے کہ

''انہوں (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) نے ننانوے کتب تصنیف کیں اور وہ سب کی سب ایران، توران اور ہندوستان میں اہل دانش کے ہاں مقبول (ومشہور) ہیں، اور کوئی بھی ان پر معترض نہیں ہوسکتا۔''②

برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی مقبولیت کا سبب:

برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی، ادبی ومتصوفانہ کتب نثر ونظم کی مقبولیت کا سبب تمام طور پر آشکارا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل میں ہر دو جہت سے یہاں (ہندوستان) کے مذہب (تسنن) اور اسلوب (تقلید خسرو دہلوی رحمہ اللہ) کے نزدیک تر ہے۔

چنانچہ اس انداز وروش کے پیش نظر شعر کے اسالیب پہچاننے والے اصحاب علم وفن تو کچھ یہ کہتے ہیں کہ ''فارسی شعر'' میں ''پیچیدہ ہندی'' اسالیب، ہرات سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور ''افغانی رحمہ اللہ'' ہی کے باوصف دہلی اور دکن پہنچے۔③

برصغیر (پاک وہند) میں مولانا جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کی پذیرائی کے مختلف ادوار کا مختصر اور سرسری جائزہ:

برصغیر (پاک وہند) میں مختلف ادوار میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی پذیرائی پر ظاہری دلائل وشواہد کو اکٹھا کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

---

①ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از جناب مولانا عبدالغفور لاری صاحب رحمہ اللہ (ص: ۱۷۔ ۱۸)!

②ملاحظہ کیجیے: (مرآت الخیال) از جناب میر شیر علی خان لودی رحمہ اللہ! (ص: ۷۳)!

③ملاحظہ کیجیے: (سبک شناسی یا تاریخ تطور نثرِ فارسی) جلد/ ۳! ص: ۲۲۷!

Marfat.com

کہ برصغیر ''پاک وہند'' میں طباعت کی صفت یعنی چھاپے خانے کے شیوع سے قبل شاید ہی کوئی خصوصی یا عمومی کتب خانہ ہوگا کہ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی، احوال وآثار یعنی قلمی مخطوطات سے خالی ہو۔

محققین اس سلسلہ میں برصغیر (پاک وہند) کے کتب خانوں کے قلمی مخطوطات کی مطبوعہ فارسی اور بالخصوص فہرست مشترکہ نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان، از احمد منزوی رحمہ اللہ صاحب سے ان آثار کے اعداد وشمار اکٹھے کر سکتے ہیں۔

پاک وہند میں چھاپہ خانہ کا آغاز اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت:

یہ بات نہاں خانہ قلب ودماغ میں محفوظ رہے کہ جب برصغیر (پاک وہند) میں چھاپہ خانہ کا شیوع (آغاز) ہوا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کے قلمی مخطوطات کی وسیع پیمانے پر نشرواشاعت کا آغاز ہوا۔

پاکستانی اور ہندوستانی فارسی مطبوعات کی مستقل اور جامع فہرست نہ ترتیب پاسکنے کے باعث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ان کتب کے ایڈیشنوں کی صحیح تعداد کے بارے میں ابھی کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔

ابتدائی طور پر کتاب ''یوسف وزلیخا'' از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ایڈیشنوں کی تعداد ہندوستانی اور پاکستانی اشاعتوں کے پیش نظر پچاس سے کافی حد تک بڑھ کر چکی ہے۔

برصغیر میں شروحات وتراجم:

برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وادبی کتب وآثار کی پذیرائی کا اندازہ ان شروحات اور تراجم سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ یہاں فارسی یا دیگر مقامی زبانوں میں کیے گئے۔

چنانچہ عہد بہ عہد درج ذیل اصحاب علم وادب نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی شروحات ترتیب دیں:

① عبدالواسع ہانسوی رحمہ اللہ (معاصر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ رحمہ اللہ) (۱۰۶۸ھ۔ ۱۱۱۸ھ)

② محمد رضا بن محمد اکرم رحمہ اللہ ملتانی (زندہ در: ۱۱۷۲ھ)

③ محمد گلہوی ملتانی رحمہ اللہ (مرید نور محمد تانی چشتی رحمہ اللہ، متوفی ۱۲۰۴ھ)

Marfat.com

④ محمد سلطان خوشابی رحمہ اللہ (معاصر تیمور شاہ درانی، خوشابی رحمہ اللہ نے (۱۲۰۴ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مشہور ومتداول کتاب ''سکندر نامہ'' کی شرح تحریر کی تھی۔ ان کی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتاب پر فارسی شروحات متداول اور مروج رہی ہیں، اور آج بھی پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

اردو زبان میں تراجم:

جب برصغیر (پاک وہند) میں لسان فارسی کی ترویج واشاعت کی جگہ اردو زبان اور دیگر علاقائی اور مقامی زبانوں نے لے لی، تو اردو تراجم کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی مقبولیت اور اثر ونفوذ کا سلسلہ جاری رہا، اور اب بھی ہے۔

چنانچہ جناب پروفیسر اختر راہی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تراجم کتب فارسی بر زبان ہائے پاکستان میں فارسی کتب کے پاکستانی زبانوں میں مختلف تراجم کا ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی صرف ''یوسف وزلیخا'' کے نو منثور ومنظوم تراجم کا حال معلوم ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علم وادبی آثار کی ترویج میں برصغیر کے مدارس ومکاتب کا عظیم حصہ:

برصغیر پاک وہند کی علمی وادبی تاریخ وآثار کی ترویج واشاعت میں اسلامی مدارس ومکاتب کا زریں اور عظیم حصہ ہے۔

چنانچہ اسلامی مدارس ومکاتب کے فارسی زبان کی نصابی تعلیم میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی: فوائد الضیائیہ (شرح کافیہ) اور اس پر مولانا عبد الغفور لاری کا حاشیہ یہاں کے دینی مدارس ومکاتب میں ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ (م ۱۱۰۳ھ/ ۱۲۹۲) کے وضع کردہ اور ترمیم شدہ (درس نظامی) کا باقاعدہ نحوی نصاب متداول رہا ہے۔[1]

برصغیر (پاک وہند) کی مساجد اور محافل نعت وذکر میں آج بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی پر سوز اور دلگداز فارسی نعتوں کی صدائے بازگشت سنی جاتی ہے۔ بلاشک وشبہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی غزلوں کے سوز وساز سے اردو زبان کے رنگ تغزل نے سوز وساز جامی کا رنگ مستعار لیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تذکرہ مصنفین درسِ نظامی رحمہ اللہ) از جناب پروفیسر اختر راہی صاحب! (ص: ۱۸۔۲۰)!

Marfat.com

۳۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی پاک و ہند کے علما و شعرا سے ملاقاتیں:

برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی علمی وادبی کتب کے انتشار کے حوالے سے ہم اوپر مختلف عناوین کے تحت بالا جمال احوال وآثار کو نقل کر چکے ہیں۔ درحقیقت، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے علمی وادبی اور روحانی افکار کو دنیائے اسلام میں نہایت شہرت حاصل ہوئی۔

بالخصوص، تیموری سلاطین کے ادوارِ حکومت وسلطنت کے احوال وظروف کے باوصف جبکہ برصغیر پاک وہند تیموری سلاطین کے زیرنگین تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی علمی وادبی اور روحانی شخصیت برصغیر پاک وہند میں بھی انہیں حیثیات کے حوالے سے بیش از بیش متعارف ہو کر رہی، اور پھر سب سے بڑھ کر بات تو یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اپنے ایام حیات ہی میں آپ کے علمی وادبی اور روحانی افکار ونظریات کا نہایت وسعت کے ساتھ شیوع (ظاہر ہونا) ہونے لگا۔

اور پھر یوں لگتا ہے کہ برصغیر ہند وپاک کی مسلم قوم میں بالخصوص آپ رحمۃ اللہ کے افکار ونظریات کے حوالے سے بیش از بیش اعتنا برتا گیا، اور پھر وقت کی رفتار اور علمی وادبی وروحانی احوال وظروف کے باوصف یہ اعتنا افزوں سے افزوں تر ہوتا چلا گیا۔

اگرچہ وقت کے احوال وظروف کے مطابق ''رسل ورسائل'' اور بُعد مسافت کی مشکلات کے سبب سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ بذات خود ہندوستان میں تشریف نہ لا سکے اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ کی طوالت عمری بھی سدراہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ ہم گزشتہ اوراق میں تحریر کر چکے ہیں۔

لیکن علم وادب اور اسلامی تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ کی شخصیت علماً وعملاً ایک مثالی شخصیت ہونے کے باوصف عدیم المثال عبقری شخصیت تھی۔

بہرکیف، برصغیر (پاک وہند) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے افکار ونظریات کے شیوع اور انتشار کے سلسلے میں ہم ایسی ملاقاتوں کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتے کہ جو یہاں کہ دانشوروں اور اصحاب علم وفن اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مابین واقع ہوئیں۔

حضرت شیخ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ:

(متولد شاید: ۸۶۲ھ۔ متوفی: ۹۴۲ھ)!

اس سلسلے میں برصغیر کی ایک اہم علمی وادبی اور روحانی شخصیت اور مشہور اور کثیر التصانیف عالم، حضرت شیخ جمال دہلوی رحمۃ اللہ، کی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے ایک مفصل نشست کا حال ہمیں

Marfat.com

دستیاب ہوا ہے۔

حامد بن فضل اللہ جمالی رحمہ اللہ دہلوی دور کے ایک نامور عالم، شاعر، ادیب، سیاح اور صوفی بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی عدیم النظیر شخصیت کے باوصف علم وادب کی مجالس کو بیش از بیش رونق بخشی۔ آپ حضرات مشائخ کرام اور صوفیائے عظام کے معتقد اور معتمد تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ہمعصر امرا وسلاطین کے جلیس وندیم بھی تھے۔

شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی رحمہ اللہ نے علم وادب میں نہایت ناموری اور شہرت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ آپ کی شعری موزونیت کی داد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے بھی دی ہے۔ حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی رحمہ اللہ کو خسرو ثانی کا لقب سزا وار ہوا۔ آپ رحمہ اللہ صاحب دیوان شاعر ہیں، اور درج ذیل مثنویاں آپ رحمہ اللہ کی یادگار ہیں:

① مثنوی مرآۃ المعانی

② مثنوی مہر وماہ۔

جبکہ، فارسی علم وادب کی نثری صنف میں آپ رحمہ اللہ کی یادگار سیر العارفین ہے کہ جو برصغیر پاک وہند کے اجلّ حضرات مشائخ وصوفیائے کرام کا اوّلین تذکرہ ہے۔[1]

علمی سفر وسیاحت:

حضرت مولانا حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ نے بسال (۸۹۷ھ) اور (۹۰۱ھ) کے مابین عرب وعجم کے ممالک اسلامیہ کا ایک طویل علمی وادبی سفر کیا، اور اسی علمی وادبی سفر وسیاحت کے سلسلہ میں آپ اس وقت کے ایرانی دارالحکومت ہرات بھی تشریف لے گئے، اور پھر وہاں مشاہیر علم وادب وشعر وفن سے نہایت قیمتی ملاقاتیں کیں۔

اس سلسلہ میں مشاہیر وقت میں سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا اسم گرامی قدر نہایت درجہ قابل ذکر ہے۔

چنانچہ اوراق تاریخ وسوانح سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ہرات میں زمانہ قیام کے دوران حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی موقر اور مشہور کتاب اور تذکرہ ''سیرہ العارفین رحمہ اللہ'' میں ہرات کے اس سفر کی روداد تحریر کی ہے، اور پھر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ذکر نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ کیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین رحمہ اللہ) از شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ (اردو ترجمہ) ابتدائیہ جناب پروفیسر محمد ایوب قادری: ۱۹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مثنوی، مہر وماہ) از (جمالی رحمہ اللہ) پر مقدمہ جناب سید سام الدین راشدی رحمہ اللہ! ص: ۱۷۔

Marfat.com

چنانچہ، حضرت حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''احقر الانام (جمالی رحمۃ اللہ) کعبہ معظمہ کے سفر مقدس میں شہر ہرات پہنچا، اور وہاں کے حضرات اکابر سے ملا، مثلاً حضرت شیخ صوفی رحمۃ اللہ جو کہ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ کے خلفا میں سے تھے اور حضرت شیخ محمد رو جی رحمۃ اللہ کہ جو واصلانِ حق میں سے تھے اور حضرت شیخ عبدالعزیز جامی رحمۃ اللہ کو جو مشیخیت میں نمایاں اور ممتاز تھے، اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کہ جو زمانے کے محققین میں سے تھے، اور علم ظاہر و باطن میں بے مثل تھے، اور شاعری میں سعدی روز گار تھے۔ اور خلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ کو جو شاہ اسمٰعیل صوفی کے ہاتھوں سے شہید ہوئے، اور اس کے کھلم کھلا ظلم و زیادتی سے ان کے پاک عقیدے میں فرق نہ آیا، اور حضرت مولانا مسعود شروانی رحمۃ اللہ کہ جو علم میں اعلم العلماء تھے، اور حضرت مولانا حسین واعظ (الکاشفی) کو جو مشاہیر زمانہ میں سے تھے۔ اگر چہ یہ تمام (حضرات) بزرگوار اس حقیر (جمالی رحمۃ اللہ) کی قیام گاہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا مکان تھی۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مجلس میں:

میں ایک روز ان (جامی رحمۃ اللہ) کے حجرۂ خاص میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ کی کتاب لمعات رکھی تھی۔ اچانک حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے حضرت شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ (شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ) حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کے مرید تھے۔ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے) فرمایا کہ یہ (لمعات) ان عالی درجات (شیخ صدر الدین قونیوی رحمۃ اللہ) کی توجہ کا نتیجہ ہے کہ حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ نے تحریر کر دیا ہے۔

''چنانچہ، ان کا یہ فرمان مجھے کچھ اچھا نہ لگا۔ تو میں نے کہا کہ

''ہر شخص کا مرتبہ حق تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کا عطیہ ہے۔''

''حق تعالیٰ کے حکم سے اسی شب میں مولانا مشار الیہ (جامی رحمۃ اللہ) نے خواب میں دیکھا کہ ایک پر نور چبوترہ ہے، اور اس پر شیخ المشائخ والاولیاء شیخ صدر الدین عارف درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اور مولانا فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ، حضرت کے جوتے لیے ہوئے با ادب کھڑے ہیں، اور اس فقیر (جمالی رحمۃ اللہ) کی طرف اشارہ کیا۔ تم بھی اس مجلس میں موجود ہو۔ میں (جامی رحمۃ اللہ) بھی داخل ہوا اور حضرت (صدر الدین عارف) کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر شرف حاصل کیا۔ چنانچہ، ان کی دہشت نے مجھے پر اثر کیا اور تم

Marfat.com

(جمالی رحمہ اللہ) مجھ سے کہتے ہو کہ حضرت (فخر الدین عراقی رحمہ اللہ) کا مرتبہ معلوم ہوا۔ میں (جامی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ حق تمہاری (جمالی رحمہ اللہ کی) جانب تھا۔ جب صبح کے وقت مولانا مشارٌ الیہ (جامی رحمہ اللہ) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ خواب بیان کیا، اور ان (بزرگوں) کی روح پاک کے لیے فاتحہ پڑھی۔''[1]

ہرات میں زمانہ قیام کے دوران میں شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور مولانا عبد الغفور لاری رحمہ اللہ کو ساتھ لے کر حضرت سید امیر حسینی رحمہ اللہ (م ۷۱۸ھ) مولف ''نزہتہ الارواح'' کی قبر پر بھی گئے۔''[2]

بندرابن داس خوشگو نے ''سفینہ خوشگو'' (تالیف: ۱۱۴۷ء) اور آفتاب رائے لکھنوی نے ''ریاض العارفین'' (تالیف: ۱۱۶۱ھ) میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور مولانا جمالی رحمہ اللہ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔

البتہ، ان ہندوستانی ''تذکرہ نگاران'' نے ملاقات کا حال مضحکہ خیز انداز و روش میں تحریر کیا ہے۔[3]

برصغیر (پاک و ہند) میں مولانا جامی رحمہ اللہ کے شاگرد:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ایک عدیم المثال مشفق استاد بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے مکتب کھول کر باقاعدہ تعلیم و تدریس بھی کی۔ آپ باقاعدہ عالم و فاضل ہونے کے باوصف عقلی و نقلی علوم کے بھی زبردست ماہر تھے اور وسیع النظر عالم تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی عدیم النظیر کتب نثر و نظم اس پر شاہد ہیں خاص طور پر وہ کتب جو آپ نے اپنے فرزندِ ارجمند ضیاء الدین یوسف کی تعلیم و تربیت کے لیے تحریر فرمائی تھیں۔

علاوہ ازیں، معاصر اصحاب علم و فضل اور عمومی لوگ آپ کی صحبت و مجلس میں آ کر علمی و ادبی اور روحانی استفادہ بھی کرتے تھے۔

بالواسطہ اور بلاواسطہ شاگردان:

ہندوستان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بلاواسطہ شاگردان میں سے جناب کاہی اکبر آبادی رحمہ اللہ کا نام مشہور و معروف ہے۔

جب کہ آپ کے بالواسطہ (روحانی) شاگردان میں شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین رحمہ اللہ) از حضرت شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ! اردو ترجمہ/ ابتدائیہ از جناب پروفیسر محمد ایوب قادری ص: ۱۹۶ ۔ ۱۹۸!

[2] ملاحظہ کیجیے: (سیرہ العارفین) از حضرت شیخ حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی رحمہ اللہ! اردو ترجمہ: (ابتدائیہ) از جناب پروفیسر محمد ایوب قادری رحمہ اللہ! ص: ۱۵۴۔

[3] ملاحظہ کیجیے: (سفینہ خوشگو) از بندرابن داس خوشگو آنجہانی! مخطوطہ مخزونہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور! ورق: ۱۲ب! ۲۔ ''ریاض العارفین'' از آفتاب رائے لکھنوی صاحب آنجہانی! (۱: ص: ۱۶۴)!

Marfat.com

ہم یہاں پر جناب کاہی اکبرآبادی رحمہ اللہ اور جناب شہزادہ دارا شکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ کے احوال وآثار کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔

ا۔ جناب کاہی اکبرآبادی رحمہ اللہ:

(۸۶۸ھ۔۹۸۸ھ)

ابوالقاسم نجم الدین محمد کاہی اکبرآبادی رحمہ اللہ، سمرقند کے سادات کرام میں سے تھے۔آپ چالیس، پچاس برس کابل میں اقامت پذیر رہے۔

بالآخر آپ ہندوستان چلے آئے۔بھکر (سندھ) میں شاہ جہانگیر ہاشمی رحمہ اللہ (م ۹۴۶ھ) سے ملے۔ ازاں بعد (۹۴۰ھ) تا (۹۵۶ھ) گجرات (ہند) میں مقیم رہے۔ بسال: (۹۵۶ھ) میں آپ دوبارہ کابل چلے گئے۔مگر بسال: (۹۶۱ھ) میں شہزادہ اکبر کی ملازمت اختیار کر کے ہندوستان واپس لوٹ آئے۔اور باقی ماندہ زندگی اکبرآباد (آگرہ) میں بسر کردی۔

جناب کاہی اکبرآبادی رحمہ اللہ، فن موسیقی اور معما نویسی میں خاص مہارت رکھتے تھے۔آپ کی دو علمی وادبی یادگاریں درج ذیل اسما سے موسوم ہیں:

① دیوانِ اشعار

② رسالہ منظوم معما۔[1]

جناب کاہی اکبرآبادی رحمہ اللہ نے عالم شباب (جوانی میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ملاقات اور تحصیل علم کی تھی۔

چنانچہ جناب قدرت اللہ گویاموی رحمہ اللہ، نتائج الافکار میں تحریر کرتے ہیں کہ

''(کاہی) بخدمت حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ فائز گشتہ۔''[2]

ترجمہ:''کاہی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچنے والے تھے۔ (یعنی مستفید ہوئے۔)''

جناب رضا خان ہدایت ''ریاض العارفین'' میں بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''(کاہی) درس شباب کسب علوم در پیش حضرت الشیخ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نمود۔''[3]

ترجمہ:''کاہی رحمہ اللہ نے جوانی (کے ایام) میں کسب علوم کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔''

---

① ملاحظہ کیجیے: (مقالات الشعرا) ص: ۸۵۔۶۷۶ھ۔

② ملاحظہ کیجیے: (نتائج الافکار) از جناب قدرت اللہ گویاموی رحمہ اللہ ص: ۱۴۵

③ ملاحظہ کیجیے: (ریاض العارفین) از جناب رضا قلی خان ہدایت ص: ۱۲۰۲

Marfat.com

جناب قانع تتوی رحمہ اللہ، (مقالات الشعراء) میں کاہی رحمہ اللہ کے حالات وآثار کے ضمن میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ

''درسن پانزدہ سالگی خدمت مولوی جامی رحمہ اللہ دریافت۔''①

ترجمہ: ''آپ رحمہ اللہ نے پندرہ برس کی عمر میں مولوی جامی رحمہ اللہ سے تحصیل علم کیا۔''

۲۔ جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ:

(۱۰۲۴۔۷۵، ۱۰۶۹ھ)

شہزادہ محمد داراشکوہ، شاہجہان بادشاہ کا فرزند اکبر تھا۔ شہزادہ کو علم و ادب اور ثقافت وکلچر سے گہری وابستگی اور شیفتگی تھی۔ اسلامی اور ہندی تصوف پر اس کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔

شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ کی تالیفات میں سے درج ذیل تالیفات مشہور ومعروف ہیں:

① ''سفینۃ الاولیاء
② سکینۃ الاولیاء
③ حسنات العارفین
④ مجمع البحرین
⑤ حق نما، قابلِ ذکر ہیں۔

سفینۃ الاولیاء از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ:

''سفینۃ الاولیا'' میں شہزادہ محمد داراشکوہ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات وآثار بھی تحریر کیے ہیں۔ چنانچہ، (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کے بارے میں شہزادہ داراشکوہ نے تحریر کیا ہے کہ وہ یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ (حنفی المذہب) تھے، اور عوام کے درمیان یہ شہرت صحیح نہ ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے۔

ازاں بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے شہزادہ داراشکوہ نے تحریر کیا ہے کہ

> ''ان کی چوالیس تصانیف مطابق اعداد لفظ جام ہیں اور یہ سب کی سب دنیا میں مشہور ومعروف ہیں، کسی کو ان پر اعتراض نہیں۔ ان کی بہترین تصانیف میں سے ''شواہد النبوۃ'' اور ''نفحات الانس'' ہیں کہ جو لطیف مضامین اور دقیق نکات سے مملو (لبریز) ہیں۔ دیوان اول کی غزلیات اور مثنوی (یوسف علیہ السلام وزلیخا) کے اشعار کی نظیر نہیں ملتی۔''②

---

①ملاحظہ کیجیے: (مقالات الشعرا) از قانع تتوی رحمہ اللہ! ص: ۶۰۔۶۷!

②ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیا) از شہزادہ داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ! (ص: ۸۳)۔

Marfat.com

ازاں بعد! مصنف (شہزادہ داراشکوہ) نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی نسبت اپنی دلی عقیدت مندی کا اظہار بالفاظ ذیل کیا ہے:

''یہ فقیر ہمیشہ ان (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کی منثور ومنظوم تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کلام حقیقت انتظام کی برکت سے بہرہ ور ہوتا ہے، اور یہ کتاب (سفینۃ الاولیا) تحریر کر رہا ہوں تو یہ سب ان (حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) ہی کی شاگردی اور تتبع کا حاصل ہے۔''[1]

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا ہندی شعرا سے متاثر ہونا:

ا۔ جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ:

(۶۵۱ھ ..... ۷۲۵ھ)

''یمین الدین ابوالحسن خسرو دہلوی رحمہ اللہ'' کی شخصیت، مسلم ہند کی تاریخ میں علم وادب وشعر وفن اور لسانی علوم میں مہارت کے باوصف محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ اسلامی علم وادب وثقافت وکلچر میں آپ نے متنوع اصناف کا جو گراں قدر بیش از بیش اضافہ کیا ہے، آپ کے دور سے لے کر آج تک ارباب علم وادب کے ہاں اسلامی تاریخ کے حوالے سے تاریخ کا ایک عظیم ودرخشاں اور تابناک پہلو ہے۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے عہد کے مشاہیر صاحب علم وفضل وشعر وادب وغیرہ شخصیات میں سے نمایاں اور ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ آپ کو عربی وفارسی زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی دیگر لسانی حیثیات تک قابل لحاظ حد تک رسائی تھی۔

آپ اپنے عہد کے ہندوستان میں عظیم مسلم شعرا میں سے ایک تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی غیر معمولی شہرت سے نہایت متاثر ہو چکے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''احوال وآثار'' سے ہمیں اس کے متعدد ظاہری ومعنوی شواہد ملتے ہیں کہ آپ نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی پیروی اور تقلید کی۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی تقلید:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنا خمسہ (دو مثنویات کے اضافہ کے ساتھ ساتھ) جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ (اور نظامی رحمہ اللہ) کے ''پنج گنج'' ہی کی پیروی اور تقلید میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ، اس پیروی اور تقلید کا اظہار اور اعتراف، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے (خرد نامہ اسکندری) میں یوں کیا ہے:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ! (ص: ۸۳)!

Marfat.com

اشعار:

شعر نمبر ۱

نظامی کہ استاد این فن ویست
ازیں بز مگہ شمع روشن ویست

ترجمہ: ''نظامی رحمہ اللہ اس فن کے استاد ہیں۔ (اور) اس بزم کی روشن شمع بھی وہی ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

زویرانہ گنجہ شد گنج سنج
رسانید گنج گہر را بہ پنج

ترجمہ: ''گنجہ کے ویرانہ سے خزانہ باوزن ہوگیا۔ (تو انہوں نے) گہر کے خزانہ کو پانچ تک پہنچا دیا۔''

شعر نمبر ۳:

چوخسرو بان پنجہ ہم پنجہ شد
وز آن بازوی فکر تش رنجہ شد

ترجمہ: ''خسرو نے اس پنجہ سے پنجہ آزمائی کی، اور اس (سبب) سے اس (خسرو) نے فکر کے بازو کی کاوش کی تکلیف اٹھائی۔''

شعر نمبر ۴:

من و شرمساری زدہ گنجشان
کہ این پنج من نیست دہ ہ پنجشان

ترجمہ: ''ہمیں ان کے خزانہ نے شرمساری سے ہمکنار کیا کہ یہ تو پنج من (خزانہ) نہیں ہے۔ (بلکہ) ان کے خزانہ کا بھی دس گنا ہے۔''[1]

دیوان جامی رحمہ اللہ کی ترتیب:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنا دیوان اشعار ترتیب دیتے وقت جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کے ''دواوین اشعار'' کو سامنے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے انہی ''دواوین'' کی ترتیب کی مطابقت میں اپنی عمر کے ابتدائی وسطی اور آخری حصے میں کہے گئے اشعار کو تین دواوین پر منقسم کیا ہے۔

جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی معنوی تقلید:

چنانچہ جب مذکورہ بالا ''معنوی تقلیدی'' پہلو سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے قصائد: ''جلاء الروح'' اور ''لجۃ الاسرامہ'' خسرو کے قصائد کی تقلید میں تحریر کیے گئے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے۔ ہفت اورنگ (ص: ۲۸.....۹۲۷)

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی غزلیات میں جناب امیر خسرو کا تقلیدی رنگ موجود ہے۔ مگر جہاں تک لسانی اسلوب ہے اس میں رنگ اپنا اپنا ہے۔

شروح اشعارِ خسرو:

اوپر ہم نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی پیروی وتقلید کے حوالے سے اشارتاً گفتگو کی ہے۔ مگر تتبع اور تقلید کی بات تو کچھ اور موضوع ہے بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کے متفرق اشعار کی شروحات بھی تحریر کی ہیں: مثلاً: جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کے شعر:

ز دریائے شہادت چون نہنگ لا برآرد سر
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

ترجمہ: ''دریائے شہادت (کشف وشہود) سے نہنگ لا (لا کی تلوار/قلم/فرشتہ اجل) نے جب سر باہر نکالا! (تو پھر) حضرت نوح علیہ السلام کے لیے اس کے طوفان کی حقیقت میں تیمم فرض ٹھہرا۔''

اور جناب امیر خسرو دہلوی صاحب کی مثنوی ''قِر آن السعدین'' کے شعری بیت:

شعر:

ماہِ نوی کامل وی از سال ہست
گشتہ تاریکی ماہ بدہ سال راست

ترجمہ: ''ایک برس سے چودھویں کا چاند کامل رہا ہے کہ وہ تاریکی چھوڑ گیا ہے کہ ہمیں (امسال) کا ماہ کامل بھی دے دیجئے۔''

کی شرح پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مستقل رسائل بھی موجود ہیں۔

ب: حضرت سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ ..... اوچی:

(۸۰۳ھ یا ۸۳۳ھ ..... ۹۲۳ھ)

حضرت سید محمد غوث قادری رحمہ اللہ ..... اوچی! کا ذکر ہم گزشتہ باب ۲۳ میں کر چکے ہیں قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

حصہ پنجم

تصانیفِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

Marfat.com

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کے علمی آثار

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ الملقب بہ (خاتم الشعراء) (۸۱۷ھ ..... ۸۹۸ھ) بمطابق: (۱۴۱۴ء ..... ۱۴۹۲ء) کے ''احوال وآثار'' پر ہم مختلف حیثیات کے حوالے سے گزشتہ چہار حصص میں موضوعات وعنوانات کی مناسبت سے حالات وواقعات کو تحریر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے عہد کے احوال وظروف کے مطابق کیا علمی ،ادبی، وشعری اور فنی خدمات انجام دیں ان کی کسی قدر جھلک آپ کو ہماری موجودہ کتاب کے ہر چہار حصص میں موقع ومحل کی مناسبت سے جگہ پر نظر آئے گی۔ ہمیں امید واثق ہے کہ قارئین کرام کو موجودہ کتاب کے ہر چہار حصص کے مطالعہ سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی علمی وادبی، شعری وفنی نیز دینی ومذہبی خدمات کا کافی حد تک اندازہ ہو چکا ہوگا۔

تصوف وسلوک اور حقیقت ومعرفت ربانی نیز کشف ورشد اور روحانی وباطنی اشارات اور اکتشافات میں آپ رحمۃ اللہ کا کیا پایہ تھا؟ یہ ایک نازک مقام ہے۔

عربی میں ضرب المثل مشہور ہے کہ

صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِیْهَا!

ترجمہ: ''گھر والا اپنے گھر کے حالات کو بخوبی جانتا ہے۔''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اس وقت کی دنیائے اسلام کی دینی، علمی، ادبی اور روحانی دنیا کے چندے آفتاب وچندے ماہتاب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ کو دینی اور روحانی علوم نیز علوم عقلیہ عصریہ پر بے مثال مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔

آپ رحمۃ اللہ ایک نابغہ روزگار شخصیت ہونے باوصف عدیم النظیر ، مفسر، محدث فقیہ، علم الکلام کے ماہر تھے علم تاریخ، جغرافیہ، منطق اور فلسفہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ علم نجوم وفلکیات میں آپ کو ماہرانہ بصیرت حاصل تھی۔

لسانی علوم میں آپ کو اپنے دور کے احوال وظروف کے مطابق علیٰ وجہ البصیرت ملکہ تامہ حاصل تھا۔ عربی وفارسی نیز ایران کی علاقائی زبانوں سے آپ کماحقہٗ جان وپہچان رکھتے تھے۔ قدیم ایران کی عہد

Marfat.com

بہ عہد تواریخ ومذاہب پر آپ رحمہ اللہ کی وسیع اور گہری نگاہ تھی۔

آپ رحمہ اللہ ایک عدیم النظیر مناظر، متکلم اور مُباحث تھے۔ آپ بہترین قوت استدلالیہ کے حامل تھے۔ آپ رحمہ اللہ ایک عظیم صوفی اور فلسفی بھی تھے۔ ذہانت وفطانت تبحر علمی اور غزارت فکری (وسعت نظری) میں آپ رحمہ اللہ مشاہیر زمانہ میں سے ایک فائق اقران وامثال تھے۔

آپ کی دینی، علمی، ادبی وشعری کتب آپ کی علمی بالغ النظری اور ژرف نگاہی (گہری نگاہ) کی بین اور واضح دلیل ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کوفن تصنیف وتالیف کا عظیم ملکہ حاصل تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے عصر کے احوال وظروف کی ضروریات کے مطابق کسی بھی متعلقہ موضوع پر ماہرانہ چابک دستی سے اپنے رشحات قلم کی تب وتاب کو دکھلایا۔ آپ کا کلک گوہر بار خامہ فرسائی میں جولانی طبع کا حامل تھا۔ آپ رحمہ اللہ نے جب بھی کچھ تحریر کیا۔ تو ایسا لگتا ہے کہ اپنے وفور علم کی بنا پر اور فکر سلیم کے باعث اپنے سمندر شوق کو مہمیز لگاتے چلے گئے، اور اپنے مفاہیم ومطالب کے مروارید کو کاغذ کے سفینہ پر مرتسم کر کے چھوڑا۔

نثر ونظم میں آپ کو اظہارِ خیال اور انداز بیان پر ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کے انداز وروش کی پیروی کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ برجستگی کلام بدائع وصنائع لفظی کا استعمال کرنے میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ کلام کی خوبیوں اور فصاحت وبلاغتِ بیانی میں آپ کو ملکہ تامہ حاصل تھا۔

چنانچہ آپ کی کتب نظم ونثر آپ کے قادر الکلام مصنف اور شاعر ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ آپ نے جو کچھ بھی تحریر کیا نثر ہو یا کہ نظم، یا تذکرہ کی کتاب ہو۔ نہایت تحقیق، تدقیق، ژرف نگاہی اور گہرائی سے تحریر کیا۔

یہی سبب ہے کہ اتنی صدیاں گزر جانے پر بھی آپ کے کلک گوہر بار کے مروارید کاغذ کے سفینہ پر اپنی تب وتاب اور رعنائی وحسن وزیبائش دکھلاتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب نثر ونظم نے نہ صرف علم وادب وشعروفن کے ایک انداز کا انتشار وشیوع کیا۔ بلکہ آپ کی کتب نے دینی علوم وتصوف وسلوک میں بھی اپنے زمانہ نیز مابعد کے ادوار کی نسلوں کی کامیاب طور پر رہنمائی کی ہے۔

مختصر یہ کہ ہماری اس موجودہ کتاب کا یہ حصہ پنجم حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی موقر اور وقیع کتب پر مختصراً تعارف وتبصرہ پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

باب نمبر:۲۵

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اور آپ کی تصانیف

موجودہ کتاب کے گزشتہ ہر چہار حصص میں ہم نے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے حالات زندگی، تعلیم وتربیت، سیر وسیاحت اور علم وادب کی پذیرائی کے ایک انداز اور اسالیب بیان کی نئی روشوں کو قدرے تفصیل وقدرے اجمال سے پیش کیا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کا دور اسلامی علوم کی ترویج واشاعت کا دور تھا، اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ علم وادب، شعر وفن وغیرہ کے متنوع اسالیب کا دور تھا۔ کوئی بھی پڑھا لکھا انسان ان علمی، ادبی، تمدنی اور ثقافتی اقدار کے احوال سے کبھی بھی بے نیاز نہ سکتا تھا۔

تو یہی صورت حال، حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے پیش نظر بھی تھی۔ آپ کے تعلیمی معیار کا اگر گہری نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو یہ قاری پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ آپ نے بچپن کی عمر سے لے کر بڑھاپے کی عمر تک طلب علم کے مقدس فریضہ کو جاری رکھا کہ آنحضورا کے فرمان ذی شان کہ

ترجمہ: ''آپ ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم کی تحصیل کرتے چلے جائیں۔''[1]

کا ایک عدیم النظیر نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے عصر کے بہترین صاحبان علم وفضل حضرات علمائے کرام کے حضور میں زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا، اور دوران تعلیم میں بھی ان بزرگ اساتذہ کرام کے ساتھ جدل ومناظرہ کے مراحل سے بھی گزرتے چلے گئے آپ نے اپنے زمانے کے علوم نقلیہ وعقلیہ کی باقاعدہ طور پر تحصیل وتکمیل فرمائی تھی۔

اور باطنی وروحانی تعلیم وتلقین کی تکمیل حضرات صوفیائے نقشبندیہ کی تعلیم وارشاد کے مطابق تحصیل فرمائی تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ علم نقلیہ وعقلیہ میں یدطولیٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ علم تصوف وسلوک کے باوصف کشف ورشد، روحانی وباطنی اکتشافات اور اشارات سے بدرجہ اتم آگاہ وباخبر تھے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو علوم نقلیہ وعقلیہ اور علم تصوف وسلوک کے عمیق موضوعات پر اتھاہ مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ کی عالمانہ اور صوفیانہ ژرف نگاہی کا اندازہ آپ کی بیش قیمت کتب نثر ونظم سے بخوبی طور پر لگایا جا سکتا ہے۔

---

[1] الحدیث۔

Marfat.com

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا دور ایران میں نہایت درجہ مذہبی وسیاسی، جدل و پیکار کا دور تھا، اور مذہبی اختلافات کی بنا پر ایران کی سر زمین دو حصوں میں بٹ چکی تھی۔ ان مذہبی وسیاسی اختلافات کے سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ جیسی عدیم النظیر علمی وادبی اور روحانی مایہ ناز شخصیت بھی گہنا کر رہ گئی۔

مذہبی، روحانی، علمی اور ادبی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اگر یہ کہیں کہ

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرشتہ سیرت، قدسی نفس، بے لاگ، واضح اور بے ضرر شخصیت تھے، تو یقینا بجا ہوگا۔''

آپ رحمہ اللہ کا دور ایران کی دینی ومذہبی اور روحانی وسیاسی اختلافات کا نہایت نازک اور خلفشار سے پُر دور تھا۔ آپ کے ایام حیات میں آپ کے مخالفین نے جس قدر مذہبی تنگ دلی، تعصب نظری کا مظاہرہ کیا اور مبتذلانہ حرکات کیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

آپ کی وفات کے جلد ہی بعد ''صفوی خاندان'' کے ایران میں مقتدرانہ حیثیت حاصل کرنے کے بعد اور مذہبی استیلا وغلبہ پا لینے کے بعد جس مذہبی وسیاسی تنگ دلی اور تعصب نظری اور مبتذلانہ پن کا مظاہرہ کیا گیا وہ ایران کے صفوی اور ناچار وگیرہ سلاطین کی سیاہ تاریخ کا بدترین اور شرمناک ذہنیت کا شرمناک ترین پہلو ہے۔ ہمارے اس نقطہ نظر کا بین ثبوت بذات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے وفات حسرت آیات کے مختصر عرصہ بعد ''صفوی سلطان شاہ اسمٰعیل اول کا وہ بدترین اور مذہبی تنگ دلی اور تعصب نظری کا مبتذلانہ شرمناک ترین رویہ ہے کہ جو دنیائے انسانیت کے ادب واخلاق کے باوصف ماتھے پر کلنک کے ٹیکہ کے مترادف ہے۔

ہم یہ کہنے پر یقینا مجبور ہیں کہ سرزمین ایران نے اپنے عظیم ترین فرزند حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی شخصیت کو عزت وحرمت کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ ①

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف

آپ رحمہ اللہ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مشہور ومتداول تصانیف وتالیفات کہ جو الگ الگ مجموعوں کی صورت میں دنیائے علم وادب کے ہر عظیم کتب خانے میں قلمی یا مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔ ان کتب میں سے بعض ایران اور ہندوستان اور پاکستان میں کئی کئی بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

---

① مولف۔

Marfat.com

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

سام مرزا کا موقف:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب تصنیف وتالیف کی نشاندہی کرنے والا قدیم ترین مولف سام مرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی اول، صاحبِ تحفہ سامی ہے۔ سام مرزا نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی مختصر ومطول عربی، فارسی، منظوم ومنثور پینتالیس تصانیف کے نام کا اندراج کیا ہے۔

''سام مرزا'' تحریر کرتا ہے کہ

''حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ'' نے ساری عمر تصنیف وتالیف میں گزار دی، اور ان کی تصانیف (کی کیفیت) اس طرح ہے:[1]

- ''تفسیر قرآن''، آیہ وایای فارھبون تک
- اشعۃ اللمعات
- لوامع
- شرح رباعیات
- شرح بیتی چند از مثنوی مولوی
- رسالہ فی الجود
- رسالہ لا إلٰہ إلاَّ اللّٰہ
- رسالہ تحقیق مذہب صوفی ومتکلم وحکیم
- رسالہ مناسک حج
- سلامان وابسال
- سبحۃ الابرار
- لیلیٰ ومجنون
- رسالہ در قافیہ
- دیوان ثانی
- رسالہ منظومہ
- شواہد النبوۃ
- شرح فصوص الحکم
- شرح بعضی ابیات تائیہ فارضیہ
- لوائح
- شرح حدیث ابی ذر غفاری رحمہ اللہ۔[1]
- ترجمہ از بعض حدیث
- مناقب خواجہ عبداللہ انصاری رحمہ اللہ
- رسالہ سوال وجواب ہندوستان
- سلسلۃ الذہب
- تحفۃ الاحرار
- یوسف وزلیخا
- خردنامہ اسکندری
- دیوان اول
- دیوان ثالث
- بہارستان

[1] ملاحظہ کیجیے: (شرح حدیث نمائیہ منقول از ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ۔ یہی کتاب: ص: ۱۳۶۲

Marfat.com

- رسالہ کبیر در معما
- رسالہ متوسط
- رسالہ صغیر
- رسالہ اصغر در معما
- رسالہ عروض
- رسالہ موسیقی
- منشآت (جامی رحمۃ اللہ) ''فوائد الضیائیہ'' فی شرح الکافیہ بزبان اردو یہ ''شرح جامی رحمۃ اللہ'' کے نام سے مشہور و معروف ہے
- شرح بعضی از مفتاح الغیب منظوم و منثور
- نقد النصوص
- نفحات الانس
- رسالہ طریق صوفیان
- شرح بیت خسرو دہلوی رحمۃ اللہ
- مناقب مولوی رحمۃ اللہ
- سخنانِ خواجہ پارسا

حضرت مولانا عبدالغفوری لاری رحمۃ اللہ، شاگرد رشید حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس رسالہ طریق صوفیان کا نام ''رسالہ در طریق خواجگان'' بتایا ہے۔ خواجگان سے مراد حضرت صوفیائے نقشبندیہ ہی ہیں۔

''سخنان خواجہ پارسا'' ملاحظہ کیجیے: (تحفہ سامی) : ص: ۱۷۶ (طبع وحید دستگردی۔ ۱۳۱۴ش) تہران۔

نیز ''تحفہ سامی'' : ص: ۴۶۔ ۱۴۵، طبع ہمایوں فرخ اوپر مذکورہ بالا فہرست کتب جامی رحمۃ اللہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کتب کی تعداد کے بارے میں جامع ترین فہرست ہے جو کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے قریب العہد تذکرہ میں مندرج ہے۔ بعد کے تذکرہ نگاران جامی اور مؤرخین نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے تذکرہ میں آپ کی کتب کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کی ہے، اور بظاہر مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔

چنانچہ زمانہ مابعد کے تذکرہ نگاران اور مؤرخین جامی کا کہنا ہے کہ

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کتب و رسائل، شروح و حواشی کی تعداد لفظ ''جامی'' کے اعداد یعنی (۵۴) کے برابر ہے۔''

امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ کا موقف:

جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمۃ اللہ نے اپنے تذکرہ مرآۃ الخیال میں جامی رحمۃ اللہ کی تصانیف کی تعداد ننانوے بتلائی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ

Marfat.com

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ننانوے کتب تصنیف کیں۔ جو کہ سب کی سب ایران، توران اور ہندوستان میں اہل دانش کے ہاں مقبول ہوئیں، اور کوئی بھی ان پر اعتراض نہ اٹھا سکا۔''①

❁ اے کاش! کہ جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمہ اللہ ان ننانوے کتب کا ذکر فرما دیتے تو مزید معلومات کا باعث ہو جاتیں۔

❁ مذکورہ بالا فہرست کتب کے علاوہ سے منسوب ایک اور کتاب ''تجنیس اللغات'' یا ''تجنیس الخط'' بھی گزری ہے کہ جس کا ایک مصرعہ ہے:

مصر شہر و شہر ماہ وماء آب و خوبِ سہم

ترجمہ: ''شہر مصر اور (پھر) محبوب کا شہر، اور دلکشی چمک ودمک اور تیر نظر کا خوف۔''

بظاہر یہ کتاب لندن اور کلکتہ میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ بیان ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت صاحب کا ہے۔②

مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ شاگرد جامی رحمہ اللہ کا موقف:

مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ شاگرد جامی رحمہ اللہ نے اپنے استاد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی سینتالیس تصانیف کے ناموں کا اندراج کیا ہے، اور پھر ''سام مرزا'' کی ''تحفہ سامی'' میں مذکور کتب پر درج ذیل ناموں کا اضافہ کیا ہے:

① شرح ابی رزین عقیلی رحمہ اللہ

② رسالہ فی الواحدہ

③ صرف فارسی منظوم ومنثور

❁ بات کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالغفور لاری صاحب، شاگرد جامی رحمہ اللہ کی ذاتی معلومات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں ''سام مرزا'' کی بیان کردہ فہرست کی بہ نسبت زیادہ قابل وثوق ہے۔

جناب شہزادہ محمد داراشکوہ ''قادری حنفی رحمہ اللہ'' کا بیان:

(۱۰۲۴۔۷۰ یا ۱۰۶۹ھ)

---

① ملاحظہ کیجیے: (مرات الخیال) از جناب امیر شیر علی خان لودھی رحمہ اللہ ص: ۷۳ مطبوعہ: بمبئی

② ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب علی اصغر حکمت۔

Marfat.com

شاہ جہان بادشاہ کے فرزند اکبر، اسلامی تصوف کے مشہور محقق اور نامور مصنف حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بالواسطہ شاگرد جناب شہزادہ محمد داراشکوہ حنفی قادری رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کے بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

''ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کی چوالیس (۴۴) تصانیف مطابق اعداد لفظ (جام) ہیں، اور یہ سب کی سب دنیا میں مشہور و معروف ہیں کسی کو ان پر اعتراض نہیں۔ ان کی بہترین تصانیف میں سے ''شواہد النبوۃ'' اور ''نفحات الانس'' ہیں جو لطیف مضامین اور دقیق نکات سے محلول ہیں۔ دیوانِ اول کی غزلیات اور مثنوی (یوسف وزلیخا) کے اشعار کی نظیر نہیں ملتی۔''[1]

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی و فنی حیثیات کے بے لاگ اعتراف:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بالواسطہ شاگرد، جناب شہزاد محمد داراشکوہ قادری حنفی رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی وفنی حیثیات کا بے لاگ اعتراف بدیں الفاظ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''یہ فقیر ہمیشہ ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) کے منثور و منظوم تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے، اور اس کلام حقیقت انتظام کی برکت سے بہرہ ور ہوتا ہے، اور یہ کتاب ''سفینۃ الاولیاء'' لکھ رہا ہوں تو یہ سب ان (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) ہی کی شاگردی اور تتبع کا حاصل ہے۔''[2]

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف اور تالیفات کا فروغ:

یہ بات بخوبی طور پر ذہن نشین رہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب آپ کی زندگی ہی میں مشہور و متداول ہو چکی تھیں۔ چنانچہ، آپ کے مشہور اور نامور شاگرد جناب مولانا عبدالغفور لاری بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے فضائل وکمالات کے درخت پر جو پھل لگا۔ ان کے موتی اگلنے والے قلم سے جو نکتہ روشن ہوا۔ ان کے حقیقت نگار نامہ سے جو دقیقہ

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزاد محمد داراشکوہ صاحب قادری، حنفی رحمہ اللہ ابر (ص: ۸۳)!

[2] ملاحظہ کیجیے: (سفینۃ الاولیاء) از جناب شہزاد محمد داراشکوہ قادری حنفی رحمہ اللہ بر (ص: ۸۳)۔

Marfat.com

صادر ہوا۔ وہ صفحہ ہستی پر قائم ہو گیا، اور جریدۂ فلک پر ثبت ہو گیا۔لوگ ان کی تصانیف بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔''[1]

سرعتِ انتقالِ ذہن:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو فیاض ازل نے علم وادب وروحانیت سے بیش از بیش نوازا تھا۔ آپ رحمہ اللہ کو غیر معمولی صلاحیتوں اور سرعت انتقال ذہن سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔ آپ رحمہ اللہ نہایت برق رفتاری سے کتب ورسائل کی تکمیل فرمالیا کرتے تھے۔غرض کہ مضامین کی آمد آمد تھی۔ آپ رحمہ اللہ کی تحریرات ''بلا تصنع'' اور رواں اسالیب کی حامل ہوا کرتی تھیں۔ آپ رحمہ اللہ کو اتھاہ فکری صلاحیتیں حاصل تھیں۔

آپ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالغفور لاری صاحب رقمطراز ہیں کہ

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ جس کتاب کی تصنیف اور رسالے کی ترتیب میں بھی مصروف ہوتے۔ اسے تھوڑے سے عرصہ میں پایہ تکمیل تک پہنچا دیا کرتے تھے۔''[2]

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل کے انتشار اور شیوع کا دوسرا سبب کچھ یہ ہے کہ آپ کی جن معاصر سلاطین اور اکابر کے ساتھ مراسلت (خط وکتابت) تھی انہیں آپ اپنی کتب ورسائل نثر ونظم تحفۃ بھیجتے رہا کرتے تھے۔

اور بذات خود سلاطین بھی جب آپس میں تحفوں کا تبادلہ کیا کرتے تو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب بھی ان تحائف میں شامل ہوا کرتی تھیں۔

کتاب الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ:

کتاب ''الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ'' میں ایک واقعہ کا اندراج کچھ اس طور پر کیا گیا ہے کہ جس کے باوصف، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب کے متداول ہونے کی ایک شہادت بخوبی طور پر ہمیں میسر آتی ہے۔ واقعہ ملاحظہ کیجیے:

''مولائے اعظم سیدی محی الدین الفناری رحمہ اللہ، اپنے والد مولانا علی الفناری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد، منصور سلطان محمد خان فاتح کی چھاؤنی میں قاضی تھے۔ایک روز سلطان ان سے کہنے لگا کہ متلاشیانِ حق کو متکلمین، صوفیہ اور حکما سے اختلاف ہے۔ میرے خیال میں ان گروہوں کا محاکمہ ہونا چاہیے۔''

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: ۳۸)۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (تکملہ حواشی نفحات الانس) از مولانا عبدالغفور لاری رحمہ اللہ (ص: ۳۹)۔

Marfat.com

میرے والد بولے:

''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا شخص ان کا محاکمہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ، سلطان نے تحائف مسنونہ کے ساتھ ایک قاصد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ وہ یہ محاکمہ انجام دیں۔''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے جواباً جو مکتوب تحریر کیا اس میں چھے مسائل پر ان تینوں مکاتب فکر کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ان میں سے پہلا مسئلہ وجود کا تھا۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے سلطان سے دریافت کیا کہ

''اگر یہ تحریر پسند ہو (اور اس کا جواب مل جائے) تو باقی مسائل پر بھی قلم اٹھایا جا سکتا ہے۔ ورنہ وقت ضائع کرنے والی بات ہوگی۔افسوس کہ، یہ خط، سلطان محمد خان کی وفات کے بعد روم پہنچا، اور اب میرے والد کے پاس محفوظ ہے۔''[1]

چنانچہ، یہ وہ رسالہ ''تحقیق مذہب صوفی ومتکلم وحکیم'' ہے، اور اس کا ذکر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی فہرست کتب میں ہو چکا ہے۔[2]

منشآت جامی رحمہ اللہ:

نیز ''منشآتِ جامی رحمہ اللہ'' کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بخوبی طور پر ہماری نگاہ میں آجاتی ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ،قسطنطنیہ سے لے کر سرزمین ہندوستان تک، اور سمرقند سے شیروان وتبریز تک تمام سلاطین، علمآ، وزرا اور فضلا سے مراسلت (خط وکتابت) کیا کرتے تھے۔

اور پھر یہ لوگ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ان کی تصانیف کے متلاشی رہا کرتے تھے۔

ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانے:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی علمی، ادبی، شعری وفنی تصانیف کے بے شمار قلمی نسخہ جات، ایشیا اور یورپ کے عظیم کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ کتب ''مثنویات''، دواوین اور دیگر نثری تصانیف کے خطی نسخہ جات پر مشتمل ہیں، اور یہ کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ) ص: ۲۹۳ مطبوعہ: مصر

[2] ملاحظہ کیجیے: (الشقائق النعمانیہ فی علماء دولۃ العثمانیہ) ص: ۴۰۷۔۴۱۰۔

Marfat.com

کہ جن میں سے بعض قلمی نسخہ جات خود حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی زندگی میں یا آپ کے قریبی عہد میں نہایت عمدہ نفاست اور تذہیب وتزئین کے ساتھ تحریر کیے گئے، اور پھر خوبصورت جلد کروانے کے بعد ان کی حفاظت کی جاتی رہی۔

چنانچہ اس سلسلے میں دنیا کے مختلف عظیم کتب خانوں کی فہارس مخطوطات عربی وفارسی میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تصانیف کے خطی نسخہ جات کی ظاہری آرائش وتذہیب کاری نیز تزہین کے عمل کی کیفیت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

آپ رحمہ اللہ کی علمی تحقیقات اور تصانیف کا دور اور تحقیقات کا تنوع:

اگر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی وادبی زندگی کے ''احوال وآثار'' پر نگاہ کی جائے۔ تو ہمیں بخوبی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے علمی تحقیقات اور تصانیف کے کام کا آغاز اپنی حیاتِ مستعار کے درمیانی حصے میں کیا۔

آپ رحمہ اللہ کی پہلی تصنیف حلیہ حلل ہے۔

فن معمار گوئی پر یہ کتاب حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے بسال: ۸۵۶ھ مرزا ابو القاسم بابرشاہ کے نام پر تحریر کیا۔ اس وقت حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عمر انتالیس برس تھی۔

جیسا کہ صاحب حبیب السیر نے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''احوال وآثار'' میں درج ذیل الفاظ تحریر کیا ہے:

مرزا ابو القاسم بابرشاہ کے دور میں اسی کے نام پر فن معمار پر رسالہ حلیہ حلل تحریر کیا، اور سلطان سعید مرزا سلطان ابوسعید کے عہد میں اپنے دواوِین مرتب کیے، اور تصوف پر رسائل تحریر کیے۔

دیگر تالیفات وتصانیف، خاقان منصور (سلطان حسین بایقرا) کے زمانے میں احاطہ تحریر میں آئیں۔''[1]

دیوان ''خاتمۃ الحیٰوۃ'':

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنا تیسرا دیوان ''خاتمۃ الحیٰوۃ'' ۸۹۶ھ میں ترتیب دیا، اور یہ دور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی وفات سے ایک سال قبل کا ہے۔ یہ بیان جناب علی اصغر حکمت کا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (حبیب السیر) جلد ۴/ص: ۳۳۸۔

Marfat.com

مگر حقیقت کا رنگ کچھ اور ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الفوائد الضیائیہ'' اس کے بعد ۱۱ رمضان ۸۹۷ھ میں تحریر کی!

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب (جامی رحمۃ اللہ علیہ) کے لائق اور قابل ایرانی دانشور جناب علی اصغر حکمت نے بعض مقامات پر تاریخی ترتیب کو ملحوظ خاطر نہ رکھا ہے، اور درمیان میں مجہول التاریخ کتب کا ذکر کر دیا ہے۔

مثلاً: ''رسالہ در فن قافیہ'' (ص: ۲۹۹) ''رسالہ تجنیس خط'' (ص: ۳۱۲)، ''رسالہ فائیہ'' (ص: ۳۳)

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا شیوع اور انتشار، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار کے دوسرے حصے میں ہوا۔ چنانچہ، یہ دور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمر کے چالیس برس سے لے کر اسی برس کی عمر کے زمانہ تک محیط ہے۔ چالیس برس کے زمانہ میں لسانی طور پر آپ نے فارسی اور عربی میں کتب تصنیف و تالیف کیں۔

موضوعات کا تنوع:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی اور فارسی کی کتب میں موضوعات کے اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے۔ بدیں صورت ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی کتب میں تنوع کا میدان نہایت وسیع ہے۔ اور آپ کی یہ کتب اپنے موضوعات کے تنوع کے باوصف درج ذیل عناوین کا احاطہ کرتی ہیں:

① تفسیر ② حدیث

③ فقہ ④ تصوف

⑤ اخلاق ⑥ شعر

⑦ صرف و نحو ⑧ ''عروض والقوافی''

⑨ ''معما'' ⑩ ''تذکرہ''

یہاں پر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ آپ کی مذکورہ بالا تصانیف کو موضوع کی مناسبت سے نثر و نظم میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ہم انہیں سطور پر باب ۲۵ کو ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:۲۶

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی دستیاب تصانیف کے مختصر احوال وآثار

ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مذکورہ بالا تمام تصانیف تو اب بعینہٖ دستیاب نہ ہیں، اور اب اِمتدادِ زمانہ کے سبب سے وہ ہماری دسترس سے باہر ہو چکی ہیں۔ مگر شدہ شدہ جو کتب دستیاب ہو سکیں ہیں، ایران میں ''تہران'' کے حوالے سے میسر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اطلاعات کی بنا پر ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی میسر کتب کا ان کی تاریخ تصنیف کے لحاظ سے ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ رسالہ کبیر موسوم بہ حلیہ حلل:

یہ رسالہ (۸۵۶ھ/ ۱۴۵۲ء) میں تحریر ہوا کہ جس کا انتساب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے معاصر سلطان بادشاہ ابو القاسم بابر شاہ بادشاہ ہرات وخراسان (م ۸۶۱ھ/ ۵۷۔ ۱۴۵۶ء) کے نام کیا ہے۔

یہ کتاب فن معما پر ہے۔ بدیں سبب بادشاہ ابو القاسم بابر شاہ کا نام بھی بطور تعمیہ (مطلب کو پوشیدہ رکھتے ہوئے) آیا ہے۔ چنانچہ، متن میں بھی جابجا شاہ ابو القاسم بابر شاہ کے نام کے کئی معمے ہیں۔ اس کتاب کے ''مقدمہ'' میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ زبانِ شعر سے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ا:

نام شاہ اندر معمی گفتہ بہ
زآن کہ آن در است دُرِّ ناسفتہ بہ

ترجمہ: ''بادشاہ کا نام معما (چیستان) میں کہنا ہی بہتر ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ (بادشاہ) مروارید کی مانند ہے اور مروارید ناسفتہ (ان بندھا موتی ہی) بہتر ہوا کرتا ہے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

نامش ارخواہم بگویم آشکار
از شکوہ افتد زبان من ز کار

ترجمہ: ''اس (بادشاہ) کا نام اگر ہم چاہیں تو ظاہر کر سکتے ہیں کہ اس (بادشاہ) کی شان و شوکت کے سبب ہماری زبان بھی کہنے سے قاصر ہو جاتی ہے۔''

شعر نمبر ۳:

آن گہر را نیک اخفامی کنم
درج در درج معمی می کنم

ترجمہ: ''وہ گہر (بادشاہ) پاک ہے کہ میں اسے پوشیدہ رکھتا ہوں کہ ہم اس کو معما (چیستان) میں درج در درج کرتے چلے جاتے ہیں۔''

ابتدا:

یہ کہ کتاب کے متن (TEXT) کی ابتداء درج ذیل عبارت کے ساتھ ہوتی ہے:

''بعد از گشائش مقال بستائش فجستہ مآل دانائی کہ معمائی، حقیقت ذآتش در ملایس آسماء چون حقائق اسماء در کسوت معمّی جلوہ نمایش یافت!''

ترجمہ: ''یہ کہ بعد از (آغاز) گفتگو کے اس (بادشاہ) مبارک دولت و حکومت کی عقل و دانش کے باوصف (یہ) معما چیستان (درحقیقت) اسماء کے لبادہ میں اس کی ذات ہے۔ حقائق اسماء کی مانند معما (چیستان) کے لبادہ میں ان کے جلوہ کو آشکارا کیا ہے!''

اختتام:

''تمام شد تسوید این بیاض و ترشیح این ریاض بردست متجرع جام تلخ کامی، عبدالرحمٰن بن احمد الجامی رحمۃ اللہ، وَفّقہ اللہ لحل معمیات اسماء الحسنٰی والکشف عن الغاز صفاتہ العلیاء لسنۃ ست و خمسین وثمان مائۃ''!

ترجمہ: ''اس بیاض (مسودہ) کی تحریر مکمل ہو گئی، اور اس باغ کی کانٹ چھانٹ (نوک و پلک) تلخ کامی کے جام کا گھونٹ پیتے ہوئے عبدالرحمٰن بن احمد جامی رحمۃ اللہ کے ہاتھ سے مکمل ہو گئی۔ (یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو اسمائے حسنٰی کے معمیات (چیستان) کے حل (مطالب) کی توفیق بخشی، اور اپنی اعلیٰ صفات کی پہیلیوں کے کھول دینے کی توفیق بخشی

Marfat.com

بسال ۸۵۶ھ میں تمام ہوئی۔"

سبب تالیف:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس رسالہ کا سبب تالیف یہ تحریر کیا ہے کہ وہ مولانا شرف الدین علی یزدی رحمہ اللہ (م ۸۵۵ھ) کی کتاب حلل مطرز در معمی ولغز کی تلخیص کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا جامی رحمہ اللہ نے "مولانا یزدی رحمہ اللہ" کا نام احترام ونہایت وقعت سے لیا ہے، اور اپنے اس رسالے کا نام بھی اسی مناسبت سے "حلیہ حلل" رکھا ہے۔

متن رسالہ کا تعارف:

"رسالہ کبیر" موسوم بہ "حلیہ حلل"! چند ابواب وفصول پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا نام موتیوں کی خصوصیات اور موتی بیچنے والوں کی اصطلاحات پر رکھا ہے: یعنی:

افسر: درمقدمہ

ترصیع: درکلیات

عقداول: دراعمل تسہیلی، مشتمل بر چہار سمط، سمط اول: درعمل استاد، سمط ثانی: درعمل تحلیل، سمط ثالثہ: درعمل ترکیب، سمط رابع: درعمل تبدیل۔

عقددوم: دراعمالِ تحصیلی، مشتمل بر ہشت سمط: سمط اول: درعمل تنصیص وتخصیص، سمط ثانی: درعمل تسمیہ، سمط ثالث: درعمل تلمیح، سمط رابع: درعمل مترادف واشتراک، سمط خامس: درعمل کتابت، سمط سادس: درعمل تصحیف، سمط سابع: درعمل استعارہ وتشبیہ، سمط ثامن: دراعمالِ حسابی!

عقدسوم: دراعمال تکمیلی، مشتمل برسہ سمط: سمط اول: درعمل تالیف، سمط ثانی: درعمل اسقاط، سمط ثالث: درعمل قلب

یہ رسالہ "حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ" کے ایام جوانی کی یادگار ہے۔ بدیں سبب اس میں ایسے دلچسپ مضامین نمایاں ہیں کہ جن کے لیے دماغی اور فکری ورزش کی ضرورت ہے۔[1]

۲۔ رسالہ صغیرہ:

یہ رسالہ بھی فن معما میں ہے۔

---

[1] رک: تکملہ نوشاہی: ۳۹۷۔

Marfat.com

ابتدا:

شعرنمبر۱:

بنامِ آنکہ ذاتِ اُو ز اسما
بود پیدا چو اسما از مُعمّٰی

ترجمہ:''اس ذات کے نام کے ساتھ کہ جس کے اسما سے اسما کی مانند چیستان نکلتی ہے۔''

شعرنمبر۲:

معمائیست عالم کآنچہ خواہی
در او پیداست اسمای الٰہی

ترجمہ:''عالم (جہان) ایک چیستان (پہیلی) ہے کہ آپ اس میں سے جو چاہیں اسمائے الٰہی ظاہر ہوجاتے ہیں۔''

''رسالہ صغیر'' کی تاریخ تالیف معلوم نہیں ہوسکی ہے۔ مگر وہاں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی ایک ایسی غزل بطور تعمیہ (مطلب کو پوشیدہ رکھتے ہوئے) موجود ہے کہ جس سے کلمہ ''شاہ ابوالغازی سلطان حسین بہادر خان'' استخراج ہوتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''رسالہ صغیر''، سلطان حسین مرزا (م۹۱۱ھ) کے دور میں اس کی عمر کے آخری ایام میں تحریر کیا گیا۔ مذکورہ غزل کے دو اشعار درج ذیل ہیں:

شعرنمبر۱:

شہری نہادہ روی براہ تو جانفشاں
بہر نثار مقدمت افشاند جان روان

ترجمہ:''شہر نے جانفشانی سے آپ کی راہ میں اپنے چہرہ کو رکھ دیا کہ اس نے اپنی مضطرب جان کو آپ کے قدموں میں نثار کر دیا ہے۔''

شعرنمبر۲:

ابروی تو مہی است دو آغاز نوشدن
در برج آفتاب درخشان شدہ عیان

ترجمہ:''آپ کے ابرو ماہتاب (کی مانند) ہیں کہ جیسے وہ آغاز میں ہوا کرتا ہے کہ آفتاب کے برج میں اس کا چمکنا آشکارا ہو چکا ہے۔''

رسالہ کبیر:

(مذکورہ بالانمبر۱) کی طرح ''رسالہ صغیر'' کے مضامین کی تقسیم بھی چار اقسام پر ہوئی ہے۔ یعنی:

Marfat.com

- تسہیلی
- تحصیلی
- تکمیلی
- تذییلی

اور پھر مذکورہ بالا ہر قسم کے ذیل میں چند اعمال بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جن کی توضیح کی خاطر قطعات واشعار کا اندراج کیا گیا ہے کہ جو بجائے خود ''معما'' ہیں۔

فن معما:

فن معما پر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دو عدد مزید رسائل بھی پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک کا ذکر ''فہرست مخطوطات''، برٹش میوزیم میں ہوا۔

Infra: Charles Rieu: Cat: of the person

.Manuseripts in the British Museum

(Vol: 111 - page, 57 - 63 - or ۱۱۶۴: نسخہ نمبر)

چنانچہ، اس نسخہ کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۱:

چو از حمد و تحیت یافتی کام
بدان ای در معمی طالب نام

ترجمہ: ''جب آپ نے حمد وتحیۃ کے ساتھ آغاز کار کیا۔ (تو پھر) جان لیجئے کہ معمی (چیستان) میں طالب کا کون سا نام ہے۔''[1]

۴۔ رسالہ درفن قافیہ یا ''الرسالۃ الوافیہ فی علم القافیہ'':

ابتدا:

بعد از تیمن بموزون ترین کلامی کہ قافیہ سنجان انجمنِ فصاحت بدان تکلم کنند۔

ترجمہ: ''بعد از فیوض وبرکات کہ ایک مناسب وموزوں کلام کے ساتھ کہ اصحاب فصاحت دان میں سے قافیہ کا وزن کرنے والے اس (طور سے) تکلم کرتے ہیں۔''

اس رسالہ کی تاریخ تالیف نامعلوم ہے۔ مقدمے میں بھی کسی شخص کا نام نہیں دیا گیا ہے کہ جس سے زمانہ تصنیف کا تعین کیا جا سکے۔

---

(۱) رک: تکملہ نوشاہی: ۱۳۹۷

Marfat.com

سبب تالیف:

سبب تالیف میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے صرف اس قدر تحریر کیا ہے کہ

"این مختصر یست وافی بقواعد علم قوافی کہ بموجب اشارت بعضی ازا جلہ اصحاب واعزہ احباب صورت تحریر وسمت تقریر می یابد"!

ترجمہ: "یہ رسالہ "قواعد علم قوافی" میں ایک وافی (تکمیل کر دینے والے) رسالہ ہے کہ یہ (رسالہ) بعض جلیل القدر اصحاب اور قابل عزت احباب کے اشارہ کے بموجب بصورت تحریر اور باعث تقریر ہوا۔"

کیفیت:

یہ رسالہ مذکورہ بالا ایک مقدمہ پانچ فصول اور ایک "خاتمہ" پر مشتمل ہے۔

مقدمہ:

در تعریف قافیہ وردیف

فصل اول: اصطلاحاتِ علم قافیہ

فصل دوم: حرکاتِ قافیہ

فصل سوم: صناعات قافیہ

فصل چہارم: روی مطلق ومقید

فصل پنجم: عیوب قافیہ

خاتمہ: قافیہ معمول وغیر معمول

اس رسالے کا اختتام "کمال اسمٰعیل" کے اس قصیدے پر ہوتا ہے کہ جس کا مطلع درج ذیل ہے:

شعر نمبر ا:

بریختہ است بخت مرا روز گار دست
زآنم نمیر سد بسرِ زُلفِ یار دست

ترجمہ: "زمانہ کے ہاتھوں سے میرا نصیب رکا ہوا ہے۔ (کہ) میں وہ ہوں کہ جس کا ہاتھ محبوب کی زلف کی لٹ کے سرے تک بھی پہنچ نہیں پاتا۔"

یہ کہ اس قصیدہ میں "کارد" کا استعمال بطور قافیہ ہوا ہے۔ بروجہی کہ حرف دال "را از جانب ردیف" اعتبار کردہ است چنانچہ میگوید:

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

خصم شتر دلت را قربان ہمی کند
زآنروی سعد ذابح آہیختہ کار دست

ترجمہ: ''اے محبوب! آپ شتر کینہ ہیں کہ آپ (عاشق) کو قربان کر دیتے ہیں کہ آپ اس مبارک چہرہ سے آپ گویا کہ ہاتھ میں تلوار لیے ذبح کرنے والے ہیں۔ ①

۴۔ نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص:

شرح ''نقد النصوص'' بسال (۸۶۴ھ بمطابق ۱۴۵۹ء) میں تحریر کی گئی۔ جیسا کہ ''شرح نقد النصوص'' کی اختتام کی عبارت سے یہ ظاہر و باہر ہے۔

ابتدا:

اَلحمد للّٰہِ الّذی جعل صفائح قلوب ذوی الهمم قابلة لنقش فصوص الحکم

ترجمہ: ''تمام تعریفیں (جو کہ ہوسکتی ہیں) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے صاحب عزم وہمت (لوگوں) کے قلوب کو ''نقش فصوص الحکم'' کے قبول کرنے کے لیے خاص کرلیا ہے۔''

اختتام:

فارخ شد از جمع این فوائد ونظم این فرائد پای شکستہ زاویہ خمول وگمنامی عبدالرحمٰن احمد الجامی متمما لها بهٰذا الکلمات المنظومه۔

ترجمہ: ''فارغ ہوا ان فوائد ونظم بے مثل سے شکستہ پا وگوشہ گمنامی میں پڑے عبدالرحمٰن احمد جامی رحمہ اللہ (کہ جو) ان کو تمام کرنے والا ہے ان کلمات منظومہ کے ساتھ۔''

اشعار:

شعر نمبر ۱:

این تازہ رقم کہ زد زمانہ
برلوح بقای جاودانہ

① رک: تکملہ نوشاہی: ۳۹۶۔

Marfat.com

ترجمہ: ''یہ تازہ تحریر کردہ کہ اس نے ایک زمانہ کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔ ہمیشگی کی لوح بقا پر (رقم ہو چکا ہے۔)''

شعر نمبر ۲:

نامش بر ناقدان این فن
زآن نقد نصوص شد معین

ترجمہ: ''اس کا نام اس فن کے ناقدین پر ''نقد نصوص'' معین کیا گیا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

الحمد لِمُلْہِم السرائر
کآمد بمبار کی بآخر

ترجمہ: ''اول و آخر خاص الخاص تعریفیں اسرار کے الہام کرنے والے کے لیے ہیں کہ وہ آخر تک برکت کے ساتھ آیا ہے۔''

شعر نمبر ۴:

پیوست ز حسن سعی اقلام
درہشتصد و شصت و سہ بانجام

ترجمہ: ''وہ قلموں کے ساتھ اچھی کوششوں کے ساتھ پیوست ہے۔ بسال (۸۶۳ھ میں انجام پذیر ہوا۔''

مقدمہ:

میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

''کتاب ''نقش الفصوص'' تالیف امام محی الدین محمد بن علی بن العربی رحمۃ اللہ مختصری از کتاب فصوص الحکم وی میباشد بجہت تصحیح عبارات وتوضیح اشارات بی تکلف وتصرف جمع وکتابت نمودم و از کلمات سائر شارحین ''فصوص الحکم'' مانند صدر الدین القونیوی رحمۃ اللہ و شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ وشیخ سعد الدین سعید الفرغانی رحمۃ اللہ برآں افزودم وآن را ''بنقد النصوص'' فی شرح نقوش الفصوص موسوم کردم۔''

ترجمہ: ''کتاب ''نقش الفصوص'' تالیف امام محیی الدین محمد بن علی بن العربی رحمۃ اللہ کہ جو کتاب ''فصوص الحکم'' سے ایک اختصار ہے۔ تصحیح عبارات وتوضیح اشارات آسان طریقہ سے

Marfat.com

اور (کتاب) کے جمع کرنے اور کتابت میں جو تصرف (اختلاف) ہوا ہے، میں اس کو واضح کر دوں۔ تمام شارحین ''فصوص الحکم'' کے کلمات سے مثلاً: صدر الدین القونیوی رحمۃ اللہ و شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ و شیخ سعد الدین سعید الفرغانی رحمۃ اللہ کہ ہم نے ان پر اضافہ (بھی) کیا ہے، اور ہم نے اس کو ''نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔''

فارسی اور عربی کی مخلوط نثر میں یہ کتاب الموسومہ بہ ''نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص'' نہایت سلیس اور رواں عبارات میں تحریر کی گئی ہے، اور اس میں اکابر کے متعلقہ اشعار حوالے کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔

کتاب کے مفصل دیباچہ میں اصطلاحات کے معانی اور مقدمات کا بیان بھی ہے۔ ازاں بعد! کتاب ''فصوص'' کی ترتیب و انداز کے مطابق شرح تحریر کی گئی ہے۔ جو ''فص حکمۃ الٰہیہ فی کلمۃ آدمیہ'' سے شروع ہو کر ''فص حکمۃ فردیہ فی کلمۃ محمدیہ ﷺ'' پر اختتام پذیر ہوئی ہے۔

۵۔ لوائح:

''لوائح'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، ارباب تصوف وسلوک کے ہاں نہایت مشہور و معروف ہے۔ یہ کتاب مسجع فارسی نثر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تحریر فرمائی ہے۔ لوائح، حضرت شاہ ہمدان کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ کتاب کے مقدمے کی درج ذیل رباعی سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

سفتم گہری چند چو روشن خردان
در ترجمہ حدیث عالی سندان

ترجمہ: ''ہم نے روشن عقل والوں کی مانند چند موتیوں کو پرو دیا ہے۔ عالی سندانِ حدیث کے ترجمہ میں۔''

شعر نمبر ۲:

باشد زمن ہیچ مدان معتمدان
این تحفہ رسانند بشاہ ہمدان

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم ناچیز کی جانب سے یہ تحفہ معتمد شاہ ہمدان کے ہاں پہنچا دیں گے۔''

اس شاہ ہمدان سے مراد غالباً، جہان شاہ قرہ قوینلو ترکمان ہے۔ ہرات کے لوگوں میں اس کا نام اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بدیں سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ہرات کے لوگوں کے عمومی رجحانات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شاہ ہمدان کا نام نہیں لیا ہے۔ یا ممکن ہے ازاں بعد نام حذف کر دیا ہو۔

مصنف نے تاریخ تالیف کی وضاحت نہ کی ہے۔ مگر تخمیناً یہ کتاب تقریباً بسال (۸۷۰ھ/ ۶۷ - ۱۴۶۶ء) میں تحریر کی گئی ہو۔ جو کہ ''جہان شاہ'' کے عروج کا ابتدائی دور ہے۔

ابتدا:

لا احصی ثنا علیك کیف وکل ثنا یعود الیك جل عن ثنائی جناب قد سلك انت کما اثنیت علی نفسك

ترجمہ: ''ہم آپ کی ثنا کما حقہ نہیں کر سکتے، یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کہ جب تمام تعریفوں کا مرجع آپ ہی تو ہیں کہ آپ ہماری ثنا سے بلند و برتر ہیں کہ آپ کے حضور میں وہ تقدیس ہے کہ جیسا آپ نے بذات خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔''

اختتام:

کتاب کے اختتام پر درج ذیل رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ای کز غمش افتادہ چاکت بکفن
آلودہ مکن ضمیر پاکت بسخن

ترجمہ: ''اے جو کہ اس کے غم (عشق) میں آپ نے کفن کو چاک کر دیا ہے کہ آپ افشائے (راز) میں اپنے پاکیزہ ضمیر کو آلودہ مت کیجیے۔''

شعر نمبر ۲:

چون لال توان درو گر پس ازیں
لب را بکشا بنطق خاکت بدہن

ترجمہ: ''اگر آپ گونگا بن سکتے ہیں تو بن جایئے؟ تو پھر ازاں بعد! آپ لب کو کھول دیجئے۔

Marfat.com

تو پھر آپ کے منہ سے کیا خاک گفتگو ہوگی؟''

تصوف وسلوک:

تصوف وسلوک کے نادر نکات پر مشتمل یہ کتاب چند ''لائحہ'' پر مشتمل ہے۔ ہر ''لائحہ'' ایک یا ایک سے زائد ''فصیح وبلیغ'' رباعیات پر ختم ہوجاتی ہے۔ اب ''لوائح'' زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوچکی ہے۔

۶۔لوامع فی شرح الخمریہ:

ابن فارض:

شیخ عمر بن ابی الحسن حموی المعروف بہ ابن فارض (۵۷۶ھ۔ ۶۳۲ھ) عربی زبان کے عظیم شعرا میں سے ایک تھا۔ قاہرہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوا۔

لوامع فی شرح الخمریہ، ابن فارض کے عربی قصیدہ خمریہ کی فارسی شرح ہے جو کہ صفر ۸۷۵ھ/ ۱۴۷۰ء) میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس میں ہر فصل کو ''لامعہ'' کے نام سے موسوم کر کے کتاب کا نام ''لوامع'' رکھ دیا گیا ہے۔

ابتدا:

سبحان من جمیل لیس لو جهه نقاب الاالنور (ولجماله حجاب الا الظهور ۔ ای گشتهٔ نهان زغایت پیدا ی... ای بحرمت آنانکه بگام

ترجمہ: ''وہ نہایت پاکیزہ ہے۔ وہ ایسا حسین ہے ماسوا نور کے اس کے چہرہ پر کوئی بھی نقاب (حجاب) نہیں ہے۔ (اور اس کے جمال کا حجاب اس کا ظاہر وآشکارا ہونا ہے) یعنی حد درجہ آشکارا ہونے کے سبب سے ہی پوشیدہ ہے..... یعنی اسی کے قدوم میمنت لزوم کی حرمت ہی سے وابستہ ہے۔''

''شرح'' کا نمونہ درج ذیل اشعار سے بخوبی طور پر عیاں ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

اشعار:

شعرنمبر۱:

شر بنا علی ذکر الحبیب مدامه
سکرنا بها من قبل ان یخلق الکرم

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم نے ہمیشہ حبیب (محبوب) کے ذکر کی شراب پی ہے کہ ہم کرم کی تخلیق سے قبل اسی کے نشہ سے سرشار رہے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

روزی کہ مدار چرخ وافلاک نبود
وآمیزش آب و آتش و خاک نبود

ترجمہ: ''وہ ایک روز گردش آسمان نہ تھی، اور پانی وآگ اور مٹی کی آمیزش (یعنی انسانی جسم کی مادی ساخت) بھی نہ تھی۔''

شعر نمبر ۳:

بریادِ تو مست بودم و بادہ پرست
ہر چند نشان بادہ و تاک نبود

ترجمہ: ''اے محبوب! ہم آپ کی یاد میں نشہ سے سرشار تھے اور بادہ پرست تھے کہ جس قدر بھی نشان بادہ نہ ہو، اور انگور کا درخت بھی نہ ہو۔''

بظاہر مذکورہ بالا ''رباعی'' تحریر کرتے وقت اس مشہور غزل کا مطلع حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے پیش نظر تھا۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بودم آن روز در این میکدہ از درد کشان
کہ نہ از بادہ نشان بودنہ از تاک نشان

ترجمہ: ''ہم اس روز بھی اس میکدہ میں (شراب) کی تلچھٹ (بچا کھچا) پینے والوں میں سے تھے کہ جب کہ نہ تو بادہ (شراب) کا کوئی نشان تھا، اور نہ ہی انگور کے درخت کا کوئی نشان تھا؟''

شعر نمبر ۲:

لہا البدر کاس وہی شمس یدیرھا
ھلال و کم یبدو اذا مزجت نجم

ترجمہ: ''اس کے لیے چودھویں کا چاند (بدر) جام کی مانند ہے، اور وہ سورج ہے کہ جو اس

Marfat.com

کے گرد گھومتا ہے۔ وہ ایک نیا چاند ہے تو پھر وہ کس قدر (حسین لگتا ہے) کہ جب ستارہ اس کے جھرمٹ میں ہو!''

شعر نمبر ۳:

ماہست تمام جام و مئے مہر منیر
و آن مہر منیر را ھلالست مدیر

ترجمہ: ''چودھویں کا چاند جام ہے۔ جبکہ مے چاند کی روشنی ہے، اور اس چودھویں کے چاند کو متحرک کرنے والا نیا چاند (ہلال) ہے۔''

شعر نمبر ۴:

صد اختر رخشندہ ہویدا گردر
چون آتش مے نہ آب شود لطف پذیر

ترجمہ: ''سو ستاروں نے اپنی تب وتاب (چمک ودمک) دکھلا دی کہ جب مئے کے نشہ کی بے تابی آشکارا ہو گئی جب کہ (شراب) کی چمک شامل ہو جائے وہ پر لطف ہو جاتی ہے۔''[1]

۷۔ ارکان الحج:

یہ ''ارکان الحج'' کے نام سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے یہ رسالہ رشعبان المعظم بسال: (۸۷۷ھ/ ۲۲ رجنوری ۱۴۷۳ء) کو دوران سفر حجاز شہر بغداد: میں تحریر فرمایا:

ابتدا:

الحمد لله الذی جعل الکعبة البیت الحرام مثابة للناس وأحل طوائف الشائفین حولها محل الائتلاف بها والا ستیناس.

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے لیے ٹھہرنے کی (منزل) بنا دیا، اور طوائف کو پیاسوں کے لیے حلال ٹھہرا دیا، اور اس کے ارد گرد مجتمع ہونے کا مقام ٹھہرا دیا اور انس کی جگہ بنا دیا۔''

اختتام:

وقع الفراغ من تالیف هذه الاوراق وجمعها ضحوة یوم الخمیس

---

[1] رک: تکملہ نوشاہی: ص: ۳۸۶۔

Marfat.com

الثانی و العشرین من شعبان المعظم فی شهور سنته وسبعین وثمان مآئة بمدینة الاسلام بغداد، وقت التوجه الی بیت اللّٰه الحرام، وانا الفقیر عبدالرحمٰن بن احمد الجامی رحمہ اللہ، وفقه اللّٰه لما یحبه ورضاهٗ

ترجمہ: ''ان اوراق (کتاب) کی تالیف اور جمع سے فراغت حاصل ہوئی بروز جمعرات (بوقت دوپہر) شعبان المعظم کی پچیسویں کو بسال (۸۷۷ھ) کوشہر بغداد ''مدینۃ الاسلام'' میں بیت اللہ الحرام کے سفر کے وقت میں۔''

اور میں ہوں ناچیز عبدالرحمٰن بن احمد الجامی رحمہ اللہ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کام کی توفیق دی کہ جیسے وہ پسند فرماتا ہے اور جس پر راضی ہے۔

یہ رسالہ ''ارکان الحج'' فارسی زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ مگر اس میں جابجا عربی الفاظ کی آمیزش ہے کہ اس میں حج وعمرہ کے مناسک (ارکان کے فرائض) اور مستحبات کے متعلق مسائل ہیں۔

علاوہ ازیں، اس میں مدینہ منورہ میں روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت البقیع میں ائمہ رحمہم اللہ کی قبور کی زیارت کے آداب ورسوم کو حضرات ائمہ رحمہم اللہ کی فقہ اور مذہب کے مطابق مندرج کیے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

تا طالب صادق بقدر وسع وطاقت چنانکه طریقه سنیه طائفه صوفیه است میانِ آنها جمع تواند کردو از عملِ خلاف بیرون تواند آمد

ترجمہ: ''تاکہ طالب صادق اپنی وسعت وطاقت کے مطابق اس سے استفادہ کر سکے طریقہ سنیہ صوفیہ کی جماعت کے مطابق ان میں تطابق کر دیا گیا ہے۔ ان کے عمل خلاف سے اجتناب کیا گیا ہے۔''

چنانچہ اس رسالہ ''ارکان الحج'' پر حضرت امام نووی رحمہ اللہ سے منقول جو حواشی تحریر کیے گئے ہیں، وہ بظاہر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہی کے ہیں:

کیفیت:

کتاب ''ارکان الحج'' کی کیفیت درج ذیل ہے۔

❁ یہ کتاب آٹھ فصول پر مشتمل ہے کہ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Marfat.com

- فصل اول: مقدمات وفضائل وشرائط حج
- فصل دوم: ارکان حج
- فصل سوم: محظورات حج
- فصل چہارم: وجوہ ادائے حج
- فصل پنجم: طواف
- فصل ششم: ذکر تفاصیل ارکان وسنن وآداب وادعیہ حج
- فصل ہفتم: آداب زیارت روضہ رسول ﷺ
- فصل ہشتم: آداب زیارت قبور اہل بیت رسالت ﷺ

چنانچہ، رسالہ ''ارکان الحج'' سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی فقہ اسلام میں بدرجہ اتم مہارت کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے۔

۸۔ ''نفحات الانس من حضرات القدس:''

''نفحات الانس من حضرات القدس''، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مشہور تذکرہ کی کتاب ہے۔ اس فارسی تذکرہ کی تالیف امیر نظام الدین علی شیر کی درخواست بسال: (۸۸۱ھ/ ۷۶۔ ۱۴۷۷ء) میں شروع ہوئی اور یہ بسال: (۸۸۳ھ بمطابق ۱۴۷۸ء) میں مکمل ہوئی۔ اس فارسی تذکرہ کی تاریخ تالیف پر مشتمل درج ذیل رباعی ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

این نسخہ مقتبس ز انفاس کرام
کزوی نفحات انست آید بمشام

ترجمہ: ''یہ نسخہ انفاس کرام کی روشنی سے (مستعار) ہے۔ کہ ذہن میں اس کا نام ''نفحات الانس'' ہے۔''

شعر نمبر ۲:

از ہجرت خیر بشر و فخر انام
در ہشتصد و ہشتاد و سوم گشت تمام

Marfat.com

ترجمہ: ''خیر البشر اور مخلوق کے لیے باعث عز و شرف (یعنی آپ ﷺ) کی ہجرت سے لے کر سن ۸۸۳ھ تک مکمل ہوگئی۔''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''نفحات الانس'' کی تالیف کا سبب اور کیفیت کچھ اس طور پر بیان فرمائی ہے کہ

''چون کتاب ''طبقات الصوفیہ'' تالیف: ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمہ اللہ کہ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری رحمہ اللہ در مجالس و مجامع موعظت املاء میفرمودہ اندو سخنانِ دیگر بعضی از مشائخ کہ در آن کتاب مذکور نشدہ وبعضی از اذواق ومواجید خور برآن می افزودہ، و یکی از محبان مریدان آن را جمع می کردہ ودر قید کتابت می آوردہ است، اماچون بزبانِ ہروی قدیم کہ در آن عہد معہود بودہ، وقوع یافتہ و بتصحیف وتحریف نو پسندگان بجائی رسیدہ کہ در بسیاری از مواضع فہم مقصود بسہولت دست نمی دہد وایضاً مقتصر ست برذکر بعضی متقدمان واز ذکر بعضی دیگر و نیز از ذکر حضرت شیخ الاسلام ومعاصرین ومتاخرین ازوی خالی است۔''

ترجمہ: ''جب کتاب ''طبقات الصوفیہ'' تالیف ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمہ اللہ، کہ شیخ الاسلام ابواسمٰعیل عبداللہ بن محمد الانصاری رحمہ اللہ (نے) اپنے وعظ کی مجالس اور مجموں میں املا کروا دیا، اور بعض دیگر حضرات مشائخ کے فرمودات کو جو اس (مذکورہ بالا) کتاب (طبقات صوفیہ) میں مذکورہ نہیں تھے، اور بعض کا تذکرہ ذوق اور اپنے نزدیک مجد وشرف کی بنا پر اضافہ کیے گئے ہیں، اور ان محب مریدین میں سے ایک نے ان (حالات) کو جمع کیا اور احاطہ تحریر میں لایا ہے۔ بہر حال، جبکہ قدیم ''ہراتی زبان'' کہ جس کا تعلق اس عہد سے تھا، تحریر شدہ تھی اور پھر احاطہ کتابت میں لانے والوں کی غلطی اور تحریف اس حد تک پائی جاتی تھی کہ بہت سے مقامات (کتاب یا متن) میں فہم مقصود میں بسہولت دسترس نہ ہو پاتی تھی۔ نیز بعض متقدمین کے مختصر حالات بھی تحریر کر دیئے گئے ہیں، اور بعض دیگر (حضرات) کے احوال کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ نیز حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ اور آپ رحمہ اللہ کے معاصرین اور مابعد (حضرات) کے ذکر سے (یہ تذکرہ) خالی ہے۔''[1]

---

[1] ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی النیسابوری رحمہ اللہ المتوفی در ۴۱۲ھ! ۲۔ ''مراد'' حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ، مذکورہ حالات وآثار کے پیش نظر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے قلب میں یہ خیال گزرا کہ ''طبقات الصوفیہ'' کو موجودہ مروّجہ زبان میں احاطہ تحریر میں لایا جائے، اور علاوہ ازیں، دیگر کتب معتبرہ سے استفادہ کر کے اس پر اضافات کیے جائیں۔

اس صورت حالات کے پیش نظر جن حضرات اکابر کے احوال وآثار و مقامات، معارف وکرامات، تاریخ پیدائش و وفات، ''طبقات الصوفیہ'' میں مندرج نہیں ہیں، ان کا اندراج کتاب ''نفحات الانس'' میں کر دیا جائے۔

نفحات الانس:

''نفحات الانس'' میں مجموعی طور پر چھے صد سولہ، حضرات اکابر کے احوال وآثار اور فضائل ومناقب کا اندراج کیا گیا ہے کہ جن میں سے پانچ صد بیاسی عرفا اور چونتیس عارفات کے احوال وآثار کا اندراج ہے۔

کیفیت:

کتاب ''نفحات الانس'' کے ابتدا میں ایک مفصل ''مقدمہ'' ہے کہ جس میں حضرات صوفیائے کرام کی اصطلاحات کی مناسب تشریحات کی گئی ہیں، اور حقیقی صوفی، عارف کی معرفت اور ان کی کرامات، نیز خوارق کا حال درج ہے۔

کتاب کا آغاز ''حضرت ابو ہاشم صوفی رحمۃ اللہ'' کے احوال وآثار سے ہوتا ہے، اور اختتام خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار پر ہوتا ہے۔

عارفات میں سے ''احوال وآثار'' کی ابتدا حضرت رابعہ علویہ بصریہ رحمۃ اللہ سے کی گئی ہے، اور انہیں ''امراۃ فارسیہ'' کے ''احوال وآثار'' پر ختم کیا گیا ہے۔

ایران کے مشہور دانشور اور کتاب ''جامی رحمۃ اللہ'' کے مصنف جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت کے پاس کتاب ''نفحات الانس'' بخط ''محمد بن عبدالکریم حسینی رحمۃ اللہ'' کا نسخہ تھا کہ جو کبھی شاہزادہ مظفر حسین مرزا مکلف سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے کتب خانہ کی زینت تھا کہ جس کے بارے میں جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت کی رائے میں کہ اس کے اکثر حواشی (نوٹس) حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اپنے ہاتھ کے تحریر کردہ ہیں۔

علاوہ ازیں، اٹھارہ صفحات از بقیہ احوال وآثار حضرت ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تا آخر احوال وآثار، حضرت موسیٰ بن عمران جیرفتی تمام طور پر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اپنے قلم سے

Marfat.com

تحریر کردہ ہیں۔[1]

جناب پروفیسر ڈاکٹر ''ایڈورڈ براؤن'' کا نکتہ نظر:

جناب پروفیسر ڈاکٹر ''ایڈورڈ براؤن'' صاحب نے ''تاریخ ادبیات ایران'' جلد سوم میں کتاب ''نفحات الانس'' پر بحث وتبصرہ کے لیے ایک مستقل باب مخصوص کیا ہے، اور تیموری سلاطین کے عہد کے اواخر میں لکھے جانے والی کتب تذکرہ میں اس کتاب کو نہ صرف سرفہرست رکھا ہے بلکہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو (بحیثیت تذکرہ نگار) شیخ فرید الدین عطار، صاحب تذکرۃ الاولیاء کا ہم وزن اور ہم پلہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ، ''نفحات الانس'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بارے میں جناب پروفیسر ڈاکٹر ''ایڈورڈ براؤن'' صاحب نے بڑی حق بجانب رائے قائم کی ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں کہ

> ''یہ کتاب (نفحات الانس) اسی جدید اور سلیس انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ جو کہ اس نوعیت کی کتب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ درحقیقت، اس کتاب کی تالیف میں مولانا جامی رحمہ اللہ کا ذوق اس قدر لطیف اور نیت اس درجہ پُرخلوص رہی ہے کہ وہ خود کو لفاظی اور عبادت سازی میں الجھا نہیں سکے، اور نہ ہی اس عہد کے دیگر لکھنے والوں کی طرح اس ''عیب'' کے مرتکب ہوئے ہیں۔''[2]

بلاشک وشبہ، تذکرہ ''نفحات الانس'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ زبان وبیان کی خوبیوں کے اعتبار سے نویں صدی ہجری کی فارسی نثر کی عمدہ اور بہترین کتب تذکرہ واحوال وآثار میں سے ایک عظیم شاہکار ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید جناب مولانا رضی الدین عبد الغفور لاری نے ''نفحات الانس'' پر ایک مفصل ''حاشیہ'' تحریر کیا ہے کہ یہ ''حاشیہ'' حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے صاحبزادے ضیاء الدین یوسف کے لیے خاص طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ کتاب ''نفحات الانس'' کے مشکل مقامات کو بخوبی سمجھ سکیں۔

چنانچہ حاشیہ مذکورہ بالا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مبسوط ''احوال وآثار'' پر ختم ہوتا ہے۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمہ اللہ (ص: ۱۷۶۔۱۷۷)۔

② ملاحظہ کیجیے: (تاریخ ادبیات ایران) از جناب پروفیسر ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن! جلد/ ۳: بعنوان: از سعدی رحمہ اللہ تا جامی رحمہ اللہ! ص: ۴۳۔

Marfat.com

۹۔ سخنانِ خواجہ پارسا:

''سخنانِ خواجہ پارسا'' از حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی تاریخ تالیف معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کتاب ''نفحات الانس'' سے بعد کے دور کی تالیف ہو۔

ابتدا:

بعد از گشائش مقال بستائش خجستہ مآل ملک متعال (وتوسل به ورود فرخندہ درود صاحب آیات واکمال

ترجمہ: ''یہ کہ اللہ تعالیٰ کہ جو مبارک ترجع ہیں کی حمد وثنا کے بعد (اور (آنجناب ﷺ) کہ جو آیات معجزات وتکمیل رسالت مآب کے مبارک مرجع ہیں۔ کے وسیلہ سے۔''

اختتام:

ولکن لا یجوز ان یغفل عن تبعیّه نورهٖ لنور الشمس.

ترجمہ: ''اور لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ سورج کے نور کی خاطر اس کے نور کی اطاعت و فرمانبرداری سے غفلت برتی جائے۔''

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی حضرت خواجہ محمد پارسا سے ارادت ہی اس رسالہ ''سخنانِ خواجہ پارسا'' کی تصنیف وتالیف کے باعث بنی، اور پھر بات بھی کچھ یوں ہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، حضرات صوفیائے سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ روحانی طور پر وابستہ تھے، اور حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ اس ''سلسلہ نقشبندیہ کے سرآمد روزگار مشائخ میں سے تھے۔

پانچ برس کی عمر میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے خواجہ موصوف سے ملاقات کی تھی کہ جس کا ذکر ہم موجودہ کتاب میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ابتدائی احوال وآثار میں کر چکے ہیں۔

چنانچہ، رسالہ ''سخنانِ خواجہ پارسا'' کے مقدمہ میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

چون بعضی از کلمات خواجه محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ در مواضع متفرقه ثبت افتاده بود بناء پر خلوص اعتقاد ووفور اعتما ددر

Marfat.com

قید کتابت آور دہ شد ودر این صحیفہ شریفہ جمع کردہ گشت تا طالبان مستعدرا آموز گاری بود واصلانِ مستسعدرا یاد گاری باشد

ترجمہ: ''جب (حضرت) خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ کے کلمات میں سے بعض (کلمات) متفرق مقامات پر تحریر کردہ تھے۔ تو آپ رحمۃ اللہ کے ساتھ خلوص اعتقاد اور نہایت اعتماد (کی) بنا پر تحریر (کتابت) میں موجود ہیں، اور یہ مبارک اوراق جمع کیے گئے (ہیں) کہ طالبانِ شوق کی ان (اوراق) سے تعلیم وتربیت ہو، اور سعادت کے طلب گار کے لیے بطور یادگار کے ہوں۔''

اشعار:

شعر نمبر ۱:

عشاق ہر کجا رقمِ کلک آنِ نگار
یا بند بروی اَز مژہ گوہر فشانِ کنند

ترجمہ: ''عاشقان اپنے قلم کی نقاشی دکھلاتے ہیں۔ تو وہ ان (رشحات قلم) پر پلک کے (خون کے) موتی چھڑکتے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

ہریک گرفتہ حرفی اَز آنجا بیادِ گار
تعویذ جان و حَرز دِلِ ناتوانِ کنند

ترجمہ: ''ہر (نقاش) نے نقاشی کی خاطر ایک حرف چن لیا ہے کہ وہ اسے تعویذِ جان اور ناتوان دل کے لیے جائے پناہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے رسالہ ''سخنانِ خواجہ پارسا'' میں حضرت خواجہ محمد پارسا کے جو متفرق ملفوظات مندرج کیے ہیں۔ وہ عربی وفارسی زبان میں ہیں۔ ہر دو زبانوں میں آپ رحمۃ اللہ کا انداز تحریر اور روش نہایت سلیس اور رواں ہے۔

چنانچہ یہ ملفوظات جذب و حال اور روحانی اشارات سے پُر ہیں، اور تصوف کے بہترین نکات پر مشتمل ہیں۔

Marfat.com

۱۰۔شواہد النبوۃ:

شواہد النبوۃ، از حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، فارسی زبان میں ہے۔حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یہ کتاب بسال: (۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰) تصنیف فرمائی۔تمت (اختتامیہ) کی صورت میں کتاب کے آخر میں ''مادہ تاریخ تالیف'' بالفاظ ذیل مندرج ہے۔ملاحظہ کیجیے:
شعرنمبر ۱:

در آنوقت اتمام آن دست داد
کہ تتمہ ۸۸۵ھ بود تاریخ سال

ترجمہ:''یہ کتاب اس وقت اس روش کے مطابق تحریر ہوئی کہ اس کے تمام کی تاریخ بسال ۸۸۵ھ ہے۔''

ابتدا:

الحمد للّٰہ الذی ارسل رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسل۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے رسول بھیجے۔خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے، تاکہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں رسولوں کے بعد حجت باقی نہ رہے۔

مقدمہ:

کتاب ''شواہد النبوۃ'' کے مقدمہ سے یوں پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب بھی جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ اور ان کے دوست واحباب کی درخواست پر تحریر کی گئی ہے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ بذات خود بھی خواہش رکھتے تھے کہ آنجناب، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ، تبع تابعین رحمۃ اللہ اور صدر اول تک کے حضرات صوفیائے کرام رحمۃ اللہ کے احوال و آثار پر ایک الگ کتاب تالیف کی جائے۔

کہ جو کتاب ''نفحات الانس'' کے ساتھ ملا کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ان (حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ) کے عہد تک کے بزرگان اسلام کی ایک تاریخ بن جائے۔

کیفیت:

یہ کتاب (شواہد النبوۃ) ایک مقدمہ سات ارکان اور ایک ''خاتمہ'' پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

❁ مقدمہ: نبی اور رسول کے معنی اور اس کے متعلقات

❁ پہلا رکن: آنحضرت ﷺ کی ولادت سے قبل کے شواہد و دلائل

❁ دوسرا رکن: ولادت سے بعثت تک کے حالات

❁ تیسرا رکن: بعثت سے ہجرت تک کے حالات

❁ چوتھا رکن: ہجرت سے وصال تک کے حالات

❁ پانچواں رکن: بعد از وصال ظہور پذیر ہونے والے آنحضرت ﷺ سے متعلق احوال و آثار

❁ چھٹا رکن: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آئمہ اہل بیت رحمۃ اللہ علیہم کے احوال و آثار

❁ ساتواں رکن: تابعین، تبع تابعین اور صوفیہ کے احوال و آثار

خاتمہ منکرین کی عقوبت کا بیان

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے کتاب کے چھٹے رکن میں خلفائے اربعہ کی صراحت کے ساتھ تفضیل بیان کی ہے۔ بدیں سبب یہ کتاب (شواہد النبوۃ) ایران اور عراق میں فارسی بولنے والے اہل تشیع کے ہاں مقبول نہ ہوسکی اور نہ ہی کماحقہٗ شہرت پا سکی۔

کتاب (شواہد النبوۃ) کی زبان نہایت سادہ، رواں مگر پختہ ہے۔ کہیں بھی عبارت آرائی، اور صنائع و بدائع لفظی سے کام نہیں لیا گیا ہے۔

جہاں حوالے کی ضرورت لاحق ہوئی وہاں پر صرف اشعار کا اندراج کر دیا گیا ہے وگرنہ اس سے بھی احتراز کیا گیا، پھر بھی عربی احادیث و روایات کو بکثرت درج کیا گیا ہے۔

۱۱۔ اشعۃ اللمعات:

''اشعۃ اللمعات'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے انہتر برس کی عمر میں بسال: (۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء) میں تحریر کی جیسا کہ کتاب کے اختتام پر مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ میں مادّہ تاریخ ''اَتْمَمْتُہٗ'' سے معلوم ہوتا ہے۔

اختتام:

قطعہ فی التاریخ

Marfat.com

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بآثام ہستی است جامی رحمہ اللہ اسیر
محی اللہ آثار آثامہ

ترجمہ: ''زندگی کے گناہوں نے جامی رحمہ اللہ کو اسیر کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے آثار کو مٹا دینے والا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

بتسوید این شرح توفیق یافت
مقرا بزلات اقدامہ

ترجمہ: ''اس شرح کے مسودہ کے اتمام کی توفیق ہوئی۔ اپنے قدموں کی لغزشوں کا اقرار کرنے والا ہو کر۔''

شعر نمبر ۳:

اذا قال اتممتہٗ قد بدَاَ
بما قال تاریخ اتمامہ

ترجمہ: ''جب وہ (جامی رحمہ اللہ) یہ کہتا ہے کہ ہم نے اسے تمام کر دیا تو پھر جو اس نے کہا ہے اس سے اس کے تمام کی تاریخ آشکارا ہو گئی۔''

کیفیت:

شیخ فخر الدین ابراہیم ہمدانی رحمہ اللہ المعروف عراقی کی کتاب ''لمعات'' کی بزبان فارسی شرح ہے۔
شیخ عراقی رحمہ اللہ (م ۶۸۶ھ یا ۶۸۸ھ) اور ''لمعات'' پر مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:[1]

مقدمہ:

مقدمہ کتاب سے بخوبی طور پر پتہ چلتا ہے کہ (امیر علی شیر) نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے ''لمعات'' کی تصحیح اور تقابل کی درخواست کی تھی۔ مگر بظاہر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اس کام سے پہلو تہی کر رہے تھے۔

مگر بالآخر، امیر علی شیر کی درخواست قبول کر لی، اور پھر جیسے ہی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اس کام میں مشغول ہوئے تو کتاب ''اللمعات'' کے روحانی اشارات وحقائق میں جذب ہوتے چلے گئے۔

---

[1] ''تاریخ ادبیات ایران'' جلد/ ۳: ص: ۵۶۷۔ ۵۸۴ اور ص: ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۸۔

Marfat.com

پھر اس کتاب کے مندرجات کی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ اور ان کے شاگرد صدر الدین محمد قونیوی رحمۃ اللہ اور دیگر عرفا کے اقوال کی مدد سے تشریح کی اور ''اشعۃ اللمعات'' نام رکھا۔

''مقدمے'' میں جناب امیر علی شیر کا نام بطور تعمیہ وایہام (یعنی مطلب کو پوشیدہ رکھ کر اور وہم میں ڈال کر) موجود ہے۔

کتاب ''اشعۃ اللمعات'' کے ایک دیباچہ کہ جس میں تالیف (شرح) اور ممدوح کا نام آیا ہے۔ ایک مفصل مقدمہ کہ جس میں صوفیہ کی اصطلاحات اور نکات کا بیان ہے اور ''لمعات'' کے اٹھائیس ''لمعہ'' کی تشریح پر مبنی ہے۔

۱۲۔ چہل حدیث:

چہل حدیث از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ یہ رسالہ بسال (۸۸۶ھ/ ۱۴۸۱ء) میں تالیف (ترجمہ) ہوا۔

الکلمۃ الاولیٰ: لایومن احد کم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ۔

بترجمتھا!

ترجمہ: ''پہلی بات: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (اپنے ترجمہ کے ساتھ)

اشعار:

شعر نمبر ۱:

ہر کسی را لقب مکن مومن
گرچہ از سعی جان و تن کاہد

ترجمہ: ''ہر کسی کو مومن کا لقب نہ دیجئے گا۔ اگرچہ کہ وہ جان وہ جسم کے ساتھ کوشش کیوں نہ کرے۔''

شعر نمبر ۲:

تانخواہد برادر خود را
آنچہ ازبہر خویشتن خواہد

ترجمہ: ''جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے چاہتا ہے۔''

Marfat.com

اختتام:

اشعار:

شعرنمبر۱:

اربعین ہای سالکان جامی
ہست بہر وصول صدر قبول

ترجمہ:''اربعین ھای (ہائے ہائے) سالکان جامی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہیں کہ وہ وصول کے لیے اورقبول کے لیے ہے۔''

شعرنمبر۲:

نبود از فضل حق عجیب و غریب
کہ بدین اربعین رسی بوصول

ترجمہ:''حق تعالیٰ کے فضل سے کچھ بھی تعجب کی بات نہیں ہے کہ یہ اربعین اتمام کو پہنچ گئی۔''

اربعین:

اس موضوع پر مرتب کرنے والے اکابر دین کی تقلید میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے (چہل حدیث) میں ''اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا منظوم فارسی ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ نظم بحر خفیف میں ہے۔

مگر حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھی۔

من حفظ من امّتی اربعین حدیثاً ینتفعون به الناس بعثه الله یوم القیامه فقیهاً عالماً[1]

ترجمہ:''میری امت میں سے جس نے چالیس احادیث حفظ کیں کہ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں قیامت کے دن خدا اسے فقہا اور علماء کے گروہ میں سے اٹھائے گا۔''

۱۳۔رسالہ تجنیس خط:

رسالہ تجنیس خط از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا فہرست تصانیف میں اس رسالے کا نام نہیں ملتا ہے، اور نہ ہی اس رسالہ کی تاریخ تصنیف معلوم ہے۔

---

[1] حدیث۔

Marfat.com

ابتدا:

بعد توحید وصفات خالق شام وسحر منظوم رسالہ ان عربی الفاظ پر مشتمل ہے جو کہ بدل کر یا غلط طور پر پڑھنے سے مختلف معنی دیتے ہیں۔ مثلاً:

شعر نمبر ا:

مصر شہر و شہر ماہ وماہِ آب و خوف سہم

سہم تیر او اجنحہ چہ بال باشد بال جان؟

ترجمہ: ''مصر کا شہر، محبوب کا شہر اور چہرہ کی زیبائش اور (اچانک) تیر نظر کا خوف اچانک تیر نظر و بازو کا کیا خطرہ ہوگا؟ (محض) جان کا خطرہ؟''

''رسالہ تجنیس خط'' ہندوستان سے طبع ہو چکا ہے!

۱۴۔ مثنویات ہفت اورنگ:

''مثنویات ہفت اورنگ''، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ان سات مثنویوں کا مجموعہ ہے کہ جو آپ نے مختلف ادوار میں تحریر فرمائیں۔ ازاں بعد! ان مثنویات کو یکجا کر کے ''ہفت اورنگ'' کے نام سے موسوم کیا۔

چنانچہ اس مجموعے کے بعض مخطوطات میں ایک ''مقدمہ'' بھی موجود ہے جو بظاہر بذات خود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے تحریر فرمایا ہے۔

مقدمہ:

یہ کہ مقدمہ سے کہ جو بہت زیادہ قدیم مخطوطات میں موجود نہیں ہے۔

* یہ مقدمہ مثنویات ہفت اورنگ جامی رحمۃ اللہ علیہ بتصحیح مرتضیٰ، مدرس گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ: تہران (۱۳۵۱ش) میں بھی موجود ہے۔

ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں ''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ'' نے ''خمسہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''خمسہ خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ'' کی طرز پر پانچ مثنویاں تحریر کیں، اور بعد میں دو مثنویوں کا اضافہ کر کے اسے '' ہفت اورنگ'' کے نام سے موسوم کیا۔

چنانچہ، اس قیاس کی تائید مثنوی خردنامہ اسکندری سے بھی ہوتی ہے کہ جہاں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ پیشتر ازیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ، نظامی رحمۃ اللہ علیہ اور خسرو کی تقلید میں پانچ مثنویات تحریر کرنے کا ارداہ رکھتے تھے کہ جو اس ''بحر'' میں ہوتیں۔ ازاں بعد! ''مثنوی سلسلۃ الذہب'' اور ''مثنوی سبحۃ الابرار'' تالیف فرمائی۔

Marfat.com

''خردنامہ اسکندری'' میں حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ ایک مدت تک غزل گوئی میں مصروف رہے۔ پھر قصیدہ گوئی میں مشغول ہو گئے۔ ازاں بعد! تفنن کی خاطر معمے بھی تحریر فرمائے، رباعیات فرمائیں اور پھر مثنوی سرائی کی راہ اختیار کر لی۔ ①

مثنویات ہفت رنگ میں شامل مثنویات کی تفصیل:

''مثنویات ہفت رنگ'' میں شامل ''مثنویات'' کی تفصیل درج ذیل ہے:

اول: ''سلسلۃ الذہب'': دفتر اول:

بحر خفیف (فاعلاتن مفاعلن فعلن) میں یہ مثنوی حکیم سنائی رحمہ اللہ کی ''حدیقۃ الحقیقہ'' اور ''واحدی'' کی ''جام جم'' کے اسالیب وطرز وروش میں سلطان مرزا حسین بایقرا کے نام پر تحریر کی گئی ہے:

ابتدا:

شعر:

للہ الحمد قبل کل کلام
بصفات الجلال و الاکرام

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہر کلام سے قبل۔ جلال والاکرام کی صفات کے ساتھ۔''

اختتام:

شعر:

ور بماند جواد عمر از سیر
ختم اللہ لی بما ہو خیر

ترجمہ: ''اگر کوئی تشنگی محسوس کرے تو تمام عمر اس سے سیر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خیر کے ساتھ ختم فرما دیا۔''

مثنوی:

مثنوی میں تاریخ تالیف مذکور نہیں ہے۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ بسال: (۸۷۳ھ/ ۶۸۔ ۱۴۶۹ء) (سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ) کا سنِ جلوس، اور بسال: (۸۷۷ھ/ ۷۲۔ ۱۴۷۳ء) کہ جو حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے سفر حجاز کا سال ہے، دوران سفر تحریر کی گئی ہے۔

① ''خردنامہ اسکندری'': (ص:۲۹۔۹۲۶)۔

Marfat.com

❁ صاحب (رشحاتِ عین الحیات) کے قول کے مطابق، سفر حجاز کے دوران میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، بغداد پہنچے تو مثنوی "سلسلۃ الذہب" کے بعض "قطعات"، اہل بغداد اور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف کا باعث بنے۔

مثنوی میں ایک مقام پر مولانا جامی رحمہ اللہ، ریا کاروں کی مذمت فرماتے ہوئے مذکورہ تقریبی تاریخ تالیف کی طرف اشارہ بھی فرماتے ہیں!

یہاں پر بنظر اختصار اشعار حذف کیے جاتے ہیں۔ ①

تصوف اور اخلاق کے مباحث پر یہ ایک طویل مثنوی ہے کہ جس میں آیات، احادیث، اقوال صوفیہ اور روایات ائمہ دین سے استفادہ کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مثنوی کے مطالب کی وضاحت کے لیے حکایات وتمثیلات کے بیان سے بھی کام لیا گیا ہے۔

کیفیت:

اس مثنوی میں کئی کلامی مسائل مثلاً: جبر و اختیار، قضا و قدر، نبوت و امامت، قدم و حدوث عالم اور ظاہری شرعی احکام مثلاً: نماز، روزہ اور تلاوت قرآن پر بھی بحث کی گئی ہے۔

تصوف:

تصوف کے باب میں یہ مثنوی، ذکر خفی وجلی، عزلت وخلوت، خاموشی، بیداری اور جُوع (بھوک) وغیرہ، کے مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔

آخر میں اسلامی عقائد پر ایک خصوصی نظم موسوم بہ "اعتقاد نامہ" ہے کہ جسے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادے کی خواہش پر تحریر کیا تھا۔

چنانچہ، مثنوی کے نام کے متعلق حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

اشعار:

شعر نمبر ۱:

آن نہ رشتہ سلاسل ذہبست
نام رشتہ برآن نہ ازا دلبست

ترجمہ: "یہ صرف زریں سلاسل ہی نہ ہیں کہ نام رشتہ اس پر نہ ہی محض ادب کے لیے ہے۔"

① ملاحظہ کیجیے: (مثنوی سلسلۃ الذہب) ۱: ۱۰۳۔

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

بہر شیران بود سلاسل زر
ہر کہ شیر ست از آن پیچد سر

ترجمہ: ''شیروں کے لیے یہ زریں زنجیریں ہیں۔ جو کہ شیر ہے وہ اس سے اپنا سر نہیں باندھتا۔ (یعنی وہ اپنے گلے میں نہیں ڈالتا ہے۔)''

''سلسلۃ الذہب'' دفتر دوم:

مثنوی کے اس دفتر کا موضوع، کتاب کے ابتدائی اشعار سے واضح ہے۔ (یہاں پر بنظر اختصار اشعار کو حذف کر دیا گیا۔)

کیفیت:

اس دفتر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اسلوب یہ رہا ہے کہ ہر فصل میں محبت الٰہی اور عشق حقیقی کی بحث چھیڑ کر اس میں لطیف اور دقیق نکات سمو دیئے ہیں، اور بطور حوالہ صوفیا کی واردات پر مبنی ایک حکایت نقل فرمائی ہے۔

قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ سے بھی جابجا استناد فرمایا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے جن حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ، ذوالنون مصری رحمۃ اللہ، شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ، شمس تبریزی رحمۃ اللہ، شیخ واحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ، شیخ محیی الدین، صاحب فتوحات مکیہ، شیخ علی موفق، معروف کرخی رحمۃ اللہ، بشر حافی رحمۃ اللہ، احمد بن حنبل (اگرچہ کہ ان کا شمار فقہائے کرام میں ہوتا ہے۔)، ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ، خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ، صاحب ''تحفہ مغنیہ''، شیخ ابوعلی دقاق۔

اس دفتر کی تالیف میں جو بات لائق توجہ ہے وہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا لطیف ذوق اور شگفتہ مزاجی ہے کہ اس طرز و روش کا مجموعی طور ''سلسلۃ الذہب'' کے روحانی اور عرفانی نکات کے بیان میں کافی حد تک دخل ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ جابجا دلچسپ اور پر مزاح حکایات بھی بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

بعینہٖ، دقیق مضامین کو ایسی لطافت اور ظرافت سے شامل مثنوی کیا ہے کہ ایک قاری کتاب مطالعہ کے

Marfat.com

دوران میں ذہن پر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں کرتا۔

اور قاری کا ذہن تازہ بہ تازہ رہتا ہے۔

دفتر دوم بھی پہلے دفتر کی طرح بحر خفیف میں ہے۔ مگر اس سے مختصر ہے۔ اس دفتر کی تاریخ تالیف بسال: (۸۹۰ھ/ ۱۴۸۵ء) ہے۔

یعنی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اس وقت تک حجاز سے واپس تشریف لا چکے ہیں۔ بنظر اختصار ''قطعہ تاریخ'' حذف کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس دفتر کو (دفتر اول) کا تکملہ وتتمہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ دفتر دوم، دفتر اول کی تالیف کے کئی سال بعد تحریر کیا گیا ہے، اور یہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ذہنی تسلسل اور ربط کی دلیل ہے۔ لیکن حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس ''دفتر دوم'' کو کوئی مستقل اور الگ حیثیت نہیں دی ہے۔ نہ ہی اس کے ''ابتداء'' میں ''مقدمہ''، نعت اور معاصر بادشاہ کی مدح تحریر کی ہے۔

''سلسلۃ الذہب'' دفتر سوم:

''سلسلۃ الذہب'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا دفتر سوم پہلے دو دفتروں کے وزن پر پانچ صد اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ مختصر دفتر سوم، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے قیصر روم سلطان بایزید خان دوم (۸۸۶ھ۔ ۵۱۸ھ) بمطابق (۱۴۸۱ء۔ ۱۵۱۲ء) کے نام پر تحریر کیا۔

کیفیت:

دفتر سوم کے آغاز میں اور آخر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے سلطان روم رحمۃ اللہ کی مدح کی ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تاریخ تالیف کی وضاحت نہ کی ہے۔

''سلسلۃ الذہب'' کا دوسرا دفتر بسال: (۸۹۰ھ/ ۱۴۸۵ء) میں اختتام پذیر ہوا تھا بدیں سبب اصولی طور پر زیر نظر دفتر اس کے بعد ہی تحریر کیا گیا ہوگا۔

ابتدا:

شعر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ یہ (دفتر

Marfat.com

سوم) حکیم کے خزانے کی کلید (چابی) ہے۔"

اختتام:

شعر:

برہمین نکتہ ختم شد مقصود
للہ الحمد والعلی و الجود

ترجمہ: "اسی نکتہ پر مقصود کا اختتام ہو چکا ہے۔ (یہ کہ) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جو نہایت بلند مرتبہ اور صاحب جود و کرم ہے۔"

مضامین وعناوین:

دفتر سوم، مدنی سیاست، آدابِ حکمرانی، عدل وانصاف کی تعریف اور بادشاہوں کو نصائح وتذکیر پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کے تمام مضامین وعنوانات دانش ومصالح وحکم سے مملوّ ہیں، اور یہ منظوم قطعات پر مشتمل ہیں۔

چنانچہ ہر قطعے میں بادشاہ کے کسی ایسے وصف کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ جس کا ذکر اس میں ضرور ہونا چاہیے تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ہر صفت کی مناسبت سے ایک حکایت بھی درج کی ہے۔

"دفتر سوم" کی تحریر وترتیب کے وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے پیش نظر تاریخی کتب اور بادشاہوں کے قصص وحکایات مندرج ہیں۔ چنانچہ، اس سلسلے میں نظامی عروضی سمرقندی رحمۃ اللہ کی کتاب چہار مقالہ سے استفادہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے جن قریب العہد سلاطین کا ذکر کیا ہے ان سلاطین میں غازان خان منگول اور یعقوب بک ترکمان وغیرہ شامل ہیں۔

مثنوی:

مثنوی کے اختتام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے چند شاہی تحائف اور شاہی مکتوب کی وصولی کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ جس سے ہمیں بخوبی طور پر یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یہ مثنوی جواباً بادشاہ کو پیش کی تھی۔ چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس مثنوی کا نام "تحفہ شاہی" رکھا تھا، اور وہ جواز میں یہ شعر پیش فرماتے ہیں:

لیک ازآنجا کہ تحفہ شاہست
یاد کرد کمین ہوا خواہست

Marfat.com

ترجمہ: ''لیکن اس مقام پر کہ تحفہ شاہ (وصول ہوا) ہے کہ حرص وآز کے بندہ ناچیز نے (اس حوالے) سے یادآورش چاہی ہے۔''

مگر بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا شعر کے حوالے سے کتاب کے نام کا تعین نہیں کیا جا سکتا ہے۔

دوم: سلامان وابسال:

کیفیت:

یہ تمثیلاتی مثنوی بحر رمل مسدس (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن) میں تحریر کی گئی ہے۔

انتساب:

اس مثنوی کا انتساب ''سلطان یعقوب ترکمان قوینلو'' کے نام ہے۔ یہ کہ مثنوی کی تاریخ تصنیف کی تصریح نہیں ہوئی۔ مگر بظاہر کچھ یوں لگتا ہے کہ یہ مثنوی، بسال (۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰ء) میں تحریر کی گئی۔ اس تخمینہ کا سبب کچھ یہ ہے کہ سلطان یعقوب ترکمان قوینلو، بسال : (۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ء) میں تخت حکومت وسلطنت پر متمکن ہوا تھا۔

اور ازاں بعد! بسال: (۸۸۶ھ/ ۱۴۸۱ء) میں مثنوی (تحفۃ الاحرار) مکمل ہو چکنے سے قبل ''سلامان وابسال'' تحریر کی جا چکی تھی۔

مقدمہ:

مقدمے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنی ضعیف العمری سے نالاں نظر پڑتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر اڑسٹھ برس تھی، اور آپ بدیں اشعار حرف شکایت نوک قلم پر لاتے ہیں:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

عمر ہا شد تا در این کاخ کہن
تارِ نظم بستہ برعود سخن

ترجمہ: ''عمر یہاں تک پہنچ چکی اس دنیا کے پرانے محل میں کہ (ہم نے) نظم کے تار کو عود سخن پر باندھ رکھا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

رفت عمر و این نوا آخر نشد
کاست جان وین ماجرا آخر نشد

Marfat.com

ترجمہ: ''عمر بیت چکی ہے جبکہ یہ نغمہ تمام نہیں ہوا ہے کہ جسم وجان نحیف ہو چکے ہیں اور یہ ماجرا (کہانی) ختم نہ ہونے کو آتا ہے۔''

شعر نمبر ۳:

پشت من چو چنگ خم گشت وہنوز
ہر شبی در ساز عودم تا بروز

ترجمہ: ''ہماری کمر چنگ (کے ساز) کی مانند خم ہو چکی ہے، اور ابھی ہر شب میرے عود کے ساز پر صبح تک وہی نوا ہے۔''

شعر نمبر ۴:

عود نا ساز است د کردہ .روز گار
دست مطرب راپر ی رعشہ دار

ترجمہ: ''ہمارے عود کی صدا ناتوان ہے کہ زمانے نے سازندہ کے ہاتھ کو ضعیفی کی بنا پر رعشہ دار بنا ڈالا ہے۔''[1]

ابتدا:

شعر:

ای بیادت تازہ جان عاشقان
ز آب لطفت تر زبان عاشقان

ترجمہ: ''اے (محبوب) کہ آپ کی یاد نے عاشقوں کی جان کو (تازہ ولولوں سے) ہمکنار کیا ہے کہ آپ کی زیبائش کے لطف نے عاشقان کی زبان کو پھر سے لطافتِ (بیانی) ہمکنار کر دیا ہے۔''

اختتام:

شعر:

ہم بریں اجمال کاری این خطاب
ختم شد واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: ''ہم اس خطاب کا کام اس اختصار کرتے ہیں کہ تمام ہوا اور صواب کی راہ کو سب سے زیادہ بہتر جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (سلامان وابسال): ص: ۳۱۸۔

Marfat.com

سلامان وابسال:

سلامان وابسال کا قصہ مولانا جامی رحمۃ اللہ نے شیخ رئیس ابوعلی حسین ابن سینا رحمۃ اللہ (م۴۲۸ھ/ بمطابق:۱۰۳۶ء) کی تالیف اشارات پر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ (م۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء) اور خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ (م۶۷۲ھ/ ۱۲۷۴ء) کی شروحات سے اخذ کیا ہے۔

شرح طوسی:

شرح طوسی میں اس داستان کی ہر دو طرح سے روایت کی گئی ہے۔

❁ ایک روایت معمولی رد وبدل کے ساتھ وہی ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تحریر کی ہے۔ بوعلی سینا نے ''اشارات'' میں یوں تحریر کیا ہے۔

و اذا قرع سمعك فی ماتقرأه وسرد علیك فی ماتسمعه قصة ''سلامان وابسال'' فاعلم ان سلامان مثل ضرب لك وان وابسال، مثل ضرب لدر جتك فی العرفان ان كنت من اهله۔ ثم حل الرمز ان الحقت۔

ترجمہ: ''جو کچھ آپ نے اس میں سے پڑھا ہے کہ جب آپ اس کو احاطہ ذہن میں لے آیئے گا، اور جو کچھ آپ نے سنا ہے ''سلامان وابسال'' کے قصہ میں سے باتوں کا تسلسل وربط آپ (کے دل) پر قائم ہو جائے۔ تو پھر آپ جان لیجئے گا کہ بلاشبہ! سلامان میں تمہارے لیے ایک مثالی کردار ہے، اور بلاشبہ! ابسال (کا کردار) آپ کے لیے عرفان میں آپ کے درجہ (مرتبہ) کے لیے ایک مثالی کردار ہے! کہ اگر آپ اس کے اہل ہیں کہ اگر آپ نے اس (حکایت) کو بخوبی طور پر جان لیا ہے تو ہی رمز حل ہو چکی۔''

شیخ ابوعلی ابن سینا: انتشارات وتنبیہات ترجمہ فارسی، احسان یار شاطر، انجمنِ آثار ملی: تہران ۱۳۷۳ھ: ص:۲۴۷، النحط التاسع فی مقامات العارفین۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کو چونکہ اصل حکایت دستیاب نہ ہو سکی تھی، بدیں سبب وہ اس کا راز افشا نہ کر سکے۔

مگر خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس قصے کو دو طرح سے بیان کیا ہے، اور پھر اس کی تاویل بھی کر دی ہے، اور اس کا راز بھی افشا کر دیا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے بھی خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ کی پیروی میں

Marfat.com

داستان کی تشریح وتفسیر کی ہے۔لیکن بعض مقامات پر ان سے اختلاف بھی کیا ہے۔

بہر کیف، معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ اختلاف اور تبدیلی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بذات خود وضع کردہ ہیں یا پھر قرار واقعی ان کے سامنے کوئی دوسرا ماخذ تھا! مگر تلاش بسیار کے باوجود بھی ہمارے سامنے کوئی ایسا ماخذ نہیں آسکا ہے۔

سوم: تحفۃ الاحرار:

مثنوی ''تحفۃ الاحرار'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ!

مثنوی، بحر سریع میں رمضان (۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء) میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

اتمام انتظام این سبحه در ماه تسبیح وشهر تراویح منتظم در سلك شهور سنه ست وثمانین وثمان مائه اتفاق یافت۔[1]

ترجمہ: ''اس ذکر کے نظم کی تکمیل ماہ تسبیح اور شہر تراویح میں نظم کی لڑی میں بسال ۸۸۶ھ میں مکمل ہوگئی۔''

ابتدا:

شعر:

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم
هست صلای سر خوان حکیم

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ یہ ایک حکم کے دستر خوان کی دعوت ہے۔''

اختتام:

شعر:

مهر نه خاتمه این کتاب
شد رقم خاتم تم الکتاب

ترجمہ: ''یہ اس کتاب کے خاتمہ کی مہر نہ ہے کہ یہ تم الکتاب کی خاتم تحریر کی گئی ہے۔''

چنانچہ، وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

---

(1) ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار): ص: ۴۴۳۔

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

ماشطہ خاصہ چو آرا ستش
از قبل من لقبی خواستش

ترجمہ:''جب اس نے قلم کے نوک و پلک کو سنوار دیا تو پھر مجھ سے اس لقب کی خواہش کی۔''

شعرنمبر۲:

تحفۃ الاحرار لقب داد مش
تحفہ باحرار فرستاد مش

ترجمہ:''ہم نے اس کا لقب ''تحفۃ الاحرار'' قرار دیا کہ ''احرار'' کو ہم نے یہ ''تحفہ'' ارسال کر دیا۔''[1]

مثنوی:

مثنوی کے آغاز میں ایک دیباچہ نثر میں تحریر کیا گیا ہے چونکہ یہ مثنوی' نظامی رحمۃ اللہ کی ''رمز الاسرار'' اور خسرو کی ''مطلع الانوار'' کے جواب میں تحریر کی گئی ہے چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے وہاں پر نظامی رحمۃ اللہ اور خسرو، ہر دو کا نام نہایت عقیدت واحترام سے لیا ہے۔

کیفیت:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے منثور مقدمے کے بعد چار مناجاتیں، پانچ نعتیں اور خواجہ بہاءالدین محمد بخاری رحمۃ اللہ کی منقبت بیان کی ہے۔ یہ منقبت ''خواجہ عبید اللہ احرار'' کی دعا پر ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے وہاں پر کسی معاصر حکمران کا نام نہیں لیا ہے۔ اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ یہ مثنوی صرف آستانۂ خواجہ احرار پر پیش کرنے کے لیے تحریر کر رہے تھے۔

مقدمے:

مقدمے میں وصول مراتبے ثلاثہ (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) پر بحث کی ہے۔ اصل متن درج ذیل بیس مقالات پر مشتمل ہے:

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (تحفۃ الاحرار) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۴۴۲!

Marfat.com

- آفرینش
- آفرینش آدم
- سعادتِ اسلام
- نمازہائے پنجگانہ
- اثباتِ رمضان
- زکوٰۃ
- زیارت بیت الحرام
- عزلت
- سکون
- سپہر
- نشانِ صوفیا
- شرح حال علمای ظاہر
- مخاطبہ سلاطین
- حال بیران ووزیران
- صفت پیری
- شرح جوانی
- حسن وجمالی
- عشق
- حال شعرای خام طبع
- پندبہ فرزند خویش ضیاء الدین یوسف

ہر مقالہ میں اصلی موضوع کے بعد ایک مناسبت وخوبصورت اور نہایت لطیف وعمدہ حکایت کا اندراج کیا گیا ہے۔

چہارم: سبحۃ الابرار:

''سبحۃ الابرار'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ: یہ مثنوی بحر رمل مسدس (فاعلاتن مفاعلن فعلن) میں ہے۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ سے قبل کسی شاعر نے اس ''بحر'' میں مثنوی نہیں، نظم کہی ہے۔

البتہ جناب امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کی مثنوی ''سپہر'' میں اس وزن کے صرف چند اشعار ہی ملتے ہیں۔

کیفیت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے مثنوی ''سبحۃ الابرار'' کی تاریخ تالیف کی توضیح نہیں فرمائی ہے۔ مگر اڑتیسویں ''عقد'' میں وہ اپنے فرزند ارجمند ''ضیاء الدین یوسف'' کو مخاطب کرتے ہوئے اس کی عمر پانچ برس بتلاتے ہیں۔

شعر نمبر ۱:

سال تو پنج و درین سنج
از دو پنجاہ فزون باد این پنج

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ رحمۃ اللہ کی عمر پانچ برس ہے، اور اس میں سہ پنج ہیں، کہ دو سے پنجاہ زیادہ ہوئے تو باقی یہی پانچ رہ گئے۔''

ضیاء الدین یوسف بسال: (۸۸۲ھ/ ۱۴۷۸ء) میں متولد ہوئے تھے۔ لہٰذا ''سبحۃ الابرار'' کی تاریخ تصنیف بسال: (۸۷۷ھ/ ۱۴۸۲ء) قرار پاتی ہے۔ یہ یاد رہے کہ مثنوی ''سبحۃ الابرار'' کا انتساب حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ کے نام فرمایا:

ابتدا:

شعر:

ابتدی باسم اللہ الرحمن
الرحیم المتوالی الاحسان

ترجمہ: ''ہم اس (مثنوی) کی ابتدا اسم اللہ الرحمن کے ساتھ کرتے ہیں کہ وہ الرحیم ہے اور مسلسل الاحسان کرنے والا ہے۔''

اختتام:

شعر نمبر ۱:

حسن مقطع چو بود رسم کہن
قطع کردیم بدین نکتہ سخن

ترجمہ: ''حسن مقطع کی طرح پر پرانی رسم ہے کہ ہم نے اس نکتہ سخن کو قطع کر دیا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

ختم اللہ لنا بالحسنیٰ
وھو مولانا نعم المولیٰ؟

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے عمدہ طور پر ختم فرما دیا، اور وہ ہمارا آقا ہے اور پھر کیا ہی عمدہ آقا ہے!''

مثنوی کے آغاز میں ایک مسجع و مقفی ''منثور دیباچہ'' ہے ازاں بعد نعت اور مدح سلطان ہے۔ مثنوی کا اصل متن چالیس ''عقد'' میں تقسیم ہوا ہے۔ مثنوی کے اختتام پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے ''قلم'' کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نہایت عمدہ لطیف ''نظم'' تحریر کی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

Marfat.com

شعر:

میر سد عقد عقودش بچہل
ہریک از دل گرہ جہل گسل

ترجمہ: ''مثنوی عقود کا عقد چالیس تک پہنچتا ہے کہ ان عقود میں سے ہر ایک قلب سے جہل کی گرہ کو توڑ ڈالنے والی ہے۔''

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اظہار بیان:

مثنوی ''سبحۃ الابرار'' میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اظہارِ بیان کا انداز کچھ یوں ہے کہ آپ ہر ''عقد'' ایک خطاب سے شروع فرماتے ہیں کہ جس میں روئے سخن ''انسان'' کی جانب ہے۔

چنانچہ، ہر خطاب میں انسان کی عادت وخصلت اور فضائل وکمالات کو بیان فرمایا ہے، اور پھر اسی کی مناسبت سے ایک مؤثر حکایت کا بھی اندراج کیا ہے۔

ازاں بعد! حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ایک نہایت لطیف پیرایہ بیان میں ''مناجات'' تحریر فرماتے ہیں کہ جس میں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ویسی ہی فضیلت کی استدعا فرماتے ہیں۔

چہل عقود کی ترتیب وتفصیل:

ان چالیس عقود کی ترتیب وتفصیل درج ذیل طور پر ہے:

- ⊙ کشفِ حقیقتِ دل
- ⊙ کلامِ موزون
- ⊙ یکتائی حق
- ⊙ شرح تصوف
- ⊙ مقامِ توبہ
- ⊙ مقامِ زہد
- ⊙ صبر
- ⊙ خوف
- ⊙ توکل
- ⊙ شرحِ سخن
- ⊙ استدلال از آثار بر وجود آفریدگار
- ⊙ ذات حق ''حقیقت وجودست''
- ⊙ ارادت
- ⊙ کشف سرِّ ورع
- ⊙ سرِّ فقر
- ⊙ شکر
- ⊙ رجا
- ⊙ رضا

Marfat.com

- محبت
- شوق
- غیرت
- قرب
- حیا
- حریت
- فتوت
- صدق
- اخلاص
- جود
- قناعت
- تواضع
- حلم
- طلاقت وجہ ومزاح
- تودد اور تالف
- سماع
- دولت خواہی سلطان
- نیک خواہی ارکان دولت
- ولادت رعایا بشکر گزاری
- وصیت بفرزند خویش ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ
- نصیحت بنفس خویش
- التماس از مطالعہ کنندگان

غرضیکہ مثنوی ''سبحۃ الابرار'' نہایت عمدہ اور لطیف پیرایہ بیان میں اور فصیح وبلیغ ترتیب دی گئی ہے کہ کوئی دوسری مثنوی اس وزن میں نہیں لکھی دیکھی گئی۔

پنجم: مثنوی یوسف وزلیخا:

مثنوی یوسف وزلیخا از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ، یہ روحانی مثنوی بحر معزج مسدس (مفاعیلن مفاعیلن فعولن) میں نظامی رحمۃ اللہ کی ''خسرو وشیریں'' اور فخر گورگانی رحمۃ اللہ (م بعد از ۴۴۶ھ/ ۱۰۵۴ء) کی ''ویس ورامین'' کی طرز وروش پر ہے۔ چار ہزار اشعار پر مشتمل یہ مثنوی بسال: (۸۸۹ھ/ ۱۴۸۴ء) میں تحریر کی گئی۔

شعر نمبر ۱:

قلم نساجی این جنس فاخر
رسانید آخر سالی بآخر

ترجمہ: ''اس جنس فاخر کے بننے والے قلم نے آخر سال سے ایک اور سال تک پہنچا دیا۔''

شعر نمبر ۲:

کہ باشد بعد از آن سال مجدد
نہم سال از نہم شعر از نہم صد

Marfat.com

ترجمہ: ''اس کے بعد وہ اگلا (نیا) سال کیسا ہوگا۔ نواں برس نویں عشرہ سے نو صد میں سے۔''

شعر نمبر ۳:

گرفتم بیت بتیش را شمارہ
ہزار آمد و لیکن چار بارہ

ترجمہ: ''اس (مثنوی) کی ابیات میں سے ہم نے ایک بیت کو شمار کیا تو ہزار کے اوپر ''چار بارہ'' کے اعداد نکلے۔''[1]

ابتدا:

شعر:

الٰہی غنچہ قید بگشای
کلی از روضہ جاوید بنمای

ترجمہ: ''اے بارِ الٰہ! کہ آپ ہمیں غنچہ قید بخش دیجئے کہ آپ ہمیشگی کی جنت کا ایک پھول دکھلا دیجئے۔''

کیفیت:

مثنوی ''یوسف علیہ السلام و زلیخا'' کے آغاز میں خطبہ، نعت، معراج النبی ﷺ کا بیان، خواجہ عبید اللہ احرار کی منقبت اور سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کی مدح ہے۔ سبب تالیف اور فضیلت سخن (شاعری) میں دو نظمیں تحریر کر کے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے اصل موضوع یعنی حضرت یوسف بن یعقوب کی اسلامی روایات کے مطابق قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا کی طرف آتے ہیں۔

چنانچہ، یہ قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا تحریر کرتے وقت قرآن مجید کی بارہویں سورۃ یوسف، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے پیش نظر تھی۔

بظاہر اس قصہ کا اصل ماخذ وہ اسرائیلی روایات ہیں جو ''تورات'' (سفر پیدائش باب ۳۹۔ ۴۵) میں موجود ہیں۔

چنانچہ، قدیم مفسرین، مؤرخین، ارباب سیر و اخبار یا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے متقدم شعرا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے وہ سب تورات کی روایات پر مبنی ہیں۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (یوسف علیہ السلام و زلیخا) ص: ۴۸۷!

Marfat.com

مگر بعض مقامات پر مسلم مفسرین نے اسرائیلی روایات سے اختلاف کیے ہیں۔ مثلا: عزیز مصر اور اس کی بیوی کے نام کے بارے میں دونوں ماخذوں میں جو اختلاف ہے ہم اس کا تقابل کیے دیتے ہیں۔

تورات کی مختصر تفصیل:

''حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر لے جایا گیا۔ وہاں فرعون مصر کی خصوصی افواج کے سردار اور خواجہ فوطیفار نامی ایک مصری نے انہیں (حضرت یوسف کو) اسمٰعیلیوں سے خرید کر لیا کہ جو آپ کو وہاں لے گئے تھے۔ خدا ''حضرت یوسف علیہ السلام'' کے ساتھ تھا۔ سو وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) کامیاب ہوئے اور اپنے مصری آقا کے گھر ہی میں رہے، پس حضرت یوسف نے آقا کی نظر التفات پائی، وہ ان کی خدمت کرتا۔ آقا نے اپنا گھر انہیں سونپ دیا، اور اپنی تمام جائیداد بھی ان کے سپرد کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ''قدوقامت'' میں بھلے اور خوبصورت دکھائی دیتے تھے، اور اس کے بعد یوں ہوا کہ آقا کی عورت حضرت یوسف علیہ السلام کو (بری نگاہ سے) دیکھنے لگی''۔ ①

قرآن مجید:

آیہ قرآنیہ

وَقَالَ الَّذِیْ اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ②

کی تفسیر حضرت شیخ ابوالفتوح رازی رحمہ اللہ نے یوں تحریر فرمائی ہے کہ

ترجمہ: ''جب حضرت یوسف علیہ السلام کا مالک اسے بازار سے لے آیا اور بیچنے کے لیے پیش کیا تو شاہی خزانہ دار نے اسے خرید لیا۔ جس کا لقب ''عزیز'' اور نام قطیفر تھا۔ بعض نے اس کا نام اطفر بن رحیب کہا ہے۔ اس زمانے میں مصر کا بادشاہ ولید بن ریان تھا۔ قطیفر العزیز، حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر اپنے گھر لے گیا۔''

اس نے اپنی بیوی ''اوفکانت ہوس'' سے کہا کہ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرو۔ ہمیں اس سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ آؤ ہم اسے اپنی فرزندی میں لے لیتے ہیں۔''

---

① ملاحظہ کیجیے: تورات: سفر پیدائش: باب: ۳۹۔

② سورۃ یوسف۔ ۲۱۔

Marfat.com

اور آیت:

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ①

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالفتوح رازی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

ترجمہ ''جب حضرت یوسف علیہ السلام، عزیز کے گھر چلے گئے تو عزیز نے انہیں اپنی بیوی کے سپرد کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال کس قدر تھا وہ ہم بتلا چکے ہیں۔''

عزیز کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک نظر دیکھا تو اسے پسند کر لیا۔ ادھر حسنِ یوسفی کو روز بروز چار چاند لگ رہے تھے۔ اس پر عشقِ زلیخا روز افزوں تھا۔''②

مزید تحقیقات:

جدید تحقیقات کے پیش نظر ''حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام'' کا قید ہونا اور ان کا مصر جانے کا واقعہ ''طوطیمس'' ثالث: (۱۵۰۳۔۱۴۴۹ قبل مسیح) کے عہد حکومت میں پیش آیا۔ ''طوطیمس'' ثالث کا تعلق فراعنہ مصر کے اٹھارویں سلسلے سے تھا۔ ان ایام میں مصر پر شامی تمدن کے اثرات بام عروج پر تھے، اور پھر شام سے قیدیوں کو مصر لانا ایک معمول تھا۔③

قصہ یوسف علیہ السلام و زلیخا:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس عشق و محبت پر مبنی داستان کی تمام جزئیات و تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ نے اس قصہ ''یوسف علیہ السلام و زلیخا'' کے اختتام پر تین نظموں کا بھی اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ، ایک میں شکایت زمانہ ہے، دوسری میں اپنے فرزند ارجمند کو خطاب کیا ہے اور تیسری میں اپنے نفس سے مخاطب ہیں۔

مثنویات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ:

مثنویات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ میں سب سے زیادہ شہرت دوام قصہ ''یوسف علیہ السلام و زلیخا'' ہی کے حصے میں آئی ہے کہ جہاں کہیں بھی زبان فارسی بولی یا سمجھی جاتی ہے وہاں پر یہ مثنوی (یوسف علیہ السلام و زلیخا) مروج رہی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ غیر ملکی زبانوں میں بھی اس مثنوی کے کئی تراجم ہو چکے ہیں۔

---

① سورۃ یوسف: ۲۳۔

② ملاحظہ کیجیے: (تفسیر ابوالفتوح) جلد/۵: ۷۵۔۷۴ ۱۴ (طبع دوم)

۲۔ ملاحظہ کیجیے: (تفسیر ابوالفتوح) جلد/۵: س۔۸ ۷۴ ۱۴

③ ملاحظہ کیجیے: (تاریخ مصر: از سر للنڈرز پیٹری) بحوالہ: (جامی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمہ اللہ

Marfat.com

ششم: مثنوی (لیلیٰ ومجنون):

مثنوی (لیلیٰ ومجنوں) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ عشق ومحبت کے معاملات پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی (بحر ہزج مسدس/ مفعول مفاعلن فعولن) میں نظامی رحمہ اللہ کی ''لیلیٰ ومجنون'' اور خسرو دہلوی کی ''لیلیٰ ومجنون'' کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ یہ مثنوی: تین ہزار آٹھ صد ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ مثنوی بسال: (۸۸۹ھ/ ۱۴۸۴ء) میں تحریر کی گئی ہے۔

اشعار:

شعر نمبر ۱:

کوتاہی این بلند بنیاد
در ہشت صد و نہ فتاد وہشتاد

ترجمہ: ''یہ بلند عمارت مختصر ہے کہ اس پر آٹھ صد دنو اور اس پر مستزاد، اَسّی کر لیجئے گا، میں مکمل ہوئی۔''

شعر نمبر ۲:

گرتو بشمار او بری دست
باشدسہ ہزار وہشتصد وشصت

ترجمہ: ''اگر آپ اس (مثنوی کے اشعار کا) شمار کیجیے گا تو آپ کا ہاتھ تین ہزار، آٹھ صد اور ساٹھ اشعار تک شمار کرے گا۔''[1]

ابتدا:

شعر:

ای خاک تو تاج سر بلند ان
مجنون تو عقل ہوشمندان

ترجمہ: ''اے خاک! کہ تو سر بلندوں کا تاج ہے کہ تیرا مجنون (دیوانہ) ہوشمندوں کے لیے باعث عقل وخرد ہے۔''

کیفیت:

خطبہ، نعت، معراج النبی ﷺ اور پھر معنی عشق کا اظہار ہے، اور یہی اظہارِ معنی عشق کے بعد سبب

[1] ملاحظہ کیجیے: (لیلیٰ ومجنون) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی ص: ۶۱۰!

Marfat.com

تالیف کا بیان ہے۔ چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں مظاہر عشق کے بیان کرنے کا ازحد شوق تھا۔

ازاں بعد! سلسلہ نقشبندیہ کے پیر طریقت خواجہ احرار کی پر خلوص اور محبت آلود مدح سرائی کی ہے، اور دوسری جانب سلطان وقت کا قصیدہ تحریر کیا تو ''تعمیہ'' سے کام لیا۔ (یعنی پوشیدہ اشارہ کنایہ سے نام لیے بغیر) ''قصیدہ مدحیہ'' تحریر کیا، اور اپنی بے نفسی اور خود داری کو بھرپور طور پر محفوظ رکھا، اور اپنی زندگی میں سلاطین کی دریوزہ گری سے ہمیشہ اجتناب فرمایا۔

چنانچہ، ازاں بعد! اصل داستان ''لیلیٰ ومجنون'' شروع ہوتی ہے۔ عنوان ''لیلیٰ ومجنون'' سے بخوبی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ داستان کا ''پلاٹ'' بھرپور طور عرب روایتوں سے تیار کیا گیا ہے کہ جس کی بنیاد ایام جاہلیت کے قصص و حکایات اور جاہلانہ شاعری کی روش پر ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فارسی ادب کے ساتھ ساتھ عربی زبان وادب (نظم ونثر) سے بھرپور طور پر مناسبت رکھتے تھے۔ چنانچہ، یہ قصہ ''لیلیٰ ومجنون'' کا تحریر وترتیب کے وقت کتاب الآغانی اور عربی ادب کی دیگر کتب نظم ونثر میں ''قیس عامری'' سے اکثر منسوب اشعار کا حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے نہایت دلکش اور لطیف پیرایہ بیان میں ذکر کیا ہے۔ نہایت ماہرانہ چابکدستی سے کام لیا ہے، اور نہایت عمدہ طور پر ترجمہ پیش فرمایا ہے۔

قصہ ''لیلیٰ ومجنون'' کے خاتمے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے چند اشعار اپنے فرزند ارجمند کے لیے بطور نصیحت کے تحریر کیے ہیں۔

چنانچہ، فارسی زبان وادب میں قصہ (مثنوی، لیلیٰ ومجنون) کو بے نظیر شہرت حاصل ہوئی۔ بدیں سبب مثنوی کے بھی غیر ملکی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

ہفتم: خرد نامہ اسکندری:

''خرد نامہ اسکندری'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ''حکمت واخلاق''، عین اور عدیم النظیر ''نکات'' اور عمدہ پیرایہ بیان پر مبنی یہ مثنوی بحر متقارب مثمن (فعولن فعولن فعولن فعول) میں نظامی رحمۃ اللہ اور خسرو کے ''سکندر نامہ'' کے جواب اور روش میں تحریر فرمائی۔

مثنوی ''خرد نامہ اسکندری'' کی تاریخ تالیف کی وضاحت نہیں ملتی ہے۔ لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ (م ۸۹۵ھ/ ۱۴۸۵ء) کی مدح بھی موجود ہے کہ جو اس کا بین ثبوت ہے یا پھر یوں کہہ لیجئے گا کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ کتاب تقریباً بسال: (۸۹۰ھ/ ۱۴۸۵ء) میں تحریر کی گئی۔ یعنی ''مثنوی لیلیٰ

Marfat.com

ومجنون'' کی تحریر کے بعد یوں بھی زیر نظر ''مثنوی لیلیٰ ومجنون'' میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے بڑھاپے اور جسمانی قویٰ کے اضمحلال کے بارے میں کئی مقامات پر شکایت کی ہے:

شعر نمبر ۱:

جوانی کہ بادل سیاہی گزشت
بموی سیہ در سیاہی گزشت

ترجمہ: ''جوانی کے سیاہ بادل گزر چکے ہیں کہ سیاہ بال تباہی میں گزر چکے ہیں۔''

شعر نمبر ۲:

سیہ موئی از من چوبر تافت روی
توہم از دل من ساہی بشوی

ترجمہ: ''سیاہ بالوں نے اس طرح سے مجھ سے منہ پھیر لیا کہ جیسے میرے قلب سے توہم کی سیاہی دھل چکی ہو۔''

شعر نمبر ۳:

زموی سپید خود اندر حجاب
کنم از سواد دل آن را خضاب

ترجمہ: ''ہم سفید بالوں کو حجاب میں کر لیتے ہیں کہ ہم قلب کی (خواہش کی) سیاہی سے ان کو خضاب سے سیاہ کر لیتے ہیں۔''

شعر نمبر ۴:

گرفتم کہ از دل شور مو سیاہ
چگونہ کنم راست پشت دو تاہ

ترجمہ: ''ہم اپنے دل میں بال سیاہ ہو جانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ (تو پھر) ہم کیسے اپنے خمیدہ کمر کو سیدھا کر سکیں؟''[1]

ابتدا:

شعر:

الٰہی کمال الٰہی ترست
جمال جہان پادشاہی تراست

[1] ملاحظہ کیجیے: (خردنامہ اسکندری): ص: ۹۱۴!

Marfat.com

ترجمہ:''اے الٰہی! کہ آپ کی الوہیت کا (کیسا) کمال ہے؟ کہ آپ کا جمال جہان بادشاہی پر بھی بالاتر ہے۔''

کیفیت:

مثنوی ''خرد نامہ اسکندری'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی کیفیت درج ذیل اندراجات کتاب پر مشتمل ہے۔

توحید ومناجات، نعت، معراج النبی ﷺ، منقبت خواجہ احرار، مدح سلطان حسین بایقرا رحمۃ اللہ، اپنے فرزند ارجمند کو نصیحت، نفس کی سرزنش اور شاعری کی فضیلت بیان کرنے کے بعد ''حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ'' کی کتاب ''خرد نامہ اسکندری'' کا اصل متن شروع کیا ہے۔

کہ جس میں ارسطو، افلاطون، سقراط، بقراط، فیثاغورث، اسقلینوس، ہرمس اور دیگر حکما کی ''سکندر'' کو نصیحتیں اور ''سکندر'' اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہونے والی حکیمانہ ''مکاتبت ومراسلت'' اور فلسفیانہ مباحث ومذاکرات درج ہیں۔

داستان کا اختتام ''سکندر'' کی وفات، اس پر حکما کے افسوس اور سکندر کی ماں کے نام ارسطو کے تعزیت نامے پر ہوتا ہے۔ ازاں بعد! ایک نہایت فصیح وبلیغ نظم مندرج ہے کہ جس میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ''خرد نامہ اسکندری'' کو اپنے خمسہ کی آخری مثنوی بتایا ہے، اور ان مثنویات کو دیگر خمسہ 'سراؤں' (کی مثنویات) پر فوقیت دیتے ہوئے الفاظ وزبان شعر میں یوں فرمایا ہے۔

شعر نمبر ۱:

بیا جامی رحمۃ اللہ ای عمرھا بردہ رنج
زخاطر برون دادہ این پنج گنج

ترجمہ:''اے جامی رحمۃ اللہ! کہ آپ نے کس قدر عمر رنج میں بسر کر دی ہے؟ ان ''پنج گنج'' (پانچ خزانوں) کو (گوشہ خفا سے) باہر لانے میں۔''

شعر نمبر ۲:

شد این پنجت آن پنجہ زور یاب
کزو دست دریا کفان دیدہ تاب

Marfat.com

ترجمہ: ''یہ پانچ (خمسہ) وہ زور آور پنجہ ہوگئی ہیں کہ اس ہاتھ سے سرکش دریا کی مقاومت (برابری) کی ہے۔''

ازاں بعد! اپنی منکسر المزاجی اور سکینت کے سبب سے آپ نے متقدم اساتذہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ زبان شعر سے گویا ہیں:

شعر:

بآن پنج ھا کی رسید پنج تو
کہ یک کنجشاں بہ زصد گنج تو

ترجمہ: ''یہ پانچ ''ھا'' کیسی آپ کے پاس پانچ کی پانچ پہنچ چکی ہیں؟ کہ وہ ایک ہی گوشہ (یا گنج) آپ کے سو خزانوں سے بہتر ہے۔''

جناب امیر علی شیر نوائی رحمۃ اللہ اور اس کے ترکی ''خمسہ'' کی تعریف پر مثنوی کو اختتام تک پہنچایا ہے۔[1]

۱۵۔ بہارستان:

''بہارستان'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کتاب ''بہارستان''، ابو الغازی سلطان حسین رحمۃ اللہ کے نام پر بسال: (۸۹۲ھ/ ۱۴۸۷) میں تالیف فرمائی ہے۔ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ زبان شعر سے یوں گویا ہیں کہ

شعر نمبر ۱:

تکا پوی خامہ درایں طرفہ نامہ
کہ جامی رحمۃ اللہ بر او کرد طبع آزمائی

ترجمہ: ''قلم کی تب وتاب (دوڑ دھوپ) کا اس تحفہ نامہ کے بارے میں (اصل مقصود یہ کہ) جامی رحمۃ اللہ نے اس پر طبع آزمائی کی ہے۔''

شعر نمبر ۲:

بوقتی شد آخر کی تاریخِ ہجرت
شود نہصد از ہشت بردی فزائی

ترجمہ: ''اس وقت جبکہ تاریخ ہجرت آخر کو پہنچ گئی (تو پھر) نوصد پر ہشت آپ زیادہ کر دیجئے۔''[2]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (خردنامہ اسکندری) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔

[2] ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۱۱۶۔

Marfat.com

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے یہ کتاب اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف کی خاطر اس وقت تصنیف فرمائی کہ جب وہ دس برس کے تھے اور ابتدائی عربی زبان اور فنون ادب کے اکتساب میں مصروف و مشغول تھے۔ اس وقت ''گلستانِ شیخ سعدی رحمہ اللہ'' ان کے زیر مطالعہ تھی۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''بہارستان'' اسی ''گلستان'' کے انداز و روش پر تحریر کی۔ چنانچہ، اس کے ''مقدمہ'' میں اس کی وضاحت موجود ہے:

در آن اثنا بخاطر آمد که تبرکا لالفاظه الشریفه وتَتَبُّعًا لاشعاره اللطیفه ورقی چند برین منوال وجزوی چند برآن اسلوب پرداخته گردد تا حاضران راداستانی باشدو غائبان را ارمغانی۔[1]

ترجمہ: ''اس دوران میں (قلب میں) یہ خیال گزرا کہ از راہِ برکت عمدہ پیرائے بیان میں اور ان (متقدمین) کے عمدہ اشعار کی پیروی اختیار کرتے ہوئے چند اوراق، اس روش و انداز پر اور اس اسلوب کی کسی حد تک پیروی کرتے ہوئے تحریر کردوں تا کہ موجود لوگوں کے لیے ایک داستان کی حیثیت کی حامل ہو جبکہ غائب لوگوں کے لیے ایک (علمی وادبی) تحفہ کی حیثیت کی حامل ہو۔''

چنانچہ، اسی موقع کی مناسبت سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ''مقدمے'' میں درج ذیل قطعہ بند تحریر فرمایا ہے:

شعر نمبر ۱:

گزری کن برایں بہارستان

تابینی درا و گلستانہا

ترجمہ: ''آپ (کبھی) اس بہارستان (گلستان) سے گزر کر دیکھیے! تا کہ آپ کو اس گلستان کی بہار کا (کسی قدر) اندازہ ہو سکے۔''

شعر نمبر ۲:

در لطافت بہر گلستانی

رستۂ گلہا ، دمیدہ ریحانہا

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص: ۱۳ (باختلاف)۔

Marfat.com

ترجمہ: ''عمدگی میں ایک گلستان کے لیے۔ روش گل ہے کہ جس میں خوشبو دار پھول ہیں۔''①

بہارستان:

بہارستان کے اسالیب و انداز اور روش ہائے تحریر میں حضرت سعدی رحمۃ اللہ کی پیروی کی گئی ہے۔ کتاب بہارستان جامی رحمۃ اللہ نظم ونثر ہر دو میں مخلوط ہے۔ مگر نظم کا تناسب کچھ زیادہ ہی ہے۔ بہارستان جامی رحمۃ اللہ نثر مسجع ہے اور روش پُر تکلف ہے۔

لطائف پر مشتمل فصل، لطافت اور ظرافت سے خالی نہیں ہے۔

شعرا کے حالات پر مشتمل باب میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے معاصر یا قریب العہد شعرا کے حالات درج ہیں، اور تاریخ احوال و آثار اور ادبی اسالیب اور انداز و روش کے نکتہ نظر سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

کیفیت:

''گلستان'' از حافظ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس انداز وروش کی پیروی اور تقلید میں ''بہارستان'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ بھی آٹھ ''روضہ'' میں منقسم ہے:

روضہ اول: حکایات اولیا اللہ و بزرگان صوفیہ رحمۃ اللہ

روضہ دوم: سخنانِ حکما

روضہ سوم: عدالت سلاطین

روضہ چہارم: سخاو کرم

روضہ پنجم: تقریر حالات عشق

روضہ ششم: مطایبات

روضہ ہفتم: احوال شعرا

روضہ ہشتم: حکایات وامثال منقول از حیوانات

اختتام:

''بہارستان'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ پر ایک مقالے میں حضرت مولانا نور

① ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ص: ۴۔

Marfat.com

الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے طوالتِ بیانی پر معذرت چاہنے کے بعد حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی طرح قارئین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ ''بہارستان'' میں مذکور و مندرج ''تمام اشعار مستعار نہیں ہیں بلکہ تمام تر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اپنے رشحات قلم اور ان کی اپنی فکری کاوش کا نتیجہ ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

شعر نمبر ۱:

جامی رحمہ اللہ ہر جا کہ نام انشا آراست
از گفتہ کس بعاریت ہیچ نخواست

ترجمہ: ''جامی رحمہ اللہ نے ہر وہ جگہ کہ جہاں سخن طرازی کی ہے۔ تو کسی کی گفتگو کو مستعار نہ لیا ہے۔''

شعر نمبر ۲:

آن را کہ زصنع خود دکان پُر کالاست
دلالی کالای کسانش زسزا ست

ترجمہ: ''وہ شخص کہ جس کی دوکان کا سامان اس کی اپنی صناعت سے پُر ہو، اسے کسی دوسرے کے سامان کی دلالی کی کیا ضرورت ہے؟''[1]

۱۶۔ الرسالۃ النائیہ:

''الرسالۃ النائیہ'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ایک منثور و منظوم رسالہ ہے۔ یہ ''نے'' کی حقیقت یا دوسرے لفظوں میں مثنوی مولانائے روم رحمہ اللہ کے پہلے شعر:

شعر:

بشنو از نے چون حکایت میکند
وزجدائی ہاشکایت می کند

ترجمہ: ''بانسری سے سن لیجیے! کہ کیا بیان کرتی ہے؟ اور جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے؟''

کی شرح میں تحریر و تصنیف کیا گیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (بہارستان) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص: ۱۱۶۔

Marfat.com

ابتدا:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

عشق جزنائی و ماجزنی نہ ایم

ترجمہ: ''عشق بانسری بجانے والے اور ہم بانسری سے جدا نہیں ہیں۔''

یہ ''رسالہ نائیہ'' دستیاب نہ ہوسکا، اور ''احوال وآثار'' میں اس کی تاریخِ تالیف مجہول ہے۔

۱۷۔شرح رباعیات:

''شرح رباعیات'' از حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی تاریخ تالیف مجہول ہے۔

ابتدا:

شعرنمبر۱:

حمداً لآاِلہ ہو بالحمد حقیق

در بحر نوالش ہمہ ذرات غریق

ترجمہ: ''خاص تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے کہ جو حمد کا درحقیقت سزاوار ہے کہ اس کی بخشش وعطا کے سمندر میں تمام ذرات (کائنات) غرق ہیں۔''

شعرنمبر۲:

تا کردہ ز محض فضل توفیق رفیق

بزدہ طریق شکر او ہیچ فریق

ترجمہ: ''یہاں تک کہ (اس نے) محض توفیق کے فضل سے (اپنا) دوست بنالیا کہ کوئی فریق بھی اس کے شکر کا حق ادا نہ کرسکا۔''

اختتام:

شعرنمبر۱:

جامی رحمۃ اللہ کہ نہ مرد خانقاہ است و نہ دیر

نی بے خبر از وقف نہ آگاہ ز سیر

ترجمہ: ''جامی رحمۃ اللہ نہ تو مردِ خانقاہ ہے، اور نہ ہی بت خانہ کا (پجاری ہے)۔ نہ تو وہ وقف سے باخبر ہے نہ ہی چلنے سے باخبر ہے۔''

Marfat.com

شعر نمبر ۲:

هم فاتحه هم خاتمه اشت جمله توئی

فَافْتَحْ بِالْخَيْرِ رَبِّ وَاخْتِمْ بِالْخَيْرِ

ترجمہ: ''پس! (اے خدا) ہمارا آغاز و انجام آپ ہی کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہے۔ پس میرے رب! آپ خیر کے ساتھ آغاز فرمایئے اور خیر کے ساتھ خاتمہ فرما دیجئے۔''

کیفیت:

شرح رباعیات از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ میں توحید، اور معرفت ذات حق وجمال پر رباعیات کی صوفیانہ اسالیب پر تشریح کی گئی ہے۔

مقدمے میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ اول اول انہوں نے اثبات ''وحدتِ وجود'' اور تنزلات پر کچھ ''فارسی رباعیات'' کہی تھیں۔

مگر ''قافیے'' کی پابندی کی وجہ سے تفصیلی بیان تنگ تھا بدیں سبب ناگزیر طور پر اس اجمال کی تفصیل وتشریح وتوضیح کی خاطر انہیں یہ منثور (نثری) رسالہ ترتیب دینا پڑا۔

چنانچہ، اس رسالہ میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے حضرات اکابر صوفیہ کے ملفوظات کی مدد سے اپنی چوالیس رباعیات کی شرح تحریر کی ہے۔

۱۸۔ منشآت جامی رحمہ اللہ:

''منشآت جامی رحمہ اللہ'' از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ، مولانا کے مکاتیب اور رقعات کا مجموعہ ہے کہ جسے آپ نے بذات خود مرتب فرمایا تھا۔

''منشآتِ جامی رحمہ اللہ'' میں پانچ اقسام کے مکاتیب ورقعات ملتے ہیں:

① وہ رقعات کہ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے درویشوں کو تحریر کیے گئے۔

② وہ رقعات کہ جو سلطان حسین بایقرا کے عمال اور ملازمین کو ارسال کیے گئے۔

③ وہ رقعات جو ارباب حکومت کے نام تحریر ہوئے۔

④ خراسان سے باہر سلاطین واکابر کے نام رقعات۔

⑤ ملوک وحضرات افاضل اور اعزا واقارب کے نام متفرق مکاتیب، رقعات نیز قطعات؛ مکاتیب و رقعات میں سے بیشتر سفارشی مکاتیب اور تعزیت نامے ہیں۔

Marfat.com

کیفیت:

''منشآتِ جامی رحمۃ اللہ'' میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے فارسی نظم ونثر کے اسالیب و انداز وروش بخوبی طور پر آشکار ہوتے ہیں۔ آپ کے طرز تکلم، سنجیدگی ومتانت اور معاملہ فہمی کے مخصوص طرز انشا بخوبی طور پر نمایاں ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ کا ایجاز واختصار اور مسجع عبارات آپ رحمۃ اللہ کے خاص اسلوب ہیں کہ جنہیں وہ اشعار اور پر معما نکات سے مرصع کرتے چلے جاتے ہیں۔

''منشاتِ جامی رحمۃ اللہ'' کی پانچویں قسم میں موجود تاریخی مکتوبات جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے معاصر فضلاء اور قضاۃ کو تحریر کیے ہیں۔ وہ انشاء پردازی اور فصاحتِ بیانی اور بلاغت کا نہایت عمدہ اسلوب اور نمونہ ہیں۔

چنانچہ، بطور مثال کے یہاں ایک خط کا ذکر ناگزیر ہے کہ جو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے قاضی زادہ رومی رحمۃ اللہ کی جانب تحریر کیا۔ وہی صلاح الدین موسیٰ ہیں کہ جن کا شمار سمرقند کے ممتاز حضرات علما میں ہوتا تھا۔

اور وہ ''زیج جدید گورگانی'' کی تالیف میں مرزا الغ بیگ کے شریک کار تھے۔ جوانی کے ایام میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ان کے شاگرد بھی رہ چکے تھے۔

چنانچہ، اس مکتوب سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ان کے حکم سے ایک کتاب بھی تالیف کی جو کہ انہیں ن ارسال بھی کر دی۔ وہ مکتوب درج ذیل ہے:

چون این مخدرہ حورا حلیہ حلّہ کتابت پوشیدہ وحلی تصحیح ومقابلہ بست وقت آن آمد کہ منصّہ عرض از خلوتخانہ بیت الکتب خاطر راغب ذی الفکر الثاقب والرای الصائب لازال مجداً للانام محمداً جلوۂ دادہ شود۔ باشد کہ بعین رضا ملحوظ گردد و ازقبلہ حسن قبول محظوظ۔

ترجمہ: ''جب پردہ نشین سفید حور نے کتابت کا لبادہ اوڑھ لیا، اور تصحیح ومقابلہ کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہو چکی۔ تو پھر وہ وقت آن پہنچا کہ وہ خلوتخانہ بیت الکتب سے اصحاب روشن فکر کی جانب راغب اور ذہن رسا کے حامل اصحاب کے لیے ہمیشہ لوگوں کے لیے شرف کا باعث بنتے ہوئے منظر عام پر نمودار ہو جائے کہ عین رجا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

Marfat.com

اور آنجناب کے ہاں حسن قبول سے مشرف ہوا۔"

شعر نمبر ۱:

چون پس از تصحیح یابی در کتاب
جابجا حرفی نہ بروجہ صواب

ترجمہ: "جب اس کتاب کی تصحیح کر لینے کے بعد کہ جابجا حروف رائے صواب (درستگی) پر نہ تھے۔"

شعر نمبر ۲:

عذر آن باشد ذکی را متضح
قدابی کل کتاب ان یصح

ترجمہ: "ایک ذہن انسان پر وہ عذر ظاہر ہونے والا ہے کہ اس نے ہر کتاب کی تصحیح سے انکار کر دیا۔"

منشات جامی رحمۃ اللہ میں قاضی مجد الدین حسن یزدی رحمۃ اللہ، قاضی عیسیٰ صدر معروف دربار سلطان یعقوب ترکمان کے نام مکتوبات بھی ملتے ہیں۔ زیادہ تفصیلات کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے "تفسیر سورہ اخلاص" بظاہر "قاضی عیسیٰ" ہی کے لیے تحریر کی تھی۔

۱۹۔ دیوان قصائد وغزلیات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے علمی وادبی (احوال وآثار) سے ہمیں اس بات کا بخوبی طور پر علم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنا دیوان تین مرتبہ مرتب کیا۔

پہلی دفعہ بسال: (۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ء) میں دیوان جامی رحمۃ اللہ کی تدوین وترتیب ہوئی۔ چنانچہ، اس تدوین شدہ دیوان پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے ایک مقدمہ ترتیب دیا:

ابتدائے دیوان اول:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلای سر خوانِ کریم

Marfat.com

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو کہ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ خوانِ کریم پر ایک دعوت ہے۔''

شعر نمبر ۲:

خوان کرم کردہ آشکار

گوید بسم اللہ ، دستی بیار

ترجمہ: ''خوانِ کرم نے ہمارے کیے سنے کو آشکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بسم اللہ! .....ہاتھ بڑھایئے!''

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اس مقدمے میں خط کے مرسل کا اسلوب بیان اختیار کیا ہے، اور پھر آیات قرآنیہ اور احادیث رسول ﷺ کے حوالے سے شعر وشاعری کے محاسن اور فضائل بیان فرمائے ہیں۔

کہ جو آیات قرآنیہ واحادیث رسول ﷺ، شعر وشاعری کی مذمت میں ہیں۔ انہیں بھی بڑی چابکدستی کے ساتھ اشارتاً درج فرمایا ہے۔

ازاں بعد! آنحضرت رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایات نقل کی ہیں کہ جو ان کی شعر پسندی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد بزرگان دین اور حضرات صوفیائے کرام کی منظوم کلام سے رغبت پر مبنی قصص وحکایات بیان کیے ہیں۔ چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ آخر میں اپنی شاعری کی جانب بغور توجہ دلاتے ہوئے بدیں الفاظ تحریر فرماتے ہیں کہ

القصہ، در ہر وقت سخنی کہ مناسب آن وقت بود روی میداد سواد میکر دم و در حال نکتہ کہ موجب مقتضای آن حال در خاطر می افتاد ببیاض می آوردم، تابتفاریق مجموعہ جمع آمد جمیع معانی را جامع، ولوامع سر جامعیت از مطاوی آن لامع۔ الاآنکہ دروی از استیلا طمع خام، حرص براخذ حطام، بمدح ومدح لئام زبان نیالودہ ام وقلم نہ فرسودہ والحمد للہ علیٰ ذلک ودراین معنی گفتہ شدہ است۔

ترجمہ: ''غرضیکہ، ہر وقت کہ جو گفتگو اس وقت کے مناسب حال تھی ہم نے صفحہ تحریر کو اسی (بات) سے سیاہ کیا ہے، اور بدیں صورت کہ جو نکتہ مقتضائے حال کے مناسب قلب وذہن

Marfat.com

میں آیا۔ اسے ہم نے قرطاس کے حوالے کر دیا ہے۔ تاکہ متفرق (مضامین کا) مجموعہ مجتمع ہو کر رہے کہ جو تمام (مطالب و) معانی کا جامع ہو اور جامعیت کے اسرار کی روشنی (وچمک)۔ تاکہ ان سے پیچیدگیاں (توضیحات) کی روشنی میں آجائیں۔ مگر وہ کہ ناپختہ طبیعت پر غالب آجائے، اور (پھر) تاکہ یہ حرص تھوڑی سی متاع پر مدح اور قدح کے باوصف زبان کو ملامت سے آلودہ کرنے کا مرتکب نہ ہوں، اور (زبان) قلم کو اس سے آلودہ نہ کروں، اور الحمد للہ علی ذلک کہ اس مفہوم کے پیش نظر یوں کہا گیا ہے کہ۔"

اشعار:

نہ دیوان شعر است این، بلکہ جامی رحمۃ اللہ
کشیدہ است خوانی برسم کریمان
ز الوانِ نعمت در او ہرچہ خواہی
بیابی مگر مدح و ذم لئیماں

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: یہ دیوان شعر ہی نہیں ہے بلکہ جامی رحمۃ اللہ نے کریموں کی رسم کے مطابق دسترخوان کو چنا ہے۔

شعر نمبر ۲: "اس دسترخوان پر قسم قسم کی نعمتیں ہیں کہ جن کی آپ خواہش رکھتے ہیں، چنی گئی ہیں کہ اگر آپ باعث ملاحت لوگوں کی مدح و ذم کو لائیں۔"

آگے رقمطراز ہیں کہ

وچون آن در اوقات مختلف واحوال متفاوت دست دادہ بود، در آن ترتیبی جز وضع آن برنہج حروف تہجی نیفتادہ بود دروی تقدیم ماحقہٗ التاخیر بسیار بودو تاخیر ماحقہ التقدیم بیشمار، لاجرم در این وقت در خاطر افتادکہ آن ترتیب را تغییری وہم وتجدید ترتیبی نہم۔ تاہر شعری در عمل خود قرار گیرد۔ وہر غزلی در مقر خود استقرار پذیرد۔ وچون مولد این فقیر ولایت "جامست" کہ مرقد مطہر ومشہد معطر شیخ الاسلام احمد الجامی قدس اللہ سرہ السامی آنجا است واین معنی را رشحہ از جامی ولایت

Marfat.com

میدانم، تحقیق نسبت رابولایت ''جام'' وجام ولایت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ، جامی رحمۃ اللہ تخلص کردہ شد''۔

ترجمہ: ''اور جب کہ ان حالات مختلفہ اور متفرق احوال میں مشغولیت میں تھا کہ اس جز کی ترتیب اس وضع پر کی ہے کہ اس کو حروف تہجی کے اعتبار سے (مدون) نہ کیا گیا ہے، اور اس (مجموعہ) میں کافی حد تک تقدیم وتاخیر پائی جاتی ہے۔ لاچار! اس وقت طبیعت میں کچھ یوں آیا کہ ہم اس ترتیب کو مبدل کر دیں اور اس کی بنیاد جدید ترتیب پر رکھیں۔ تاکہ ہر شعر اپنی قرار واقعی جگہ پر مرتسم ہو جائے اور ہر غزل اپنی واقعی جگہ پر مرتسم ہو جائے۔ اور جب کہ اس فقیر کا مولد (جائے ولادت)، خطہ جام ہے کہ مرقد مطہر ومشہد معطر شیخ الاسلام احمد الجامی رحمۃ اللہ قدس اللہ سرہ السامی (بلند مرتبہ) وہاں پر ہے، اور اس معنی کے باوصف بقدر قلیل اس کا مفہوم از راہ تحقیق ہم کچھ اس طور پر جانتے ہیں کہ ''جام'' کی تحقیق ولایت جام کے ساتھ ہے اور کہ جام ''ولایت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ'' ہے۔ ہم نے تخلص جامی رحمۃ اللہ کیا ہے۔''

اشعار:

مولدم جام و رشحہ قلم
جرعہ جام شیخ الاسلامست
لاجرم در جریدہ اشعار
بدو معنی تخلصم جامیست

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: ''ہمارا مولد جام ہے اور ہمارے قلم کا قطرہ ''شیخ الاسلام رحمۃ اللہ'' کے جام کا گھونٹ ہے۔''

شعر نمبر ۲: ''لاچار دفتر اشعار (دیوان) میں اس طور سے ہمارا تخلص ''جامی'' ہے۔''

دوسری بار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے بسال: (۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰ء) میں اپنے مزید نظم کردہ تقریباً دس ہزار اشعار جمع کر کے پہلے دیوان سے ملحق کر دیئے۔ اب اس نئی صورتِ حالات کے پیش نظر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے دوسرے ''مدون دیوان'' پر الگ ''مقدمہ'' بھی تحریر فرمایا:

Marfat.com

ابتدائے دیوانِ دوم:

اشعار:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

املی حمد المنان الکریم

آنکہ باین نکتہ سنجیدہ گشت

فاتحہ آرای کلام قدیم

ترجمہ اشعار:

شعرنمبر ۱: ''اللہ الرحمن الرحیم کے نام کے ساتھ۔ ہم احسانوں والے کریم (پروردگار) سے (آغاز) املاء کرتے ہیں۔''

شعرنمبر ۲: ''وہ شخص کہ جس نے باوزن نکتہ سے کلام کیا ہے کہ قدیم کلام کے ساتھ افتتاح کیا ہے۔''

متکلمی کہ خلقت اعجاز کلام معجز طراز قرآن را بماء نفی وما ہو بقول شاعر از آلائش تہمت شعر مطہر ساختہ۔

ترجمہ: ''یہ کہ تکلم میں ہم نے اعجاز کلام کا لبادہ قرآن سے کہ جو کلام کے نقش ونگار کے معجزہ کا اعجاز ہے کو نفی کے پانی کے ساتھ اور جو کہ شاعر کا قول نہیں ہے تہمت کی آلائش سے شعر کو طاہر و پاکیزہ کیا ہے۔''

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اس مقدمہ (دیوان ثانی) میں سبب تالیف یوں بیان فرماتے ہیں:

نمودہ می آید کہ در تاریخ سنہ اربع وثمانین وثمان ماۂ کہ مدت عمر از شصت گزشتہ بود وہفتاد نزدک گشتہ قریب بدہ ہزار بیت از شعرہای پراگندہ کہ اوقات شریف بآن ضائع گشتہ بود، برآن تاسف می بردم۔ دفع دغدغہ را جمع وترتیب کردہ شد وہمت برآن بود کہ اگر بقیہ حیاتی باشد بتلافی آن مصروف گردد۔

Marfat.com

اما چون گاہ گاہ بحکم وقت بی سابقہ تکلفی بیتی یا بیشتر از خاطر سرمی زد بموجب اشارت بعضی از درویشان، کہ بادا رقت ایشان خوش چووقت دیگرز ایشان، صورت تکمیل می یافت ودر قید کتابت درمی آمد وادراج در سلک آنچہ پیشتر سمت انتظام یافتہ بود، مظنہ اخلال بترتیب آن می بؤد جدا گانہ در این اوقات ثبت افتاد۔ امید است کہ اگر موجب اجری نہ باشد مفضی بوزری نیز نگردد''۔

ترجمہ: ''ہمیں یاد پڑتا ہے کہ تاریخ ۸۸۴ھ کو ہماری حیات (مستعار) ساٹھ برس سے اوپر اور (تقریبا) ستر برس کے قریب ہو چکی ہے۔ تقریبا دس ہزار اشعار کے قریب کہ جو بکھرے پڑے تھے کہ ہم نے ان کی ترتیب میں اپنی عمر ضائع کر دی تھی کہ جس کا ہمیں نہایت تأسف اور قلق ہے۔ تشویش خاطر کو دور کر دینے کے بعد ہم نے ان (دس ہزار اشعار) کو جمع کیا اور مرتب کر دیا، اور ہمارا دلی ارادہ کچھ یوں تھا کہ اگر (حیات مستعار) کے کچھ ایام باقی ہیں۔ تو اس کی تلافی میں ہم بسر کر دیں گے۔''

''سو، بہر حال! جب گاہ بگاہ وقت کی عین ضرورت کے پیش نظر، بغیر کسی تکلف کے اگر کوئی بیت (شعر) یا اس پر مستزاد (اشعار) طبیعت میں (موزون) ہوئے کہ بعض درویشوں کے اشارہ کے مطابق ہمیشہ وہ وقت بہتر ہوا کرتا ہے کہ جو اس طور پر دوسروں کے عین مناسب حال بھی ہو۔ تو اس (دیوان) نے تکمیل کا لبادہ پہن لیا اور (پھر) احاطہ (ضبط) تحریر میں آ گیا، اور وہ (اشعار) مندرج ہو کر منظم صورت میں تکمیل پذیر ہو گئے۔ (ہمیں) امید ہے کہ احبائے کرام اس (دیوان) کی ترتیب سے ایک جداگانہ (لطف) اٹھائیں گے اس (کوشش) پر کہ جو ہم نے اپنے اوقات کو صرف کر کے اٹھائی ہے۔''

ہمیں امید (واثق) ہے کہ اگر ہماری (یہ کاوش) کسی اجر کا موجب نہ ہوگی تو (کم از کم) کسی (گناہ آلود) بوجھ کا سبب بھی نہ ہوگی۔

اشعار:

در آغاز تصویر این تازہ نقش
چو تتمہ گفتم از مہر فال

Marfat.com

خرد مند دانا بسر حروف
از آن گفتہ در یافت تاریخ سال ①

ترجمہ اشعار:

شعر نمبر ۱: ''آغاز تصویر میں یہ تازہ نقش (رشحات قلم) کو ہم نے جیسا کہ تتمہ کی فال (نیک) کے طور پر کہا ہے۔''

شعر نمبر ۲: ''خرد مند (عقلمند) دانا نے حروف کے ستر (پردہ) میں ان سے یوں مراد لیا ہے کہ اس کی تاریخ سال کو دریافت کیا ہے؟''

(کہ ہم نے اس کو بسال ۸۸۴ھ میں تمام کیا ہے۔)

تیسری بار حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے بسال: (۸۹۶ھ/ ۹۰-۱۴۹۱ء) میں ''احوال وآثار'' کی روشنی میں اپنی وفات سے دو سال قبل اپنے ''دیوان'' یعنی ''یعنی جامی رحمہ اللہ'' کی ترتیب وتدوین فرمائی۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اب ''دیوان'' کی تیسری مرتبہ کی ترتیب میں گزشتہ ہر دو مرتبہ کی ترتیب ''دیوان'' کے برعکس جدید ترتیب کے مطابق ''دیوان'' کو درج ذیل ترتیب کے تحت تین حصص میں تقسیم کر دیا۔

۱۔ فاتحۃ الشباب: نوجوانی میں موزون کیے گئے اور مرتب اشعار کا مجموعہ!

۲۔ واسطۃ العقد: حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اپنی عمر کے درمیانی حصے میں موزون کیے گئے اشعار کا مجموعہ!

۳۔ خاتمۃ الحیوۃ: حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے وہ اشعار کہ جو آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں موزون فرمائے۔

کیفیت:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے علمی ''احوال وآثار'' کے پیش نظر ہمیں ایسا لگتا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اس از سر نو ترتیب وتدوین کرنے کے دو سبب تھے:

ایک سبب تو یہ ہے کہ جناب حضرت امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کی مثال حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے پیش نظر تھی کہ جنہوں نے اپنے اشعار کو اپنے ایام حیات کے مختلف ادوار کے لحاظ سے مدون کیا تھا۔

---

① ملاحظہ کیجیے: (دیوان جامی رحمہ اللہ) (گنج بخش): ص: ۵۶۱۔

Marfat.com

جناب امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ کے دواوین کا ترتیب وتدوین درج ذیل طریقہ پر ہے:

① تحفۃ الصغر

② وسط الحیات

③ غرۃ الکمال

④ بقیہ نقیہ

⑤ نہایۃ الکمال

دوسرا سبب یہ ہے کہ جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ کا تقاضا بھی حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے کچھ یہی یعنی ''دیوان'' کی جدید ترتیب وتدوین کا تھا۔

چنانچہ، جناب امیر علی شیر نوائی رحمہ اللہ نے بذات خود ''خمسۃ المتحرین'' میں تحریر کیا ہے کہ

''میں (مشہد میں) امام علی بن موسیٰ الرضا کے روضے کی زیارت کے بعد حسب معمول مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان ایام میں وہ (مولانا جامی رحمہ اللہ) اپنا تیسرا دیوان ترتیب دے رہے تھے۔ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہوا ایک ''دیوان'' مجھے عنایت فرمایا: ''میں نے جسارت سے کام لیتے ہوئے کہا:

''ہم نے نہیں سنا کہ ''امیر خسرو رحمہ اللہ'' کے علاوہ بھی کسی شاعر نے اپنے ایک سے زائد ''دواوین'' مرتب کیے ہوں۔ خسرو رحمہ اللہ نے اپنے جتنے دیوان بھی مرتب کیے ہیں۔ ہر ایک کا الگ اور موزوں نام رکھا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ بھی اپنے ہر دیوان کے لیے ایک مخصوص نام تجویز کریں۔''

انہوں (حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ) نے میری تجویز مان لی۔ دو دن بعد جب میں دوبارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو چند کاغذات لا کر مجھے دیئے! جن پر انہوں نے اپنے دواوین کی فہرست تحریر کر رکھی تھی، اور ہر دیوان کا الگ نام درج کیا۔''①

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اس تیسرے مدونہ دیوان پر بھی حسب معمول مقدمہ قلمبند فرمایا کہ جس میں آپ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''نمودہ می آید کہ این کمینہ بحسب فطرت اصلی وقابلیت جبلی ہدف سہام احکام خفتہ فرجام صنعت کلام افتادہ بود، ہرگز نتوانست کہ اوقات خودرا بالکلیہ از ابداع نظمی

① ملاحظہ کیجیے: (خمسۃ التحیرین) ترجمہ فارسی: محمد نخجوانی رحمہ اللہ از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت رحمہ اللہ۔

Marfat.com

یا اختراع نثری فارغ یا بدو خالی گرداند۔

لاجرم، از توالی اعوام وشہور وتحادی اعصار ودھور رسائل وکتب متعدد ہ از منثورات ودفاتر متنوعہ از مثنویات ودواوین متفرقہ از قصائد وغزلیات جمع آمدہ بودتا در این زمان کہ از تاریخ ہجرت نبویہ تاتکمیل ماۂ تاسعہ سہ سال بیش باقی نماندہ است، محب ومعتقد درویشان بلکہ محبوب ومعتقد ایشان نظام الملۃ والدین علی شیر دفعہ اللہ ہمت شریف بدان آوردہ است کہ دواوین وقصائد وغزلیات را کہ عدد آن بسہ رسیدہ دریک جلد فراھم آور دو چون سہ مغز دریک پوست پرورد۔

ازیں فقیر استدعاء آن کرد کہ ھریک باسمی خاص اختصاص گیرد واز صحت ابہام واشتراک صورت استخلاص پذیرد۔ لاجرم بملا خطہ اوقات وقوع شان ''دیوانِ'' اول کہ دراوان جوانی واوایل زمان امانی بوقوع پیوستہ بہ ''فاتحۃ الشباب'' اتسام می یابد و ''دیوان'' ثانی کہ دراواسط ایام زندگانی انتظام یافتہ بہ ''واسطۃ العقد'' نامزد میشود و ''دیوان ثالث'' کہ در اواخر حیات آغاز ترتیب آن شداست بہ ''خاتمۃ الحیوۃ'' موسوم میگر دد بکرم پروردگاری عز شانہ واثقست کہ نام ہمہ عزیزان بصوالح اعمال ولطائف اقوال برصفحات روزگار بماندو آن راواسطہ دعای خیر ووسیلہ سعادت آخرت گرداند۔''

اشعار:

ہر گز مکناد این فلک پر اشتلم
نام مارا ز نامہ ہستی گم
زیرا کہ بقای آن پس از مرگ نخست
گویند حکیمان کہ حیوا ثیست دوم

ترجمہ: ''ہمیں کچھ یاد پڑتا ہے کہ یہ بندہ عاجز کو اپنی اصلی فطرت اور جبل قابلیت کے مطابق (اس کو) احکامِ مبارک کا انتہائی حصہ نصیب ہوا کہ وہ صنعتِ کلام (کلام کی ترتیب

Marfat.com

نو) میں مشغول ہوگیا کہ ہم میں ہرگز اس بات کی استطاعت نہ تھی کہ ہم اپنے اوقات کو کلی طور پر کسی نظم کے منظم کرنے یا کسی نثر کی ایجادنوع سے فارغ ہوجانے یا پھر اس سے خالی و دست کش رہیں۔

لاچار! سالوں اور مہینوں کے مسلسل بیت جانے اور امتدادِ زمانہ اور زمانوں کے بیت جانے پر متعدد رسائل وکتب کہ جو شائع وضائع ہو چکے ہیں از قسم نثر کہ اور مختلف دفاتر، مثنویات و دواوین متفرقہ کہ جو قصائد وغزلیات کی صورت میں مجتمع ہیں۔

اس وقت تک کہ تاریخ ہجرت نبویہ سے لے کر نویں صدی کی تکمیل تک بلکہ اس پر تین مستزاد کر لیجئے گا، زیادہ تر باقی نہ رہا ہے۔ محب ومعتقد درویشان بلکہ ان میں سے محبوب اور معتقدان میں سے ایک۔نظام الملۃ والدین علی شیر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزم پختہ عطا فرمایا کہ انہوں نے یہ تجویز ظاہر فرمائی کہ دو اوین وقصائد وغزلیات کہ جن کی تعداد تین عدد ہے۔ کو ایک جلد میں ترتیب دے دیا جانا چاہیے۔اس طور پر کہ جیسے تین مغز ایک ہی پوست (جھلی) میں پرورش پائے ہوئے (یکجا) ہوں۔

تو اس فقیر حقیر سے درخواست (التجا) کی ان (ہر سہ) میں سے ہر ایک کو ایک خاص اس کے ساتھ معنون کیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک سے درستگی، اور شک واشتراک درست صورت میں واضح ہوجائے۔

لاچار! ان (دواوین) کے پیش نظر وقت کی عین ضرورت کے مطابق کہ ''دیوانِ اول'' کہ جو آغاز شباب اور تمناؤں کے آغاز کے دور سے وابستہ ہے ''فاتحۃ الشباب'' نام پایا، اور ''دیوانِ ثانی'' کہ جو وسط عمر سے متعلق ہے منظم ہوا اور ''واسطۃ العقد'' کے نام سے موسوم ہوا، اور دیوان ثالث (دیوانِ سوم) کہ جو آخر ایام حیات میں مرتب ہوا۔ وہ ''خاتمۃ الحیوۃ'' کے نام سے موسوم ہوا کہ ہمیں پروردگار عز وجل شانہٗ کے کرم سے امید واثق ہے کہ تمام عزیزوں کے نام اعمال صالح اور عمدہ اقوال صفحہ روزگار پر مرتسم فرمائے، اور اس (کام) کو واسطہ دعائے خیر ووسیلہ سعادت اخروی وابدی بنا ڈالے۔ (آمین)!

اردو ترجمہ شعر نمبر ۱: آپ ہرگز اس شک وشبہ میں مملو آسمان پر بھروسہ نہ کیجیے گا کہ ہمارا نام نامہ ہستی سے گم کر دیا۔

اردو ترجمہ شعر نمبر ۲: کیونکہ اس کی بقا بعد از مرگ اول ہے کہ جیسے حکیم لوگ دوسری حیات کہا کرتے ہیں۔

ابتدائے دیوان سوم:

شعر نمبر ۱:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
طرفہ خطابیست ز سفر کریم

Marfat.com

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے کہ سفر کریم (عمدہ کتاب) سے یہ ایک بہترین خطاب ہے۔''

شعر نمبر ۲:

کردہ ازین حرز ستایش گران

نقش نگین خاتم پیغمبران

ترجمہ: ''اس (عمدہ خطاب) کو تعریف کرنے والوں کا وسیلہ بنا دیا ہے کہ یہ پیغمبروں کے خاتم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نگینہ کا نقش ہے۔''

دواوین جامی رحمہ اللہ کے بارے میں تفصیلات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ان ہر سہ دواوین کے مندرجات کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

ا۔قصائد:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے قصائد وہ نظمیں ہیں کہ جو خدا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ائمہ اور معاصر سلاطین کی مدح وتوصیف میں تحریر کیں۔ علاوہ ازیں، اس حصے میں کچھ صوفیانہ کلام، اخلاقی نظمیں اور مراثی بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

۲۔مثنویات وترجیعات:

یہ مختلف موضوعات پر مختصر نظمیں ہیں۔

۳۔غزلیات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے دیوان کا نہایت عمدہ اور لائق مطالعہ حصہ یہی ''غزلیات'' ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کوئی غزل بھی سات اشعار سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر یہ عمومی پہلو ہے ہماری مزید تحقیقات کے مطابق حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی بعض غزلیات سات اشعار سے مستزاد بھی ملتی ہیں۔ مگر عام طور پر سات اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

چنانچہ، ان غزلیات میں مضامین خیال نہایت عمدہ اور لطیف پیرایہ بیان میں باندھے گئے ہیں الفاظ

Marfat.com

کی نشست و برخاست ''لب ولہجہ'' کی نزاکت ولطافت اور عجائب وغرائبِ لفظی نہایت عمدہ سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ لطافتِ بیان اور نزاکت خیال میں فارسی نظم ونثر میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا اپنا ایک منفرد اور عدیم المثال مقام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ کے کلام میں عشق وتصوف کے لطائف وحقائق اس پر مستزاد ہیں۔

۴۔مقطعات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مقطعات نصیحت آمیز اور پر مزاح نظموں پر مشتمل ہیں مگر یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔

۵۔رُباعیات:

یہ حصہ نظم بھی عشق وتصوف کے مسائل پر مبنی ہے۔

ان پانچ اصناف سخن میں ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کو قصیدہ سرائی میں انوری و معزی وغزل گوئی میں سعدی رحمۃ اللہ و حافظ رباعی کہنے میں خواجہ ابوسعید ابو الخیر اور خیام رحمۃ اللہ اور قطعہ سازی میں ''سنائی رحمۃ اللہ'' اور ابن یمین (فریومدی) ایسے اساتذہ سخن پر فوقیت نہیں دے سکتے بلکہ بعض معاملات میں مذکورہ بالا حضرات شعرا ہی کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔

مگر بات کچھ یہ ہے کہ جب شعر وشاعری میں تصوف کی اصطلاحات اور حقائق ومعارف اور کشف ورشد وروحانی وباطنی اشارات کی بات چل نکلتی ہے۔تو پھر سخن طرازی کے مسند نشین حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ ہی نظر آتے ہیں! یقینا اپنی اس روش میں آپ بے تاج بادشاہ ہیں۔

۲۰۔''الفوائد الضیائیہ'' یا شرح بر کافیہ ابنِ حاجب! (شرح جامی):

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے یہ عربی کتاب ۱۱ رمضان بسال: (۸۹۷ھ/ ۷ر جولائی ۱۴۹۲ء) میں تالیف فرمائی۔

ابتدا:

''الحمد لولیه والصلوٰة علی نبیه وعلیٰ آله واصحابه المتآدبین بآدابه۔''

ترجمہ:''تمام تعریفیں اس کے ولی (دوست) کے لیے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اس کے نبی ﷺ اور اس کے آل واصحاب پر تمام آداب خاطر ملحوظ رکھتے ہوئے ہوں۔''

Marfat.com

اختتام:

''قد استراح من مكد الانتهاض لنقل هذا الشرح من السواد الى البياض العبد الفقير عبدالرحمٰن الجامی رحمہ اللہ ... فی ضحوة السبت الحادی عشر من شهر رمضان المنتظم فی سلک شهور سنه سبع وتسعين وثمان مائة''

ترجمہ: ''اس شرح کے مبیضہ کے نقل کرنے کے کام سے عبد فقیر عبدالرحمٰن جامی کو بوقت چاشت بروز ہفتہ ماہ رمضان کی گیارہ تاریخ کو مسلسل کئی ماہ کی جدوجہد (سعی بلیغ) کے بعد ۸۹۷ھ میں فراغت نصیب ہوئی۔''

کیفیت:

''علم نحو'' میں ابن حاجب کی عربی کتاب لموسومہ بہ کافیہ کی شرح ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف رحمہ اللہ کے لیے تحریر فرمائی تھی جو کہ ان ایام میں ابتدائی عربی تعلیمات حاصل کر رہے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ضیاء الدین یوسف کے نام کی مناسبت سے اس کتاب کا نام ''الفوائد الضیائیہ'' رکھا۔ کتاب کا اسلوب بیان یا اسلوب تالیف قدیم شارحین کے انداز وروش پر ہے۔ یعنی اصل متن کتاب کا جملہ نقل کر کے اس کی شرح تحریر کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے ضمنی طور پر آیات قرآنی و احادیث نبویہ نیز عربی اشعار بطور حوالہ اضافی طور پر بطور بے مثل نکات کے مندرج فرمائے ہیں۔

ہمارے ہاں درس نظامی میں یہ شرح ''شرح جامی رحمہ اللہ'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے، اور علم نحو کی کتب درس میں اس کی تحصیل نہایت اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہے۔

تہران/ ایران کے وسائل واسباب کے حوالے سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل نیز دیگر دستیاب قلمی آثار کے حوالے سے ہم نے آپ رحمہ اللہ کی کتب ورسائل کا تعارف وتبصرہ یہاں پر نقل کر دیا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ آئندہ دور میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مزید نو دریافت علمی آثار ارباب علم وفن کے ہاتھوں میں پہنچ سکیں گے، اور ان کی عمدہ طباعت کی جانب بیش از بیش توجہات کو مبذول فرمایا جائے گا۔

ہم انہیں سطور پر باب ۲۶ اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تالیفات کا ذکر ختم کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر:۲۷

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کا کتب خانہ

اور عمارات مولانا جامی رحمۃ اللہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ کا کتب خانہ:

دنیا کی قوم اس وقت تک قرار واقعی تہذیب وتمدن وثقافت وکلچر کے باوصف بام عروج تک نہیں پہنچ پاتی کہ جب تک اس قوم کا معاشرہ مذہب وعلم وادب وغیرہ کے ساتھ گہری وابستگی کا حامل نہ ہو۔ صحت ایمان واعتقاد اور اعمال صالح ایک انسان کی اخروی وابدی نجات کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علم ہی وہ انمول وبے بہا دولت ہے کہ جس سے انسان کو آراستہ وپیراستہ کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ الی یوم الدین میں صحت ایمان واعتقاد پر نہایت زور دیا گیا ہے، اور پھر انسان کی تہذیب نفس کی خاطر بقدر ضرورت علم کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ علم وعمل ہر دو انسان کو منہاج کمال پر لے جاتے ہیں۔

یقیناً علم وادب کسی قوم کے معاشرہ کے تہذیب وتمدن اور ثقافت وکلچر کو بہترین بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

اگر ایک انسانی معاشرہ علم وادب کی اعلیٰ اقدار کا کماحقہ آشنا نہ ہو، تو وہ معاشرہ یقیناً درست بنیادوں پر استوار نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے معاشرے کے ساتھ وابستہ قوم انسانوں کے ایک ایسے گروہ بے ہنگام کے مماثل ہوگی کہ جسے بظاہر شکل وصورت سے انسان تو کہا جاسکتا ہے ہوگا۔ مگر علم وادب ومذہبی اقدار سے نابلد ہونے کے سبب سے وہ ایک معزز انسانی معاشرہ نہیں ہوسکتا۔ علم وادب کے بغیر ایک انسان خدا آشنا بھی نہیں ہوسکتا۔

بقول حافظ مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

ترجمہ: ”یہ کہ علم کی خاطر شمع کی طرح پگھل جانا چاہیے کہ بے علم خدا کو پہچاننے سے بھی

Marfat.com

قاصر رہتا ہے۔"

علم و ادب اور کتاب لازم و ملزوم ہیں، یہی سبب ہے کہ تہذیب و تمدن و ثقافت و کلچر سے آشنا معاشرہ میں کتب خانوں کا وجود ناگزیر ہے، دنیا کے ہر ترقی یافتہ اور مہذب ملک میں عظیم کتب خانے موجود ہیں، اوران کتب خانوں کا وجود ایک مہذب معاشرہ کے لیے ناگریز اور اہم ہوا کرتا ہے۔

مسلم قوم کی تاریخ علم و ادب و مذہب و سائنس وغیرہ میں کتب خانوں کی ایک عظیم تاریخ محفوظ ہے۔ مسلم قوم نے اپنی علمی و ادبی و مذہبی و سائنسی سرگرمیوں کے باوصف صدیوں اقوام عالم کو یقیناً بہت کچھ دیا، اور دیگر اقوام عالم کے ساتھ مسلم قوم کے ملی روابط کو استوار کرنے میں مسلم قوم کی علمی و ادبی، مذہبی اور تہذیبی و تمدنی و ثقافتی حیثیات کا نہایت گہرا تعلق ہے اور اسلامی تاریخ کی عہد بہ عہد علمی و ادبی سرگرمیاں اقوام عالم کی علمی و ادبی تاریخ کا ایک زریں اور درخشندہ باب ہیں۔

کتب خانے حکومتی سطح پر بھی قائم کیے جاتے ہیں اور علمی و ادبی شخصیات کے حوالے سے ذاتی اور شخصی طور پر بھی قائم کیے جاتے ہیں۔ کتب کی کثرت کو بھی نہایت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر موثر کتب پر مشتمل کتب خانے کتب کی مختصر تعداد کی بنا پر بھی نہایت اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔

گزشتہ باب 26 میں کہ جو مولانا جامی کے علمی احوال و آثار یعنی کتب و رسائل کی تفصیلات پر مشتمل ہے ہم نے مولانا جامی رحمۃ اللہ کے علمی و ادبی احوال و آثار پر اپنی معلومات کی حد تک خامہ فرسائی کی ہے۔

اب ہم یہاں پر مولانا جامی رحمۃ اللہ (Maulana-jami) کے دیگر علمی آثار کا ذکر کرتے ہیں کہ ان آثار میں آپ کا کتب خانے اور عمارات کی مختصر تفصیل بھی شامل ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنے عہد کی نابعہ روزگار علمی و ادبی اور روحانی شخصیت تھے، آپ نے عصری تقاضوں کے مطابق علم و ادب و مذہب و تصوف و سلوک کی علمی و تصنیفی طور پر یقیناً گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے گزشتہ باب 26۔

مولانا جامی کی تصانیف اور ادبی و علمی و روحانی مقالات سے بخوبی طور پر آگاہ ہونے کے لیے آپ کے ذاتی کتب خانہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ ایران کے مشہور دانشور اور فاضل جناب ہمایوں فرخ صاحب نے مولانا جامی رحمۃ اللہ کے ذاتی کتب خانہ کا ذکر بدیں الفاظ فرمایا ہے۔

"ہرات" (Hirat) میں ان (مولانا جامی رحمۃ اللہ) کا کتب خانہ خاص شہرت کا حامل تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ کے کتب خانے کے لیے کتابوں کی نقول کا کام مولانا کے بھانجے اور مشہور خوشنویس محمد نور اور اس عہد کے دیگر سربرآوردہ خطاط سلطان علی مشہدی اور سلطان محمد خندان کے سپرد تھا۔

Marfat.com

بالخصوص نور محمد مولانا جامی رحمہ اللہ کے تصانیف کے نسخے تیار کرتے، جو ایران، ہندوستان اور ترکی کے سلاطین اور امرا کے تقاضے پر انھیں بھیجے جاتے تھے۔

مولانا جامی کے کتب خانے کے ایسے نسخے بھی موجود ہیں کہ جن کے حواشی پر مولانا جامی رحمہ اللہ نے اپنے اشعار اور دیگر مطالب رقم کیے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ایک نسخہ جناب ادیب برومند کے ذاتی کتب خانہ (غالباً واقع تہران) میں پایا جاتا ہے کہ جس کے اختتام پر مولانا جامی رحمہ اللہ نے اپنے اشعار خود تحریر کیے ہیں۔

حواشی:

مولانا نور محمد خوشنویس، سلطان علی مشہدی خوشنویس اور سلطان محمد خندان خوشنویس کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ کیجیے۔[1]

سلطان علی قائنی کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ جن دنوں وہ تبریز سے ہرات منتقل ہو کر جناب میر علی شیر نوائی کے علم پرور دربار سے وابستہ ہوئے تو ان کی مولانا جامی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی کہ جس کے بعد وہ مولانا جامی رحمہ اللہ کے ایسے معتقد ہوئے کہ تصانیف جامی کی کتابت کے علاوہ کوئی کام ہی نہ کرتے۔

اگر انہیں کسی دوسری کتاب کی کتابت کے لیے کہا جاتا تو وہ اتنا بھاری معاوضہ مانگتے کہ اسے ادا کرنا ہی مشکل ہوتا تھا۔[2]

عمارات مولانا جامی:

مولانا جامی کے ذاتی کتب خانہ کے علاوہ مولانا جامی کے علمی احوال و آثار میں آپ کے تعمیر کردہ مدارس کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جن میں آپ نے علمی و ادبی اور تدریسی خدمات وغیرہ بھی انجام دیں۔

مولانا جامی رحمہ اللہ کے نامور شاگرد رشید مولانا عبدالغفور لاری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> ''دنیاوی کاموں اور آنحضرت جامی رحمہ اللہ کے زیر کفالت لوگوں پر خرچ سے جو کچھ بچ جاتا آپ اسے نیکی والی عمارات پر صرف کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے ہرات میں اندرون شہر ایک مدرسہ بنایا ہے۔ آمد خیابان میں ایک مدرسہ آمد خانقاہ اور ولایت جام میں ایک جامع مسجد بنوائی ہے۔''

---

[1] احوال و آثار خوشنویس نستعلیق نویسان جلد ۱ ص: ۲۸۵۔ ۲۷۲ سلطان نور محمد رحمہ اللہ، ص: ۲۶۷۔ ۲۶۱ سلطان علی مشہدی رحمہ اللہ: ص ۲۷۲۔ ۲۶۸ سلطان محمد خندان رحمہ اللہ۔

[2] احوال و آثار خوشنویسان جلد ۱ ص: ۲۳۶ رکن الدین ہمایوں فرخ کتاب و کتابخانہ ہای شاہنشاہی ایران: ۱۲۳ محمد نیک پرور کتاب خانہ ہای استان خراسان از آغاز اسلام تا عصر حاضر: ۴۵۔

Marfat.com

انہوں نے اکثر املاک مدرستہ خیابان کے نام وقف کی ہیں جو کہ آنحضرت جامی رحمہ اللہ کے گھر کے پاس ہی ہے۔[1]

مدرسہ اندرون ہرات (احوال وآثار):

اس سے پہلے ہم نے ہرات میں اندرون شہر جس مدرسہ جامی کا ذکر کیا ہے وہ اب بھی موجود ہے اور ہرات (علاقہ:۴) کے محلہ برخ خاکستر میں کوچہ گزر مرغ فروشی میں واقع ہے۔ لوگ اسے ''مدرسہ مخدومی'' اور ''مسجد مخدومی'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

جناب فکری سلجوق نے اس کا محل وقوع محلہ کشمیریاں نزد بازار عراۃ پرانا شہر علاقہ ۳ بتلایا ہے۔ اوراس کی دوبارہ آبادی کا بھی ذکر کیا ہے۔[2]

کیفیت:

کچھ عرصہ قبل تک یہ مدرسہ بالکل ویران تھا، کیونکہ اس کے گردونواح میں یہودیوں کے گھر تھے اورانہیں ڈر تھا کہ اگر اس مسجد میں لوگوں کا آنا جانا شروع ہوگیا تو ان سے تعرض کیا جائے گا۔

بدیں سبب، وہ اس کی تعمیر ومرمت میں روڑے اٹکاتے رہے۔ لیکن ۱۳۲۹ شمسی میں قندھار کے ایک مخیر شخص نے مدرسہ کے ساتھ ایک یہودی کا گھر خرید لیا اور مدرسہ کی ازسرنو تعمیر ومرمت شروع کی۔

مدرسہ میں واقع پرانا کنواں جو خشک پڑا تھا اسے صاف کروا دیا، نہ صرف یہ بلکہ اس کے شمال میں ایک شبستان (خلوت خانہ سونے کی جگہ اور مساجد میں شبستان وہ جگہ کہلاتی ہے (جہاں ہر رات کو عبادت کرتے ہیں) کی بنیاد رکھی اور جنوب کی جانب دروازے اور کھڑکیوں کے بغیر ایک برآمدہ تعمیر کیا۔

مولانا جامی رحمہ اللہ کا عبادت خانہ:

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا عبادت خانہ جسے وہاں کے لوگ چلہ خانہ کہتے ہیں۔ بھی مدرسہ کی جانب جنوب میں واقع ہے۔ اب اس مدرسہ (مسجد) کی ظاہری حالت غریب شہر کی طرح ہے۔[3]

مدرستہ بیرون ہرات:

یہ کہ حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ نے جو بیرون شہر خیابان میں مدرسہ بنوایا تھا، غیاث الدین خواندرہری نے خلاصۃ الاخبار فی احوال الاخیار تالیف 904 ہجری کے خاتمہ میں اس کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ

---

① ملاحظہ کیجیے: تکملۂ لاری، ص: ۲۰۔

② ملاحظہ کیجیے: تعلیقات بررسالہ مزارات ہرات، ص: ۱۷۹۔

③ ملاحظہ کیجیے: تعلیقات تکملۂ لاری، ص: ۹۵۔۶۵۔

Marfat.com

''حضرت مخدومی حقائق پناہی نور اللہ مرقدہٗ کا مدرسہ جو صفائی اور خوشگوار آب و ہوا سے متصف اور معروف ہے۔ اس کا انتظام مقرب الحضرت سلطانی رحمہ اللہ یعنی امیر علی شیر نوائی کے پاس ہے۔''①

لیکن بظاہر اب اس مدرسہ کے آثار باقی نہیں ہیں۔②

ہم انہیں سطور پر باب 27 کو ختم کرتے ہیں۔

---

① ملاحظہ کیجیے: بحوالہ تعلیقات بر رسالۂ مزارات ہرات، ص: ۱۸۸۔

② ملاحظہ کیجیے: تعلیقات بر تکملۂ لاری، ص: ۶۰۔

Marfat.com

باب نمبر ۲۸

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی وفاتِ حسرت آیات

بقول میر تقی میرؔ:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دُعا کر چلے

واقعہ وفات:

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے احوال وآثار قارئین کرام گزشتہ صفحات کتاب میں بخوبی طور پر مطالعہ کر چکے ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت جدوجہد وسعی پیہم سے عبارت ہے۔ آپ نے علم وادب اور دیگر علوم نقلیہ وعقلیہ کی تحصیل کی خاطر آغاز شباب سے لے کر آخر عمر تک جو کٹھنائیاں برداشت کیں، ان کا ذکر ہم گزشتہ صفحات میں موقع ومحل کی مناسبت سے کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے تحصیل علم کی خاطر جو سفر فرمائے ان کا دائرہ کار نہایت وسیع ہے، اور پھر اس دور کے جان جوکھم کے سفر نہایت مشکل اور جانکاہ ہوا کرتے تھے کہ جو آپ نے لگن اور محنت سے اختیار فرمائے۔

آپ کو پروردگار عالم نے جو فطری ذہانت وفطانت سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان کا بخوبی اندازہ آپ کے علمی وادبی (احوال وآثار) سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی عمر (حیات مستعار) کے آخری برس میں آپ سے کچھ ایسی علامات کا ظہور ہوتا چلا جاتا تھا کہ جیسے وہ ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔

چنانچہ، آپ ہجر کی رُت کی باتیں کرتے اور پھر احباب واعزا کو اپنی مفارقت سے تسلی دیتے، اور آپ رحمۃ اللہ کی زبان مبارک پر درج ذیل دو اشعار جاری رہا کرتے تھے:

Marfat.com

شعر نمبر ۱:

دریغا کہ بے ما بسی روزگار
بروید گل وبشکفد نو بہار

ترجمہ: ''افسوس! ہمارے بغیر (بعد) کافی زمانہ تک پھول کھلتے رہیں گے اور بہار نئے سرے سے کھلا کرے گی۔''

شعر نمبر ۲:

بسی تیر و دیماہ اردی بہشت
بیاید کہ ماخاک باشم وخشت

ترجمہ: ''بہت سے تیر ماہ ودی ماہ اور اردی بہشت آئیں گے کہ ہم خاک وخشت میں ہوں گے۔''

یہ مذکورہ بالا اشعار ''بوستانِ سعدی رحمۃ اللہ'' کے ہیں۔

علالت کے آثار:

علالت کے آثار ظاہر ہونے سے چند یوم پیشتر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ اپنے مسکنِ مالوف سے شہر کے بعض نواحی مقامات کو تشریف لے گئے۔ چنانچہ، جس گاؤں سے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا ذاتی تعلق تھا، وہاں آپ معمول کے خلاف زیادہ ایام تک ٹھہرے رہے۔ جب وہاں پر آپ کا قیام طول پکڑ گیا۔ تو اس صورت حالات کے پیش نظر آپ کے اعزا و اقربا اور مریدین کو تشویش واضطراب پیدا ہو گیا۔

تو انہوں نے حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی خدمت میں واپسی کی درخواست کی۔

تو اس پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ فرمانے لگے کہ

''اب ہمیں ایک دوسرے سے دل اٹھا لینا چاہیے۔''

علالت لاحق ہونے سے تین ایام پیشتر ایک مرید سے یوں تخاطب فرمایا کہ

''تم گواہ رہو کہ ہمیں کسی سے، کسی طرح کی کوئی دلبستگی نہیں رہی۔''

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ جب واپس گھر تشریف لے آئے۔ تو دفعتاً علیل ہو گئے۔ جمعہ کا روز تھا۔ علالت کا چھٹا اور محرم الحرام کا اٹھارواں روز تھا کہ چاشت کے وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی نبض کی حرکت سے پتہ چل گیا کہ اب وہ دار القرار کی جانب سفر کی تیاری میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

اس دوران آپ کی نگاہ ''طاق خانہ'' پر پڑی تو یوں فرمایا کہ

''دو برس قبل بھی ہم نے خود کو نزع کی حالت میں پایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عظیم الشان مجلس برپا ہے۔ ہمیں اپنے احوال میں کوئی کدورت محسوس ہوئی تو آیت الکرسی کی تلاوت شروع کر دی۔ جس کی نورانیت سے وہ کدورت جاتی رہی۔''

مجھے (یعنی عبدالغفور لاری رحمہ اللہ کو) فوراً وہ بات یاد آ گئی کہ یہ اس آیت الکرسی کی نورانیت متجلی ہے، کیونکہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

چنانچہ میں نے اسی وقت آیت الکرسی پڑھنا شروع کی اور دوسرے مخادیم (خادم) ''سورہ یٰسین'' کی تلاوت کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد اچانک حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرمانے لگے: ہاں! اسی طرح۔ جیسے انہیں کسی امر سے مطلع کیا گیا ہو۔ آپ رحمہ اللہ نے یہ دو لفظ کہے اور فوراً نماز کے کپڑے پہن لیے۔ ہاتھ سینے پر رکھے اور بلند آواز میں جیسا کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا طریقہ تھا۔ دعائے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ ①

پڑھنے لگے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ جیسے آپ صحت کے ایام میں ادا کیا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ قل یایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ پڑھی۔ آپ پر کسی بھی قسم کی گھبراہٹ طاری نہ ہوئی تھی، اور آپ ''اَلْمُؤْمِنُوْنَ يَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ'' کی تصویر نظر آتے تھے۔
یعنی مومنین ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

رحلت:

یہ کہ جب نماز جمعہ کی سنتوں کی اذان کہی گئی تو حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان، دارِ فنا سے دار بقا کی جانب رحلت فرما ہو گئے.....

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بقول شاعر:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اُس عہد کو ہم وفا کر چلے

① سورۃ الانعام: ۷۹۔

Marfat.com

ہفتے کی صبح، بادشاہ وقت..... سلطان حسین بہادر خان، علالت وضعف کے باوجود حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے گھر گیا۔ (فرط غم سے) اس کا دل جل رہا تھا، اور (اس حال میں) آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

جنازہ وتدفین:

عالی مرتبت شہزادوں، نامور امرا ووزرا اور اکبر روز گار نے بڑی تعظیم سے جنازہ اٹھایا، اور اسے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ (قبر سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ) کے جوار میں لائے۔ زمین نے سیپ کی طرح منہ کھولا اور اس قیمتی موتی کو اپنے سینے میں جگہ دی۔

حضرت بادشاہ (حسین بایقرا رحمۃ اللہ) کو پاؤں میں درد کے سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا جنازہ اٹھانے کی حسرت دل ہی میں رہی۔

معاصر شعرا نے مراثی اور قطعاتِ تاریخ کہنے شروع کیے اور حضرت امیر کبیر..... نظام الدین علی شیر رحمۃ اللہ نے وہ مراثی اور تاریخ سنے اور خود بھی ایک مرثیہ کہا..... ازاں بعد امیر رحمۃ اللہ نے حضرت کی قبر کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد رکھی اور مزار پر (قرآن خوانی کے لیے) حفاظ مامور کیے۔

(شاہ اسمٰعیل صفوی) نے ہرات پر قابض ہو جانے کے بعد اپنے مذہبی عناد اور تعصب کی بنا پر یہ شاندار عمارت مسمار کرادی۔ بسال ۱۹۷۶ء میں ہرات میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی قبر کی حالت نہایت خستہ اور توجہ کی محتاج تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے دوسرے دیوان میں ایک قصیدہ بعنوان رَشْحُ بَالٍ بِشَرْحِ حَالٍ (یعنی شرح حال میں مختصر بیان) موجود ہے کہ جسے آپ رحمۃ اللہ نے زبان شعر سے یوں ادا فرمایا:

تاریخ ولادت:

شعر نمبر ا:

بسال ہشتصد و ہفدہ ز ہجرت نبوی ﷺ
کہ زد ز مکہ بہ یثرب سر اوقات جلال

ترجمہ: ''ہجرت نبوی ﷺ سے آٹھ صد اور ستر برس میں مکہ سے یثرب کی جانب کوکبۂ سر جلال نے سفر فرمایا۔''

Marfat.com

شعرنمبر۲:

زاوجِ قلہ پرداز گاہ عز و قدم
بدین حضیض ہوان ست کردہ ام پر و بال

ترجمہ:''پہاڑ کی چوٹی کی بلندی سے پرواز گاہ عزت وشرف ہے کہ جس کی پستی سے ذلت وخواری نے ہمارے پروبال (پرواز کی قوت) کوست کردیا ہے۔''

۲۔قصیدہ تحریر کرنے کی تاریخ:

شعرنمبر۱:

بہشصد و نو دو سہ کشید ام امروز
زمام عمر درین تنگنای حس و خیال

ترجمہ:''بسال ۸۹۳ھ میں ہم نے عمر کی لگام کو اس تنگنائے دہر کے حس وخیال سے کھینچ لیا ہے۔''

تعلیمات:

شعرنمبر۱:

در آمدم پس از آن در مقام کسب علوم
ممارسانِ فنون را فتادہ درد نبال

ترجمہ:''ہم اس سے پیشتر اس مقام میں کسب علوم کے لیے چلے آئے کہ فنون کی تحصیل وتجربہ کے لیے جدوجہد میں پڑگئے۔''

۴۔تصوف وسلوک کی وادی میں قدم رکھنا:

شعرنمبر۱:

زدم قدم بصف صوفیانِ صافی دل
کہ نیست مقصد شان از علوم جز اعمال

ترجمہ:''ہم نے صوفیان صافی دل کی صف میں قدم رکھا کہ جن کا مقصد تحصیل علوم سے ماسوائے اعمال کے کچھ بھی نہیں ہے۔''

Marfat.com

۵۔شعروشاعری:

شعرنمبر۱:

ز طَورِ طور گزشتم ولے نشد ہر گز
ز فکر شعر نشد حاصلم فراغت بال

ترجمہ:''ہم طور کی فکر کے طَور (طریقے/ روش) سے گزر چکے اور لیکن (ابھی تک) ہمیں وہ بات حاصل نہ ہوسکی کہ فکر شعر سے ہماری جان کو ابھی تک فرصت حاصل نہ ہوسکی ہے۔''

شعرنمبر۲:

ہزار بار ازیں شغل تو بہ کر دم لیک
از آن نبود گریزم چو سائر اشغال

ترجمہ:''ہم نے اس شغل (شعروشاعری) سے ہزار بار توبہ کی ہے کہ اس سے تمام اشغال کی طرح ہم گریز نہ کر پائے ہیں۔''

۶۔مناجات:

قصیدے کے آخر میں (اختتام پر) نہایت پر اثر مناجات ہیں کہ جس میں خدائے تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام ،حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ اجمعین، راہروانِ راہِ حق اور واصلان حریم قدس کی قسم دی ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی وفات کے حالات واقعات کو ہم نے انہیں کے شاگردِ رشید جناب مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ کے (تکملہ حواشی نفحات الانس) ص: ۳۹۔ ۴۳! سے تلخیص وترجمہ کیا ہے۔

Marfat.com

مزارِ جامی رحمہ اللہ

وفاتِ جامی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عمر مبارک اکاسی برس (برابر با اعداد حروف ''کاس'') تھی کہ ۱۸ محرم الحرام بسال ۸۹۸ھ (۹/نومبر ۱۴۹۲ء) آپ کی حیاتِ مستعار کا جام چھلک کر لبریز ہو گیا۔

مَوْتُ العَالِمِ مَوْتُ العَالَمِ۔

''عالم کی موت ایک جہان کی موت (ہوا کرتی) ہے!''

مزار جامی رحمہ اللہ:

مولانا عبید اللہ بن ابو سعید ہروی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''مزاراتِ ہرات'' (تالیف: ۱۱۹۸ھ/ بمطابق: ۱۷۸۴ء) میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی تدفین کا ذکر یوں فرمایا ہے کہ

> ''خانِ کبیر سلطان حسین مرزا رحمہ اللہ، امیر علی شیر رحمہ اللہ ارکانِ حکومت، سادات علما اور مشائخ پل توکلی، کے قریب واقع آنجناب (جامی رحمہ اللہ) کے دولت خانہ تشریف لے گئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد آنحضرت (جامی رحمہ اللہ) کی نعش، عیدگاہ ہرات لائی گئی اور نماز جنازہ کے بعد انہیں ان کے پیر مولانا سعد الدین کاشغری رحمہ اللہ کے (مزار کے) سامنے دفن کر دیا گیا۔''

مرجع خلائق:

مولانا جامی رحمہ اللہ کا مزار قبلہ حاجات اور کعبہ مرادات ہے۔ ہرات کے اکثر لوگ ہفتہ کے دن مزار کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

حواشی:

① ''پل توکلی'' اب بھی آباد ہے اور اسی نام کے ساتھ معروف و مشہور چلا آتا ہے۔

② ''دولت خانہ'' ہرات کا مضافی گاؤں ہے، اور وہاں پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا گھر بھی اسی نام (دولت خانہ) سے مشہور و معروف تھا۔ ①

---

① ملاحظہ کیجیے: (رسالہ مزاراتِ ہرات) ص: ۱۰۹!

Marfat.com

تختِ ہزار:

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی قبر حضرت کاشغری رحمہ اللہ کے مقبرہ میں واقع ہے۔ بدیں سبب، یہ جگہ، تختِ ہزارا کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ اس احاطہ میں مدفون دیگر بزرگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

① حضرت مولانا عبد اللہ ہاتفی رحمہ اللہ: مولانا کاشغری رحمہ اللہ کے بائیں جانب مدفون ہیں۔ موصوف، حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بھانجے لگتے تھے۔

② حضرت مولانا عبد الغفور لاری رحمہ اللہ: ان کی قبر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بائیں جانب ہے۔

③ حضرت مولانا محمد رحمہ اللہ: حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے بھائی تھے، اور ان کی قبر ''قبرِ جامی'' کے سامنے ہے۔

لوحِ مزار:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی قبر کے سرھانے جو پتھر نصب ہے۔ اس پر درج ذیل عبارت کندہ ہے:

هو الباقی، کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام۔ قد اجاب دعوة الحق وأتی بقلب سلیم۔ به فحوای ندای یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة طاؤس روح مقدس عنقای قاف لاہوت وشاہباز بلند پرواز اوج جبروت۔ مهبط انوار قدم، کاشف اسرار علوم وحکم، مسند نشین کعبه عالی مقامی، بلبل خوش آہنگ، بهارستان بلند نامی، عارف نامی وقطب گرامی۔ مولینا نور الحق والملة والدین عبدالرحمٰن الجامی قدس الله تعالی سره السّامی از مضیق رامگاه غرور بوسعت سرای سرور پرواز نمود'':

Marfat.com

اشعار:

شعرنمبر۱:

جامی رحمہ اللہ کے بود مائل جنت مقیم گشت

فی روضۃ مخلدۃ ارضہا السماء

ترجمہ: ''جامی رحمہ اللہ جو کہ جنت کی جانب مائل تھے، ایسے باغ (جنت) میں مقیم ہو گئے ہیں، جو ہمیشہ رہنے والا ہے کہ جس کی زمین السماء ہے۔''

شعرنمبر۲:

کلک قضا نوشت روان بر در بہشت

تاریخہ وھن دخلہ کان آمناً

ترجمہ: ''قضا کے قلم نے تحریر کیا کہ، وہ بہشت کے دروازے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اس کی تاریخ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا۔ وہ امن والا ہو گیا۔''

بسعی واہتمام ''رستم علی خان'' این لوح نصب شد۔ از زائرین امید دعای خیر میدارد ۱۳۰۴ھ۔[1]

[1] ملاحظہ کیجیے: (رسالہ مزارات ہرات) ص: ۵۴۔ ۱۵۵ تعلیقات ۱

Marfat.com

مزارِ جامی رحمہ اللہ کا محل وقوع

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا مزار ہرات کے قدیم شہر سے شمال، مائل بہ مغرب (مغرب جانب) اور نئی آبادی سے شمال مغرب میں تقریباً ایک کرود کے فاصلہ پر واقع ہے۔

خیابان ہرات:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مزار اور اس کے گردونواح کے علاقے کو ''خیابان ہرات'' کہتے ہیں۔ وہاں سے شمال مغرب میں حضرت شیخ زین الدین خوافی رحمہ اللہ کا مزار ہے۔ مزار سے تقریباً پندرہ سو قدم پر شمال کی جانب واقع پہاڑی پر حضرت سید ابوعبداللہ مختار رحمہ اللہ کی قبر واقع ہے۔

سید ابوعبداللہ مختار رحمہ اللہ (م ۲۷۷ھ/ ۸۹۰ء) علوم ظاہری و باطنی میں، مشائخ ہرات میں بلند مقام رکھتے تھے۔[1]

خیابان ہرات کے اس علاقے میں بزرگوں کے مزار کثرت سے واقع ہیں کہ جن میں سے بعض آباد ہیں، اور بعض اب اس طرح بے نام ونشان ہو چکے ہیں کہ ان کے محل وقوع کے بارے میں معلومات اب اوراق تاریخ سے ہی مل سکتی ہے۔

مزار جامی رحمہ اللہ کی آبادی کا نقشہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے مزار کی آبادی کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ وہاں پر ایک صحن، ایک باغ اور ایک باغیچہ ہے۔ صحن ایک ایسے احاطہ پر مشتمل ہے کہ جس کے اردگرد ایک خشتی (اینٹوں کی) چار دیواری ہے۔ صحن پتھر اور اینٹ سے تعمیر شدہ ہے۔

کہ ان سیاہ اور سفید قدرتی پتھروں کو ایک مناسب، موزوں اور منظم ترتیب کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے، اور فرش کی کیفیت یہی ہے۔ اس کے وسط میں تقریباً شمال کی جانب اینٹوں کے ایک چبوترے پر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی قبر ہے۔

صحن کی غربی جانب، درمیانی بلندی کا ایک ایوان ہے۔ ''ایوان'' کے دائیں بائیں اینٹوں سے تعمیر شدہ دومنزلہ حجرے ہیں۔ ایوان کا محراب مسجد کے محراب کی طرز پر ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (رسالہ مزارات ہرات): ۱۷ (متن) و ۱۵۷ (تعلیقات)

Marfat.com

ایوان کی شمالی دیوار میں 1 1/2 میٹر بلند پتھر نصب ہے۔ اس پتھر پر کہ (جس پر ۱۳۲۹ھ کی تاریخ کا اندراج کیا گیا ہے) پر ۱۳۲۵ھ میں مرحوم امیر حبیب اللہ خان کے دورۂ ہرات اور ان کے حکم سے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مزار، باغیچہ اور مسجد کی تعمیر وترمیم کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایوان کے شمالی گوشے میں مسجد ہے۔ مذکورہ بڑے صحن کے دو راستے ہیں۔ ایک مشرقی جانب سے قبرستان کے عین وسط میں سیدھا چلا آتا ہے۔

اور دوسرا صحن کی شمالی سمت سے باغ کی طرف جاتا ہے۔ صحن کے شمال میں چنار کے درختوں کا باغ ہے۔ باغ کا احاطہ خام تھا اور اس کی دیوار دو میٹر بلند ہے۔

چنار کے بعض مضبوط درخت باغ کی کہنگی (قدامت) کی شہادت دیتے ہیں۔ صحن کی مغربی جانب بھی ایک باغیچہ موجود ہے۔ جس کے ایک کونے میں پختہ اینٹوں سے تعمیر شدہ باورچی خانہ ہے۔

اس باغیچہ میں صنوبر کے دو پرانے درخت ہیں۔ جبکہ اس باغیچے کا ایک حصہ اب قبرستان میں تبدیل ہو چکا ہے۔

صنوبر کے مذکورہ بالا باغ میں سیڑھیوں کے نزدیک ایک پختہ حوض بنا ہوا ہے۔ باغ کے درمیان اینٹوں سے بنا ہوا آدھا میٹر بلند چبوترا ہے۔ باغ کی تمام روشیں یہیں پر آکر ختم ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

مزار جامی رحمۃ اللہ کی تولیت

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مزار کے لیے وقف تمام مزروعہ زمینوں (اراضی) وغیرہ کا انتظام ہرات کے محکمہ اوقات کے تحت ہے۔ مگر مزار جامی رحمۃ اللہ کو تولیت اب سے چالیس برس قبل ملا محمد فاروق خلف آخند ملا فیض محمد مرحوم کے پاس تھا۔ موجودہ صورت حالات کا علم نہیں ہے۔

مزار، باغ اور صحن کے علاوہ زائرین کی پذیرائی، مسجد جامی رحمۃ اللہ کی خطابت اور امامت انہی کے ذمہ تھی۔ ان کی اقامت گاہ، مزار جامی رحمۃ اللہ کے قریب ہی جنوبی سمت میں واقع تھی۔

مزار جامی رحمۃ اللہ کی نسبت عوام کے عقائد ونظریات:

یہاں کے لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر ہفتہ کے روز دن اور رات کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے مزار کی زیارت کی جائے تو اس کے خاص اثرات مرتب ہوا کرتے ہیں۔

چنانچہ، عوام میں درج ذیل شعر زبان زد عام چلا آتا ہے:

شعر:

ہر کہ آید یوم شنبہ در طواف مولوی
ہر طواف مولوی ہفتاد حج اکبر است

ترجمہ: ''جو کوئی یوم شنبہ (بروز ہفتہ) مولوی (جامی رحمۃ اللہ) کی قبر کے طواف میں ہو، تو ہر طواف کا بدلہ ستر حج اکبر کے مترادف ہے۔''

انہیں سطور پر ہم باب ۲۸ اور کتاب کے حصہ پنجم کو ختم کرتے ہیں والحمد للہ علی ذلک

Marfat.com

باب:۲۹

معاصر اور قدیم شعرا کے ساتھ مناسبت

سوز و سازِ جامی:

از راہِ امتثال آپ متقدم اساتذہ کرام اور ان کے علمی و ادبی احوال و آثار بیان فرماتے ہیں: مثلاً: فردوسی رحمہ اللہ، نظامی گنجوی رحمہ اللہ، خاقانی رحمہ اللہ، انوری رحمہ اللہ، ظہری فاریابی رحمہ اللہ، کمال اصفہانی رحمہ اللہ، سعدی رحمہ اللہ، حافظ، کمال خجندی رحمہ اللہ حسن سنجری دہلوی رحمہ اللہ، امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ۔

چنانچہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ درج ذیل مضمون خیال کو جناب حکیم سنائی رحمہ اللہ کی ایک منظوم حکایت کے شعر کی تشریح تک لے جاتے ہیں:

شعر:

باز گشتم از سخن زیرا کہ نیست
در سخن معنی و در معنی سخن

ترجمہ: ہم کلام سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں کہ کلام پُرمعنی ہے اور پھر معنی میں کلام (پُر مغز) ہے۔[1]

ہم یہاں پر وہ قطعہ بند نقل کر رہے ہیں کہ جس میں سخن شناس حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے فارسی زبان و ادب کے شہرہ آفاق شاعر معزی رحمہ اللہ اور سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی رحمہ اللہ کے مابین مکالمہ درج کیا ہے۔

چنانچہ، شاعر کے ارفع و اعلیٰ مقام، پھر اس کی معنوی قدر و منزلت اور کلام کی بقائے جاودانی کو اس سے بہتر انداز میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قطعہ بند درج ذیل ہے:

اشعار:

شعر نمبر ۱:

شنیدہ ای کہ معزی چہ گفت با سنجر؟
چو ذکر جودت اشعار و منت صلہ رفت

[1] ملاحظہ کیجیے: (سبحۃ الاسرار) از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ص: ۵۶۷۔۵۶۹۔

Marfat.com

ترجمہ: ''کیا آپ نے (کچھ) سنا ہے کہ (شاعر) معزی رحمہ اللہ نے (سلطان) سنجر سے کیا کہا تھا؟''

شعر نمبر ۲:

عطیہ تو کہ ذافی بجوع آز نبود
زحبس معدہ چو آزاد شد بمزبلہ رفت

ترجمہ: ''آپ کا عطیہ، حرص و آز کی جوع (جستجو) کیلیے کافی نہیں ہے کہ جب (انسان) پرہیز کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بیت الخلاء چلا جاتا ہے! (یعنی بیمار ہو جاتا ہے۔)''

شعر نمبر ۳:

مدیح من پی نشر فضائل کہ تراست
بشرق و غرب ہزار قافلہ رفت

ترجمہ: ''ہماری مدح (وتوصیف) آپ کے فضائل (وکمالات) کی نشر واشاعت کی خاطر ہے کہ (اس مدح کی نشر واشاعت کے ساتھ) مشرق ومغرب میں ہزار قافلے چلے گئے۔''[1]

عربی زبان وادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت اور فن ترجمہ میں مہارت:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے دور کے ایک نابغہ روزگار اور عبقری انسان تھے۔ مختلف اصناف علم و ادب میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کی کتب نظم ونثر اور کتب تذکرہ کے حوالے سے آپ کے تبحر علمی اور غزارت فکری (وسعت نظری) کا بخوبی طور پر اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کا عربی زبان وادب میں تبحر ان کے عربی اشعار اور تالیفات سے نہایت واضح طور پر ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کو عربی علم وادب ومختلف اصناف علوم وفنون مثلاً:

① تفسیر ② لغت
③ تاریخ ④ حدیث
⑤ شعر وادب ومعانی وبیان ⑥ فن عروض والقوافی

میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ، عربی زبان وادب نیز دیگر علوم عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ گہری مہارت ومناسبت کے باوصف آپ نے اپنے فارسی زبان وادب کے علمی وادبی آثار کو مزید جلا بخش دی۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (جامی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ ص: ۱۹۶۔

Marfat.com

چنانچہ، فارسی زبان وادب کے علمی آثار میں مستعمل ترکیبات وجملات اور معانی ومطالب کو خوبصورت اور دلکش لبادہ پہنانے میں نہایت عمدہ اور بجا طور پر علمی وادبی کردار ادا کیا۔عربی زبان وادب کے ساتھ عالمانہ مناسبت کے باوصف۔عربی زبان وادب کی حیثیت ان کے ہاں ایک بھرپور سربمہر علمی خزانے کی تھی کہ جس خزانے سے آپ اپنی حسب منشا آبدار جواہرات کو چن چن کر فارسی زبان وادب کے دلکش پیراہن پر مرتسم کرتے چلے جاتے تھے۔

درحقیقت، یہی کاوش آپ کی دانشورانہ اور اتھاہ درجہ عالمانہ کاوش ہے۔فیاض ازل نے آپ کو زبان وادب کی علمی وفکری کاوشات کیلیے بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

یہی سبب ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا علوم میں علمی، ادبی اور فنی کتب میں بیش از بیش، پیش رفت فرمائی، اور اپنی عظیم علمی وفکری صلاحیتوں کے باوصف علم وفن کی مسند پر اپنی علمی بساط کو نئے انداز میں بچھا دیا کہ جس کا بخوبی طور پر اندازہ آپ کی بے مثال کتب کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔

شرح جامی رحمہ اللہ:

آپ نے کافیہ ابن حاجب کی شرح ''الفوائد الضیائیہ'' جو اپنے فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف کے لیے تحریر فرمائی ہے وہ آج تک علم نحو کی تحصیل کیلیے ''شرح جامی'' کے نام سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔محققین کے ہاں ''علم نحو'' کی ایک بے مثال اور بہترین کتاب شمار ہوتی ہے۔

شرح جامی ''علم نحو'' کی مشکلات اور حل غوامض (پوشیدہ باتوں کے حل) میں حجت کے طور پر مانی جاتی ہے۔چنانچہ، صاحبِ ''روضات الجنات'' اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے بدیں الفاظ رقمطراز ہیں کہ

وَهُوَ مِنْ اَحْسَنِ مَا كُتِبَ عَلَيْهَا، وَادَقُّهَا نَظْرًا، وَاَبْلَغُهَا تَقْرِيرًا وَاَتَمُّهَا تَهْذِيْبًا وَّتَحْرِيْرًا۔وَاَجْمَعُهَا لِلنُّكَاتِ وَالدَّقَائِقِ وَالتَّحْقِيْقَاتِ۔ وَنُقِلَ اَنَّ الْمَوْلٰى مِيرزَا مُحَمَّدْ شيروانى اَلْفَاضِلُ اَلْعلَّامَة كَانَ يَقُوْلُ اِنِّىْ دَرَّسْتُ هٰذا الشَّرْحَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَصَارَا اِعْتِقَادِىْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ أَنِّىْ لَمْ اَسْتَوْفِ حَقَّ فَهْمِهٖ وَمَعْرِفَةٍ فِىْ الْمَرَّةِ السَّابِقَه[1]

ترجمہ: ''یہ (شرح جامی) ان تمام کتب سے نہایت عمدہ ہے کہ جو اس موضوع پر تحریر ہوئیں اور وقت نظر ''بلاغت بیانی'' تہذیب (اصلاح وحواشی) اور تحریر میں کامل واکمل ہے اور (ان کتب کی بہ نسبت) نکات اور حقائق اور تحقیقات میں جامع ترین ہے۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (روضات الجنات) از ملا محمد باقر خوانساری رحمہ اللہ بحوالہ: (جامی رحمہ اللہ) از جناب ڈاکٹر علی اصغر حکمت صاحب رحمہ اللہ (ص: ۱۲۷)۔

Marfat.com

اور نقل کیا گیا ہے کہ المولیٰ مرزا شیروانی الفاضل العلامہ کہا کرتے تھے کہ بیشک میں نے اس ''شرح جامی رحمہ اللہ'' کا درس پچیس مرتبہ دیا ہے اور پھر میرا اعتقاد کچھ یوں ہو گیا کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں پہلی مرتبہ سے زیادہ اس (شرح) کی فہم اور معرفت کا حق ادا نہ کر سکا۔''

چنانچہ یہ کوئی جرأت کی بات نہیں ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فارسی نژاد ہونے کی بنا پر اور اپنی محنت ولگن کی بنا پر عربی علم وادب کے ساتھ وہ عالمانہ مناسبت پیدا کر گئے کہ آپ عربی علوم وفنون میں عالم عربی کے شہرہ آفاق علمی شہروں مثلاً: عراق، شام اور مصر کے اساتذہ کے ہم پلہ سمجھے جانے لگے۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فارسی نژاد تھے، اور نویں صدی ہجری میں خراسان اور ماوراء النہر بذات خود علم وادب اور مختلف اسلامی علوم وفنون کے شہرہ آفاق مراکز تھے، اور پھر شہر ہرات وسمرقند دنیائے اسلام کے اکابر علما وادبا کا مسکن تھے۔

اور حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ اپنے آغاز شباب میں تحصیل علوم کے باوصف ان شہروں کا علمی سفر کر چکے تھے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ملمع غزلیات کی روش:

کہ ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے ''دیوان'' کے گہری نگاہ سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ تک پہنچ پائے ہیں کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی ملمع غزلیات کہ جن کا ایک مصرعہ عربی اور دوسرا فارسی ہے، ان ہر دو زبانوں کے عمدہ امتزاج کا بہترین اور خوبصورت ترین نمونہ اور انداز ہیں۔

اخلاقی قصائد اور مثنویات سبعہ:

چنانچہ اگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے اخلاقی قصائد اور مثنویات سبعہ کا گہری فنی نگاہ سے مطالعہ کیا جائے تو ان اخلاقی قصائد اور ''مثنویات سبعہ'' کے نقوش وتاثرات وافکار وانداز و روش پر عربی زبان وادب کے نقوش وتاثرات وافکار وآداب کا نہایت گہرا اور اتھاہ تاثر بے حد واضح اور نمایاں ہے۔

بدیں سبب حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے عرب شعرا کے عمدہ کلام کے شہرہ آفاق شہ پاروں کو نہایت عمدہ سلیقہ اور شیریں بیانی سے فارسی زبان وادب کا ایک عمدہ اور دلکش وزیبا پیرہن عطا کر دیا۔

Marfat.com

چنانچہ اگر ہم یہ کہیں تو بجا ہوگا کہ حضرت شیخ مسلم الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ (م ۶۹۴ھ) کے بعد حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ہی وہ عظیم المرتبت اور ماہر ترین فاضل ادیب تھے کہ جنہوں نے عربی زبان و ادب کو فارسی زبان و ادب کا دلکش اور زیبا پیرایہ بیان عطا کیا، اور فارسی زبان و ادب کی مانگ کو نئے سرے سے سجا دیا اور اسے چار چاند لگا دیئے۔

مثنویات جامی رحمہ اللہ:

یہ کہ مثنویات جامی رحمہ اللہ میں سے درج ذیل مثنویات:

① مثنوی سلسلۃ الذہب

② مثنوی تحفۃ الاحرار

③ مثنوی سبحۃ الابرار

کہ جو اکثر و بیشتر، متفرق موضوعات پر مشتمل ہیں۔ یعنی:

① قرآنی آیات

② احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

③ حضرات مشائخ کرام اور صوفیائے عظام کی روایات

④ عربی زبان و ادب کے اشعار اور حکایات

⑤ عربی زبان و ادب کی ضرب الامثال: وغیرہ سے ماخوذ و مستعار ہیں۔

اسی طور پر ''اربعین جامی'' یا ترجمہ چہل حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مثنوی یوسف و زلیخا کہ جس کی بنیاد قرآن حکیم کے ''احسن القصص'' پر مبنی ہے۔

قصص و حکایات:

❁ یہ کہ دیگر قصص و حکایات میں سے قصہ ''سلامان و ابسال'' کہ جو اشارات ''شیخ الرئیس'' پر خواجہ نصیر الدین طوسی کی شرح سے ماخوذ ہے۔

❁ مثنوی لیلیٰ و مجنون: کہ جو دیوان امرؤ القیس عامری اور کتاب الاغانی سے ماخوذ ''امرؤ القیس'' کی حکایات و اشعار پر مبنی ہے۔

❁ (کتاب الآغانی) از ابی الفرج علی بن حسین اصفہانی رحمہ اللہ (م ۳۵۶ھ/ ۹۶۶ء) کی تالیف ہے۔[1]

---

[1] ملاحظہ کیجیے: (کشف الظنون) حاجی خلیفہ جلد ۱: ص: ۱۱۲۹

Marfat.com

عربی زبان وادب میں مہارت وسلیقہ:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے فارسی زبان و ادب میں فنی طور پر عربی زبان و ادب کو نہایت مہارت اور خوش سلیقگی سے برتا ہے۔

مثلاً: بطورِ دلائل کے ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی مثنوی ''خرد نامہ اسکندری'' کے اکثر مضامین بھی تصوف اور فلسفے کی کتب ورسائل سے ماخوذ ہیں، پیش کر سکتے ہیں۔

اور اگر بہ نظر غائر ملاحظہ کیا جائے تو ان معارف ''وحقائق'' کا ماخذ وسر چشمہ عرب اکابر کا منثور اور منظوم ادب ہی تو ہے۔

ترجمہ میں فکری کاوشات:

عربی زبان وادب سے فارسی زبان وادب میں ترجمہ کرتے وقت حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی انتہائی کوشش کچھ یہی رہی ہے کہ وہ اصل مطالب و مفاہیم بعینہٖ انہیں اسالیب میں فارسی زبان وادب میں منتقل کر دیں۔

لیکن ایک بات ضرور ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ جب تشریحات وتوضیحات اور بدیعیات کا رنگ اختیار کرتے ہیں تو پھر ان کی اپنی عالمانہ کاوشات کا اس قدر شیوع وانتشار فکری طور پر ہونے لگتا ہے کہ آپ کے لیے تشریحات وتوضیحاتی، رشحات قلم کو روکنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاتا ہے۔

چنانچہ، بدیں صورت آپ اختصار اور ایجاز بیانی کو نظر انداز کرتے ہوئے تمام تر تفصیلات اور پھر جزئیات کو بیان کر دیتے ہیں۔

اس کا سبب کچھ یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے پیش نظر موضوعات کے شیوع، انتشار وابلاغ کا صحیح حق ادا کرنا مقصود مطلوب ہوتا ہے۔

چنانچہ، اس سبب سے آپ موضوعات میں مفاہیم مطالب، اضافات وتفصیلات وتوضیحات پیش فرماتے ہیں، اور یوں موضوع کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑ دیتے بلکہ اسے نئی صورت اور نیا پیرہن عطا کر دیتے تھے۔

مشہور انگریز مستشرق جناب مسٹر ہیڈ لینڈ ڈیوس کی مشہور انگریزی کتاب ملاحظہ کیجیے۔ اگرچہ وہ ایک مختصر کتاب ہے مگر حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی سوانح عمری اور آپ کے علمی کام کے لیے بے مثال اشاریہ کی حیثیت کی حامل ہے اور اس سلسلہ کی بہترین اور بے مثال کاوش ہے۔

THE PERSIAN MYSTICS "JAMI"

(RA)

BY

Mr. F. HADLAND DAVIS

Marfat.com

قصائد ورنگ غزل:

''کلیات جامی رحمۃ اللہ'' کے مطالعہ سے ہم حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے شعر وشاعری، نیز ادبی رنگ اورفن سے بخوبی طور پر آگاہ ہوجاتے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شخصیت علم وادب کے میدان میں بے میل تھی، اور پھر سب سے بڑھ کر اہم بات تو یہ ہے کہ آپ نے قدیم فارسی شعرا سے لے کر اپنے دور کے معاصر اصحاب علم وادب وشعروفن کے ساتھ فکری تسلسل وربط کو قائم رکھا ہے۔ نیز ان کے تتبع (پیروی) میں اپنے عصر کے متنوع اسالیب اور بدیعیات سے ہمکنار فرمایا ہے، اور اصناف شعروادب کے جدید اسالیب کو اپنے قصائد وغزلیات، مثنویات، رباعیات اور معماجات وغیرہ میں برتا ہے، اور شعروادب اورفنِ شعر کے نشہ کو افزوں سے افزوں تر کردیا ہے۔

کلیات جامی رحمۃ اللہ:

''کلیات جامی رحمۃ اللہ'' حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی شعروشاعری اورفن شعر وادب پر خاصہ کی چیز ہے۔ اس میں قصائد اور غزلیات وغیرہ کی تعداد پانچ صد کے قریب ہے۔ ان غزلیات میں مرثیہ کا رنگ بھی ہے، رباعیات بھی ہیں مگر وہی رنگ تغزل ہے، اور دیگر اصناف شاعری کو بھی برتا گیا۔ ''کلیات جامی رحمۃ اللہ''، ارباب علم وادب وشعروفن کے باوصف فارسی زبان وادب کے حوالے سے کسی بھی دیگر فارسی زبان کے شاعر سے علمی وادبی اورفنی نقطہ نگاہ سے کم تر نہیں ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے قصائد وغزلیات ومربعات، میرائی ومعماجات اور رباعیات میں فن ادب وبلاغت ومعانی وبیان کا نہایت عمدہ طور پر استعمال کیا ہے۔

تشبیہات واستعارات کے استعمال سے آپ نے اپنے قصائد وغزلیات کو اگرچہ کہ وہ مرثیہ کے رنگ میں ہوں اور رباعیات وغیرہ کو تلمیحات کا رنگ دے کر مضامین خیال کی آمد کو اور رواں دواں کردیا ہے۔ آپ کے ہاں برجستگی ہے یعنی آمد ہے، اور آورد (یعنی تکلف اور تصنع) کم پایا جاتا ہے۔

آپ کو مضمونِ خیال کے باندھنے کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی غزلیات اور قصائد ورباعیات میں ادب وبلاغت اور معانی وبیان کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔

مگر ایک بات ضرور ہے کہ آپ ایک صوفی باصفا تھے، رند مشرب نہ تھے۔ ہمارے کہنے کا مقصد کچھ یہ ہے کہ جہاں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ نے اپنے کلام میں بوسہ ووصل، سر زلف وچشم مخمور اور مد وخد وخالِ محبوب کا ذکر کیا ہے یا میخانے کا ذکر کیا ہے، وہاں آپ نے رنگ غزل کی

Marfat.com

زیبائش اور عمدگی کی خاطر رنگ مجاز اختیار کیا ہے، اور حقیقت کا رنگ دیا ہے۔ اور یہ محض آداب شعر و شاعری کی شوریدہ سری اور سوختگی ہے۔ آپ کا ''کلیات جامی'' تقریباً سات ہزار اشعار پر مشتمل ہے، اور ہر شعر مجاز و حقیقت ہر دو رنگ میں اپنا علیحدہ علیحدہ جہانِ معنی رکھتا ہے۔ (لیکن اس تمام کچھ میں حقیقت کا رنگ کارفرما ہے)۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ بحیثیت مجموعی درحقیقت رہ نورد تصوف وطریقت تھے، اور کشف وارشاد واکتشافات باطنی میں نمایاں اور ممتاز تھے اور اشارات روحانی میں فائق الاقران تھے۔

بطور ثبوت کے کلیات جامی رحمہ اللہ میں ونعت وغیرہ کے قصائد کو ملاحظہ کیجیے۔ نیز مثلاً:

① نقد النصوص شرح قصیدہ تائیہ

② لوائح

③ لوامع

④ اشعۃ للمعات! (شرح لمعاتِ عراقی رحمہ اللہ)

ہمارے مذکورہ بالا نقطہ نگاہ کی بین اور واضح دلیل ہیں۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نویں صدی ہجری کے فارسی زبان وادب (نظم ونثر) اور دیگر علوم وفنون میں بزرگ عالم وفاضل واستاد زمانہ تھے، اور آپ بزرگ اساتذۂ تصوف وسلوک میں سے ایک تھے اور سرزمین ایران میں مکتب تصوف وسلوک، معرفت وطریقت اور کشف و رشد اور اشارات روحانی کے آخری شاعر تھے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت شخصیت کو سرزمین ایران اور پھر سرزمین ہندوستان (پاک وہند) وغیرہ میں عدیم المثال عالم عرفان وتصوف وسلوک اور حضرات صوفیائے سلسلہ نقشبندیہ رحمہ اللہ میں سے ایک عظیم المرتبت عارف کامل اور صوفی اور قطب الاقطاب ہونے کے باوصف نہایت عظیم شہرت حاصل ہے، اور علم وادب اور متصوفانہ شاعری کی بنا پر آپ کی مؤقر کتب نظم ونثر ودیگر علوم وفنون کی کتب ورسائل کو جامعیت کی بناء پر نہایت درجہ اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کے متصوفانہ کلام جو کہ اشعار کی صورت میں ہے بالخصوص، مدح ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مجالس ومحافل سماع میں آج تک نہایت محبت وشوق سے پڑھا جاتا ہے اور سماعت کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور قاری وسامع ہر دو کے لیے وَجد اور حال کے باوصف خاصے کی چیز ہے۔

انتخاب کلام جامی رحمۃ اللہ:

ہم نے اپنی کتاب حیات حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے اس حصہ ہشتم کو حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کے ''کلیات جامی رحمۃ اللہ'' میں سے انتخاب کے لیے وقف کیا ہے۔ ''کلیاتِ جامی رحمۃ اللہ''، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی تقریباً پانچ صد غزلیات اور سات ہزار ابیات شعری پر مشتمل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ نے مجاز میں حقیقت کا رنگ اختیار کیا ہے۔ یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ حقیقت کو مجاز کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ یعنی مجاز کا پیرایہ بیان اختیار کیا ہے۔

آپ نے غزل میں حکیم سنائی رحمۃ اللہ و اوحدی رحمۃ اللہ، سعدی رحمۃ اللہ و حافظ نیز امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ کا رنگ اختیار کیا ہے۔ آپ حقیقت کا جو رنگ اپنے قلب اور نگاہ میں رکھتے تھے۔ اس سوزش فکر ونظر کو مجازی الفاظ، در تراکیب صوری میں پیش کیا ہے۔ درحقیقت، یہ رنگ غزل افکارِ قلبی کا وہ شعلہ سوزاں تھا کہ جس میں قدیم متصوفین اور حضرات شعرا مثلاً: شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ، عرفی رحمۃ اللہ و شمس تبریزی رحمۃ اللہ نے خود کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔

اور پھر کلام سنائی رحمۃ اللہ و حافظ شیرازی رحمۃ اللہ نے اس کے ذریعہ سے نئے انداز وروش میں دلسوزی عطا کر دی تھی۔

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی غزلیات اپنے فکری تاثر کے باوصف زیادہ تر عارفانہ ہیں جبکہ حکیمانہ کم ہیں۔

بالخصوص، ''مسئلہ وحدت الوجود'' آپ رحمۃ اللہ پر تمام طور پر غالب تھا۔ آپ کی کتب میں سے درج ذیل اس پر شاہد ہیں، مثلاً:

① کتاب لوائح

② اشعۃ اللمعات

③ نقد النصوص وغیرہ

آپ نے ''مسئلہ وحدت الوجود'' کو نہایت عام فہم، آسان اور دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے:

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کی غزلیات کیف بخش ہیں اور عمدہ ونمایاں طور سے پُر اثر ہیں۔ آپ نے اپنے قصائد میں حکیمانہ رنگ اختیار فرمایا ہے۔ بالخصوص حمد اور نعت سید الانبیا ﷺ میں عجیب اور طرح دار رنگ اختیار کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ ''ارباب حکومت وسلطنت'' کی مدح نہایت کم کی ہے۔ آپ پر ''تصوف ووجد وحال'' کا رنگ قوی طور پر غالب تھا، اور بے نفسی وجذبہ حال نے آپ کو مدح سلاطین کے راستہ پر چلنے نہ دیا۔

البتہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے والیٔ خراسان علم پرور بادشاہ ابو الغازی سلطان حسین بایقرا رحمہ اللہ کہ جو دارالخلافہ شہرت ہرات میں مسند حکومت وسلطنت پر ممکن تھے، اپنے انتساب میں چند تا مثنوی ہائے ہفت اورنگ کو ترتیب ضرور دیا، اور یہ بادشاہ وقت کے ساتھ باہمی مخلصانہ روابط کی دلیل ہے نہ کہ صلہ کے حصول کی آرزو وتمنا۔

کلیات جامی رحمہ اللہ:

کلیات جامی رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی دیگر کتب ہائے نثر اور مثنوی ہائے ہفت اورنگ کی طرح برصغیر پاک وہند میں چھپ چکی ہے۔ خاص طور پر مطبع نول کشور، لکھنو میں شائع ہوئی۔ یہ کلیات جامی رحمہ اللہ کہ جو قصائد وغزلیات پر مشتمل تھی اول بار کلکتہ سے شائع ہوئی کہ جو بمبئی اور لکھنو کے نسخہ پر مبنی تھی۔ جبکہ لکھنو کے مطبوعہ نسخہ میں صحت متن کی جانب خاص توجہ مبذول کی گئی تھی۔

یہ نول کشوری ''مطبوعہ نسخہ'' کلیات جامی رحمہ اللہ پاکستان میں ایک عرصہ سے نایاب چلا آتا تھا۔ اب اسی نول کشوری نسخہ پر مبنی نسخہ ''کلیات جامی رحمہ اللہ'' مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، پاکستان نے نہایت عمدہ طور پر غالباً عکسی شائع کیا ہے۔

انتخاب: کلیات جامی رحمہ اللہ (شرح کلام جامی):

''مختصر انتخاب جامی'' کو ''کلیات جامی'' میں سے ''شرح کلامِ جامی'' کے نام سے معنون کیا ہے۔ اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

① ''حمد باری تعالیٰ'' (نمونہ کلام)

② ''نعت بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم (نمونہ کلام)

③ درمنقبت ''حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (نمونہ کلام)

④ درمنقبت شہید کرب وبلا ''حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ (نمونہ کلام)

⑤ ایک صد غزلیات جامی رحمہ اللہ کا انتخاب ''کلیات جامی'' میں سے بطور نمونہ کلام کیا گیا ہے۔

⑥ پانچ عدد مقطعات کا انتخاب ''کلیات جامی'' میں سے بطور نمونہ کلام کیا گیا ہے۔

Marfat.com

⑦ آٹھ عدد ''رباعیات'' کا انتخاب ''کلیات جامی'' میں سے بطور نمونہ کیا گیا ہے۔

⑧ پانچ عدد معماجات کا انتخاب ''کلیات جامی'' میں سے بطور نمونہ کیا گیا ہے۔

غزلیات وقصائد وغیرہ، پر عناوین اپنی جانب سے نہیں دیئے گئے ہیں اور ان کو بلا عنادین کے بعینہٖ چھوڑ دیا گیا۔

⑨ عربی قصیدہ بردہ کا فارسی ترجمہ از حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ

میں سے بیس عدد اشعار (نمبر ۱ تا نمبر ۲۰) کا انتخاب بطور نمونہ کیا گیا ہے۔ ساتھ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔

ہم نے اس انتخاب کا اردو ترجمہ مع تشریح کیا ہے، اور تشریحات میں موجود ذوق کے مطابق جدید رنگ اختیار کیا ہے۔ اور ضخامت کے پیش نظر اس شرح کو ادارہ ''بک کارنر جہلم'' نے الگ کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ اردو ترجمہ وتشریح کو مطلب خیز اور سلیس اردو میں ہدیہ قارئین کیا گیا ہے۔ امید ہے قارئین کے لیے یہ مفید ثابت ہوگی اور وہ اسے بہ نظرِ تحسین دیکھیں گے۔

ہر حال:

اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَام مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلّ!

اور بقول شاعر:

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

امید واثق ہے کہ قارئین کرام ہماری خطاؤں سے چشم پوشی کرتے ہوئے عفو ودرگزر فرمائیں گے کہ

عُذرِ مَنْ صَنَّفَ قَدِ اسْتُھْدِفَ!

''کہ جس نے تصنیف کی وہ نشانہ بنا.....''

کا عذر تو ہے ہی!

والسلام

آپ کا مخلص

احقر العباد

راجہ طارق محمود نعمانی

ایڈووکیٹ (ہائیکورٹ)

Marfat.com

شرح کلام

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اُردو ترجمہ وتشریح

چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے

انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح

شارح

راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر

ناشران

بُک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ

حالات وواقعات اور افکار وتعلیمات کا مستند مجموعہ

تالیف

راجہ طارق محمود نعمانی

نظر ثانی

پروفیسر سید امیر کھوکھر

ناشران

بک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سیٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

سوانح حیات شمس المعارف

شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت

مع مختصر انتخاب دیوان شمس تبریز

از مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ:
راجہ طارق محمود نعمانی

ناشران
بک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان
فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

عظیم مسلم شخصیات کی زندگی پر مستند کتابیں

ان کتابوں کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے!

حیات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	محمد حسین ہیکل
حیات حضرت ابراہیم علیہ السلام	محمد رضی الاسلام ندوی
حیاتِ حضرت خضر علیہ السلام	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ذوالقرنین علیہ السلام (مع قصہ یاجوج ماجوج)	نوید احمد ربانی
حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام	کامران اعظم سوہدروی
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد حسین ہیکل
حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	محمد حسین ہیکل
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	محمد حسین ہیکل
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر طٰہٰ حسین
سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	حافظ ناصر محمود
حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ	حافظ ناصر محمود
حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا	حافظ ناصر محمود
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	کامران اعظم سوہدروی
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	کامران اعظم سوہدروی
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	راجہ طارق محمود نعمانی
حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ مع دیوانِ شمس تبریز	راجہ طارق محمود نعمانی
سوانح مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ	علامہ شبلی نعمانی
حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عبدالسلام ندوی

نفیس طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائنڈنگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

نایاب تاریخی تصاویر کے ساتھ

عظیم تاریخی شخصیات — شاہکار سوانح عمریاں

ان کتابوں کو اپنی لائبریری کی زینت بنائیے!

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	(فاتح مصر)	ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	(اللہ کی تلوار)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
محمد بن قاسم	(فاتح سندھ)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
طارق بن زیاد	(فاتح اُندلس)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
سلطان محمود غزنوی	(بت شکن)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
عمادالدین زنگی	(عظیم فاتح)	صادق حسین صدیقی سردھنوی
غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ	(عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)	عبدالرشید عراقی
صلاح الدین ایوبی	(فاتح بیت المقدس)	ہیرلڈ لیم/مترجم: محمد یوسف عباسی
امیر تیمور	(جس نے دُنیا ہلا ڈالی)	ہیرلڈ لیم/مترجم: محمد عنایت اللہ
چنگیز خان	(دہشت اور جنون کا نشان)	ہیرلڈ لیم/مترجم: سیّد ذیشان نظامی
سقراط	(عظیم فلسفی)	کورا میسن/مترجم: آنسہ صبیحہ حسن
سکندر اعظم	(عظیم فاتح)	انجم سلطان شہباز
شیر شاہ سوری	(شیر دِل بادشاہ)	انجم سلطان شہباز
سلطان محمد فاتح	(فاتح قسطنطنیہ)	ڈاکٹر محمد مصطفےٰ صفوت
حیدر علی	(سلطنت خداداد کا بانی)	نریندر کرشن سنہا
خلیفہ ہارون الرشید	(پانچویں عباسی خلیفہ)	راجہ طارق محمود نعمانی
اورنگ زیب عالمگیر	(شہنشاہِ مغلیہ سلطنت)	رئیس احمد جعفری
ابن خلدون	(مؤرخ، فقیہ، فلسفی اور سیاستدان)	ڈاکٹر طٰہٰ حسین
عمر خیام	(فارسی شاعر اور فلسفی)	سیّد سلیمان ندوی
امیر خسرو	(فارسی و ہندی شاعر، ماہر موسیقی)	سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن

نفیس طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائنڈنگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول اقوال، حکایات، واقعات پر مبنی

زندگی سنوارنے والی سبق آموز کتابیں

قرآنی بکھرے موتی	مرتب: علی اصغر
جنت کے حسین مناظر	مرتب: علی اصغر
ذکر اللہ والوں کے	مرتب: محمد فیروز
اقوالِ علی رضی اللہ عنہ کا انسائیکلوپیڈیا	مرتب: محمد مغفور الحق
شیخ سعدی کی باتیں	مرتب: محمد مغفور الحق
حکایات سعدی	شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
حکایات رُومی	مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ
روحانی حکایات	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
حکایات لقمان (سوانح حیات مع حکایات وواقعات)	کامران اعظم سوہدروی
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انسائیکلوپیڈیا (کوئز بک)	مرتب: سیّد ذیشان نظامی
رازِ حیات (ناممکن کو ممکن بنائیں!)	مولانا وحید الدین خاں
گفتگو تقریر ایک فن	ڈیل کارنیگی
پریشان ہونا چھوڑیئے جینا سیکھئے!	ڈیل کارنیگی
میٹھے بول میں جادو ہے	ڈیل کارنیگی
کامیاب لوگوں کی دلچسپ باتیں	ڈیل کارنیگی
39 بڑے آدمی	ڈیل کارنیگی
مانیں نہ مانیں	ڈیل کارنیگی
موت کا منظر (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟)	خواجہ محمد اسلام
کلیات اقبال رحمۃ اللہ علیہ	علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
مکالماتِ اقبال (علامہ اقبال کی زندگی کے سنہرے واقعات)	پروفیسر سعید راشد علیگ
تذکرۂ اقبال	پروفیسر سعید راشد علیگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سیٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

مشہور و معروف قلم کار **حافظ ناصر محمود** کی معرفت و تصوف پر شاہکار تصانیف

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، واقعات، تعلیمات، اوصاف اور کمالات کا تذکرہ، جو اقلیمِ عشق کے امام، تاریخ فقر و عرفان میں یکتائے روزگار اور فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام پر فائز ہو کر حیات جاوداں پا گئے

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ
عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوسری صدی ہجری کی شہرۂ آفاق عارفہ کی سوانح حیات، واقعات، فرمودات، مناجات، تعلیمات، کرامات، اوصاف اور کمالات کا تذکرہ

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا
رَابِعَةُ العَدَوِيَّة

نفیس طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت سرورق اور مضبوط بائنڈنگ

ناشران: بک کارنر شوروم بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

Marfat.com

قصیدہ بردہ شریف کے خالق

شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید البوصیری رحمۃ اللہ علیہ

شَاعِرُ المدائح النبويّة وَ مِرآةُ عَصْرِهِ

دیوانِ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ حافظ محمد ذکاء اللہ سعیدی

(ایم اے علوم اسلامیہ، اردو، تاریخ، بی ایڈ)

مصر کے معروف صوفی شاعر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نابغہ روزگار ہستی تھے۔ ان کے دیوان کا ایک ایک شعر ان کی سحر بیانی وہ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ کلام پڑھنے والا کسی ایک شعر کی عمدگی میں ہی محو ہو جاتا ہے اور گھنٹوں اس کی چاشنی اپنی ذات میں محسوس کرتا رہتا ہے۔ قصیدۂ بردہ شریف (عربی: قصیدۃ البردۃ) ایک ایسا شاعرانہ کلام ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، مدحت وثناء خوانی پر مبنی ہے اور پوری اِسلامی دُنیا میں نہایت شہرت کا حامل ہے۔

ناشران

بُک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

عالمی شہرت یافتہ نعتِ مصطفیٰ ﷺ،
حُسنِ حدائقِ بخشش، کلام الامام امام الکلام، بقول امام احمد رضاؒ:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہے الحمد للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

شرحِ سلامِ رضاؒ

فرہنگ، مفاہیم اور آسان اُردو شرح کے ساتھ

کلام

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرہنگ و شرح

علامہ حافظ محمد ذکاء اللہ سعیدی

(ایم اے علوم اسلامیہ، اردو، تاریخ، بی ایڈ)

ناشران

بُک کارنر

شوروم: بالمقابل اقبال لائبریری بک سٹریٹ جہلم پاکستان

فون نمبر 0544-614977 موبائل 0323-5777931

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائیرز

Marfat.com

کتابوں کی دُنیا میں خوش آمدید!!!

بُک کارنر شوروم

اَب facebook پر!!

جہاں آپ کو ملیں

کتابوں سے متعلق

معلومات ..... اقتباسات ..... تبصرے

..... تجزیے ..... اور بہت کچھ!!

براہِ راست لنک:

www.facebook.com/bookcornershowroom

آج ہی ممبر بننے کے لیے پیج پر بنے بٹن

پر کلک کیجیے!

اور سینکڑوں ممبرز کی فہرست میں آپ بھی شامل ہو جایئے!!

Marfat.com

شرح کلامِ جامی رحمۃ اللہ

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام کا فارسی سے اُردو ترجمہ و تشریح
انتہائی سلیس اور رواں ترجمے کے ساتھ دل پذیر شرح کا کام بھی
راجہ طارق نعمانی صاحب کے قلم سے مکمل ہوا ہے

شارح راجہ طارق محمود نعمانی

NEW! BOOK

ناشران
بک کارنر
جہلم، پاکستان

facebook
book corner showroom
website
www.bookcorner.com.pk
email
bookcornershowroom@gmail.com

ISBN: 978-969-9396-84-7
Rs. 999.00